نفس الرحمٰن

فیما لاحباب اللہ من علو الشان

اولیائے کرام کی خداداد عظمت و جلالت

مصنف

السید اسمٰعیل بن مہدی بن حامد الغربانی الحسنی

مترجم

ساجد الہاشمی

اہل السنہ پبلی کیشنز۔ دینہ ضلع جہلم

Marfat.com

Marfat.com

تحفہ از جناب عالی حضرت قاری فیض الرسول سیفی صاحب

للہ العباد قاری محمد عبد الستار احمد السیفی غفرلہ

ناصر الباسی

نزھۃ القاری

شرح صحیح بخاری

مفتی محمد شریف الحق امجدی

ازہری

ویریکشنل لاہور

Marfat.com

Marfat.com

نفس الرحمٰن
فیما الاحباب اللہ من علو الشان

اولیائے کرام
کی خُداداد عظمت و جلالت

تصنیف:

السید اسمٰعیل بن مہدی بن حامد الغزالی الحسنی

ترجمہ:

ساجد الہاشمی

اہل السنۃ پبلی کیشنز دینہ پاکستان انگلینڈ

Marfat.com

﴿ جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں ﴾

نام کتاب	:	اولیاء کرام کی خداداد عظمت وجلالت
مصنف	:	السید اسماعیل بن مہدی بن حمید الغربانی الحسنی
مترجم	:	ساجد الہاشمی
کمپوزر	:	ناصر الہاشمی، ساجد الہاشمی
نظر ثانی	:	طاہری سعیدی
زیر نگرانی	:	ایم احسان الحق صدیقی
تعداد	:	1000
سال اشاعت	:	2003ء
فون	:	07780665307
ای میل	:	sajidulhashemi@yahoo.com.uk

GREY ST.BURNLEY BB10 IPX,UK

واحد تقسیم کار

مکتبہ جمال کرم

9- مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

فون: 042-7324948-0300-4205906

قیمت ــــ 180

Marfat.com

عکس جمال

1۔نگارشات مترجم		5
2۔جھومر		7
3۔تیسری طبع کا مقدمہ		8
4۔مصنف کے مختصر حالات زندگی		17
5۔دوسری طبع کا مقدمہ		20
6۔تیسری طبع کی تقاریض		24
7۔دیباجہ الکتاب		71
8۔مقدمہ		75
9۔ولی کون ہے؟		76
10۔درود وسلام کی فضیلت		85
11۔پہلی فصل	توسل واستغاثہ	143
12۔دوسری فصل	انبیاء واولیاء کی تعظیم	187
13۔تیسری فصل	میلاد النبی ﷺ	249
14۔چوتھی فصل	مقام اولیاء کرام	265
15۔پانچویں فصل	تبرک (زندگی میں)	289
16۔چھٹی فصل	تبرک (وصال کے بعد)	297
17۔ساتویں فصل	صالحین کی زیارت	311

Marfat.com

18۔آٹھویں فصل	فوت شدگان مسلمانوں کی زیارت	327
19۔نویں فصل	گنبد خضراء کی زیارت	337
20۔دسویں فصل	حیات انبیاء و اولیاء	367
21۔گیارہویں فصل	نبی کریم ﷺ کی زیارت خواب اور بیداری میں	413
22۔بارہویں فصل	صالحین کے بارے عقیدۂ اہلسنت	425
23۔تیرہویں فصل	اولیاءاللہ کی زندگی میں ان کی کرامات	441
24۔چودہویں فصل	کرامات اولیاء بعداز وصال	479
25۔پندرہویں فصل	تصدیق اصل ایمان ہے	499
26۔	خاتمہ.....شرک کی اقسام	511
27۔	خاتمۃ الخاتمہ	544

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نگارشات مترجم

قارئین کرام!

عارف ربانی سید اسمعیل بن مہدی بن حمید الغربانی الحسنی کی تالیف لطیف "**نفس الرحمان**" کا ترجمہ بصد ادب و نیاز آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ یہ کتابِ مستطاب فاضلِ شہیر محقق کبیر محسن اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی وساطت سے برادرِ مکرم حضرت علامہ ریاض احمد طاہر سعیدی صاحب نے راقم تک پہنچائی ہے۔ ترجمہ کا نام "**اولیاء کرام کی خداداد عظمت و جلالت**" قبلہ شرف قادری صاحب کا ہی تجویز کردہ ہے۔

اس عظیم کتاب کا موضوع وہ نازک اور اہم ترین مسائل ہیں جنہوں نے امت مسلمہ کو لخت لخت کر دیا ہے۔ جن کی بنا پر اُمتِ مسلمہ کو بے دریغ شرک، کفر اور بدعت کی شمشیر براں سے گھائل کیا جا رہا ہے۔ ان کی بنیاد نفاق ہو، بے بصیرتی ہو، کج فہمی ہو یا بد قسمتی۔ بہر حال اس تحریک کی بنا پر اُمت کا ایک طبقہ تعظیم رسالت اور تکریم ولایت کے جوہرِ آبدار سے محروم ہو رہا ہے اور ہو گیا ہے۔ قصور چشم بے نگیں کا ہے یا چشمۂ نفاق کا۔ بہر حال ان کو ہر مظہرِ محبت وعقیدت، شرک، کفر یا بدعت ہی نظر آتا ہے۔

آج کے دور کا یہ سنگین ترین فتنہ ہے جس کی بناء پر اُمت کا تعلق و رشتہ اکابر، صالحین، اولیاءِ کرام بلکہ نبی اکرم ﷺ سے دن بدن کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ نوبت بایں جا رسید۔ کہ غلامئ نبوت کو کفر قرار دیا جا رہا ہے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالی نے ایسے فتنہ پرور لوگوں کے عقائد کی اصلاح میں سعی بلیغ فرمائی ہے مگر کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان کے ساتھ۔ بریشم کی طرح نرم لہجہ کے ساتھ۔ ایسے موضوعات پر تحریر کردہ اکثر کتب کا لہجہ ترش اور اسلوب تلخ ہو جانا فطری امر ہے

Marfat.com

مگر مصنف ممدوح نے سنجیدگی اور متانت کا دامن کہیں بھی نہیں چھوڑا یہ کتاب ﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾ کا عظیم شاہکار ہے۔

مصنف رحمہ اللّٰہ تعالیٰ کی تحریر کا ایک ممتاز پہلو قرآنِ عزیز سے اقتباس ہے۔ مصنف ایسے عمدہ، منفرد اور اچھوتے انداز میں قرآن حکیم سے اقتباس کرتے ہیں کہ تاثیر میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے ایسے مقامات پر راقم کو ایک عجیب سی چاشنی محسوس ہوتی ہے۔ مگر ترجمہ کا ایک نقص یہ ہے کہ اقتباس کا نور اس میں جھلک نہیں سکتا مثلاً

وَاِخْوَانُنَا الْمُنْکِرُوْنَ حَاشَاهُمْ اَنْ یَّحْضُرُوْا بَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰنَ فِیْ قَبْرِهٖ اَوْبَیْنَ یَدَیْ وَلِیٍّ مِّنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ مِنَ الْاَحْیَاءِ وَالْاَمْوَاتِ وَیَتَنَازَلُوْنَ بِطَلَبِ الْاِسْتِغْفَارِ مِنْهُ. اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا.

ترجمہ میں کس قدر کامیاب رہا ہوں۔ اس کا فیصلہ تو قارئینِ کرام ہی کریں گے۔ تاہم اس امر کے اعتراف میں مجھے کوئی باک نہیں ہے کہ اس ترجمہ کی خوبی کا ہر پہلو تاجدارِ کائنات ﷺ کے نعلین مقدسین کا تصدق ہے اور اس ترجمہ کا ہر نقص میری کم فہمی اور کم علمی کی بنا پر ہے۔ قارئینِ کرام کو اگر کوئی خوبی نظر آئے تو احقر کے لئے سعاداتِ دارین کی دعا فرمائیں اور جہاں کہیں جھول نظر آئے، تو تجویز اصلاح فرمائیں

خداوند قدوس کے حضور بصد ادب و نیاز دعا گو ہوں کہ وہ اس خدمتِ دین کو قبول فرمائے اور قیامت کے روز تاجدارِ کائنات ﷺ کی شفاعتِ عظمیٰ نصیب فرمائے۔ آمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم ﷺ

خادمُ العلم و العلماء

ساجد الهاشمی

Marfat.com

جھومر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۞

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ۞

لَھُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ ط

لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط

ذٰلِکَ ھُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ۞

یونس ۱۰: ۶۲، ۶۳، ۶۴

ترجمہ:

سنو! بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔

انہیں کے لئے دنیوی اور اُخروی زندگی میں بشارت ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے۔

یہی بڑی کامیابی ہے۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تیسری طبع کا مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جس کی نعمت سے نیکیاں مکمل ہوتی ہیں اور جس کی مشیّت سے فرماں برداریوں کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اُس نے اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ج وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:٦٩

ترجمہ : جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ ﷻ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں!

اے میرے سردار ﷺ! اے اللہ ﷻ کے رسول مکرم ﷺ!

آپ پر میرے پروردگار کی رحمتیں، برکتیں اور نعمتیں نازل ہوں!

آپ نے ارشاد فرمایا:

اَتَاکُمْ اَھْلُ الْیَمَنِ. ھُمْ اَلْیَنُ قُلُوْباً وَ اَرَقُّ اَفْئِدَۃً. اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ .وَالْحِکْمَۃُ یَمَانِیَۃٌ. وَرَأْسُ الْکُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ.

ترجمہ : تمہارے پاس اہل یمن آئے۔ ان کے دل بڑے نرم ہیں۔ ان کے قلوب رقت آمیز ہیں۔ ایمان یمان ہے۔ حکمت یمانیہ ہے۔ اور کفر کا سر مشرق کی طرف ہے۔

اسے شیخین اور امامِ ترمذی نے سیدنا ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے۔

الصحیح البخاری ، المغازی ٧٤ الصحیح للمسلم ، الایمان ٨٤

الترمذی مناقب ٧١

Marfat.com

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ لَاَ جِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ الْیَمَنِ .(۱)

مسند احمد بن حنبل ، ۲، ۵٤۱

ترجمہ : بے شک میں یمن کی طرف سے رحمٰن کی رحمت کے خوشگوار جھونکے محسوس کرتا ہوں۔

---

(۱) ابن کثیر کی "النھایہ" اور زمخشری کی "الفائق" میں ہے۔

نَفَس ، نفسِ ھوا سے مستعار ہے جسے متنفس اپنے پیٹ میں لوٹاتا ہے۔ اسے پیٹ کی حرارت سے ٹھنڈا اور ہموار کرتا ہے۔

یا نفس، نفس ریح سے مستعار ہے جس سے وہ سانس لیتا ہے، آرام پاتا ہے۔

یانفسِ روضہ سے مُستعار ہے۔ اور وہ باغ کی عمدہ مہک ہے جسے وہ سونگھتا ہے اور اپنے پروردگار کے کرم سے آسودگی، آسائش اور آرام پاتا ہے اور کوفت و کربت دور کرتا ہے۔

اسی سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

لَاتَسُبُّوا الرِّیْحَ فَاِنَّھَا مِنْ نَفَسِ الرَّحْمٰنِ .

مستدرک للحاکم ، ۲:۲۷۲

ترجمہ : ہوا کو بُرا بھلا نہ کہو۔ وہ بے شک نَفَسِ رحمن سے ہے۔

اسی طرح کہا جاتا ہے۔

اَنْتَ فِیْ نَفَسٍ مِّنْ اَمْرِکَ

ترجمہ: تو اپنے معاملہ میں آسودہ حال ہے۔

Marfat.com

وَاعْمَلْ وَاَنْتَ فِیْ نَفَسٍ مِّنْ عُمْرِکَ

اس طرح حدیث پاک میں ہے۔

وَاَجِدُ نَفَسَ رَبِّکُمْ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ .

مسند احمد بن حنبل ۲، ٥٤١

ترجمہ :اور میں تمہارے پروردگار کی رحمتیں یمن کی جانب سے محسوس کرتا ہوں۔

عراقی نے احیاء العلوم کی احادیث کی تخریج کرتے ہوئے مندرجہ بالا حدیث پاک کے ضمن میں ارشاد فرمایا!

اس کے رجال ثقہ ہیں۔

امام قرطبی رحمہ اللّٰہ تعالٰی نے اس حدیث پاک کو سورۃ النصر کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

تفسیر قرطبی ،

جب یہ سورہ مقدسہ نازل ہوئی۔اس میں اللہ ﷻ کا ارشادِ گرامی ہے۔

﴿وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجاً﴾

القرآن الحکیم النصر ۲:۱۱۰

ترجمہ:اور عمل کر کیونکہ تجھے زندگی میں آسائش میسر ہے۔

یعنی مرض، بڑھاپے اور اس طرح کے آزار سے پہلے۔

مِنْ جَانِبِ الْیَمَنِ سے مراد اھل مدینہ سے میسر آنے والی مدد ونصرت ہے۔

امام قرطبی اللہ ﷻ کے فرمان ''اَفْوَاجًا'' کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں:

اس میں تاویلیں ہیں۔

ا۔کشادگی ،فوج درفوج اسلام قبول کرنے کی وجہ سے۔

اس کا معنی ہے کہ بے شک اللہ ﷻ نے انصار کے ذریعے نبی اکرم ﷺ سے

Marfat.com

دکھ دور فرمایا۔ اور یہ انصار اھل یمن سے تھے۔

ترجمہ :اور آپ لوگوں کو دیکھ لیں کہ اللہ ﷻ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ. وَجَاءَ اَهْلُ الْيَمَنِ. قَوْمٌ رَقِيْقَةٌ قُلُوبُهُمْ لِيْنَةٌ طِبَاعُهُم .اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ.

الصحیح البخاری، المغازی ٧٤ الصحیح للمسلم، ٨٢_٨٤

ترجمہ :اللّٰہ اکبر! اللّٰہ اکبر! اللہ ﷻ کی مدد اور فتح آ گئی۔ اہل یمن آ گئے۔ ایک ایسی قوم جن کے دل رقیق ہیں، جن کی طبیعتیں نرم ہیں۔ ایمان یمنی ہیں، فقہ یمنی ہے اور حکمت یمنی ہے۔

اما بعد!

بہت سارے اہل علم فضلاء نے ارشاد فرمایا کہ علامہ سید اسعیل بن مھدی بن حمید الغربانی الحسنی الیمنی (اللہ ﷻ ان پر رحمتیں نازل فرمائے اور اپنی کشادہ جنتوں میں ان کو فروکش فرمائے) کی تصنیف اولیاء کرام کی خداد عظمت و جلالت کی پھر طباعت ہونی چاہیئے۔

میں نے اللہ ﷻ سے خیر طلب کی، کمر ہمت باندھی اور اس نیک عمل کی تکمیل کے لئے کوشش کا آغاز کیا۔ جب اسباب مہیا ہو گئے اور وافر مقدار میں وسائل میسر آ گئے تو اللہ ﷻ پر بھروسہ کرتے ہوئے، اس سے مدد طلب کرتے ہوئے اور اس سے توفیق، راستی اور قبولیت مانگتے ہوئے کام کا آغاز کیا۔

بے شک اللہ ﷻ بہترین آسرا اور سخی ترین داتا ہے۔

ہم اللہ ﷻ کی توفیق سے یہ اُمید کرتے ہیں کہ یہ کتاب اہل اسلام کے اتحاد اور تالیفِ قلوب کا باعث ہوگی۔ کیونکہ مصنف نے توفیق ظاہر سے اختلاف کی پیٹھ چیر کر رکھ دی ہے۔ شک وشبہ کے فساد کو ظاہر کر دیا ہے۔ پختہ راہ اور سیدھی شاہراہ کو انتہائی گہرے علمی

Marfat.com

طریق اور کامل تفصیل کے ساتھ نکھار دیا ہے اور ہر ایک معاملہ کو کتاب وسنّت کی شرعی دلیلوں کے ساتھ واضح کیا ہے۔

مصنّف نے کتاب کو ایک مقدمہ ، 15 فصلوں اور ایک خاتمہ پر ترتیب دیا ہے۔

مقدمہ میں ولایت اور ولی کی تعریف بیان کی ہے۔ذکر اور ذاکرین کی فضیلت رقم کی ہے۔ نبی انور ﷺ پر درود وسلام کی برکات ذکر کی ہیں۔ اللہ ﷻ کی محبت میں مدہوش اصحاب اور علماءِ حق ورثاءِ انبیاء سابقین اور اہلِ یمن کی فضیلت لکھی ہے۔

پہلی فصل:

میں انبیاء اور صالحین سے توسل اور استغاثہ کے جواز کو بیان فرمایا ہے۔ توسل اور استغاثہ کا شرعی معنی ذکر کیا ہے۔توسل و استغاثہ سے روکنے والوں اور ان کے باعث مسلمانوں کو کافر کہنے والوں کا رد کیا ہے۔

دوسری فصل:

میں انبیاء واولیاء کی زندگی اور بعد از زندگی تعظیم وتکریم کی مشروعیت ذکر کی ہے۔ اور اس معاملہ میں کتاب وسنّت سے دلائل دیئے ہیں اور یہ بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تعظیم، محبت اور طاعت اللہ ﷻ کی تعظیم، محبت اور طاعت ہے۔

تیسری فصل:

میں میلاد النبی ﷺ کے بیان اور مجالس میلاد کے انعقاد کا جواز بیان کیا ہے۔

چوتھی فصل:

میں اللہ ﷻ کے اپنے نیکوکار بندوں کی تعظیم کے مظاہر، ان کی رعایت، ان کے احوال کی تائید، اور ان کو لغزشوں اور گمراہیوں سے محفوظ رکھنے کا ذکر کیا ہے۔

پانچویں فصل:

میں صالحین سے زندگی میں حصول برکت کے جواز پر کلام ہے۔

چھٹی فصل:

Marfat.com

میں صالحین سے بعداز وفات برکت حاصل کرنے کا بیان ہے۔

ساتویں فصل:

میں صالحین کی صحبت کے فوائد، ان سے ہمیشہ منسلک رہنے کی رغبت، ان کی محبت کی طلب اوران کی دعاؤں سے نفع اندوزی کا ذکر ہے۔

آٹھویں فصل:

میں فوت شدہ مسلمانوں کی عمومی اور صالحین کی خصوصی زیارت کا ذکر کیا ہے۔

نویں فصل:

میں بیان فرمایا کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صدیقین رضی اللہ عنہم اپنی موت کے بعد پروردگار کے ہاں زندہ ہیں۔

دسویں فصل:

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم بیداری اور عالم خواب میں زیارت کا ذکر ہے۔

گیارہویں فصل:

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیکوکار بندوں کے متعلق اھل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کا ذکر ہے۔

بارہویں فصل:

میں اولیاء کرام کی حیات میں صادر ہونے والی کرامات کا ذکر ہے۔

چودھویں فصل:

میں اولیائے کرام کی بعداز وفات واقع ہونے والی کرامات کا ذکر ہے۔

پندرھویں فصل:

میں بیان فرمایا کہ اصلِ ایمان تصدیق ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پیغمبروں اور اولیاء کی تصدیق اس کے انتخاب اور کرم کی علامت ہے۔

خاتمہ:

میں شرک کی 27 اقسام کا تفصیلی ذکر ہے۔

Marfat.com

خاتمۃ الخاتمہ:

میں آئمہ مجتہدین کی تقلید کے جواز کا بیان ہے اور مقلدین کو کافر کہنے والوں کا رد ہے۔

اس طرح یہ کتاب تمام موضوعات کی جامع ہے۔ مگر اس کتاب کے بہت سے حقائق ایسے لوگوں پر پوشیدہ ہیں جو باطل دعوؤں کے فریب میں ہیں۔ شبہات اور مغالطات کی وادیوں میں گھومنے والوں پر اس کے مقامات اوجھل ہیں۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں ایک بصیرت افروز عالم، ایک نقاد دانشور اور ماہر حکیم کا طرز اختیار کیا ہے۔ وہ شکوک وشبہات کو کھولتے ہیں پھر اللہ ﷻ کی توفیق سے قرآن وحدیث کے دلائل اجتہادی شواہد اور ثابت شدہ واقعات سے ان شبہات کا رد کرتے ہیں مگر مکالمہ میں حدادب سے تجاوز نہیں کرتے۔ حکمت ودانائی میں اہل نصیحت کی راہ نہیں چھوڑتے۔ قوت وشوکت سے حق کے مینارے اور ہدایت کے جھنڈے بلند کرتے ہیں۔ حیران وسرگرداں لوگوں کے ہاتھ تھام کر ہدایت کی راہوں اور استقامت کی شاہراہوں پر گامزن کرتے ہیں۔

اللہ ﷻ ہی اس کتاب سے نفع حاصل کرنے کی توفیق دینے والا ہے اور اس کو تسلیم کرنے کی ہدایت عطا فرمانے والا ہے۔

﴿ قَدْ جَآءَ كُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ج وَ مَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ط وَ مَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴾

القرآن الحکیم الانعام ٦:١٠٤

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں تو جس نے آنکھوں سے دیکھا تو اس نے اپنا فائدہ کیا اور جو اندھا بنا رہا اُس نے اپنا نقصان کیا اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔

دلائلِ حق سننے کے بعد جو لوگ اہل نجات کی راہ سے اور نیک بختی کے دروازوں کی چابیوں سے اعراض کرنے والے ہیں، انہیں ڈرنا چاہیے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے اہل ایمان بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اختلاف کے وقت نبی اکرم ﷺ کو حکم بنائیں۔

﴿ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَاشَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:٦٥

ترجمہ : پس (اے مصطفیٰ کریم ﷺ) تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے مابین پھوٹ پڑنے والے اختلاف میں آپ ﷺ کو حاکم نہ بنائیں اور آپ ﷺ کے فیصلہ پر اپنے دلوں میں تنگی نہ محسوس کریں اور آپ کے فیصلہ کو دل وجان سے تسلیم کریں۔

رسول اکرم ﷺ کے فرمان عالی شان کی مخالفت کرنے والوں، اہل اسلام کی جماعت سے نکلنے والوں اور اہل ایمان کے راستہ سے راہِ فرار اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم سے خوف کھانا چاہیئے۔

﴿ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ م بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَ تْ مَصِیْرًا ﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:١١٥

ترجمہ : جو شخص راہ ہدایت کے روشن ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے رسول معظم ﷺ کی مخالفت کرے اور اہلِ اسلام کی راہ سے الگ راستہ اختیار کرے تو اسے ہم اس کی راہ کی طرف ہی پھیر دیں گے اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور یہ انتہائی بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو اس فرمان الٰہی سے بھی لرزہ براندام ہونا چاہیے۔

﴿..... فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم النور ٦٣

ترجمہ: اس کے فرمان کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیئے کہ ان پر کوئی مصیبت نازل ہو یا ان کو دردناک عذاب پہنچے۔

اللہ ﷻ ہمیں فرماں برداری اور پیروی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ گمراہی اور خواہشات نفسانی کی پیروی سے محفوظ رکھے۔

﴿ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَھْوَآءَ ھُمْ ط وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوَاہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ﴾

القرآن الحکیم القصص ٢٨:٥٠

ترجمہ: پس اگر وہ آپ کے اس ارشاد کو قبول نہ کریں تو جان لو کہ وہ صرف اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کر رہے ہیں اور جو اللہ ﷻ کی جانب سے کسی رہنمائی کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اس سے زیادہ کون گمراہ ہے۔ بیشک اللہ ﷻ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ مخبر صادق ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبِعاً لِّمَا جِئْتُ بِہٖ.

شرح السنہ للبغوی، ١:٢١٣
تاریخ بغداد، ٤:٣٦٩
کنز العمال، ١٠٨٤
الصحیح البخاری،
مشکوۃ المصابیح، ١٦٧
السنہ لابن ابی عاصم، ١:١٢
فتح الباری، ١٣:٢٨٩
الصحیح للمسلم،

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات نفسانیہ میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائیں۔
اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

مصنف کے مختصر حالات زندگی

نام: العلامہ السید الشیخ اسمعیل بن مہدی بن حمید الغربانی الحسنی الیمنی الاشعریؔ الشافعی الشاذلی.

ولادت: آپ 1304 ہجری میں شمالی یمن کے ملحمہ نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ یہ صوبہ سحول میں مخادر لوائب کی جانب ہے۔ آپ کا گھرانہ علم وحکمت کی جہت سے بہت مشہور ہے۔

تعلیم: آپ نے 10 سال کی عمر میں تجوید کے ساتھ قرآن حکیم حفظ کرلیا۔ جب 12 سال کے ہوئے تو حصول علم کی خاطر شہر تعز کی جانب روانہ ہوئے۔ وہاں اتراک آنذاک کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ یہاں سے فراغت کے بعد مشاہیر عصری علماء کے دروس میں باقاعدگی سے شامل ہوتے رہے۔ مختلف فنون کا وافر حصہ اخذ کیا اور اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہوگئے۔

آپ یمن کے جلیل القدر علماء میں بھی ایک نمایاں اور ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ لوگ شریعت کے انتہائی پیچیدہ مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔

آپ زندگی بھر امت کے اتحاد واتفاق کے شدید آرزومند رہے آپ ہمیشہ سلف صالحین کی پیروی اور عقیدہ اہل سنت کو مضبوطی سے تھامنے کی تلقین کرتے رہے۔ آپ نے اصل دین اور حقائق اسلام کا خالص فہم حاصل کیا جو بدعات وخرافات کی آمیزش سے خالی تھا۔

آپ ایک عظیم مفسّر، محدث، فقیہ، مؤرخ، نحوی، اصولی، عمدہ شاعر، زاہد و پرہیزگار اور عاجز عبادت گذار تھے۔ آپ کی شخصیت پروقار اور پر ہیبت تھی۔ آپ ان بندگان خدا سے تھے جن کی زیارت سے خدا یاد آجاتا ہے۔

اساتذہ: آپ کے اساتذہ جن سے آپ نے اکتساب علم کیا، کثیر ہیں۔ ہم ان میں سے چند ایک کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔

- شیخ علامہ، محقق، عارف باللّٰہ، قطب الواصلین، تاج

Marfat.com

العارفین، ابوالغیث، الشیخ محمد بن حسان.

- آپ کے چچا جان سید اسمعیل بن حمید الغربانی.
- القاضی العلامه الشیخ عبدالدائم بن محمد ساده الصهبانی.

رحلت: آپ نے 94 برس کی عمر میں 1400 ہجری میں 12 ربیع الاوّل کو اس دارِفانی سے کوچ فرمایا۔ آپ نے ساری زندگی طاعت وعبادت اور اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرنے اور علم سیکھنے اور سکھانے میں بسر کی۔ زندگی بھر شریعت پر کاربند رہے۔ آپ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں انتقال تک ہر مرض وآفت سے محفوظ رہے۔ 94 برس کی عمر تک ہوش وحواس سلامت تھے۔ آخری دن تک نمازِ جمعہ اور جماعت پر مُحافظت فرماتے رہے۔ آپ نے شہر عدیر میں رحلت فرمائی۔ اللہ ﷻ آپ کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے بہترین جزا عنایت فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں فروکش فرمائے۔ (آمین)

اس کتاب کی طباعت کے لئے اللہ ﷻ کی عطا کردہ توفیق پر شکر گزار ہوں۔

ازیں بعد علامه، محقق، مؤرخ، امارات کے عظیم عالم، مفتی، لجنة التراث و التاریخ کے رئیس وزیرعدل، امور اسلامی اور اوقاف شیخ محمد بن الشیخ احمد بن الشیخ حسن کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب پر تقریظ لکھی۔ اس کتاب کی اس طباعت اور منصۂ شہود پر آنے میں آپ کی مخلصانہ کاوشوں کا بہت دخل ہے۔ صحیح حدیث پاک ہے۔

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ

الترمذی، البر ۳۵

ترجمہ: جو انسانوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ ﷻ کا بھی شکر گزار نہیں۔

اس حدیث شریف کو امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنن میں سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

اس طرح میں ان اصحابِ فضیلت علماء کی خدمت میں بھی ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنی نصیحتوں اور مشوروں سے نوازا اور تصحیح وتصویب میں خوب محنت کی۔ مصنف

Marfat.com

کے فرزند ارجمند الشیخ احمد بن اسمعیل بن المهدی الغربانی نے خالصتاً رضاء الٰہی کی خاطر اس کی طباعت کی اجازت عنائت فرمائی۔ میں اس شخص کا بھی احسان مند ہوں جس نے نشر وطباعت پر محض رضائے الٰہی کی خاطر فراخدلی سے خرچ کیا۔ اس نے یقیناً اپنی ذات، ذریت خصوصاً حق اور معرفت کے متلاشیوں کے لئے یہ ایسا عمدہ کام کیا جس کے فضل واثر کا انکار ممکن نہیں ہے۔ پریس کے جملہ عملہ کا بھی احسان مند ہوں۔

آخر میں، مَیں کمال خصوع اور عجز وانکسار کے سنگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دست دعا دراز کرتا ہوں اور اس کی رحمت سے اُمید کرتا ہوں کہ وہ ذات اس عاجزانہ کاوش کو قبول فرمائے گی اور اس کتاب میں خیر وبرکت اور تمام اہل اسلام کے لئے عام فائدہ رکھے گی۔

وَ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ وَ تبَارکَ عَلیٰ خَیرِ خَلقِہٖ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّ عَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَمَنْ تبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلیٰ یَوْمِ الدِّیْنِ وَھُوَ حَسْبُنَا وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ وَاٰخِرُدَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِینْ.

عطا کرنے والے رب کے فضل کا ہر لمحہ محتاج

علی بن عبدالوھاب بن ھائل

9ذوالقعدہ 1409ھ

13جون 1989ء

ابوظبی

Marfat.com

دوسرے طبع کا مقدّمہ

سب تعریفیں تمام جہانوں کے پروردگار کے لئے ہیں اور صلوٰۃ و سلام تمام مخلوق کے نجات دہندہ کے لئے ہے۔ رحمتیں اور برکتیں آپ کے لئے اور پاک اور ہدایت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ہیں جو گمراہ، گمراہ کن اور الحاد زدہ لوگوں کے سامنے چٹان بنے رہے۔ ان کی تصدق سے ہم پر بھی قیامت تک رحمتیں ہوں۔

میں نے دانائے سنت۔ قاطع بدعت علامہ سید اسمعیل بن مھدی بن حمید الغربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف لطیف اولیاء کرام کی خداداد عظمت و جلالت کو ملاحظہ کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مصنف کو اسلام اور اہل اسلام کی جانب سے اس کی احسن جزا عطا فرمائے۔

بلا شک وشبہ، یہ انتہائی قیمتی، نفع بخش اور سود مند کتاب ہے۔ اس کتاب میں سلف صالحین کی پیروی کے منکروں اور بدعتوں کا اٹل دلائل اور ٹھوس حوالوں سے رد کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا اسلوب دلکش، دلفریب اور سیر کن ہے۔ اس میں خوب صراحت، وضاحت، شرح اور پختگی ہے۔ اسلام اور اہل اسلام کے تقاضے کو اس میں خوب نبھایا گیا ہے۔ اھل السنۃ و الجماعۃ کے افکار کی جانب اس میں عمدہ انداز سے دعوت دی گئی ہے۔ اس میں مخلصانہ تلقین ہے کہ شر پسندوں کی افواہوں اور نام نہاد خود ساختہ جاہل فقیہوں کی بکواس پر ہرگز کان نہ دھرا جائے۔ جن کا اس کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے کہ ملت اسلامیہ کے سواد اعظم کا انکار کیا جائے اور ان کو کافر گردانا جائے۔

یہ اس لئے ہے کہ یہ خود شریعت اسلامیہ سے جاہل ہیں۔ اس کے حقیقی علماء اور دانشوروں سے بے خبر ہیں۔ یہ لوگ بزدلی اور خوف کی دلدل میں لتھڑے ہوئے ہیں۔ پرہیز گاری اور استقامت سے محروم ہیں۔ اسی لئے یہ اسلام اور ملت اسلامیہ کو عدل و انصاف کی نظر سے دیکھنے سے عاری ہیں۔

ان کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

Marfat.com

اَلْکِذْبُ رَاقَکَ اِنَّه' مُتَجَمِّلٌ وَالصِّدْقُ سَاءَ کَ اِنَّه' عُرْیَانٌ
مَنْ سَاءَ مِنْ مَرَضٍ عُضَالٍ طَبْعُه' یَسْتَقْبِحُ الْاَیَّامُ وَ هِی حِسَانٌ

جھوٹ تجھے پسند آتا ہے کیونکہ وہ مصنوعی بناؤ سنگار میں ہے۔
اور سچ تجھے برا لگتا ہے کیونکہ وہ اپنے حقیقی حسن میں ہے۔
جو شخص عاجز کر دینے والے مرض میں مبتلا ہے۔
اس کی طبیعت زمانہ کو برا سمجھتی ہے حالانکہ زمانہ تو اچھا ہے۔

یہ لوگ جو اہل اسلام کو کافر مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کو کند نگاہ اور بیمار فکر سے دیکھتے ہیں۔ اگر ان کو وہاں تک رسائی ہوتی جہاں قائدین اسلام اور نقادین شریعت کی رسائی تھی تو ان سے یہ انحراف کبھی نہ ہوتا۔ جب یہ اس کوتاہ فہمی کا شکار ہوئے تو انحراف کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرے اور گھٹیا فکر، بزدلی اور افراط کے دام میں جا پھنسے۔

تَعِسَ الزَّمَانُ لَقَدْ اَتٰی بِعُجَابِ وَ مَحَا رِجَالَ الْعِلْمِ وَا لْآدَا بِ
وَ اَتٰی بِجُهَّالٍ لَوِ انْبَسَطْتُّ یَدِی فِیْهِمْ رَدِدْتُّهُمُوْ اِلٰی الْکِتَابِ

زمانہ ہلاک ہوا۔ اس نے کیسے عجوبے ظاہر کئے۔ صاحبان علم وفن ناپید کر دیئے۔
اور جاہلوں کو منظر عام پر لایا۔ اگر میں ان کی طرف ہاتھ بڑھاؤں تو ان کو کتاب کی طرف لوٹا دوں۔

اپنی مصروفیتوں اور جہاد میں مشکلوں کے باوجود میں نے اس کتاب کو ملاحظہ کیا۔ مجھے اعتراف ہے کہ مصنف اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے۔ اور آپ نے علم اور اہل علم کے ساتھ کمال انصاف کیا ہے۔ آپ فرزندان اسلام اور علماء کبار کے پیش رو ہیں۔

اس تصنیف لطیف میں شرکت اور اس کتاب میں دلچسپی فرمان الٰہی کے مصداق ہے۔

﴿.....وَتَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط﴾

القرآن الحکیم المائدہ ۵:۲

Marfat.com

ترجمہ : تم نیکی اور تقویٰ کے معاملہ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو مگر گناہ اور زیادتی پر تعاون نہ کرو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

یہ کتاب اربابِ علم، اصحابِ فضل، اور اہل ادب کے لئے نادر تحفہ ہے۔ اس نفع بخش کتاب اور اس برہان قاطع سے صاحبان بصیرت کو نفع اُٹھانا چاہیئے۔ اہل ذوق، اہل فکر اور صاحبانِ عقل کو اس کے مطالعہ سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔ فکرِ سلیم، نہج قدیم، رائے رشید، اور فہم مستقیم کے حاملین کو اس سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ

بیشک اس کتاب میں دل والے کے لئے یاد دہانی ہے۔ میں صاحبان عقول اور رجال فحول کو عرض کروں گا۔

نَفَسُ الْاِلٰہِ الرَّاحِمِ الرَّحْمٰنِ یَھْدِیْ اِلَی الْاِسْلَامِ فِی الْاَوْطَانِ

رحمٰن اور رحیم پروردگار کے خوشگوار جھونکے۔ وطنوں میں اسلام کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔

ھُوَ نَفْحَۃٌ قُدْسِیَّۃٌ سَلَفِیَّۃٌ مِنْ عَارِفٍ وَ مُجَاھِدٍ رَبَّانِی

یہ سلفی قدسی خوشبو کی مہکار ہے۔ ایک عارف اور مجاہد ربانی کی تصنیف۔

تَالِیْفُ اِسْمٰعِیْلَ نِبْرَاسِ التُّقٰی وَ الْعَالِمِ الْعَلَّامَۃِ الْغُرْبَانِی

یہ عالم کبیر علامہ اسمیل غربانی کی تالیف ہے جو پرہیز گاری کی قندیل ہیں۔

وَضَعَ النُّقَاطَ عَلَی الْحُرُوْفِ مُبَیِّنًا مَاجَآءَ فِی التَّشْرِیْعِ وَالْفُرْقَانِ

آپ نے قرآن وسنت کے مفاہیم کے بیان کا اس میں حق ادا کر دیا ہے۔

وَشَفَا النُّفُوْسَ بِحُجَّۃٍ عِلْمِیَّۃٍ وَ مَحَجَّۃٍ وَ بَرَاعَۃٍ وَ بَیَانِ

آپ نے نفوس کو علمی دلائل، شواہد، فصاحت اور بیان کے ساتھ شفا دی۔

Marfat.com

فَلَهٗ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ مَثُوْبَةٌ وَ مَنَازِلُ فِيْ جَنَّةِ الرِّضْوَانِ

آپ کے لئے مہربان خدا کی طرف سے بہترین جزا اور جنت رضوان میں اعلیٰ مقام ہے۔

وَ مِنَ "الْعَجِيْلِ" تَحِيَّةٌ مَوْصُوْلَةٌ مَشْفُوْعَةٌ بِالرَّوْحِ وَالرَّيْحَانِ

عجیل کی طرف سے روح وریحان کے سنگ سلام ہے۔

وَصَلٰوةُ رَبِّيْ وَالسَّلَامُ عَلَى الَّذِيْ قَدْ جَآءَ بِالتَّنْزِيْلِ وَ الْفُرْقَانِ

اور میرے پرودگار کی رحمتیں اور برکتیں اس ذات کے لئے جو قرآن حکیم لائی۔

اَعْنِيْ بِهِ الْقَمَرَ الْمُنِيْرَ مُحَمَّدًا مَنْ يُّرْتَجٰى لِلْحَشْرِ وَالْمِيْزَانِ

میری مراد قمر منیر محمد مصطفی ﷺ ہیں جو حشر ومیزان کے لئے اُمیدگار ہیں۔

صَلَّى عَلَيْهِ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُه فِيْ كُلِّ سَاعَاتٍ وَّ كُلِّ اَوَانٍ

ان پر اللہ ﷻ کے ہر لمحہ وہر گھڑی درود وسلام ہوں۔

محمد عبدالهادی عبدالرحمن عجیل

Marfat.com

تیسری طبع کی تقاریض

☆ فضیله الشیخ محمد بن احمد بن شیخ حسن الخزرجی
وزیرعدل، امورا سلامی، اوقاف
متحدہ عرب امارات

☆ علامه السید علی الهاشمی الحسنی
مشیر جناب شیخ زاید بن سلطان آل نهیان
متحدہ عرب امارات

☆ السید یوسف بن السید هاشم الرفاعی
وزیر مملکت - سابقہ ممبر قومی اسمبلی۔کویت

☆ ڈاکٹر السید محمد علوی المالکی المکی الحسنی
حرمین شریفین

☆ فضیلة الشیخ محمد سلیمان فرج
ممبر فتوی کمیٹی - وزیرعدل، امورا سلامی واوقاف
متحدہ عرب امارات

☆ فضیلة الشیخ عبداللّٰه مصطفی الشامی الحسینی
شام

Marfat.com

تقریظ

العلامة الکبیر، الداعی الی اللّٰہ تعالیٰ،

فضیلة الشیخ محمد بن احمد بن الشیخ حسن الخزرجی

وزیرعدل، امور اسلامی اوقاف متحدہ عرب امارات

سب تعریفیں اس ذات کے لئے جو تمام مخلوق پر اور اہل یمن کے منتخب بندوں پر نعمتوں کی برسات کرنے والی ہے۔ صلوۃ وسلام اس ہستی کے لئے جو ساری مخلوق سے افضل ہے۔ اللہ ﷻ کی محبوب ہے۔ اوّلین وآخرین کی سردار ہے یعنی ہمارے سردار سیدنا محمد ﷺ اور آپ کی پاکیزہ صاحب کرامت آل کے لئے اور مہاجرین وانصار صحابہ کرام ؓ کے لئے اور ان کے مخلص پیروکاروں کے لئے۔

اولیاء کرام کی خداداد عظمت و جلالت علاّمہ محقق سید اسمعیل بن مهدی الغربانی الحسنی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ کی عمدہ تصنیف ہے۔ اللہ ﷻ ان کے اخروی ٹھکانے کو عمدہ فرمائے مصنف رحمہ اللّٰہ تعالیٰ نے اس کتاب میں ان مفید مسائل کو روشن دلیل اور مضبوط حوالے کے ساتھ بیان کیا ہے جن کی عقیدہ کے امر میں ہر مسلمان کو حاجت ہے۔ یہ دلائل بڑے عمدہ پیرائے اور ٹھوس طریقے سے کتاب اللہ ﷻ، سنّت نبوی ﷺ صحابہ کرام اور تابعین ؓ کے تعامل سے لئے گئے ہیں۔

اس تالیف میں مؤلف نے بہت سے خلاف وعناد کا فیصلہ فرمادیا ہے۔ التباس کا ازالہ کردیا ہے۔ شبہ کو واضح کردیا ہے اور بکھرے دلوں کو صاف حق اور بے مثال پختہ راہ پر جمع کردیا ہے۔ امت اسلامیہ کو آج شدید ضرورت ہے کہ ان کی صفوں میں اتحاد ہو اور اختلاف کو بھول جائیں تاکہ ہماری قوّت دشمنوں کے رد میں جمع ہو اور جو جماعت سے راہ فرار اختیار کرے اس کے ساتھ ہمارے نفوس مشغول نہ ہوں۔

سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کے زمانہ اقدس سے سات صدیوں تک صالحین اور ان کے آثار سے حصول برکت پر تمام امت متفق تھی۔ کوئی بھی اس کا منکر نہ تھا۔ اور اس

Marfat.com

نظریہ کی تائید میں قرآن حکیم اور سنّت نبویہ ﷺ میں کثیر دلائل ہیں جیسے سیدنا یوسف علیہ السلام ، تابوت سکینہ، اس میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام و ھارون علیہ السلام کے خاندان کے تبرکات تھے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے نعلین پاک، عصا مبارک و کپڑے وہ میدان جنگ میں اس تابوت کو لے جاتے اور اس کی برکت سے دشمنوں پر فتح و نصرت طلب کرتے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں نبی اکرم ﷺ کے موئے مبارک سی رکھے تھے اور جنگ کے وقت اس مقدس ٹوپی کو سر پر رکھتے تھے (الشفاء ۲:٤٤)

آٹھویں صدی میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللّٰہ تعالیٰ کے بعض پیروکاروں نے اس نظریہ کے بعض گوشوں کا انکار کیا۔ اس وقت حنبلی علماء ان کے مقابلے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان امور کی تردید کی جو انہوں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللّٰہ تعالیٰ کی طرف منسوب کئے تھے۔ علماء حق نے ان کو رد کرنے والے علماء کی تائید کی۔ راکھ کے نیچے دبنے والی اس آگ کو بعض جاہل لوگ مسلسل بھڑکانے کی کوشش کرتے رہے۔ یہ قرآن کی من مانی تاویل کرتے اور اپنی خواہشات نفسانیہ کے مطابق سلف کے طریقہ کے خلاف توضیح کرتے اور اس سے حجت بازی کرتے۔

اس کتاب کے مصنف کو اللہ تعالیٰ بہترین جزا دے۔ انہوں نے اہل اسلام کی خدمت میں نفع رساں معلومات، بھرپور تعلیمات اور بھلائی کا کامل مبداء فیض پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو حق کی پہچان عطا فرمائے اور حق کی پیروی کی توفیق مرحمت فرمائے، باطل سے محفوظ رکھے اور باطل کی پیروی سے بچائے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

الشیخ محمد بن احمد بن الشیخ حسن الخزرجی

وزیر عدل، امور اسلامی واوقاف رئیس لجنة التراث والتاریخ

3 مئی 1989

Marfat.com

تقریظ

علامہ السید علی الھاشمی الحسنی

مشیر جناب شیخ زاید بن سلطان آل نھیان

متحدہ عرب امارات

تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ کامل وتام درود وسلام ہو انبیاء اور مرسلین کے سردار سیدنا محمد بن عبداللہ ﷺ پر جو وعدے کے سچے ہیں، امانت دار ہیں آپ ﷺ کی آل پر، آپ ﷺ کے اصحاب پر، آپ ﷺ کی تعلیمات کی پیروی کرنے والوں پر۔ آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والوں پر اور دعوت پھیلانے والوں پر..... قیامت تک۔

اولیاء کرام کی خدداد عظمت و جلالت ایک نفیس کتاب ہے۔ مجھ سے قبل اس کتاب پر، ذہین، فطین علماء عظام نے تقریظیں لکھیں اور اس کی تعریف فرمائی کیونکہ یہ نفع بخش کتاب ہے۔

اس کتاب کے مصنف علامہ سید اسمعیل بن مھدی غربانی حسنی ایک عظیم عالم ربانی ہیں۔

ہم پر اس جلیل مؤلف کی طرف سے ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اس کی خوشنمائی اور دلفریبی کو بیان کریں جو اس کی نئی طباعت کی بناء پر ہے۔

سلوک وتصوف کے عالم کے لئے اس کتاب کا موضوع نیا نہیں ہے۔ مگر مفاہیم عالیہ اسالیب صحیحہ وافیہ کا ذوق رکھنے والے کے لئے اس کے مباحث کا طریق اور پختہ علمی اسلوب انتہائی جاذبِ نظر ہے۔

Marfat.com

کیونکہ مصنف رحمہ اللّٰہ تعالیٰ نے **عقائد اھل السنت و الجماعت** کو موضوع بحث بنایا ہے اور پھر روایت و درایت کے اعتبار سے اس کا حق ادا کیا ہے۔ ان عقائد کی طرف اشارہ کیا اور ان کی توضیح و بیان کے تقاضوں کو صحیح نبھایا ہے۔

مصنف نے اس قیمتی کتاب کو ایسے دور میں ترتیب دیا ہے جس میں ہمیں سچی بات اور نیک عمل کی شدید حاجت تھی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ مصنف رحمہ اللّٰہ تعالیٰ کو وسیع رحمتوں و برکتوں سے نوازے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں محض اپنی خوشنودی کے لئے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری نیکیوں کو قبول فرمائے اور برائیوں سے درگزر فرمائے۔

اپنے سخی پروردگار کی بخشش کا اُمیدوار

السید علی الھاشمی الحسنی

3 ربیع الاوّل 1410

3 اکتوبر 1989

ابو ظبی

Marfat.com

تقریظ

عالم کبیر، قول وعمل سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے

السید یوسف بن السید هاشم الرفاعی

وزیر مملکت - سابقہ ممبر قومی اسمبلی۔ کویت

تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں، جو انتہائی مہربان ہے، احسان کرنے والا اور سب سے قدیم لطف فرمانے والا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل کا قیامت تک علم عطا فرمانے والا ہے۔

درود وسلام ہو اس ذات اقدس پر جو انسانوں میں سب سے افضل ہیں۔ بنو عدنان کے سردار ہیں۔ فرمانبرداروں کو فردوس اعلیٰ اور جنتوں کی خوشخبری دینے والے ہیں۔ یعنی ہمارے آقا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آل واصحاب پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے مقامات احسان پر پہنچے۔

خداوند قدوس اپنے نیک بندے، ولی کامل اولیاء کرام کی خداداد عظمت و جلالت کے مصنف مرحوم علامہ سید شیخ اسمعیل بن مهدی غربانی سے راضی ہو۔

اس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے سب تعریفیں ہیں جس نے آپ کے شاگرد، فاضل جلیل الشیخ علی بن عبدالوهاب کو اس عظیم تالیف اور مبارک تصنیف کی دوبارہ طباعت کی توفیق دی۔ یہ تصنیف چھپے ہوئے بھید کھولتی ہے اور اولیاء کرام کے مقامات ومراتب پر پڑے ہوئے پردوں کو اُٹھاتی ہے۔ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خصوصی رحمت کے ہر جگہ اور ہر وقت مظاہر ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَآءُ ﴾

القرآن الحکیم آل عمران ۳:۷٤

Marfat.com

ترجمہ : اللہ سبحانہ وتعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص فرماتا ہے۔

یہ کتاب ایسے وقت میں منصۂ شہود پر آرہی ہے۔ جب اولیاء کرام کی عظمت سے ناواقف اور محروم لوگوں کا فتنہ بہت بڑھ گیا اور اولیاء کرام سے حسنِ اعتقاد کی نعمت ناپید ہے۔

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ مصنف کو رحمت اور بہترین جزا سے شاد کام کرے ناشر اور اس کتاب کی طباعت میں جملہ معاونین کو ثواب عظیم اور اجر جزیل عطا فرمائے اور اس کتاب کو تمام کے لئے صدقہ جاریہ کردے۔

بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ مہربان، رحیم وکریم ہے۔

اے اللہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر درود وسلام ہو۔

اپنے مولیٰ کی درگذر کا محتاج

یوسف بن السید ھاشم

الرفاعی

کویت

18 ذی قعدہ 1409ھ

21 جون

1989

Marfat.com

تقریظ

علامہ کبیر ۔ داعی الاسلام

سید ڈاکٹر محمد علوی المالکی المکی الحسنی

حرمین شریفین کے عظیم عالم

تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ درود وسلام اشرف المرسلین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ آپ کی تمام آل اور تمام صحابہ پر۔

خداوند قدوس نے ایک چاہنے والے کو ہمارے شیخ اور استاذ۔ علی وجہ البصیرت داعی الی اللہ سید اسمعیل بن مھدی غربانی حسن کی کتاب اولیاء کرام کی خداداد عظمت و جلالت کی دوبارہ اشاعت کی توفیق دی۔ خداوند قدوس اسے بہترین جزا دے۔

یہ کتاب سرتاپا حق وصداقت ہے، بلند خیالی ہے، فیض علوی ہے، فتح جلی ہے اور فیض نبوی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول کی معرفت اور اہل احسان اور اہل ایمان کی تعریف ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام چاہنے والوں اور پسند کرنے والوں کو توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے علم کا ہمیں نفع عطا فرمائے۔ اور نفع بخش امور سکھائے۔

درود وسلام ہو ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تمام آل پر اور آپ کے اصحاب پر۔

سید محمد بن علوی المالکی المکیّ الحسنی

25 ربیع الآخر 1410

24 نومبر 1989

Marfat.com

تقریظ

فضیلة الشیخ محمد سلیمان الفرج، عظیم واعظ

ممبر فتویٰ بورڈ .....متحدہ عرب امارات

تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ درود وسلام ہو سید الخلق، حبیب الحق محمد ﷺ پر جو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ کی آل، صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم پر۔

حقیقی کامیابی، دنیا وآخرت کی خوش بختی ہے وہ اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمانِ کامل ہو اور یقین راسخ ہو۔ اولیاء وصالحین کے بارے میں عقیدہ صحیح ہو۔ بدعت، خواہشات نفسانیہ اور ان شبہات سے دور رہے جو دلوں کو فتنہ میں ڈالتے ہیں اور کجی اور گمراہی میں واقع کرتے ہیں۔ یہ بے مثال منہج اور پختہ شاہراہ باعمل علماء کے فہم میں ہے۔ مجتہد فقہاء کے استنباط میں ہے اور مقرب اولیائے کرام کے فیوضات میں ہے۔

یہ ہی صراط مستقیم ہے۔ اسی کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے راہ دکھائی ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ہر نماز میں اس کی دعا کریں اور اس کو طلب کریں۔

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ .....﴾

القرآن الحکیم الفاتحہ ۱:۷-۶

ترجمہ : ہم کو سیدھے راستہ پر چلا۔ ان کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔

اس آیت مقدسہ کا معنی یہ ہے کہ صراطِ مستقیم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں کی راہ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صراط الذی نہیں فرمایا تاکہ صرف نبی اکرم ﷺ کو ہی شامل نہ ہو۔ بلکہ فرمایا صِرَاطَ الَّذِيْنَ تاکہ انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین سبھی کو شامل ہو۔

یہی کچھ عالم ربانی علامہ، محقق، شیخ اسمعیل بن مہدی غربانی کی

Marfat.com

بابرکت کتاب اولیاء کرام کی عظمت و جلالت میں وارد ہے کیونکہ یہ کتاب یقینی اور صحیح دلائل کتاب وسنت کی صریح دلیلوں اور اجماع و قیاس سے مؤید عقیدہ اہل سنت پر مشتمل ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مصنف کو توفیق عطا فرمائی تو انہوں نے عقیدہ کی صحت کی خاطر مندرجہ ذیل موضوعات کو وارد کیا۔

ولایت، اولیاء کرام اور صالحین سے توسل، انبیاء واولیاء کرام کی تعظیم نبی اکرم ﷺ کی محبت، صالحین کی محبت، تبرک، زیارت قبور، نبی اکرم ﷺ کی زیارت، کرامات، اجتہاد، تقلید، تکفیر، میلاد شریف۔ اسی طرح کے وہ موضوعات جن میں اختلاف ہے۔

اس نوعیت کی جامع، یقینی حوالوں اور قطعی دلیلوں سے مزین کتاب کی آج کل اہل اسلام کو شدید ضرورت تھی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ مصنف کو جزائے عظیم عطا فرمائے اس کے مشمولات سے اہل اسلام کو نفع پہنچائے۔ حق کی معرفت اور پیروی نصیب فرمائے۔ باطل کی تمیز اور اجتناب کرنے کی توفیق دے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا محتاج

محمد سلیمان فرج

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۰۹

۱۶ اپریل ۱۹۸۹

Marfat.com

تقریظ

فضیلة الشیخ عبداللّٰہ مصطفی شامی حسینی

شام کے عظیم عالم

تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہدایت عطا فرمائی۔ درود وسلام ہو ہمارے سردار اور محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ آپ کی آل پر جو ہدایت کے ستارے ہیں، آپ کے صحابہ پر، ان کے تابعین پر اور ان پر جنہوں نے ان کی راہ کی اقتدا کی۔

آج کے ہمارے اس دور کے مسائل میں غور وفکر کرنے والا یقیناً اس حقیقت سے باخبر ہے کہ یہ مادہ پرستی اور غفلت کی انتہاء کا دور ہے۔ ایمان بالغیب عمل سے یکسر محروم ہو گیا ہے کیونکہ لوگ آج کل قیامت کے حساب سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔

ایک دور تھا کہ ایک بزرگ نے ایک آیت کریمہ سنی۔

﴿ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴾

القرآن الحکیم التکاثر ۱۰۲:۸

ترجمہ : پھر اس روز تم سے تمام نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

تو اس آیت کریمہ میں بیان کردہ حقیقت کی ہیبت سے بے ہوش ہو گئے۔ یہ امر میں اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ آجکل ہم کثرت سے مشاہدہ کر رہے ہیں کہ لوگ مقرب اولیاء اور صالحین کی نصرت میں متمثل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کا انکار کر رہے ہیں۔

جب اس منکر سے سوال کیا جائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت علیا کو تسلیم کرتا ہے۔ مگر جب کسی ولی کی کرامت یا خارقہ کا تذکرہ ہو تو بے حواس نظر آنے لگتا ہے۔

جیسے ولی سے اس کرامت یا خرقہ کا صدور اس کی اپنی ذاتی قدرت وقوت سے ہوتا ہے۔

میرے دوستو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے مقرب بندوں کو نوازتا ہے اور ہر لمحہ ہر گھڑی ان کی مدد ونصرت فرماتا ہے۔

Marfat.com

جب میں نے اس عظیم تصنیف اولیاء کرام کی خداداد عظمت و جلالت کا مطالعہ کیا تو میں نے محسوس کیا کہ یہ تصنیف علم الحقائق سے جہالت کی مرض کا بہترین علاج ہے۔

مگر افسوس، صد افسوس کہ علماء کا ایک طبقہ اس پر تخریبی تنقید کرتا ہے، بغیر حق کے بغاوت کرتا ہے اور سلف صالحین اور علماء عاملین پر طعنہ زنی کرتا ہے۔

اور یہ عمل انوکھا نہیں ہے کیونکہ ان کا وہی معاملہ ہے جو ابتدائے دعوت اسلام میں قریش کا معاملہ تھا کیونکہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو ابو طالب کے یتیم کی حیثیت سے دیکھا اور آپ کی بشریت مقدسہ ان کے لئے پردہ بن گئی۔ انہوں نے لمحہ لمحہ نازل ہونے والی وحی ربانی سے صرف نظر کیا۔ یہی معاملہ آج کل نئی صورت میں ہے۔

یہ لوگ حقیقت میں اسلام کے خارجی اور داخلی دشمنوں کے مددگار ہیں۔ ان کا مقصود مسلمان علماء کی صفوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنا ہے۔ مگر افسوس وہ یہ مقصود اسلام اور مسلمان کے نام پر حاصل کر رہے ہیں حالانکہ ہمارا دین حنیف الفت و محبت، اتحاد و اتفاق اور ان واضح آیاتِ الٰہی میں تدبر کی دعوت دیتا ہے جو آیات نفع اندوزی کی اساسی شرائط ہیں۔ جن کے بغیر نفع حاصل کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

ہاں ہاں! وہ ایمان بالغیب ہے۔

اللہ ﷻ قرآن حکیم کی ابتداء میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿الٓمّٓ ۞ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ ج فِیْهِ ج هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۞ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ .....﴾

القرآن الحکیم البقرہ ۲: ۳-۲-۱

ترجمہ: الف لام میم۔ یہ ذیشان کتاب اس میں ذرا شک نہیں۔ یہ کتاب پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ وہ جو غیب پر ایمان لائے ہیں۔

اللہ ﷻ غیب ہے، فرشتے غیب ہیں، آخرت کے تمام معاملات، عذاب قبر، منکر

Marfat.com

نکیر کے سوالات، اور امور محشر، پل صراط، ترازو، جنت وجہنم سب غیب ہیں۔ اولیاء کرام کی عظمت و جلالت ایک فاضل عالم، کامل عامل، محقق، کی طرف سے مدد فیاض ہے۔ جو فہم صحیح، کامل دلیل اور نقلی وعقلی حوالوں کے بند دروازوں کو کھولتی ہے۔ اس میں زمانہ کے قائم کردہ تمام سوالات اور مقام کے تمام تقاضوں کے جواب ہیں۔ ایک منفرد ترتیب اور لفظی ومعنوی بلاغت کے ساتھ بڑی وضاحت سے انکا حل ہے۔

میں اس امر پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حمد سراہوں کہ اس نے مجھے اور میرے باعمل بھائیوں کو اس کتاب پر تقدیم لکھنے کی توفیق دی۔ کہ ہمیں اس کی تعلیمات کی ایک چنگاری اور اس کے سمندر سے ایک چلّو نصیب ہوا۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کی اشاعت میں حصّہ لینے والے ہر شخص کو کرم سے نوازے، ہماری کوشش کو خالص اپنی رضا کے لئے اور لائق قبول فرمائے۔

خادم العلم

عبداللّٰہ مصطفی شامی

حسینی

۱۱ رمضان

۱۴۰۹

۱۱۶ اپریل

۱۹۸۹

Marfat.com

تقریظ

علامة الاُل، مصباح الكمال، ناصر السنة، قامع البدعة اديب الحسيب،نسيب الحبيب، حامد المحضار

بِسْمِ اللّٰہ وَ بَعْدُ

علامہ اسمعیل بن مهدی غربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی چند فصلوں کا مطالعہ کیا۔اس نے مجھے بہت خوش کیا۔ میں کتاب اور صاحب کتاب کی خدمت میں یہ اشعار پیش کرتا ہوں۔

اگر تو سچی دلیل اور رہنمائی کا تلاشی ہے تو اولیاء کرام کی خدا داد عظمت و جلالت کا مطالعہ کر۔

اس میں ایسے دلائل ہیں جو سرگرداں لوگوں کو آفاق میں چڑھتے ہوئے چمکتے نور کی راہ دکھاتے ہیں۔

اس میں نبی اکرم ﷺ اور ہدایت یافتہ آئمہ کی تعلیمات ہیں جو کبھی بھی شکاریوں کے نرغے میں نہیں آئے۔

جس کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھلائی کا ارادہ نہیں کرتا وہ ہدایت کی جگہ سے دور اور متنفر رہتا ہے۔

خدا کی قسم! یہ کتاب ہدایت سے لبریز ہے۔اس کے جملہ مقامات محفوظ و مأمون ہیں۔

اور افواہیں پھیلانے والے لوگوں کی حیلہ سازیاں تو گمراہ دشمن کی بے ہودہ گوئی ہے۔

مصنف نے خواہشات نفسانیہ کی جڑوں کو خوب کوٹا ہے۔حیلہ سازوں پر قواعد کو خوب پھیلایا ہے

یہ حق کے آئینہ میں حق ہے۔اسے ایک باخبر، صاحب علم، پاکباز، بلند اور بزرگ

Marfat.com

نے لکھا ہے۔

یہی کتاب الٰہی اور سنت نبوی کی تعلیمات ہیں۔اگر چہ بہکا ہوا شخص بے جا جھگڑا کرے یا حاسد منازعت کرے۔

یہ بلند ادب ہے جس پر مجادلہ اثر انداز نہیں ہوسکتا۔

یہ بغیر کینہ کے دلائل سے دستک دیتے ہیں۔اپنے اسباب اور مقاصد کو خوب ظاہر کرتے ہیں۔

میری عمر کی قسم! یہ دلائل سے پیچیدہ مسائل کی گرہ خوب کھولتے ہیں۔

چھان بین اور دلائل والا علم اسی طرح ہوتا ہے۔اس میں استدلال کرنے والا اور جانچ پڑتال کرنے والا خوب ظاہر ہوتا ہے۔

اے ہمارے سردار اسمعیل! یہ آسمان ہے جس کی چاند اور کہکشائیں دوامی ہیں۔

اسمعیل ہمیشہ حق کے مددگار رہے ہیں اور میں آپ کے احسان حق پر ہمیشہ مدح سراہوں۔

حامد المحضار

Marfat.com

تقریظ

علامۃ الزمان، رئیس اہل العرفان، حدیدۃ میں سادات حنفیہ کے مفتی

الشیخ محمد بن عبداللّٰہ عاموہ السندی رحمہ اللّٰہ تعالٰی

یہ تقریظ ایک مستقل تالیف کی حیثیت اختیار کر گئی۔ اللہ ﷻ اس کے فوائد کثیر فرمائے۔

آمین

تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں کہ جب ہم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تو اس نے ہمیں انبیاء کرام کی بارگاہ میں جانے اور التجا کرنے کی راہ دکھائی۔ ہمیں اپنے منتخب بندوں سے استغاثہ، استعانت، توسل اور توجہ کی شاہراہ سمجھائی۔ اپنے دوستوں سے دشمنی کرنے والوں کو جنگ کے لئے للکارا۔ اپنے پرہیزگار بندوں میں سے برگزیدہ لوگوں کی عظمت کو نکھارا۔ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنے سے روکا۔ عام طریق پر آپ کو بلانے سے منع کیا۔ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آواز پست رکھنے والوں کی خوب تعریف فرمائی۔ یہ سارے احکام اپنے محبوب ﷺ کی تکریم، تشریف اور تعظیم کو ظاہر کرنے کے لئے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿.....وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:٦٤

ترجمہ: اور یہ لوگ جب اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے تھے اگر آپ کے پاس حاضر ہوتے پھر اللہ ﷻ سے مغفرت طلب کرتے اور ان کے لئے رسول کریم ﷺ بھی مغفرت طلب کرتے۔ تو وہ اللہ ﷻ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا پاتے۔

مزید ارشاد فرمایا:

Marfat.com

﴿.....وَ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ط اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۹۹

ترجمہ : اور جو وہ خرچ کرتے ہیں اسے قرب الٰہی اور رسول اکرم ﷺ کی دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اللہ ﷻ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔ بے شک اللہ ﷻ غفور رحیم ہے۔ نیز حدیث قدسی صحیح میں اپنے نبی اکرم ﷺ کی زبان اقدس سے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَادَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِا لْحَرْبِ.

الصحیح البخاری ، الرقاق ۳۸ ابن ماجه ، الفتن ۱۶

ترجمہ: جس شخص نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی میں نے اس سے اعلان جنگ کیا۔

اس طرح ارشاد فرمایا:

﴿..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

القرآن الحکیم الاحزاب ۳۳:۵۶

ترجمہ : اے ایمان والو! ان پر درود بھیجو اور خوب سلام پڑھو۔

اس طرح ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾

القرآن الحکیم الحجرات ۴۹:۲

ترجمہ : اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی اکرم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کیا کرو۔ اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح ایک دوسرے کے ساتھ زور سے بات کرتے ہو۔ (اس بے ادبی سے) کہیں تمہارے اعمال نہ ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

Marfat.com

اس طرح ارشاد فرمایا:

﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ﴾

القرآن الحکیم النور ۲۴:۶۳

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسے نہ بنالو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اسی طرح ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴾

القرآن الحکیم الحجرات ۴۹:۳

ترجمہ: بے شک جو اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے پست رکھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ ﷻ نے تقوی کے لئے مختص کرلیا ہے۔ انہی کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

اللہ ﷻ کے لئے یہ تکریم حمید کتنی جلیل ہے۔ اللہ ﷻ کے ارشاد مجید کس قدر ارفع ہیں۔ یہ تکریم وارشاد کسی حالت اور وقت کے لئے نہیں ہیں۔ اس سے اللہ ﷻ نے بتلایا ہے کہ آپ کی دونوں حالتیں حیات اور ممات برابر ہیں اور یہ کہ جس کا وہ ارادہ فرماتا ہے کرتا ہے اور اس میں تنبیہ ہے کہ مدعو ومسئول وہ ہے۔ بندہ نہیں۔

﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِيْدٌ ﴾

القرآن الحکیم قٓ ۵۰:۳۷

ترجمہ: بے شک اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جو صاحب دل ہو یا متوجہ ہو کر کان لگا کر سنے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ لاشریک ہے موجودات میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے حکم دیا کہ فقط اُس کی عبادت کی

Marfat.com

جائے اور وعدہ فرمایا کہ جب کوئی
اس کو پکارے تو وہ جواب عطا فرماتا ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ داعی بنفسہ ہو یا اس کی بارگاہ میں اس کے اولیاء واصفیاء کا توسل پیش فرمانے والا ہو۔

اس میں اشارہ ہے کہ فاعل مختار فقط وہی ہے۔ اس میں کسی کا کوئی دخل نہیں وہ فوت شدہ ہو یا قید حیات میں ہو۔ مدعو، مسئول اور مقصود صرف وہی ہے۔

اے وہ شخص جسے اللہ ﷻ نے گمراہ کر دیا ہے اور بہکا دیا ہے۔ نبی اور ولی مدعو اور مسئول ہے کوئی غیر نہیں۔ غور کر، اگر تو اللہ ﷻ سے ڈرنے والا اور خوف کھانے والا ہے۔

کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا، جس نے اپنی خواہشات نفسانیہ کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اسے اللہ ﷻ نے علم کے باوجود گمراہ کر دیا ہے۔ اس کے کان اور آنکھ پر مہر لگا دی ہے۔ اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اب اسے اللہ ﷻ کے بعد کون ہدایت دے گا۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار، ہمارے نبی، ہمارے رب کی طرف ہمارا وسیلہ عظمیٰ، بشارت دینے والے، ڈرانے والے، چمکنے اور چمکانے والے سورج، اولاد آدم کے علی الاطلاق سردار، بلا اختلاف افضل المرسلین، صاحب شفاعت کبریٰ، صاحب مقامِ محمود، صاحب لواء الحمد، صاحب حوضِ مورود، جن کو راضی کرنے کا اللہ ﷻ نے وعدہ فرمایا:

﴿وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾

القرآن الحکیم الضحی ۹۳:۵

ترجمہ : اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

ابو الطاهر، يا ابو طيب، يا ابو القاسم، محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب بن هاشم اس کے بندے، اس کے رسول، اس کے منتخب، اس کے خلیل۔

جب آدم علیہ السلام روح اور بدن کے مرحلہ میں تھے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو آدم علیہ السلام پیدا نہ کئے

Marfat.com

جاتے۔نہ فرشتوں میں سے کوئی ان کوسجدہ کرتا۔جس طرح صاحب فتوت امام بیھقی نے اسناد صحیح کے ساتھ اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔

ان خصوصیات کی معرفت فقط علماء کو ہے۔ان سے انکار فقط ظالموں کو ہے۔اگر وہ عقل سے کام لیں تو یہ ارشاد گرامی کافی ہے۔

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانفال۸:۳۳

ترجمہ : اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا اس حال میں کہ آپ ان میں تشریف فرما ہوں۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو عذاب دینے والا نہیں حالانکہ وہ مغفرت طلب کررہے ہیں۔

صَلَّى اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّم

صلوٰۃ سلام ہمیشہ، مستقل، جب تک آسمان وزمین ہیں، اور سنت وفرض قائم ہیں اور جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع کرے۔اور آپ کے شرف تعظیم اور تمجید کی جہت سے بڑھائے۔جو اپنی ضروریات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا توسل پیش کرے اس کے لئے متوسل ہیں اور جو اپنے اُمور کی آسانی میں مدد طلب کرے اس کے لئے مددگار ہیں۔

اور درود وسلام ہو آپ کی آل اور اصحاب پر جو آپ کے توسل سے بارش طلب کرتے تھے تو ان کو بارش ملتی تھی۔دشمنوں پر آپ کے توسط سے فتح طلب کرتے تو ان کی مدد کی جاتی۔وہ اپنی حاجات کی برآری میں آپ سے توسل کرتے تھے۔یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پرہیز گار دوست تھے اور حالت احسان سے متصف تھے۔

خبردار یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دوست ہیں۔انہیں نہ خوف ہے اور نہ غمزدہ ہوں گے۔

مجھے سیدی، شیخ جلیل، علامہ نبیل، محقق ومدقق السید مطھرین مھدی غربانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھائی، عظیم عالم، سیدی شیخ، علامہ، عالم ربانی سید

Marfat.com

ضیاء اسمعیل بن مھدی غربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اولیاء کرام کی خداداد عظمت و جلالت عطا کی۔

یہ کتاب کیا تھی، شعائیں برسانے والا سورج تھا۔ اس کی دلیلیں دن کی روشنی سے زیادہ روشن ہیں۔ اس کے حوالے اس قدر ضیاء بار ہیں کہ قریب ہے کہ ان کی روشنی آنکھوں کی بینائی اُچک لے۔

بے شک اس میں اہل بصیرت کے لئے عبرتیں ہیں۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی آیات سے استدلال کیا ہے اور اس ذات اقدس کی سنت پر اعتماد کیا ہے جو اہل ایمان کے لئے رؤف ورحیم ہیں۔

یہ سب کچھ خوب روشن ہے۔

یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا محض فضل ہے جسے چاہتا ہے اسے اس سے نوازتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

سنت نبوی بصیرت افروز دلیل ہے جو کبھی نہیں مٹ سکتی۔ ایسی روشن حجت ہے جو کبھی مغلوب نہیں ہوسکتی۔ ایک ایسی سیدھی راہ ہے جس پر چلنے والے کی منزل تک رسائی یقینی ہے اور ایسا کیونکر نہ ہو جب کہ اس سنت شریف کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿ فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی ﴾

القرآن الحکیم النجم ۵۳: ۱۰

ترجمہ: پس اللہ نے اپنے (محبوب) بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی۔

اور

﴿ وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ۝ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ﴾

القرآن الحکیم النجم ۵۳: ۳-۴

ترجمہ: اور وہ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں۔ یہ نہیں ہے مگر وحی جو ان کی طرف کی

Marfat.com

جاتی ہے۔

اس سیدھی راہ پر چلنے والے! اس کو لازم جان۔

اس صراط مستقیم پر گامزن ہونے والے! اس کو ضروری جان۔

اسے مت چھوڑ، اس کو بہترین اخذ کرنے والا بن، اس کو چمٹ جا اور اس کو خوب مضبوطی سے تھام

اس کے مفاہیم میں نگاہوں کو بار بار لوٹا۔ اس کے احکام کی بنیادوں میں خوب غور وفکر کر۔ تو اس نتیجہ پر پہنچے گا جس سے بڑے بڑے علماء عاجز ہیں بڑے بڑے جید سکالر بھی اس پر قادر نہیں۔

کیا اسلوبِ حکیم ہے۔ ترتیبِ عجیب ہے۔ سلاستِ لفظ ہے۔ حسنِ ترکیب ہے۔ قوتِ مِنی ہے، عمدگیٔ معنی ہے، حکمتِ بالغہ اور قولِ رشید ہے۔

اس میں صاحبانِ عقل اور اخلاص سے توجہ دینے والوں کے لئے نصیحتیں ہیں واہ واہ! کتنی خوبصورت کتاب ہے۔ اس نے سرکش، مخالف دشمن کی خوب باگ کھینچی ہے۔ اور مسلمانوں کو کافر کہنے والوں کی خوب پیٹھ کاٹی ہے۔ اس نے راستہ نکھار دیا ہے۔ راہ روشن کردی ہے۔ سب کو ظاہر کر دیا ہے۔ دلیل کو واضح کر دیا ہے۔

اے صاحبِ بصیرت ودانش اس میں غور وفکر کر۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہستی آجائے تو عقل والوں کی عقل باطل ہو جاتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم حکم ماننے کے زیادہ حقدار ہیں۔

اگر مندرجہ بالا امور تجھے کافی نہیں تو سن جو ہم کہتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند میں وارد کیا ہے۔

ایک شخص آشوبِ چشم میں مبتلا تھا۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ یہ شخص اپنی آنکھوں کی شفاء چاہتا تھا۔

اس کی عرضداشت سن کر طبیب عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

قُلِ اللّٰهُمَّ بِنَبِيِّکَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ اِشْفِ بَصَرِیْ

مسند احمد بن حنبل ، ٤:١٣٨

تو کہہ، اے اللہ عزوجل! اپنے طاہر وطیب نبی ﷺ کے تصدق سے میری آنکھوں کو شفاء عطا کر دے۔

فوت شدگان سے توسل کو ناجائز کہنے والا اگر کہے، یہ توسل تو حالت زندگی میں تھا۔ تو اس سے کہہ کہ بعد الوفات توسل کے بارے اس روایت کو سنے۔

امام بیھقی ، ابو نعیم اور طبرانی رحمھم اللّٰہ تعالٰی سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ایک شخص بار بار اپنی کسی حاجت کے بارے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تھا۔ مگر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نہ تو اس کی طرف توجہ فرماتے نہ ہی اس کی حاجت سنتے۔ اس شخص کی ملاقات سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رویہ کی شکایت کی۔

تو سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا!

اچھے انداز سے وضو کرو، پھر مسجد جاؤ اور دو رکعت نفل ادا کرو، پھر کہو

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْکَ بِنَبِيِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ .

مسند احمد بن حنبل ، ٤:١٣٨

ترجمہ : اے اللہ! میں تیرے نبی محمد ﷺ، نبی رحمت ﷺ کے توسل سے تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں۔

اے اللہ! ان کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔

اس شخص نے اس نصیحت پر عمل کیا پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے

Marfat.com

پر آیا۔ دربان آیا۔ اس شخص کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر پیش کیا آپ نے اس کی حاجت پوری کردی اور فرمایا!

مَا كَانَ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَاذْكُرْهَا.

تیری جو بھی حاجت ہو مجھ سے ذکر کیا کر۔

یہ شخص وہاں سے نکلا تو اس کی ملاقات سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی ان سے عرض کی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے۔ وہ میری ضرورت کی طرف توجہ نہ کرتے تھے اور نہ ہی میری جانب نظر کرتے تھے۔ آپ کا نصیحت کردہ طریقہ کام آیا۔ سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے کیا طریقہ بتایا۔ میں نے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ کی خدمت اقدس میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا۔ اس نے اپنی بینائی کے زائل ہونے کی شکایت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وہی دعا تعلیم فرمائی۔

شفاء السقام، ۱٦٨

اب آنکھ والے کے لئے معاملہ روز روشن کی طرح واضح ہوگیا۔ فوت شدگان سے توسل کو ناجائز کہنے والے اور توسل کرنے والے کو کافر قرار دینے والے سے پوچھ۔ کیا عظیم المرتبت صحابی نے اس شخص کو کافرانہ عمل کی نصیحت کی؟

سبحان اللہ۔ یہ تو بہتان عظیم ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دلائل النبوہ میں اور ابن شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کی:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑ گیا۔ تو سیدنا بلال بن الحارث رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوئے اور عرض کی:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

اِسْتَقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّهُمْ هَلَكُوْا.

اپنی امت کے لئے بارش طلب کیجئے وگرنہ وہ ہلاک ہو گئے۔

Marfat.com

تو نبی اکرم ﷺ ان کی خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

اِئْتِ عُمَرَ فَاقْرِاْهُ مِنِّیْ السَّلَامَ وَ خَبِّرْهُ اِنَّهُمْ یُسْقَوْنَ

سیدنا (عمر) رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ ان کو میرا اسلام دو اور خبر دو کہ ان کو بارش عطا کی جائے گی۔

الاستیعاب ، ۲:٤٦٤

یہ خواب سے استدلال نہیں ہے۔ یہ صحابی جلیل کے عمل سے استدلال ہے کہ وہ قبر انور پر حاضر ہوئے۔ ندا کی اور بارش طلب کی۔

یہ بڑا واضح ثبوت اور پختہ دلیل ہے اس شخص پر جو اس توسل سے منع کرنے والا ہے اور توسل کرنے والے کی تکفیر کرنے والا ہے۔ ایسا شخص یقیناً صراط مستقیم سے بھٹک گیا ہے۔

رہا آپ ﷺ کے اسم سامی اور آپ کے آثار سے برکت کا حصول، تو ابن سنی اور قاضی عیاض رحمہما اللہ تعالیٰ نے الشفا میں اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سو گیا تو آپ سے کہا گیا:

اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ

اپنے محبوب ترین شخصیت کا ذکر کر۔

تو آپ نے کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یہ کہتے ہی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے گویا بندھی ہوئی گرہ کھل گئی۔

الادب المفرد ، ٦٧

ابن سنی نے اپنی کتاب عمل الیوم و اللیلة میں باب ''مَا یَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهٗ'' میں روایت کیا ہے۔

ایک شخص کی ٹانگ سن ہو گئی تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے تعلیم فرمائی کہ

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی سے برکت حاصل کرو۔اس شخص نے ایسا ہی کیا تو اس کی ٹانگ صحیح ہوگئی۔

عمل الیوم و اللیلة ، ۸۹

صحیح مسلم میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی طویل روایت ہے۔

جب نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ بچے اور خدام سڑکوں پر نکل آئے ،وہ پکارتے تھے:

یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ

الصحیح المسلم، الزھد ۷۵

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے صحیح حدیث روایت ہے۔

آپ نے ایک سبز جبہ نکالا اور فرمایا: اس جبہ کو نبی اکرم ﷺ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ہم اس کو پانی میں بھگوتے اور اس پانی سے مریضوں کے لئے شفاء طلب کرتے تو ان کو شفا مل جاتی تھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو جحیفه رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

نبی اکرم ﷺ دوپہر کے وقت سنگریزوں والی زمین کی طرف نکلے۔وضو فرمایا۔ پھر ظہر کی دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ پھر عصر کی دو رکعتیں ادا فرمائیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ چھونے لگے۔اور اپنے چہروں کے ساتھ مس کرنے لگے۔

سیدنا ابو جحیفه رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

میں نے بھی نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ تھاما اور اپنے چہرہ پر رکھا۔

فَاِذَا ھِیَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَ اَطْیَبُ مِنْ رَائِحَةِ الْمِسْکِ

آپ ﷺ کا دست اقدس برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور مشک کی خوشبو سے

Marfat.com

زیادہ خوشبودار تھا۔

الصحیح البخاری ، المناقب ۳۵۵۳

نبی انور ﷺ نے پچھنے لگوائے۔توسیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خون نوش فرمایا۔

الزرقانی علی المواھب ، ٤: ٢٣٠

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کا بول مبارک پیا تو آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے ام ایمن۔آپ نے صحیح کیا۔یا فرمایا: یہ صحت ہے۔

الزرقانی علی المواھب ، ٤: ٢٣١

نبی اکرم ﷺ کی بعد از وفات نداء تو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے:

جب نبی اکرم ﷺ نے وصال فرمایا تو سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

يَااَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ . يَااَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ. يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ

اے والد گرامی! آپ نے پروردگار عالم کی دعوت کو لبیک کہا۔

اے والد گرامی۔جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ ہے۔

اے والد گرامی۔ہم جبرائیل سے اس دکھ کا اظہار کرتے ہیں۔

الصحیح البخاری ، المغازی ٤٤٦٢

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مسند میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

آقائے دو جہاں ﷺ کی رحلت کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر

Marfat.com

ہوئے۔ چشمانِ مقدس کے درمیان بوسہ دیا، اپنے دونوں ہاتھ کنپٹیوں پر رکھے اور گویا ہوئے:

وَانَبِیَّاہُ. وَاخَلِیْلَاہُ .وَاصَفِیَّاہُ

اے نبی اکرم ﷺ! اے پیارے دوست! اے برگزیدہ پیغمبر!

مسند احمد بن حنبل ، ۶:۲۱۰ ۔ ۲۲۰

غزوہ بدر میں قریش مقتولوں کے لاشے ایک کنویں میں پھینکتے گئے۔ بعد ازاں نبی اکرم ﷺ اس کنویں کی منڈیر پر تشریف لائے اور ان کو ان کے آباء اجداد کے نام سے پکارنے لگے۔

صحابہ کرام نے عرض کی:

آپ مردوں کو پکارتے ہیں؟

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَاانْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَّا يَجِيْبُوْنَ

تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو مگر وہ جواب نہیں دے سکتے۔

اسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت فرمایا ہے۔

الصحیح البخاری ، المغازی ۳۹۷۶

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ جب سرزمین مدینہ کی قبور سے گزر فرماتے تو یوں گویا ہوتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ. يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ

اے صاحبان قبور! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری بخشش فرمائے۔ تم پہلے چلے گئے۔ اور ہم بھی تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔

الجامع الترمذی ، ۱۰۵۹

Marfat.com

بلکہ نبی محتشم ﷺ نے تو جمادات کو بھی پکارا اور خطاب فرمایا:

امام ابو داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنن میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی انور ﷺ جب سفر فرماتے۔رات آجاتی تو ارشاد فرماتے:

يَا اَرْضُ. رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّکِ وَ شَرِّ مَافِيْکِ وَ شَرِّ مَا خُلِقَ فِيْکِ وَ شَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْکِ.

اے زمین! تیرا رب اور میرا رب اللہ ﷻ ہے۔ میں تیرے شر سے اور ہر اس چیز کے شر سے جو تجھ پر ہے، ہر اس چیز کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی اور ہر اس چیز کے شر سے جو تجھ پر رینگتی ہے اللہ ﷻ کی پناہ میں آتا ہوں۔

سنن ابی داؤد ، الجهاد ۷۵

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

مسند احمد بن حنبل ، ۲:۱۲۲، ۲۷۲۵

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ جب نئے چاند کو دیکھتے تو فرماتے۔

رَبِّیْ وَ رَبُّکَ اللّٰهُ

تیرا اور میرا رب اللہ ﷻ ہے۔

الجامع الترمذی ، الدعوات ۵۰

مگر افسوس نداء کو ناجائز کہنے والا کیا کہتا ہے؟ اس کے لئے کون سا شبہ باقی رہ جاتا ہے؟ ذکر کردہ احادیث اس قول کے بطلان کو ببانگ دہل بیان کرتی ہیں کہ

اموات و جمادات کو خطاب و نداء (معاذ اللہ تعالیٰ) شرک و عبادت نہیں

Marfat.com

ہے۔

کیا ان نداؤں سے نبی اکرم ﷺ نے (العیاذ باللّٰہ تعالیٰ ثم العیاذ باللّٰہ تعالیٰ) شرک کا ارتکاب کیا ہے؟ یا غیر اللہ کی عبادت کی ہے؟

اللہ ﷻ پر جھوٹ مت باندھو۔ وگرنہ اس کا عذاب تمہارے پرخچے اڑا کر رکھ دے گا مگر جسے اللہ ﷻ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

کیا کسی صاحب اسلام کے لئے روا ہے کہ اس نداء وخطاب کے فعل کو شرک کہے۔ حالانکہ اس کا صدور نبی اکرم ﷺ سے ہوا ہے جو وحی ربانی کے بغیر کلام نہیں کرتے۔

سبحان اللّٰہ۔ یہ تو بہتان عظیم ہے۔

خدا کی قسم۔ یہ امر تو جنون سے بھی کئی درجات بلند ہے۔

ہر نداء ہرگز عبادت نہیں۔ جس طرح ان لوگوں نے گمان کیا ہے۔ وگرنہ زندہ اور مردہ دونوں کو نداء کرنا ناجائز ہوتا۔

ہاں وہ نداء عبادت ہے جس سے مُنَادِی، مُنَادیٰ میں صفت اُلوہیت مانے۔ اسے عبادت کے لائق ٹھہرائے۔ اس کی جانب راغب ہو۔ اور اس کے روبرو خضوع کا اظہار کرے۔

مگر وہ نداء جس میں الوہیت اور تاثیر حقیقی کا اعتقاد نہ ہو ہرگز عبادت نہیں اگرچہ یہ نداء جمادات اور اموات کو کیوں نہ ہو۔ ضیا بار سنت مطہرہ کی دلالت اسی پر ہے۔

کاش مجھے معلوم ہوتا! زندہ اور فوت شدہ سے توسل میں کیا فرق ہے؟ جس طرح ان لوگوں نے گمان کیا ہے۔

جب اشیاء کا موجد اور فاعل حقیقی فقط اللہ ﷻ ہے۔ وہی قادر مطلق ہے۔ اس کی طرف سے نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی توفیق ہے۔

تو یہ تفریق تو اس امر کا وہم ڈالتی ہے کہ فرق کا قائل اعتقاد رکھتا ہے کہ زندہ میں تاثیر ہے اور زندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔

Marfat.com

ہم اہلسنت نہ تو اس کے قائل ہیں نہ اس قول کو پسند کرتے ہیں۔ ہمارا تو اعتقاد یہ ہے کہ نہ زندوں میں تاثیر ہے نہ مردوں میں۔ مؤثر حقیقی فَعَّالُ لِّمَا یُرِیْد ہے۔ جو نگاہوں کی کمزوریوں اور سینہ میں پوشیدہ امور سے بھی باخبر ہے۔ بندہ کے افعال اللہ ﷻ کی مخلوق ہیں۔ اس امر میں وہ یکتا ہے۔ لاشریک ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

القرآن الحکیم الصّٰفّٰت ۳۷:۹۶

ترجمہ : حالانکہ اللہ ﷻ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور جو کچھ تم کرتے ہو۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ صَانِعُ كُلِّ صَانِعٍ وَ صَنْعَتِهٖ

مستدرك للحاكم ، ۱:۳۱ — كنز العمال ، ۱۳۱۹

جمع الجوامع ، ٤٨٧٠ — الدر المنثور ، ۵:۲۷۹

تفسير قرطبی ، ۱۵:۹۶ — الاسماء و الصفات ، ۳۶

ترجمہ : اللہ ﷻ ہی ہر صانع اور اس کی ہر صنعت کا خالق ہے۔

ان لوگوں کا کیا نقصان ہے اگر اللہ ﷻ اپنے فضل سے ان لوگوں کی حاجات کو پورا فرمادے جو اس کی بارگاہ میں اس کے انبیاء کرام کا توسل پیش کریں یا شفاعت پیش کریں یا استغاثہ کریں۔ چاہے ان کی زندگی میں ہو یا بعد از زندگی۔ کیونکہ مدعو حقیقی تو وہی ہے۔ لاشریک ہے۔ نبی نہ مدعو حقیقی ہے نہ مسئول حقیقی ہے وہ تو مسئول بہ ہے۔

اور یہ امر بڑا واضح ہے۔

سیدنا اسمعیل علیہ السلام کی والدہ سیدہ ھاجرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے۔

فَهَلْ عِنْدَكَ غَوَاثٌ؟

کیا تمہارے پاس کوئی مددگار ہے؟

Marfat.com

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عُدُوِّهٖ.

الحاصل۔ مستغاث حقیقی تو فقط اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ ولی اور نبی تو مُسْتَغِیْث اور مُسْتَغَاث کے درمیان واسطہ ہیں۔ مُسْتَغَاث بِہٖ حقیقی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے خَلْقاً اور اِیْجَاداً وہی غوث ہے۔ نبی اور ولی تو مُسْتَغَاث بِہٖ مَجَازِی ہیں اور سبب وکسب کی جہت سے مُسْتَغَاث بِہٖ ہیں۔

جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿.....وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی.....﴾

القرآن الحکیم الانفال ۸:۱۷

ترجمہ: خلق اور ایجاد کے اعتبار سے آپ نے سنگریزے نہیں پھینکے۔ آپ نے تو سبب اور کسب کی جہت سے سنگریزے پھینکے۔ خلق اور ایجاد کی جہت سے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سنگریزے پھینکے۔

اسی انداز میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا

﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ.....﴾

القرآن الحکیم الانفال ۸:۱۷

ترجمہ: (خلقاً اور ایجاداً) تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قتل کیا۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

مَا اَنَا حَمَلْتُکُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ حَمَلَکُمْ

الصحیح البخاری، خمس ۱۵ الصحیح للمسلم، ایمان ۷۔۹

النسائی ایمان، ۱۵ ابن ماجه کفارات، ۷

ترجمہ: تمہیں میں نے نہیں اُٹھایا بلکہ تمہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُٹھایا۔

سنت شریفہ میں کثرت حقیقت کا بیان ہے۔ قرآن حکیم میں بڑی کثرت سے فعل کی مَلتسب کی طرف اضافت ہے اور مجازاً اس کی طرف اسناد ہے۔

Marfat.com

جس طرح نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَنْ يُّدْخِلَ اَحَدَكُمُ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهٖ

الصحیح البخاری ، رقاق ۱۸۔مرضی ۱۹

الصحیح للمسلم ، منافقین ۷۲۔۷۵۔۷۷۔۷۸

ترجمہ : اللہ ﷻ تم میں سے کسی کو بھی اس کے عمل سے جنت میں داخل نہیں فرمائے گا۔حالانکہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿.....اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

القرآن الحکیم النحل ۱۶:۳۲

ترجمہ : جنت میں داخل ہو جاؤ ان (نیک اعمال) کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔

آیت کریمہ نے سبب عادی بیان کیا ہے جس میں تاثیر حقیقی نہیں۔حدیث نے سبب حقیقی بیان کیا ہے اور وہ اللہ ﷻ کا فضل ہے۔

قصہ مختصر لفظ استغاثہ کا اطلاق اس شخص کے لئے جس سے مدد حاصل ہو۔اگر کسب کے اعتبار سے ہو تو امر معلوم ہے۔اس میں لغوی اور شرعی اعتبار سے کوئی شک نہیں ہے۔

جب آپ اَغِثْنِیْ یَااَللّٰہ کہیں تو اس سے خلق اور ایجاد کے اعتبار سے اسناد حقیقی کا ارادہ ہوتا ہے۔اور جب اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ کہیں یا اَغِثْنِیْ یَا وَلِیَّ اللّٰہ کہیں تو کسب توسط اور تسبب شفاعت کی جہت سے اسناد مجازی کا ارادہ ہوتا ہے۔

شفاعت کے باب میں بخاری شریف میں موجود ہے۔وہ اسی طرح ہونگے۔

اِذَا سْتَغَاثُوْا بِاٰدَمَ ثُمَّ بِمُوْسٰی ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ

تب وہ سیدنا آدم علیہ السلام پھر سیدنا موسیٰ علیہ السلام پھر سیدنا محمد ﷺ سے استغاثہ کریں گے۔

الصحیح البخاری ، الانبیاء ۳۳۴۰

نظر بصیرت سے دیکھ کہ اس فرمان عالی شان میں استغاثہ کی انبیاء کی طرف

Marfat.com

نسبت مجازی ہے۔ کیونکہ حقیقی مستغاث تو اللہ ﷻ ہے۔

کسی فعل کا نبی یا ولی کی طرف اسناد مجاز عقلی کے قبیل سے ہے جو لسان شرع میں کثیر اور عام ہے۔

عجیب ترین امر یہ ہے کہ یہ منکرین اللہ ﷻ کے دشمنوں اور جمادات کی طرف اسناد کرنے سے وحشت زدہ نہیں ہوتے نہ ہی اس سے غضبناک ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں مجھے ڈاکٹر المانی نے نفع دیا۔ یونانی دوا اور شربت نے میرے معدہ کی اصلاح کردی۔ یونانی سرمہ نے مجھے نقصان دیا۔

مگر جب اس نوعیت کی اسناد سید المرسلین امام المتقین اور رحمت للعلمین یا اولیاء مقربین کی طرف سے سنتے ہیں تو گویا قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ ان کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ ان کے نتھنے پھول جاتے ہیں ان کا انکار شدت اختیار کر جاتا ہے۔ اور اس کے قائل پر کفر کا حکم لگاتے ہیں۔ حالانکہ کفر کے وہ خود زیادہ حقدار ہوتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے۔

مَنْ كَفَّرَ مُسْلِمًا فَقَدْ كَفَرَ

الصحیح للمسلم، ایمان ۱۱۱ مسند احمد بن حنبل، ۲:۲۳_۶۰_۲:

ترجمہ: جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا۔ وہ خود کافر ہو گیا۔

اللہ ﷻ سے ہم سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں سیدھی راہ پر چلائے۔ اور نیکیت کی راہ پر گامزن رہنے کی توفیق دے۔ وہ توفیق عطا کرنے والا ہے۔

اپنے مولا کی بخشش کا امیدوار

محمد بن عبداللہ

بن علی عاموہ السندی الحدیدی

۲۳ ذی ۱۳۸۰ھ

Marfat.com

تقریظ

شیخ همام عماد الاسلام یحی بن احمد بن محمد بن حسان رحمه الله تعالٰی

الحمد لله و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفی

میں نے حجۃ الاسلام علامہ سید اسمعیل الغربانی کی تصنیفِ لطیف **نفس الرحمن** کو دیکھا۔ یہ دلائل کی شمشیرِ بے نیام ہے اور شواہد کا چمکتا سورج ہے۔ میں نے بے ساختہ کہا۔

نفس الرحمن پر اعتماد کر۔ یہ حق کی طرف سے ایک خاموش کر دینے والی کتاب ہے۔ اگر آپ اس کا اعتراف کریں تو اس میں حق کفایت کرنے والا ہے اور اگر آپ اعتراض کریں تو یہ سر اڑا دینے والی تلوار ہے۔ اس میں حق کو ثابت کرنے والے دلائل ہیں، جن کو باطل کا علم بردار ہی رد کرے گا۔

Marfat.com

تقریظ

عالم دیار حضرمیه. حجة الله تعالیٰ علی البریه . صفوة السادات العلویین. مفتی تریم

السید محمد بن سالم بن حفیظ حفظ اللّٰه و اطال بقاء ہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں سے بعض کو مختص کیا۔ اپنی فرماں برداری کی توفیق دی۔ جن کو چاہا فضل سے نوازا اور اپنی مخلوق سے منتخب فرمایا۔ اپنے اولیاء کرام کو اپنی تائید ونصرت سے بہرہ مند کیا اور جنہوں نے ان سے عداوت کی ان سے اعلان جنگ کیا۔

درود وسلام ہو اللہ ﷻ کے حبیب ﷺ پر جو تمام مخلوق سے منتخب ہیں۔ وہ ہمارے سردار ہیں۔ قرآن حکیم نے ان کو خلق عظیم کا حامل قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ ان کی ہر طرح سے تعظیم کی جائے۔

آپ کے شرف تعظیم، تبجیل اور تکریم کیلئے یہ ہی کافی ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے بندوں کو تعلیم دی۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

القرآن الحکیم . الاحزاب ۳۳:۵۶

ترجمہ : بیشک اللہ ﷻ اور اس کے فرشتے اس نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب ومحبت سے) سلام عرض کیا کرو۔

اے اللہ ﷻ! درود بھیج، رحمتیں بھیج اور برکتیں نازل فرما۔ آپ ﷺ پر، آپ کی پاکیزہ آل پر، آپ کے صحابہ پر اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ اے رحمت کرنے والے۔

اَمَّا بَعۡد

Marfat.com

اس امت محمدیہ میں ہمیشہ ایسے لوگ رہیں گے جو حق کو ظاہر کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے، برائی سے جھڑکیں گے اور ملحدوں کو زبانی تلواروں سے قطع کریں گے۔ اس راہ میں کچھ زبان سے جہاد کرنے والے ہیں۔ کچھ قلم اور بیان سے جہاد کرنے والے ہیں۔ اس میدان کے شہسواروں سے ایک علامہ محقق مدقق سید اسمعیل بن مھدی غربانی ہیں جو ''اولیاء کرام کی خداداد عظمت و جلالت،، کے مصنف ہیں۔

انہوں نے افادہ کیا اور خوب کیا۔ مراد کو لائے اور خوب لائے۔ مقصود کو فصیح ترین عبارت سے واضح کیا۔ لطیف اشارے کئے۔ ان اولیاء کرام کے مقام رفیع اور جاہ وسیع کو خوب بیان کیا جس کی طرف قرآن حکیم کی بہت سی آیات نے اشارہ کیا۔

﴿اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُنَ﴾

القرآن الحکیم. السجدہ ۳۲:۱۸

ترجمہ : تو کیا جو شخص ایماندار ہو وہ اس کی مانند ہو سکتا ہے جو فاسق ہو؟ (نہیں) یہ یکساں نہیں۔

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِلا سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ط سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾

القرآن الحکیم الجاثیہ ۴۵:۲۱

ترجمہ : یا برائیوں کا ارتکاب کرنے والوں نے گمان کر رکھا ہے کہ ہم ان کو ایمان والوں اور صالحین کی طرح بنا دیں گے کہ ان کی زندگی اور موت برابر ہو جائے۔ کتنا برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

یہ کیونکر نہ ہو جبکہ سارے جہانوں کا پروردگار اور ساری کائنات کو قائم کرنے والا مدد و نصرت کے اعتبار سے ان کے ساتھ ہے۔ ان کے ساتھ محبت کرنے والوں کا کفیل ہے۔ ان سے عداوت رکھنے والوں کے ساتھ جنگ کرنے والا ہے۔

یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے یکتا و بلند پروردگار کے لئے خالص اعمال کئے۔

Marfat.com

مضبوط ترین راہ پر گامزن ہوئے۔تقویٰ کا لباس زیب تن کیا۔اللہ ﷻ ان سے راضی ہوا، ان کو راضی کیا اور جنت کو ان کا ٹھکانہ بنایا۔

قصہ مختصر

اولیاء کرام کی خداداد عظمت و جلالت جس کی خوشبو ہمیں بلدیمان کی جانب سے آئی ہے۔ایک نفیس کتاب ہے جو ضیا بار حوالوں اور یقینی دلیلوں سے آراستہ ہے۔حق کی جستجو کرنے والے کے لئے کافی اور سچ کی تلاش کرنے والوں کے لئے وافی ہے۔

ہر صاحب ایمان جو اپنے ایمان کو مضبوط کرنا چاہتا ہے اور انبیاء کرام، اولیاء کرام عظام، احبابِ خدا اور مقربین حق کے بارے میں اپنا عقیدہ صحیح کرنا چاہتا ہے وہ اسے ضرور پڑھے۔

مصنف علیہ الرحمۃ کو اللہ ﷻ جزاء خیر عطا کرے۔اُمت محمدیہ میں اس کے امثال کثرت سے پیدا کرے۔اس کتاب کا نفع تمام اہل ایمان کے لئے عام کرے۔

اپنے مولا کا محتاج

محمد بن سالم بن حفیظ بن الشیخ ابی بکر

بن سالم

علوی حسینی، حضرمی

دس محرم ۱۳۸۰

عدن

Marfat.com

تقریظ

علامہ، محدث شہیر، سادات مالکیۃ کے ایک سرکردہ عظیم عالم

السید محمد المکی الشنقیطی اطال اللہ عمرہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو اہل محبت پر فیض، احسان اور انعام کی بارش کرنیوالا ہے۔ اہل مودت کو جواہر عرفان، خلعت توفیق اور معونت ورضوان عطا فرمانے والا ہے۔

ان احباب کو بنی نوع انسان میں وہ رفعت اور علوشان نصیب ہوئی جو قلبی گمان سے وراء ہے اور جس کی توصیف زبان سے ممکن نہیں ہے۔ اور یہ معیت رحمٰن ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں وارد ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے اور جسے یہ معیت حق حاصل ہو اس کے قلب وزبان پر ہدایت ونور کے سورج روشن رہتے ہیں۔ باطل کی ظلمتیں منہدم ہو جاتی ہیں اور ذلت ورسوائی کی دلدل میں لتھڑی رہتی ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ بہت مہربان ہے۔ اس نے انسان کو پیدا کیا اور دولتِ بیان سے نوازا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ساری مخلوق فرشتوں، جنوں اور انسانوں سے افضل ہیں۔

اے اللہ تعالیٰ ہمارے سردار سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل رحمتیں نازل فرما۔

جن کے توسل سے یہ گرہیں کھلتی ہیں۔ مصائب دور ہوتے ہیں۔ حاجات پوری ہوتی ہیں۔ پسندیدہ چیزیں اور حسن خاتمہ میسر آتا ہے۔ آپ کے چہرہ اقدس کے توسل سے بارش طلب کی جاتی ہے۔

اور آپ کی پاکیزہ، پاکباز آل پر (درود وسلام) اور آپ کے تمام صحابہ پر قیامت تک ایام کائنات کے برابر۔ میں نے علامۃ المحقق، فہامۃ المدقق، حبر العلیم، سراج العظیم، بدر الکواکب، نجوم آل الکرام، جوہرۃ تاج علماء اعلام، مولانا السید اسمعیل الغربانی رحمہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی تصنیف اولیاء کرام کی خداداد عظمت و جلالت کا مطالعہ کیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کی زندگی سے اسلام کو نفع دے۔

وہ بے شک سننے والا، قریب اور دعا قبول کرنے والا ہے۔

بے شک اس موضوع پر بڑے بڑے علماء کرام نے قلم اُٹھایا۔ مختصراً اور طویل قیمتی کتابیں لکھیں مگر ''اولیاء کرام کی خداد عظمت و جلالت '' اپنی کمیت کے صغر اور قلت فصول کے باوجود ان سے سبقت لے گئی۔ اس کی کسی بھی فصل کو پڑھا جائے، آپ دیکھیں گے کہ مصنف نے دلکش و دلربا دھاگا میں قیمتی موتی پرو دیئے ہیں۔ لفظ و ترکیب کی جہت سے، معنی جامع کی جہت سے، روشن دلیلوں کی جہت سے، روشن حوالوں کی جہت سے کاٹ دینے والی حجتوں کی جہت سے۔

ان دلائل نے اس مخلوط گروہ کے دعوؤں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے جن کے مقدر میں ضیاء بار نصوص شرعیہ سے سراب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اور جھوٹے پارہ کے سوا کچھ نہیں۔

اس نے چٹیل میدان بنا دیا ہے۔ جس میں نہ کوئی ٹیڑھ ہے نہ کمزوری، حق آ گیا اور باطل غائب ہو گیا۔

بلا شک وشبہ یہ رسالہ حد بعید کے موافق ہے اور نہایت عمدہ ہے۔

اگر اس موضوع پر قلم اُٹھانے والے اس رسالہ کے طریق کو اپنائیں اور اپنی تصنیفات میں اس سیدھی اور پختہ راہ پر چلیں۔ تو میں ان کی خدمت میں اور مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ثناء جذیل اور شکر جمیل کا ہدیہ پیش کرتا ہوں۔

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اس کے احباب کے توسل سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں اور ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور قیامت کے روز انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے زمرہ سے اُٹھائے۔

بے شک وہ جو چاہے اس پر قادر ہے اور قبولیت کے زیادہ لائق ہے۔

سخی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا محتاج محمد المکی الشنقیطی ۱۳۶۱ ہجری

Marfat.com

تقریظ

علامہ محقق، نحریر مدقق، سادات شافیعہ کے سرکردہ علماء سے ایک عظیم عالم سابق قاضی عدن محمد بن داؤد البطاح حَفِظَهُ اللّٰه

اے ہمارے پروردگار! ہم تیرے نازل کردہ احکام پر ایمان لائے اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی کی، ہمیں شاہدین کے ساتھ لکھ لے۔

تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے جس نے عرفاء کے دلوں کو اپنے نور سے منور فرمایا اور احکام دین پر عمل کے لئے ان کے سینوں کو کشادہ کیا۔

اشرف الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد ﷺ پر درود وسلام ہو اور آپ کے تمام اصحاب پر۔ میں نے صاحب الفضیلہ، علامۃ الغنی السید اسمعیل بن مھدی الغربانی کی کتاب ''اولیا کرم کی خداداد عظمت و جلالت'' کا مطالعہ کیا۔

اس رسالہ کی شان عظیم ہے۔ اس کے دلائل صحیح ہیں۔ اس کی اساس مضبوط ہے۔ اس کے مشمولات حق کو زندہ کرنے والے ہیں۔ باطل کو نیست و نابود کرنے والے ہیں۔ اس میں ایسے عقائد کا بیان ہے جس کی معرفت لازم ہے۔ اس میں ارباب عنائت میں سے علماء اہل السنّت والجماعت کے افکار ہیں۔ اس میں اس ذات اقدس کے حقوق کا بیان ہے جن کو دنیا میں اللہ ﷻ نے اپنی ساری رسالت کے لئے منتخب فرمایا اور آخرت میں اپنی شفاعت کے لئے۔

یہ کتاب اللہ ﷻ اور یوم آخرت سے پر اُمید شخص کے لئے اُسوۃ حسنہ ہے۔ گمراہ اور پریشان کے لئے حجۃ البالغہ اور مرشد کامل ہے۔ اس کی عبارات قابل فہم ہیں۔ اس کے اشارات واضح اور ٹھوس ہیں۔ نہ اکتانے والی طوالت پر مبنی ہے، نہ خلل اندازی کرنے والے اختصار پر مشتمل ہے۔ اللہ ﷻ مؤلف کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ اس کے عمل کو مقبول فرمائے اس کے گناہ کی بخشش فرمائے۔ اس کو تکلیف و مشقت میں خود ہی کافی ہو۔

اے اللہ ﷻ! ہمارے سردار سیدنا محمد ﷺ آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر خوب رحمتیں نازل فرما۔

اپنے پروردگار کا محتاج

محمد بن داؤد بن محمد احمد البطاح الاھدل

Marfat.com

تقریظ

بحر علامۃ، جہبذ فہامۃ، جمال الدین الشیخ علی محمد باحمیش رحمہ اللّٰہ تعالیٰ

سابق قاضی عدن

تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں میں سے ہدایت یافتہ راہنماؤں کو منتخب فرمایا جو حق کی حمایت کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہیں کرتے رحمتیں ہوں نبی الانبیاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے منتخب رسولوں سے افضل، ہمارے سردار اور ہمارے آقا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو رب عظیم کے منتخب ہیں۔ سید الوجود علی الاطلاق ہیں۔ آپ کی آل پر، آپ کے اصحاب پر، علماء عاملین میں سے آپ کے انصار اور ورثاء پر، ان پر جو ان کی ہدایت کے پیروکار ہیں اور ان کے ارشاد پر قائم ہیں۔ قیامت کے دن تک۔

میں نے سید جلیل، ذکی، تقی، عالم نبیل ربانی اسماعیل بن مہدی غربانی کی تالیف کا مطالعہ کیا۔ بلاشبہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو دلوں کے روگوں اور بیماریوں کو شفا دیتی ہے، عقول کو رشد و ہدایت کی طرف لوٹاتی ہے۔ اس میں مباحث و تحقیقات کو دلیل و برہان کے ساتھ پختہ کیا گیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد و توفیق سے راہ ہدایت کے طلبگاروں کے لئے ہدایت ہے اہل ایمان کے یقین کے لئے تقویت ہے۔ بدعتی عنادی لوگوں کے فریبوں کا رد ہے۔ جو زمین میں فساد انگیزی کرتے ہیں۔ کیا ان چند فریب زدہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے لوگوں کی نگاہ میں قدس وجلال کی جگہ میں وہ حیرت انگیز محاورہ پوشیدہ ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تو اپنے علم سے اپنے احباب کو منتخب کر لیا ہے۔ انہیں اپنی ذات کے لئے خالص کر لیا

Marfat.com

ہے۔آیت فضل وتکریم سے ان کی تعریف کی ہے۔ابلیس رجیم کے بہکاوے سے ان کی حفاظت کی ہے۔

خداوندقدوس نے ارشادفرمایا:

﴿اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ ط وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا﴾

القرآن الحکیم بنی اسرائیل ۱۷:۶۵

ترجمہ : بے شک جومیرے بندے ہیں ان پر تیرا غلبہ نہیں ہوسکتا۔اور(اے محبوب!) تیرارب اپنے بندوں کی کارسازی کے لئے کافی ہے۔

اس لعین کا جواب تھا۔

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۞ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ﴾

القرآن الحکیم صٓ ۳۸:۸۳-۸۲

ترجمہ : کہنے لگا تیری عزت کی قسم!میں ان سب کوضرور گمراہ کروں گا۔سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے تونے چن لیا ہے۔

کیا یہ بے بنیاد لغوخبریں اڑانے والے شیطان سے زیادہ شریر ہیں کہ ان اللہ ﷻ کے برگزیدہ بندوں کو بتوں کے ساتھ تشبیہ دی۔ان کو پکارنے والوں اوران سے توسل کرنے والوں کومشرک وبت پرست قراردیا۔یہ بہت برے کلمات ان کے منہ سے نکلتے ہیں۔وہ نرا جھوٹ بکتے ہیں ان بدمغزوں پر تعجب ہے۔یہ صالحین کی زیارت اور ان سے توسل کوحرام قراردیتے ہیں۔بلکہ اس کوشرک قراردیتے ہیں اوراسے مذہب امام احمد بن حنبل گردانتے ہیں۔حالانکہ لوگوں نے امام احمد بن حنبل کی رحلت کے بعدان کی زیارت کے لئے سفرکیااورتوسل بھی کیا۔حافظ عبدالرحمن بن الجوزی نے مناقب امام احمد بن حنبل میں اپنی سند کے ساتھ ابوبکر محمد بن عیسٰی

Marfat.com

تک۔ارشادفرمایا:

مجھ سے عبداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا ہے۔اوروہ اہل سنت سے ہیں۔میں اورمیرے والدگرامی ایک تاریک رات میں امام احمد بن حنبل کی زیارت کو نکلے۔رات کی تاریکی میں اضافہ ہوگیا۔

والدگرامی نے ارشادفرمایا:

اے میرے بیٹے ادھرآ!اللہ ﷻ کی بارگاہ میں اس نیک بندے کا توسل پیش کریں تاکہ ہمارے لئے راستہ روشن ہوجائے۔بتیس برس سے میں نے جب بھی ان سے توسل کیامیری حاجت برآئی۔ والدگرامی نے دعا کی۔میں نے اُس پر آمین کہی۔تو پورا آسمان روشن ہوگیا۔گویا کہ چاندنی رات ہے۔ہم آپ کی بارگاہ میں پہنچے اوراس حاجت برآری کا ذکر کیاجوآپ کے توسل سے ہوئی۔اللہ ﷻ کا شکر ہے آپ نے ملاحظہ کیا۔حافظ ابن جوزی کے ذکر کے مطابق اللہ ﷻ کے احباب کی زیارت کے لئے سفر اوران سے توسل امرمندوب ومعروف ہے۔یہ ابن تیمیہ کے آنے سے قبل ایسا ہی رہا ہے۔اس فتنہ پرورگروہ کی عادت یہ ہے کہ یہ اپنے خلاف ہر دلیل کورد کردیتے ہیں۔جیسے مغالط وہی قبول کرتا ہے جواس کی رائے اورخواہش نفس کے مطابق ہواور یہ نقص فی الایمان ہے۔

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبِعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

شرح السنه للبغوی ، ۲۱۳:۱ مشکوة المصابیح ، ۱٦۷

تاریخ بغداد ، ۳٦۹:٤ السنه لابن ابی عاصم ، ۱۲:۱

کنز العمال ، ۱۰۸٤ فتح الباری ، ۲۸۹:۱۳

الصحیح البخاری ، الصحیح للمسلم ،

Marfat.com

ترجمہ : کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دستور کے مطابق نہ ہو جائیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ مصنف کو دین کی نصرت کی راہ میں اس جہاد پر احسن جزاء سے نوازے۔ مخلصین کے لئے ثواب واجر کی جہت سے یہ ہی کافی ہے کہ ان سے اس طرح کا واجب مقدس کام لیا گیا۔ ان کی ارواح مسرت سے لبریز ہیں۔ ان کے ضمائر فرحاں و شاداں ہیں۔

پوری جزاء تو اس بارگاہ میں ہے جس سے کوئی امر بھی پوشیدہ نہیں ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ عمل کرنے والوں کا کارساز ہے۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اُمَّتِیْ لَنْ تَجْتَمِعَ عَلٰی ضَلَالَةٍ فَاِذَا رَأَیْتُمْ اِخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِا لسَّوَادِ الْاَعْظَم ۔

سنن ابن ماجه ، فتن۸ مسند احمد بن حنبل ، ٤:٢٧٨، ٢٨٢٢٥٧

ترجمہ : بے شک میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ جب تم اختلاف دیکھو تو سواد اعظم کے ساتھ ہو جاؤ۔

وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ وَ مُصْطَفَاهُ سَیِّدِ نَا وَ مَوْ لَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

علی محمد باحمیش قاضی شرعی عدن ۷ صفر ۱۳۸۰ھ

۳۱ جولائی ۱۹۶۰ء

Marfat.com

تقریظ

قاسم محمد نعمان

اے علم کی جنت! اے رضوان اوطان! میں نے اپنے ایمان کو اولیاء کرام کی خدا داد عظمت وجلالت سے زندہ کرلیا ہے۔

علم کے باغات میں شاخیں پھلوں سے لدی پڑی ہیں۔عبرتیں ہیں، تبیان ہے اور عرفان ہے۔

اس کے منطق سے الفاظ میرے کانوں پر لوٹ رہے ہیں۔سواب میں نے محسوس کیا کہ میں روحانی ہوں۔

میں اللہ ﷻ سے امید کرتا ہوں کہ یہ تصنیف وطنوں کے اوپر سورج بن کر چمکتی رہے گی۔

قاسم

محمد نعمان

۸محرم۱۳۹۳ھ

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

دیباچۃ الکتاب

تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں۔ رحمتیں نازل ہوں اس کے بندوں پر۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا درود وسلام ہو ہمارے سردار سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی باصفا وباوفا آل پر اور خلفاء وغیر خلفاء راہنما صحابہ پر۔

اَمَّا بَعۡد

ہمارے بعض مسلمان بھائی (اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری اور ان کی بخشش فرمائے) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے صالحین بندوں کی تعظیم وتکریم سے ناواقف رہے۔ ان کو اولیاء کرام کی قدر و منزلت کی معرفت حاصل نہ ہوئی، انہوں نے غمزدہ اور بے غم۔ ولی اور غیر ولی میں فرق نہ کیا۔ ان کے اسلامی بھائیوں اور اسلم لوگوں کے حق کی رعایت نہ کی۔ انہوں نے بغیر تأمل وتفکر کے اپنے مسلمان بھائیوں کی تکفیر میں جلدی کی۔ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں واردشدہ نصوص میں غور نہ کیا اور نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم بقیہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ و السلام اور اولیاء کرام کی زیارت اوران سے توسل وتبرک اور استغاثہ کو شرک قرار دیا۔ اپنے بھائیوں کے حق میں نازیبا اور نامناسب کلمات کہے۔ جھوٹ اور بے بنیاد الزام لگائے۔ تو میں نے چاہا کہ ایک مختصر رسالہ ترتیب دوں جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے صالحین اور منتخب بندوں کی قدر ومنزلت کے بارے عقیدہ اہل سنت کا بیان ہو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اجلال ومحبت کی جہت سے ان کے ادب کا ذکر ہو ان کے اشکالات کو بیان کروں۔ جس سے وہ ناواقف رہے اسے بیان کروں۔

مجھے امید ہے کہ صاحب عنایت وہدایت اس سے نفع حاصل کرے گا۔ ہمارے منکر بھائی اس کا مطالعہ کرنے کے بعد اہل اسلام کی تکفیر اور اہل ایمان کی ہتک سے باز رہیں گے۔ اگرچہ میں تصنیف وتالیف کا اہل نہیں ہوں۔ لیکن اہل اسلام کے درمیان اختلاف کی

Marfat.com

تلافی اوران کے اتحاد واتفاق کی امید کرتا ہوں۔ میں اللہ ﷻ سے سوال کرتا ہوں۔ اوراس کے نبی کریم ﷺ سے توسل کرتا ہوں کہ وہ ذات میرے اعمال کو اخلاص وتوفیق سے مقترن کرلے۔ صراط مستقیم کی جانب میری راہنمائی فرمائے۔ میرے دل کو اشراق واسفار کی جہت سے مطلع انوار بنائے۔ مجھے کتابوں سے لدے ہوئے گدھے کی طرح نہ کرے اور میرے تمام اہل اسلام بھائیوں کو واضح صحیح قول اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جو اللہ ﷻ کے انعام یافتہ بندوں، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا راستہ ہے۔ میں نے اس کا نام ''نَفَسُ الرَّحْمٰنِ فِیْ بَیَانِ مَالِاَحْبَابِ اللّٰہِ مِنْ عُلُوِّ الشَّانِ'' رکھا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جو شخص کسی کوتاہی وقصور کو دیکھے گا وہ عیب پر پردہ ڈالے گا اوراس کوتاہی کی تلافی کرے گا۔

اللہ ﷻ اس پردہ پوش کو دنیا میں بھرپور بہترین جزاء اور آخرت میں محلات عطا فرمائے۔

بلاشبہ نقائص کی پردہ پوشی اہل سخاوکمال میں سے اکابر کا وطیرہ ہے۔

میں نے اس کتاب میں اختصار کا التزام کیا ہے تاکہ مطالعہ کرنے والا ملول نہ ہو اوراس کی طرف رجوع کرنے والا اس کے فوائد کے بے مثال موتی جلد چن لے۔

الحمد للہ تعالیٰ یہ کتاب الفاظ کے لحاظ سے قلیل اور مفاہیم کے اعتبار سے کثیر ہے۔ پھلوں سے لدا ہوا بڑا درخت ہے۔ ٹوکریوں کو بھر دے گا اس کے پھلوں کو چکھنے والا اپنی آرزوئیں حاصل کرے گا جو اس کے رس کو نچوڑ لے گا وہ برتنوں کو لبریز کرے گا۔

کامل عقل والا کسی چیز کی انتہائی باریک بینی سے جانچ پڑتال سے پہلے اسے عیب نہیں لگاتا جس نے کسی کو نہ جانا اس نے عیب لگایا یا اور دشمنی رچائی۔ جس نے تعصب کی تابعداری کی اس نے اس چادر کو اوڑھ لیا۔

اختصار کے باوصف اس کی ترتیب ایک مقدمہ پر ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ اسم ولایت کا حقدار کون ہے؟ ولی کون ہے تاکہ یہ گروہ اللہ ﷻ کے دوستوں کا واضح وروشن حق پہچان سکے۔ پھر میں نے اس کتاب کو پندرہ فصلوں پر تقسیم کیا ہے۔ ان میں کتاب اللہ

Marfat.com

اور سنت رسول اللہ ﷺ سے مستنبط اصول بیان کئے گئے ہیں آخر کتاب میں خاتمہ ہے۔

کتاب وسنت کے دلائل کو کافی جانتے ہوئے صالحین اور علماء عاملین کا بہت کم کلام واقع کیا ہے۔ بعض احادیث کے بعد سلف صالحین سے آئمہ کرام کا کلام ذکر کروں گا تا کہ بعض مواضع کی تقریر ہو جائے کہ سلف صالحین کس راہ پر تھے۔ ان پر یہ گروہ جن امور کا دعویٰ کرتا ہے وہ اس کے خلاف پر تھے۔

پہلی فصل:

انبیاء واولیاء سے توسل کی بنا پر اہل اسلام کی تکفیر کرنے والوں کا رد۔

دوسری فصل:

انبیاء واولیاء کی تعظیم اور اس کا انکار کرنے والوں کا رد۔

تیسری فصل:

میلاد النبی ﷺ۔

چوتھی فصل:

عباد الصالحین کی خداداد عظمت وجلالت، حیات اور بعد از وفات ان کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مراعات ان کی اولاد کی دنیا وآخرت میں مراعات۔

پانچویں فصل:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی زندگی میں تبرک۔

چھٹی فصل:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے آثار سے بعد از وفات تبرک۔

ساتویں فصل:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے زندہ برگزیدہ بندوں کی زندگی میں زیارت، ان کی صحبت اور محبت کی ترغیب اور ان سے دعا کی درخواست۔

آٹھویں فصل:

Marfat.com

فوت شدگان اہل اسلام کی زیارت۔

نویں فصل :

نبی انور ﷺ کی زیارت۔

دسویں فصل:

انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی زندگی اور اولیاء کرام کی زندگی۔

گیارہویں فصل:

عالم بیداری اور خواب میں نبی انور ﷺ کی زیارت۔

بارہویں فصل :

اللہ ﷻ کے برگزیدہ بندوں سے عقیدہ اہل السنّت والجماعت۔

تیرہویں فصل :

زندگی میں اولیاء کرام کی کرامات۔

چودہویں فصل :

بعداز وفات اولیاء کرام کی کرامات۔

پندرہویں فصل :

تصدیق اصل ایمان ہے۔

خاتمہ:

شرک کی اقسام۔ مشرک کون ہے؟

تا کہ خاتمہ کا مقدمہ سے مقابلہ ہو جائے کیوں کہ مقدمہ میں بیان تھا کہ اسم ولایت کا مستحق کون ہے اور ولی کون ہے اس طرح فائدہ مکمل ہو جائے گا۔

اللہ ﷻ ہمیں اور اہل اسلام کو شرک اور برے اخلاق سے محفوظ رکھے وہ جو چاہے اس پر قادر ہے۔ قبول کرنے کے زیادہ لائق ہے۔ اب مقصود میں شروع ہونے کے لمحات ہیں۔ اللہ ﷻ کی توفیق سے میں عرض کرتا ہوں۔

Marfat.com

مقدمہ

اسم ولایت کا مستحق کون ہے؟

ولی کون ہے؟

Marfat.com

اسم ولایت کا مستحق کون ہے؟ ولی کون ہے؟

ولی کی اصل ولی ہے۔اس میں لام ساکن ہے اس کا معنی قرب ہے۔اس معنی کی جہت سے ولی وہ شخص ہے جو اللہ ﷻ کی فرماں برداری کی وجہ سے اور اس کے نواہی سے اجتناب کی وجہ سے اس کے قریب ہے۔ کیونکہ اس سے نبی انور ﷺ کی سنت کی اتباع کی وجہ سے محبت الٰہی کے حامل ہوتے ہیں۔

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾

القرآن الحکیم آلِ عمران ۳:۳۱

ترجمہ: اے محبوب ﷺ آپ فرمادیں اگر تم اللہ ﷻ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ ﷻ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔

یا لفظ ولی کی اصل ولاءٌ ہے اس کا معنی نصرت ہے اس معنی کی جہت سے ولی وہ شخص ہے۔جس کی اللہ ﷻ اپنی نگہبانی، توفیق اور تسدید سے نصرت کرے یہ دونوں معنی ولی میں موجود ہیں۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض کی ادائی سے تقرب حاصل کرلے پھر نوافل کی ادائی سے قرب حاصل کرتا رہے یہاں تک کہ اللہ ﷻ کا محبوب ہو جائے۔ جب یہ اللہ ﷻ کا محبوب ہو جائے تو اللہ ﷻ اس کے کان بن جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے۔اس کے ہاتھ بن جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے۔اس کی ٹانگیں بن جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے۔

صحیح بخاری میں اسی طرح وارد ہے۔

الصحیح البخاری الرقاق ۶۵۰۲

ایک روایت میں ہے:

میں اس کے کان، آنکھ، زبان، دل، عقل اور ہاتھ بن جاتا ہوں۔اس وقت دل اللہ ﷻ سے مشغول ہو جاتا ہے۔ دل اللہ ﷻ کے نور کے جلال کی معرفت میں ڈوب جاتا

Marfat.com

ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر سے کمزور نہیں پڑتا۔ اس لئے دل سے کسی غیر اللہ کو نہیں دیکھتا۔

ذکر، ولایت کا منشور ہے جس کو ذکر عطا ہوا۔ اسے ولایت کا منشور عطا ہوا۔

روح السنہ میں نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے:

قَالَ مُوْسٰی : یَا رَبِّ وَدِدْتُّ اَنِّیْ اَعْلَمُ مَنْ تُحِبُّہٗ مِنْ عِبَادِکَ فَاُحِبُّہٗ فَقَالَ لَہٗ عَزَّوَجَلَّ : اِذَا رَأَیْتَ عَبْدِیْ یُکْثِرُ ذِکْرِیْ فَاَنَا آذَنْتُ لَہٗ فِیْ ذٰلِکَ وَاَنَا اُحِبُّہٗ وَاِذَا رَأَیْتَ عَبْدِیْ لَا یَذْکُرُنِیْ فَاَنَا حَجَبْتُہٗ عَنْ ذٰلِکَ وَاَنَا اَبْغُضُہٗ

روح السنہ،

ترجمہ: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

اے میرے پروردگار میں چاہتا ہوں کہ جانوں کہ اپنے بندوں میں سے تو کس سے محبت کرتا ہے تا کہ میں بھی اس سے محبت کروں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

جب تو میرے کسی بندے کو کثرت سے میرا ذکر کرتے دیکھے تو اسے میں نے ہی اس کا اذن دیا ہوتا ہے اور میں اسے محبوب رکھتا ہوں۔

اور جب تو میرے کسی ایسے بندے کو دیکھے جو مجھے یاد نہیں کرتا۔ تو میں نے ہی اسے محجوب رکھا ہے اور میں اس سے بغض رکھتا ہوں۔

اولیاء کرام کثرت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فرماں برداری کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو کرامات سے نوازتا ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نازل کردہ ہدایات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حق کی پاسداری کرتے ہیں اور اس کی مخلوق پر رحمت کرتے ہیں۔ ان کی زیارت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ یاد آتا ہے یہ رحمی اور مالی رشتوں کے علاوہ محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں۔ ان کا ذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر سے ہوتا ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر ان کے ذکر سے ہوتا ہے۔ یہ ایسا خوش بخت گروہ جن کا ہم نشیں

Marfat.com

بھی کبھی بد بخت نہیں ہوسکتا۔رہی ان کی فضیلت ذکر کی جہت سے تو اس کے بیان میں کثیر احادیث وارد ہیں۔

نبی انور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَه' اِنْ ذَکَرَنِیْ ...فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُه' فِیْ نَفْسِیْ وَ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُه'فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍمِّنْهُ

الصحیح البخاری التوحید ۷۵۳۷ الصحیح للمسلم ، توبه ۱ ۔ ذکر ۲ ۔۱۹

ترجمہ: میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق ہوں۔جب وہ مجھے یاد کرے، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے اجتماع میں یاد کرے تو میں اس سے بہتر اجتماع میں اسے یاد کرتا ہوں۔

اس کو امام بخاری اور امام مسلم علیهما الرحمة نے ذکر کیا ہے۔یہ دلیل سنت سے ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

﴿ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ ﴾

القرآن الحکیم البقرة۲:۱۵۲

ترجمہ : تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

کیسے ممکن ہے کہ جو شخص ایک لمحہ بھر بھی ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ہا ں ابدی طور پر مذکور نہ ہو جائے۔

حقیقت میں اللہ تعالیٰ کسی کو بھی نہیں بھولتا یہ ذکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذاکر کے لئے منقبت عظیمہ ہے۔ایسی بلند خصوصیت ہے جس سے بڑھ کر منقبت کا تصور ہی نہیں۔ ذاکر کے لئے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید عنائت ،اکرام، فضل اور احسان کیا ہوسکتا ہے۔

Marfat.com

نبی انور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اَلا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَ اَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَ اَرْفَعِھَافِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَ خَیْرٍلَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَ الْوَرِقِ وَ خَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ؟ قَالُوْا بَلٰی ، قَالَ: ذِکْرُ اللّٰہِ (تَعَالٰی)

الترمذی ، دعوات ٦،حدیث ٣٦٠١ مسند احمد بن حنبل ، ٦:٤٤٧

ترجمہ: کیا میں تمہیں تمہارے اس عمل سے آگاہ نہ کروں جو سب سے بہتر ہو۔ تمہارے بادشاہ حقیقی کے ہاں پاکیزہ تر ہو۔تمہارے درجات میں سب سے بلند ہو۔سونے اور چاندی کے خرچ کرنے سے بہتر ہو۔دشمنوں سے جنگ کرنے سے اور جہنم رسید کرنے اور شہید ہونے سے بہتر ہو؟

عرض کی کہ کیوں نہیں اے اللہ ﷻ کے محبوب رسول ﷺ!

ارشاد فرمایا۔اللہ ﷻ کا ذکر۔

اسے امام احمد، امام ترمذی اور امام حاکم نے المستدرک میں روایت کیا ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی انور ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن کن لوگوں کا درجہ اللہ ﷻ کے ہاں سب سے بلند ہوگا:

فرمایا: اللہ ﷻ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں کا۔

عرض کی: یارسول اللہ! اللہ ﷻ کی راہ میں غازی کا درجہ؟

ارشاد فرمایا: اگر وہ مسلسل کفار اور مشرکین سے برسر پیکار رہے یہاں تک کہ خون سے شرابور ہو جائے تو درجہ کے اعتبار سے ذاکرین پھر بھی اس سے افضل ہیں۔

امام احمد اور طبرانی نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی: کونسا مجاہد اجر کے لحاظ سے عظیم ہے؟

Marfat.com

فرمایا: اللہ ﷻ کا کثرت سے ذکر کرنے والا۔

عرض کی:

کونسا صالح اجر کے لحاظ سے عظیم ہے؟ فرمایا: اللہ ﷻ کا کثرت سے ذکر کرنے والا۔

پھر نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ کا ذکر ہوا۔ ہر ایک کا جواب نبی انور ﷺ نے یہ ہی دیا۔

اللہ ﷻ کا کثرت سے ذکر کرنے والا۔

مسند احمد بن حنبل ٤٢٨:٣ الطبرانی ،

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

ذَهَبَ الذَّاكِرُوْنَ بِكُلِّ خَيْرٍ.

ترجمہ: ذکر کرنے والے تو ساری خیر لے گے۔

نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ عَمَلاً اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ .

قَالُوْا: وَلَا الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؟

قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ يَّضْرِبَ بِسَيْفِهٖ حَتّٰى يَنْقَطِعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

الدر المنثور ، ١٥١:١ تفسیر ابن کثیر ، ٤١٦:٦

مصنف ابن ابی شیبه ، ٤٥٥:١٣ الطبرانی الکبیر

اتحاف السادة المتقین ، ٥:٥ التمهید لابن عبد البر ، ٥٧:٦

کنز العمال ، ١٨١٤ تذکرة الموضوعات لابن القیسرانی ، ٦٩٩

ترجمہ: انسان کا کیا ہوا کوئی عمل اللہ ﷻ کے ذکر سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات دینے والا نہیں۔

Marfat.com

عرض کی: جہاد فی سبیل اللہ بھی؟

فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی۔ مگر یہ کہ وہ تلوار سے لڑے یہاں تک کہ وہ تین بار ٹوٹ جائے۔

اس حدیث پاک کو طبرانی نے کبیر میں اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ثابت یہ ہوا کہ تمام حالات میں ہمیشہ ذکر الٰہی میں مستغرق رہنے والے کے مرتبہ کے کوئی بھی قریب نہیں ہو سکتا چاہے وہ کیسے بھی جہاد کرے، کونسا بھی صدقہ کرے، نماز پڑھے، زکواۃ دے، حج کرے یا جیسے بھی قربانی کرے۔ سو یہ ذکر الٰہی ولایت عظمٰی ہے۔ جس طرح سنت میں فضائل ذکر وارد ہیں اسی نوعیت کے فضائل قرآن عزیز میں وارد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ولذکر الله اکبر ﴾

القرآن الحکیم ، العنکبوت ٢٩:٤٥

ترجمہ: آپ کی طرف جو کتاب وحی کی گئی اُس کی تلاوت کیجئے۔ اور نماز قائم کیجئے۔ بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ذکر تو سب سے بڑا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر تمام نیک اعمال سے بڑا ہے۔ حالانکہ اس آیت مقدسہ میں طاعات میں سے اعظم و افضل طاعت (نماز) کا ذکر ہے۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ .

الصحیح البخاری ، الدعوات ٦٦ الصحیح للمسلم ، المسافرین ٢١١

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے اور یاد نہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے زندہ

Marfat.com

اور مردہ۔

اس حدیث پاک کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

اللہ ﷻ کو یاد کرنے والے حقیقی زندہ ہیں اور اس کو یاد نہ کرنے والے ان کی نسبت سے مردہ ہیں۔ اگر چہ ان کے اجسام تعجب میں ڈالنے والے ہوں، ان کے بدن خوب طاقت ور ہوں۔ ان کی زبانیں عمدہ کلام کریں اور تفاخر و تکاثر کی جہت سے ان کی شہرت زمیں کے آخری کنارے تک پہنچ جائے۔

خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ﴾

القرآن الحکیم فاطر ۳۵:۲۲

ترجمہ : اور نابینا و بینا ہرگز برابر نہیں۔ نہ اندھیرا اور روشنی۔ نہ سایہ اور دھوپ اور زندہ لوگ اور مردہ لوگ بھی ہرگز برابر نہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَا مِنْ آدَمِيٍّ اِلَّا لِقَلْبِهٖ بَيْتَانِ فِيْ اَحَدِهِمَا الْمَلَكُ وَفِي الْآخَرِ الشَّيْطَانُ. فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ. وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ وَضَعَ الشَّيْطَانُ مِنْقَارَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ وَ وَسْوَسَ لَهٗ۔

مصنف ابی ابن شیبہ ،

ترجمہ : ہر ایک آدمی کے دل میں دو گھر ہیں۔ ان میں سے ایک میں فرشتہ رہتا ہے اور دوسرے میں شیطان رہتا ہے۔ جب وہ اللہ ﷻ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو جاتا ہے اور جب وہ یاد الٰہی سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اپنی چونچ اس غافل کے دل پر رکھتا ہے اور وسوسہ اندازی کرتا ہے۔

اس حدیث پاک کو ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کیا ہے۔

Marfat.com

آپ کا کیا خیال ہے جو شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یاد الٰہی سے غافل نہیں ہوتا تو شیطان کی اس پر کوئی چال ہوتی ہے؟ یا اس کے قریب جانے کی قدرت رکھتا ہے؟ نہیں نہیں۔ وہ اس سے دور رہتا ہے اس سے بھاگتا پھرتا ہے۔ نادان کو غور کرنا چاہیے کہ شیطان اس سے کس قدر دور رہتا ہے۔

نبی انور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "مفردون" سبقت لے گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: مفردون کون ہیں؟

فرمایا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے اور کرنے والیاں۔

حق یہ ہے کہ اولیاء اللہ مفردون سابقون ہیں۔ کیونکہ وہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور کرنے والیاں ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر سے ہی کائنات قائم ہے۔ جب زمین اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر کرنیوالوں سے خالی ہو جائے گی، کائنات نیست و نابود ہو جائے گی۔ آسمان لپیٹ دیا جائے گا۔ ستارے بکھر جائیں گے۔ سمندر خشک ہو جائیں گے۔ زمین میں زلزلہ برپا ہو جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِىْ الْاَرْضِ اَللّٰه اَللّٰه .

مسند احمد بن حنبل، ۳:۱۰۷۔۲۰۱ الصحیح للمسم، الایمان ۲۳٤

الترمذی فتن ۳۵

ترجمہ: قیامت تب قائم ہوگی جب زمین میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔

اس حدیث کو امام احمد، امام مسلم اور امام ترمذی رحمھم اللہ تعالیٰ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اللہ اللہ کرنے والوں سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے دل سے اللہ اللہ کرتا

Marfat.com

ہے کیونکہ زبان دل کی ترجمانی کرتی ہے اور زبان دل کی ہی تصدیق کرتی ہے۔اس وقت اس شخص کے تمام اعضاء ظاہری اور باطنی فرماں بردار ہو جاتے ہیں اور وہ شخص سراپا ذاکر بن جاتا ہے۔

جو شخص ذکر کے ارادہ سے فقط زبانی ذکر کرے وہ بھی ماجور ہے۔مگر وہ شخص جو بغیر قصد وارادہ کے حروف زبان سے ذکر کرے اور دل اس کا غافل ہو وہ ذاکر شمار نہیں کیا جائے گا۔اگر کافر منافق اور زندیق اللہ اللہ کرے تو وہ ذاکر شمار نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ قصد وارادہ سے نہیں کرتا۔

پایہ تحقیق کو یہ بات پہنچی کہ جب کوئی بھی حقیقی ذاکر نہ رہے گا کائنات مٹ جائے گی اور قیامت قائم ہو جائے گی۔تو اہل ذکر ہی ساری بھلائی لے گئے۔ہم اپنے مولا کریم سے التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنی قدرت اور طاقت سے ہمیں اُن خوش بخت لوگوں سے کردے۔

Marfat.com

درود و سلام کی فضیلت

نبی انور ﷺ پر درود پاک بھیجنے والے بھی ذاکرین ہیں۔ درود پاک افضل القربات ہے۔ یہ بھی اللہ ﷻ کا ذکر ہے۔ کیونکہ اس کی ابتداء میں تو کہتا ہے اَللّٰھُمَّ

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ جب تم اذان سنو تو انہیں کلمات کو دہراؤ۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔

فَاِنَّه، مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشَرًا .

الدارمی ، الرقاق ٥٨

ترجمہ : بے شک جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا۔ اللہ ﷻ نے اس شخص پر دس بار درود بھیجا۔

تحقیق اس امر کی یہ ہے کہ اللہ ﷻ اپنے محبوب ﷺ کے ذکر کرنے والے کا خود ذکر کرتا ہے۔

عراقی نے کہا: فقط یہ ہی نہیں بلکہ دس نیکیاں لکھتا ہے، دس گناہ معاف کرتا ہے اور دس درجے بلند کرتا ہے۔

جس طرح احادیث میں وارد ہے۔ پوری حدیث پاک اس طرح ہے۔

ثُمَّ سَلُوْا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَاتَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِاللّٰہِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ شَفَاعَتِیْ.

مسند احمدبن حنبل ، ٢:١٦٨ الصحیح للمسم ، الصلوۃ ١١

السنن ابو داؤد ، الصلوۃ ٣٦ الجامع الترمذی ، المناقب ١

السنن النسائی ، الاذان ٣٧

ترجمہ : پھر میرے وسیلے سے دعا کرو۔ بے شک یہ جنت میں ایک ایسا درجہ ہے جس کے لائق اللہ ﷻ کے بندوں میں سے کوئی بھی بندہ نہیں مگر مجھے امید ہے وہ میں ہوں گا۔ جس نے میرے لئے وسیلہ کی دعا کی میری شفاعت اس کے لئے واجب ہوگئی۔

Marfat.com

اسے امام احمد ،امام مسلم ،ابو داؤد ،امام ترمذی اور امام نسائی رحمھم اللّٰہ تعالیٰ نے عبداللّٰہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہ' یَوْمٌ مَّشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَاِنْ اَحَدًا لَنْ یُصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّاعُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا.

ترجمہ : جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے۔اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور ہر شخص کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اور وصال کے بعد یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

آپ نے ارشاد فرمایا:

وَبَعْدَالْمَوْتِ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَالْاَنْبِیَاءِ.

السنن ابن ماجه ، ١٦٣٧ السنن للنسائی ، ١٣٧٥ جلاء الافهام ٦٣٠

ترجمہ : ہاں موت کے بعد بھی۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کوئی گزند پہنچائے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نبی زندہ ہیں۔رزق دیئے جاتے ہیں۔

اسے ابن ماجه نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔اس کے رجال ثقہ ہیں۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فِیْ اللَّیْلَۃِ الْغَرَّاءِ وَالْیَوْمِ الْاَزْھَرِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ.

الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتهرة للسیوطی ، ٤٢ شعب الایمان ، السنن سعید بن منصور ، الطبرانی ، ابن عدی ،

ترجمہ : جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ بے شک تمہارا درود

Marfat.com

پاک مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

ایک غلام کے لئے کیا یہ شرف اور فخر کم ہے کہ اس کا نام نبی اکرم ﷺ کے سامنے لیا جائے۔

اسے امام بیھقی نے شعب میں اور ابن عدی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ اور خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے مرسلًا اور امام طبرانی نے سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی انور ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ فَاِنَّ صَلَاۃَ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ فَمَنْ کَانَ اَکْثَرَھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً کَانَ اَقْرَبَھُمْ مِنِّیْ مَنْزِلَۃً .

السنن الکبری للبیھقی ، ۳:۲۴۹ الترغیب و الترھیب ، ۲:۳۰۵

النسائی ، ۳:۹۱ تفسیر الطبری ، ۳۰:۸۴ شعب الایمان ،

ترجمہ : ہر جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔ بیشک میری امت کا درود ہر جمعہ کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ پس جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا وہ مرتبہ کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ قریب ہوگا۔

اسے امام بیھقی نے شعب الایمان میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن قرآن کی تلاوت سے درود پاک پڑھنا بہتر ہے۔ جس طرح دونوں عیدوں کی راتوں میں تکبیر، طواف، سعی اور یوم عرفہ کے دن ماثورہ دعائیں پڑھنا تلاوت قرآن حکیم سے افضل ہے۔ ہر وقت کے لئے ورد مخصوص ہے۔ جیسے نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ حدیث پاک میں وارد اخبار کی پیروی میں دوسری طاعات پر ان ہی امور کو مقدم جاننا چاہیئے۔

Marfat.com

نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ عَلَیَّ مَغْفِرَۃٌ لِذُنُوْبِکُمْ واطْلُبُوْا لِیَ الدَّرَجَۃَ وَالْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّ وَسِیْلَتِیْ عِنْدَ رَبِّیْ شَفَاعَتِیْ لَکُمْ.

ابن عساکر،

ترجمہ : مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔ مجھ پر تمہارا درود پڑھنا تمہارے گناہوں کی بخشش ہے اور میرے لئے درجہ اور وسیلہ طلب کرو۔ بے شک میرا وسیلہ میرے رب کے ہاں تمہارے لئے شفاعت ہے۔

یعنی تم میں سے گناہ گار اہل ایمان کے لئے عذاب کو روک دے گا۔ یا دوامی عذاب کو روک دے گا۔ اور جنت میں داخل ہونے والوں کے لئے درجات کی بلندی کا باعث ہوگا۔

اس حدیث پاک کو ابن عساکر نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بن امیر المؤ منین علی ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث پاک میں دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا ہر وقت امت سے مطلوب ہے مگر جمعہ کے دن کے لئے زیادہ تاکید ہے جیسے کہ ابھی گزرا اور آئے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَۃِ الْجُمُعَۃِ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ کُنْتُ لَہٗ شَہِیْدًا وَشَافِعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

ترجمہ : جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھو جس نے ایسا کیا اُس کا میں قیامت کے دن گواہ اور شفیع ہوں گا۔

امام مناوی نے ارشاد فرمایا:

درود پاک پڑھنے کو جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کے ساتھ مخصوص کیا۔ کیونکہ جمعہ سید الایام ہے اور مصطفیٰ ﷺ سید الانام ہیں۔ تو اس میں درود پاک پڑھنا زیادہ اجر کا

Marfat.com

باعث ہے۔

نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَاعَشَرًا.

مسند احمد بن حنبل، ۲:۱۶۸ ـ ۳:۲:۱۰۲ ـ ۲۶۱ الصحیح للمسم

السنن ابو داود وتر ۲۶ الترمذی، ۴۸۴ السنن النسائی، ۱۲۹۷

المعجم الکبیر، ۱۲:۳۳۳ مستدرك للحاکم، ۱:۵۵۰

شرح السنه للبغوی، ۵:۲۳۵ المعجم الکبیر، ۵:۱۰۳

مصنف عبد الرزاق، ۳۱۱۵ المعجم الصغیر، ۱:۲۰۹ ـ ۲:۴۸

حلیة الاولیاء، ۱:۱۸۰ مجمع الزوائد، ۱۰:۱۶۲ ـ ۱۶۳

اتحاف السادة المتقین، ۳:۲۹۸ ـ ۴۸ امالی الشجری، ۱:۱۳۰

کنز العمال، ۲۱۶۶ ـ ۲۲۰۳ التاریخ الکبیر للبخاری، ۴:۷

الاذکار النبویه، ۱۰۶ الفوائد المجموعه للشوکانی، ۳۲۹

علل الحدیث لابن ابی حاتم الرازی، ۲۰۰۱

تنزیه الشریعه لابن عراق، ۱:۲۶۰ ـ ۳۳۵ کشف الخفا للعجلونی، ۲:۳۵۶

ترجمہ: جس شخص نے مجھ پر ایک بار درود پاک بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر دس بار درود بھیجا۔

اسے امام احمد، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ بِھَا عَلَیْہِ عَشَرَ صَلَوَاتٍ وَحَطَّ عَنْہُ عَشَرَ خَطِیْئَاتٍ وَرَفَعَ لَہٗ عَشَرَ دَرَجَاتٍ.

مسند احمد بن حنبل، ۳:۲:۱۰۲ ـ ۲۶۱

Marfat.com

ادب المفرد ، صفحه ١٧٤ ـ باب : ٢٥٠ ـ حديث: ٤٩٩

السنن النسائی ، ١٢٩٨ المستدرك للحاكم ، ١: ٥٥٠

ترجمہ : جس شخص نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا۔ اس کے بدلہ میں اللہ ﷻ نے اس پر دس رحمتیں نازل کیں۔ اس کی دس خطائیں معاف کیں اور اس کے لئے دس درجات بلند کئے۔

اسے امام احمد نے اپنی مسند میں۔ امام بخاری نے ادب المفرد میں امام نسائی نے اور امام حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے۔

امام علقمی نے فرمایا کہ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ ابن عربی نے فرمایا: اگر یہ سوال کیا جائے کہ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا:

۞ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۞

القرآن الحکیم الانعام ٦: ١٦٠

ترجمہ : جس شخص نے ایک نیکی کی اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔

تو پھر اس حدیث پاک کا کیا معنی وفائدہ ہے۔

ہم کہیں گے قرآن حکیم کی اس آیت مقدسہ کا اقتضاء یہ ہے کہ جو ایک نیکی کرے گا اسے دس گنا اجر ملے گا۔ تو نبی اکرم ﷺ پر درود پاک پڑھنا بھی ایک نیکی ہے۔ اقتضائے قرآن یہ ہے کہ اس شخص کو جنت میں دس درجات عطا کئے جائیں تو خبر دی گئی کہ نبی انور ﷺ پر درود پڑھنے والے پر اللہ ﷻ دس بار درود پڑھتا ہے۔[1]

[1] (حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بندے کا ذکر الٰہی کرنا کتنی گنا بڑی نیکی ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ بے شک اللہ ﷻ نے اپنے ذکر کی جزا ذکر سے عطا کی۔ اس طرح ذکر مصطفیٰ ﷺ کا اجر اپنا ذکر قرار دیا۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے الشفا میں اپنی سند کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ رَمَضَانَ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ یُغْفَرَلَهٗ

وَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَکَ عِنْدَهٗ اَبَوَیْهِ الْکِبَرَ فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ

الصحیح البخاری ، لباس ٣٤ الصحیح للمسلم ، الایمان ١٥٤

سنن الترمذی ، الدعوات ١٠٠ مسند احمد بن حنبل ، ٢:٢٥٤

ترجمہ:

اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔

اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو کہ رمضان کا مہینہ آیا اور اس کی بخشش سے قبل چلا گیا۔

اور اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو جس نے اپنی موجودگی میں اپنے بوڑھے والدین کو پایا اور اُنہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا۔

اس حدیث پاک کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن اسحاق نے کہا۔ میں گمان کرتا ہوں کہ فرمایا:

اَوْ احدھما

اپنے والدین یا ان دونوں میں سے ایک۔

لہ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ ﷺ سَبْعِیْنَ صَلَاةً

ترجمہ: جس شخص نے نبی انور ﷺ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر

Marfat.com

۷۰ بار درود بھیجتے ہیں۔

جیسا کہ امام احمد نے اپنی مسند میں اسناد حسن کے ساتھ سیدنا عبداللّٰہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ مَلَائِکَتَہٗ سَبْعِیْنَ صَلَاۃً.

ترجمہ : جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں نے اس پر ۷۰ مرتبہ درود بھیجا۔

یہ روایت حکماً مرفوع ہے کیونکہ نہ تو اس میں اجتہاد کے لئے جگہ ہے اور نہ رائے کا دخل ہے۔

ایک دوسری حدیث پاک میں ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا آمین، پھر فرمایا آمین، پھر فرمایا آمین۔

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں سوال کیا تو نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ جِبْرِیْلَ اَتَانِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ مَنْ سُمِّیْتَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَہُ اللّٰہُ قُلْ آمِیْن فَقُلْتُ آمِیْن.

وَقَالَ فِیْمَنْ اَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُقْبَلْ مِنْہُ فَمَاتَ مِثْلَ ذٰلِکَ وَمَنْ اَدْرَکَ اَبَوَیْہِ اَوْ اَحَدَھُمَا فَلَمْ یُبِرَّ ھُمَا فَمَاتَ مِثْلَہٗ.

ترجمہ : بے شک جبرائیل امین میرے پاس آئے اور کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

جس شخص کے روبرو آپ کا نام لیا گیا اس نے آپ پر درود نہ بھیجا پھر اسی روش پر مر گیا وہ جہنم میں داخل ہو۔ آپ فرمایئے آمین، تو میں نے کہا آمین۔

پھر کہا جس نے ماہ رمضان پایا اور وہ قبول نہ ہوا وہ اسی طرح مرا۔ پھر کہا اور جس شخص نے اپنے والدین یا اُن میں سے ایک کو پایا اور ان سے نیکی نہ کی وہ بھی اسی طرح مرا۔

Marfat.com

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ.

السنن الترمذی ، الدعوات ۱۰۰ مسند احمدبن حنبل ، ۱:۲۰۱

ترجمہ : بخیل وہ شخص ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔

سیدنا جعفر بن محمد نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اَخْطَأَ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ.

الکامل فی الضعفاء لابن عدی ، ۶:۲۳۱۶

کنز العمال ، ۲۲۰۸_۲۱۵۹_۲۱۵۸_۲۱۵۷

المعجم الکبیر ، ۳:۱۳۸ الترغیب و الترھیب ، ۲:۵۰۸

ترجمہ : جس شخص کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود پاک نہ پڑھا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْبَخِیْلَ کُلَّ الْبَخِیْلِ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ

مسند احمد بن حنبل ، ۲:۲۵۴

ترجمہ: سب سے بڑا بخیل شخص وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ نَسِیَ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ.

السنن ابن ماجہ ، اقامہ ۲۵

Marfat.com

ترجمہ : جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کی راہ بھول گیا۔

سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنَ الْجَفَا اَنْ اُذْکَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ .

ترجمہ : یہ بے وفائی ہے کہ کسی شخص کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

اسی لئے بعض آئمہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود پاک پڑھنا واجب ہے کیونکہ احادیث طیبہ میں پڑھنے والے کے لئے خوشخبری ہے اور نہ پڑھنے والوں کے لئے وعید شدید ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے والے کے لئے سب سے بڑی بشارت یہ ہے کہ اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ درود پاک پڑھتا ہے اور یہ کہ کثرت سے درود پاک پڑھنے والا قیامت کے روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہوگا اور یہ ولایت کبریٰ ہے۔

علماء کرام نے فرمایا کہ

کثرت کی قلیل مقدار ۳۰۰ ہے اور اکثر کی کوئی حد نہیں۔

فضائل اولیاء اللہ:

غیر ذکر کی جہت سے ان کے فضائل:

طبرانی نے مرسلاً **سیدنا سعید بن جبیر** رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اولیاء کون ہیں؟

فرمایا:

هُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُ وْا ذُکِرَ اللّٰه.

الاولیاء لابن ابی الدنیا ، ۲۷ الطبرانی ،

ترجمہ : یہ وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔

حکیم نے **ابن عباس** رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

Marfat.com

اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہ تَعَالٰی

السلسلة الصحيحه للالبانی ، ۱۷۳۳_۱۶۴۶

ترجمہ :اولیاءاللہ وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ ﷻ یاد آجائے۔

آپ نے نبی انور ﷺ سے روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے مرفوعاً روایت کی ہے۔

اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُذْکَرُ اللّٰہُ عِنْدَ رُؤْیَتِھِمْ.

مصنف ابن ابی شیبه ،

ترجمہ :اولیاءاللہ وہ ہیں جن کی زیارت سے اللہ ﷻ یاد آجاتا ہے۔

دَیلمی نے مسند فردوس میں روایت کی ہے۔

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخِیَارِکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہ.

مسند الفردوس ،

ترجمہ : کیا میں تمہارے بہترین لوگوں کی خبر نہ دوں وہ جن کی زیارت سے خدا یاد آجاتا ہے؟

بعض صالحین سے اس جملے کا معنی پوچھا گیا۔

اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہ.

ارشاد فرمایا۔ جب تو نے یہ سمجھ لیا کہ لشکری کو دیکھنے سے بادشاہ یاد آجاتا ہے تو اس حدیث کا معنی سمجھ جائے گا۔

جس طرح لشکری بادشاہ کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔ اسی طرح اللہ ﷻ کا ولی اللہ ﷻ کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔ اس کے بندوں پر اس کی علامات اور نشانیوں سے ہے۔ اس کے لشکر اور اس کے گروہ سے ہے۔

نبی انور ﷺ نے فرمایا کہ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اَوْلِیَائِیْ مِنْ عِبَادِیَ الَّذِیْنَ یُذْکَرُوْنَ بِذِکْرِیْ وَ اُذْکَرُ بِذِکْرِھِمْ ﴾

Marfat.com

بغوی ،

ترجمہ : بے شک میرے اولیاء میرے ان بندوں سے ہیں کہ ان کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ ہوتا ہے۔

امام بغوی نے اس کی تخریج کی ہے۔

سبحان اللہ۔ یہ کیسا مرتبہ ہے۔ اس سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں ہے۔

وہ اہل اللہ ہیں۔ اللہ ﷻ کے احباء ہیں۔ ان سے اللہ ﷻ کے جلال کی وجہ سے محبت ہوتی ہے۔

امام احمد بن حنبل نے عطا بن یسار سے روایت کی ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ ﷻ سے سوال کیا:

عرض کی: اے میرے پروردگار! مجھے ان لوگوں کی خبر دے جو تیرے اہل ہیں۔ جن کو تو اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ عنایت فرمائے گا۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

وہ پاکیزہ دلوں والے ہیں۔ بَری ہاتھوں والے ہیں۔ ان سے میرے جلال کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے۔ جب میرا ذکر ہوتا ہے تو ان کا میرے ساتھ ذکر ہوتا ہے۔ جب ان کا ذکر ہوتا ہے۔ تو میرا ان کے ساتھ ذکر ہوتا ہے۔ ناپسندیدگی میں بھی خوب اچھی طرح وضو کرتے ہیں۔ میری یاد کی طرف یوں لوٹتے ہیں جیسے پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹتے ہیں۔ میری حرام کردہ چیزوں کو جب حلال سمجھا جانے لگے تو یوں بھڑک اٹھتے ہیں جیسے چیتا غضبناک ہوتا ہے اور میری محبت کے یوں شوقین ہوتے ہیں۔ جیسے بچے بڑے لوگوں کے۔

اس حدیث پاک کو ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے اور ان کلمات کا اضافہ ذکر کیا ہے۔

وہ لوگ میری مساجد کو آباد رکھتے ہیں اور سحری کے وقت مجھ سے مغفرت طلب

Marfat.com

کرتے ہیں۔ رات کو بہت کم سوتے ہیں۔ اور سحری کے وقت مجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: خدا کی قسم! یہ اہل اللہ کی صفت ہے۔ اسی سے ہم نے ان کو پہچانا ہے۔

اور تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَهْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ

قَالُوْا مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

قَالَ اَهْلُ الْقُرْآنِ هُمْ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ.

مسند احمد بن حنبل، ۳:۱۲۸۔۱۲۷۔۲۴۲ المستدرك للحاكم، ۲۰۴۶

الدارمی، ۲:۴۳۳ کنز العمال، ۲۲۷۷

المطالب العالیه لابن حجر، ۳۵۰۰ الترغیب و الترهیب، ۲:۳۵۴

حلیة الاولیاء، ۳:۷۴۔۹:۴۴ کشف الخفا للعجلونی، ۱:۲۹۳

تاریخ بغداد، ۲:۳۱۱ میزان الاعتدال، ۷۸۵۷

لسان المیزان، ۵:۸۷۲ ابن ماجه، ۲۱۵

النسائی،

ترجمہ: بے شک لوگوں میں سے کچھ لوگ اہل اللہ ہیں۔

صحابہ کرام نے عرض کی وہ کون لوگ ہیں؟ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

فرمایا: اہل القرآن ہیں، اہل اللہ ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔

اس حدیثِ پاک کو امام احمد، امام نسائی، امام ابنِ ماجہ اور امام حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔

اہل قرآن وہ لوگ ہیں جو قرآن حکیم پر قول، عمل اور اعتقاد کی جہت سے عمل کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں:

Marfat.com

ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت عطا فرما۔ راہ اپنے انعام یافتہ بندوں کی ،انبیاء ،صدیقین، شہداء اور صالحین کی نہ کہ اپنے غضب یافتوں کی جو تیری ناراضی کے سزاوار ہوئے خواہ کسی بھی اُمّت سے ہوں اور نہ گمراہوں کی جو صراط مستقیم سے بھٹک گئے اور وہ راہ راست سے ہٹ گئے ہیں۔

ان لوگوں کے قرآن حکیم پڑھنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔قرآن حکیم جن کے گلوں سے نیچے نہیں اُترتا، جو کوئی اہل ایمان ان کی نمازوں سے اپنی نمازیں اور ان کے روزوں سے اپنے روزے حقیر ہی کیوں نہ جانیں۔ کیونکہ وہ دین سے اس طرح نکل گئے ہیں جس طرح تیر کمان سے۔ پھر وہ اس کی طرف کبھی نہیں لوٹ سکتے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو اور تمام عالم اسلام کو ان سے محفوظ رکھے۔

ہر قرآن حکیم پڑھنے والا قرآن والا نہیں ہوتا۔

بہت سارے تلاوت قرآن پاک کرنیوالے ہیں حالانکہ قرآن پاک ان پر لعنت کرتا ہے۔

ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایسے اہل قرآن سے بنائے جو اس پر عمل کرتے ہیں۔اس کی نصیحت کو مانتے ہیں جو راسخ فی العلم ہیں اور اس کی تاویل سے آشنا ہیں۔

اس طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَاُنَاسًا مَاهُمْ بِاَنْبِيَآءِ وَلَا شُهَدَاءِ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللّٰهِ .

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخْبِرُنَا بِاَمْرِهِمْ .

قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا فِى اللّٰهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطُوْنَهَا فَوَاللّٰهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ لَا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ

Marfat.com

النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَءَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ
﴿ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾

السنن ابو داؤد ، ٣٥٢٧ مشکوۃ المصابیح ، ٥٠١٢_٥٠١٣
کنز العمال ، ٢٤٧٠١ الترغیب و الترهیب ، ٤:٢١
اتحاف السادة المتقین ، ٦:١٧٥ ابن حبان ، ١:١٩٠

بے شک اللہ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو نہ انبیاء ہیں نہ شہداء ہیں مگر قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دربار میں ان کی عزت افزائی کو انبیاء اور شہداء حیرت سے تکیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ان کی ہمیں خبر دیں۔

ارشاد فرمایا:

وہ رحمی اور مالی رشتوں سے قطع نظر صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے دوسرں سے محبت کرتے ہیں۔

خدا کی قسم اُن کے چہرے نور ہوں گے اور وہ نور پر جلوہ افروز ہوں گے جب لوگ خوفزدہ ہوں گے اُن کو کوئی خوف نہ ہوگا اور جب لوگ غمگین ہوں گے اُن کو کوئی غم نہ ہوگا۔

پھر آپ نے یہ آیت مقدسہ تلاوت کی:

آگاہ رہو بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس حدیث پاک کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قیامت کے روز اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلان فرمائے گا:

اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْيَوْمَ اَظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ يَوْمُ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ

الصحیح للمسلم ، البر ٢٧ الترمذی ، الزهد ٥٣

Marfat.com

الدارمی ، الرقاق ٤٤ الموطا، الشعر ١٤ ابن حبان ، ١: ١٩٠

الترغیب و الترهیب ، ٤: ٢١ مسند احمد بن حنبل ، ٢: ٢٢٧_٢٢٨_٢٧٠

ترجمہ : میرے جلال سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج جب کہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں میں ان کو اپنا سایہ عطا کروں گا۔

اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایات ہے۔

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَلْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِیْ لَهُمْ مَنَابِرٌ مِّنْ نُّوْرٍ یَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِیَآءُ وَالشُّهَدَاءُ.

الجامع الترمذی ، زهد ٥٣

ترجمہ : اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرے جلال کی وجہ سے باہم محبت کرنے والوں کے لئے نور کے منبر ہیں جن کو انبیاء اور شہداء بھی رشک سے تکیں گے۔

اِسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

امام بغوی نے اپنی سند سے ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

میں نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ عَبِیْداً لَیْسُوْا بِاَنْبِیَاء وَلَا شُهَدَآء یَغْبِطُهُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّهَدَآءُ بِقُرْبِهِمْ وَ مَقْعَدِهِمْ مِنَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

قَالَ: وَفِی الْقَوْمِ اَعْرَابِیٌّ فَجَثَا عَلٰی رُکْبَتَیْهِ وَرَمٰی بِیَدِهٖ ثُمَّ قَالَ: حَدِّثْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنْهُمْ مَنْ هُمْ؟

قَالَ: فَرَأَیْتُ فِیْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْبِشْرَ.

ثُمَّ قَالَ عِبَادٌ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَمِنْ بُلْدَانٍ شَتّٰی لَمْ یَکُنْ بَیْنَهُمْ اَرْحَامٌ یَتَوَاصَلُوْنَ بِهَا وَلَا دُنْیَا یَتَبَاذَلُوْنَ بِهَا یَتَحَابُّوْنَ بِرُوْحِ اللّٰهِ یَجْعَلُ اللّٰهُ

Marfat.com

وُجُوْهَهُمْ نُوْرًا وَ يَجْعَلُ لَهُمْ مَنَابِرَ مِنْ لُؤْلُؤٍ قُدَّامَ الرَّحْمٰنِ يَفْزَعُ النَّاسُ وَلَا يَفْزَعُوْنَ وَيَخَافُ النَّاسُ وَلَا يَخَافُوْنَ.

الامام بغوی،

ترجمہ: بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جو انبیاء اور شہداء نہیں ہیں مگر قیامت کے روز ان کے قرب اور مرتبہ کو انبیاء اور شہداء حیرت سے تکیں گے۔ لوگوں میں ایک اعرابی تھا۔ وہ گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا۔ اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اُن کے بارے میں ہمیں بتائیں وہ کون ہیں؟ میں نے نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے زیبا پر مسرّت کے آثار دیکھے۔ ارشاد فرمایا:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندوں میں کچھ بندے ہیں جو مختلف شہروں سے ہوتے ہیں۔ ان کے درمیان رحمی اور دنیاوی رشتے نہیں ہوتے۔ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے چہروں کو نور کر دے گا۔ ان کے لئے رحمٰن کے سامنے موتیوں کے منبر بچھائے جائیں گے۔ لوگ گھبرائیں گے مگر وہ نہیں گھبرائیں گے۔ لوگ خوفزدہ ہوں گے اور وہ نہیں ہوں گے۔

امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ عِبَادًا لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاء يَغْبِطُهُمُ الْاَ نْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ، قِيْلَ: مَنْ هُمْ لَعَلَّنَا نُحِبُّهُمْ ؟قَالَ: هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِنُوْرِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ اَرْحَامٍ وَلَا اَنْسَابٍ، وُجُوْهُهُمْ نُوْرٌ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ. لَا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ ثُمَّ قَرَءَ:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾

Marfat.com

یونس ۱۰:۶۲ النسائی ، ۸:۲۷ المعجم الکبیر ، ۳:۳۲۹

ابن حبان ، ۱:۱۹۰ الترغیب و الترهیب ، ٤:۲۰

الدر المنثور ، ۲:۳۳٦ـ ۳:۳۱۰

مجمع الزوائد ، ۱۰:۲۸٦،۲۷۷ مصنف عبد الرزاق ، ۲۰۳۲٤

شرح السنه للبغوی ، ۱۳:۵۰ اتحاف السادة المتقین ، ٦:۱۷٤

الزهد لابن المبارك ، ۲٤۸ الاسماء و الصفات للبیهقی ، ٤٦۷

کنز العمال ، ۲٤٦۹۷ ، ۲٤٦۹۹ المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ، ۲:۱۵٦

ترجمہ : بے شک اللہ ﷻ کے بندوں سے کچھ ایسے بندے ہیں جن کو انبیاء اور شہداء حیرت سے تکیں گے۔ عرض کی گئی وہ کون ہیں یارسول اللہ ﷺ شاید کہ ہم ان سے محبت کریں۔

ارشاد فرمایا۔ وہ ایسی قوم ہیں جو مالی اور نسبی رشتوں کے علاوہ محض اللہ ﷻ کے لئے محبت کرتے ہیں۔ ان کے چہرے نور ہوں گے۔ یہ نور کے منبروں پر رونق افروز ہوں گے۔ جب لوگ خوفزدہ ہوں گے یہ خوفزدہ نہ ہوں گے۔ جب لوگ غمزدہ ہوں گے یہ غمگین نہ ہوں گے۔

پھر نبی انور ﷺ نے تلاوت فرمائی:

خبردار! اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے۔ نہ وہ غم زدہ ہوں گے۔

بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں۔ جو مختلف خطوں سے ہیں۔ مختلف قبیلوں سے ہیں۔ اللہ ﷻ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ میل جول رکھتے ہیں۔ باہم خرچ کرتے ہیں حالانکہ ان کے درمیان کوئی رحمی رشتہ نہیں ہوتا اللہ ﷻ ان سے ہمیں بنائے۔

یہ وہ خوش نصیب ہے جن کو رسولوں کی سچی اتباع کے تصدق سے اللہ ﷻ کا قرب نصیب ہوا۔ انہوں نے اللہ ﷻ کی فرماں برداری کی۔ ہر شی نے ان کی

Marfat.com

فرماں برداری کی۔ ہر کرامت جو اِن کے ہاتھوں سے ظاہر ہوتی ہے وہ نبی انور ﷺ کا معجزہ ہوتا ہے۔

ان کے بارے کسی نے کہا:

مُلُوْکٌ عَلَی التَّحْقِیْقِ لَیْسَ لِغَیْرِ ھِمْ
مِنَ الْمُلْکِ اِلَّا اِثْمُہٗ وَ عِقَابُہٗ

ترجمہ : علی التحقیق یہ ہی بادشاہ ہیں۔ دوسروں کے لئے تو بادشاہی سے گناہ اور عقاب ہے۔ یہ لوگ اسلام اور اہل اسلام سے ہر بدعت دور رکھتے ہیں۔

نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ لِلّٰہِ عِنْدَ کُلِّ بِدْعَۃٍ تَکِیْدُ الْاِسْلَامَ وَ اَھْلَہٗ مَنْ یَّذُبُّ عَنْہُ وَ یَتَکَلَّمُ بِعَلَامَاتِہٖ فَاغْتَنِمُوْا تِلْکَ الْمَجَالِسِ بِالذَّبِّ عَنِ الضُّعَفَاءِ ،وَ تَوَکَّلُوْا عَلَی اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلاً.

حلیۃ الاولیاء، ۱۰:۴۳٤ لسان المیزان ، ۲:۱۹۳۱

ترجمہ : ہر بدعت جو اسلام اور اہل اسلام کو درپیش ہوتی ہے اس کے ساتھ ایک نیک ولی ہوتا ہے۔ جو اس کو دور رکھتا ہے۔ اس کی نشانیاں بیان کرتا ہے۔ ان مجالس کو غنیمت جانو۔ اللہ ﷻ پر بھروسہ کرو۔ وہ ہی کافی کارساز ہے۔

اس حدیث پاک ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابو بکر اصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اولیاء اللہ وہ ہیں جن کو اللہ ﷻ ہدایت عطا فرماتا ہے۔ یہ حق عبودیت ادا کرتے ہیں۔ اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے۔ جب بندہ اس طرح ہو جائے۔ اللہ ﷻ اس کا ولی۔ مددگار اور ناصر ہو جاتا ہے۔ اس کے غضبناک ہونے سے غضبناک ہوتا ہے۔ ان سے دشمنی کرنے والے سے جنگ کرتا ہے۔

Marfat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا..... ﴾

القرآن الحکیم البقرۃ ۲:۲۵۷

ترجمہ :اللہ مسلمانوں کا ولی ہے۔

ان ہی لوگوں کے پاس علم کتاب ہوتا ہے۔ان ہی لوگوں میں سے وہ تھا جس کے بارے ارشاد فرمایا:

﴿ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ اَنَا آتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ ﴾

القرآن الحکیم النمل ۲۷:۳۹

ترجمہ : اس شخص نے کہا جس کے پاس علم کتاب تھا۔کہ میں (تخت بلقیس) کو چشم زدن میں لے آتا ہوں۔

یہ آصف بن برخیا تھے۔جو سیدنا سلیمان علیہ السلام کے اتباع میں سے صدیقین میں سے تھے۔ان کی پیروی میں سچّے تھے۔سو ان کو مقام صدیقیت سے نوازا گیا۔

ہمارے نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم تو سارے انبیاء سے افضل ہیں آپ کی امّت ساری اُمتوں سے افضل ہے اور آپ کے صدیقین سارے انبیاء کے صدیقوں سے افضل ہیں۔

ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی سچّی اتباع کی۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرب حاصل کیا حتیٰ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے ہاتھ ہو گیا۔وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ سے پکڑتے ہیں۔اسی ہاتھ نے چشم زدن میں عرش بلقیس، یمن سے شام میں پہنچا دیا تھا۔

اسی قوت سے ہی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے باب خیبر اکھاڑا تھا اور مرحب کو قتل کیا تھا۔جب آپ نے رکھ دیا۔تو دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے کافی لوگ شریک ہوئے۔اس سلسلہ میں کرامات اولیاء کے بیان میں کچھ حقائق وارد کریں گے۔

Marfat.com

امتِ محمدیہ اوران کے صدیقوں کی فضیلت ساری امتوں پر واضع ہے۔ نبی انور ﷺ کا مندرجہ ذیل فرمان اس امر پر دلیل ہے کہ اس امت کا صدیق پہلی امتوں سے افضل ہے۔

اَلصِّدِّیْقُوْنَ ثَلاثَۃٌ حَبِیْب اَلنَّجَّارُ مُؤْمِنُ آلِ یَاسِیْن اَلَّذِیْ قَالَ یَا قَوْمِ اتَّبِعُوْا الْمُرْسَلِیْنَ. حِزْقِیْلَ مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ الَّذِیْ قَالَ اَ تَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَھُوَ اَفْضَلُھُمْ.

المعرفه لابی نعیم ، الامام ابن عساکر ، ابن نجار ،

ترجمہ :صدیق تین ہیں۔

حبیب نجار مومن ال یسن ۔جس نے کہا اے میری قوم رسولوں کی فرمانبرداری کرو۔

حزقیل مومن آ ل فرعون جس نے کہا کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔

اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور یہ ان سے افضل ہیں۔

اس حدیث کو ابو نعیم نے "معرفه" میں اور ابنِ عساکر نے ابو لیلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث حسن ہے۔

اور اسے ابنِ نجار نے سیدنا ابنِ مبارک سے روایت کیا ہے۔

اسی لئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَنَا صِدِّیْقُ الْاَکْبَرُ وَلَیْسَ لِاَحَدٍ اَنْ یَّقُوْلَھَا غَیْرِیْ

ترجمہ : میں سب سے بڑا صدیق ہوں۔اور میرے سوا کسی کے لئے روا نہیں کہ وہ ایسے کہے یعنی آپ کے زمانہ میں۔آپ نے یہ اپنے خلافت کے زمانہ میں کہا۔

اور یہ اولیاء اللہ علم لدنی کے حامل ہیں۔اسی قبیل سے سیدنا خضر علیہ السلام

Marfat.com

ہیں۔

ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُ نَّا عِلْمًا ﴾

القرآن الحکیم الکھف ۱۸:۶۵

ترجمہ : تو ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک ایسے بندہ کو پایا۔ جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت عطا کی تھی اور ہم نے اسے اپنے پاس سے (خاص) علم سکھایا تھا۔

تقوٰی میں وہ راست باز رہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق علم سے نوازا۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿..... وَا تَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ﴾

القرآن الحکیم البقرہ ۲:۲۸۲

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ سے ڈرکرو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں (آداب معاشرت) سکھاتا ہے۔

ان لوگوں نے اپنے علم پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس علم سے آگاہ کیا جس پر وہ آگاہ نہیں تھے۔

جس طرح نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ.

اتحاف السادة المتقين ، ۱:۴۰۳ الدر المنثور ، ۱:۳۷۲

المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ، ۱:۷۱ الاسرار المرفوعه لعلی القاری ، ۳۲۵

تذکرة الموضوعات للفتنی ، ۲۰ الطبرانی ،

الفوائد المجموعه للشوکانی ، ۳۸۹ کشف الخفا للعجلونی ، ۲:۳۶۵

تفسیر القرطبی ، ۱۳:۳۶۴ حلیة الاولیاء ، ۱۰:۱۵

ترجمہ : جس نے اپنے علم پر عمل کیا اسے اللہ تعالیٰ نے ایسے علم سے نوازا جس سے وہ آ

Marfat.com

گاہ نہ تھا۔

اس حدیثِ پاک کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

نبی انور ﷺ نے اپنی دعا میں ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ عَدَلَ فِیَّ قَضَاءُکَ اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اِسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَہٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَہٗ مِنْ خَلْقِکَ اَوِسْتَاْثَرْتَ بِہٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَ نُوْرَ بَصَرِیْ وَجِلَاءَ حُزْنِیْ وَذِھَابَ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ.

مسند احمد بن حنبل ، ۱:۳۹۱، ۴۵۲ مستدرك للحاكم ، ۱:۵۰۹

الطب النبوی للذهبی ، ۲۵ علل الحدیث لابن ابی حاتم الرازی ، ۴۷۲

الدر المنثور ، ۳:۱۴۹ تفسیر ابن کثیر ، ۳:۵۱۷

موارد الظمآن للهیثمی ، ۲۳۷۲ عمل الیوم و اللیة لابن السنی ، ۳۳۵

مجمع الزوائد ، ۱۰:۱۷۶ المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ، ۱:۳۲۹

کنز العمال ، ۱۴۳۶_۳۴۳۵ اتحاف السادة المتقین ، ۵:۱۰۵،۱۰۶

الترغیب و الترهیب ، ۲:۶۱۶ الاسماء و الصفات للبیهقی ، ۶

المعجم الکبیر ، ۱۰:۲۱۰ مسند ابن حبان ،

مسند بزار

ترجمہ : اے اللہ ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، مجھ میں تیرا حکم جاری ہے، مجھ میں تیرا فیصلہ نافذ ہے، میں تجھ سے تیرے ہر نام کا صدقہ سوال کرتا ہوں، جس سے تو نے اپنی ذات کو مسمی کیا ،یا تو نے اسے اپنی کتاب میں نازل کیا یا اپنی مخلوق کو اس کی تعلیم دی ، یا اپنے علم غیب کے ساتھ اسے مخصوص کیا کہ تو قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار کر دے، میری آنکھوں کا نور کر

Marfat.com

دے، میرے غم کو کافور کرنے والا کردے، میرے ہم وغم کو اس سے دور کردے

اس حدیث پاک کو ابن حبان، امام محمد اور بزار نے روایت کیا ہے یہ غم کو دور کرنے کے لئے حدیث ابن مسعود ہے۔

اس دعا میں دلیل ہے کہ کچھ علوم اللہ ﷻ نے اپنی کتاب میں نازل کئے ہیں اور کچھ علوم اپنی کتاب میں نازل نہیں فرمائے۔ بلکہ اپنے بعض بندوں کے لئے مخصوص کئے ہیں اور کچھ ایسے علوم ہیں جس کو اپنی کتاب میں نازل نہیں کیا اور نہ ہی اپنے بندوں میں سے کسی بندہ کو ان کی تعلیم دی ہے بلکہ ان کو اپنے علم غیب کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

پس اولیاء کرام وہ لوگ ہیں جن کو اللہ ﷻ نے جن علوم خاص سے چاہا نوازا ہے۔ جیسے سیدنا خضر علیہ السلام کو اللہ ﷻ نے اپنے پاس سے خاص علم عطا فرمایا ہے۔

تو کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟

جس شخص کو اپنے زمانہ کے اولیاء میں سے شیخ کی صحبت نصیب ہو گئی اس کے ہاتھ پوشیدہ خزانہ اور چھپا ہوا کنز آ گیا۔ اس شخص پر شیخ کی متابعت لازم ہے۔ اسے اس کی اقتداء کو خوب مضبوطی سے تھام لینا چاہیئے اور اس کے روبرو خود کو لپیٹ دینا چاہیے۔ اسے ایسا ہونا چاہیئے جیسے طبیب کے سامنے مریض ہے۔ وہ جیسے چاہے مریض کو الٹ دیتا ہے اسے شیخ کے سامنے اختیار نہیں ہونا چاہیے اور اسے شیخ کے کسی امر پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

اللہ ﷻ نے ہمیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام کے واقعہ سے یہ ہی سبق سکھایا اور قصہ حدیبیہ سے یہ ہی ادب سنت نے سکھایا کہ صحابہ کرام نے نبی انور ﷺ کی ایسی شرائط کو قبول کر لیا۔ ظاہر میں جسے نہ عقل قبول کرتی تھی اور نہ شرع، جیسے کفار کو تو کفار کے حوالے کر دیا جائے گا۔ مگر جو مسلمان ان کی طرف جائے گا اسے وہ نبی انور ﷺ کے حوالہ نہیں کریں گے۔

یہاں تک کہا گیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حالانکہ وہ ایسے شخص تھے کہ ان کی

Marfat.com

قوت ایمان کی صفت ممکن نہیں۔ میں کبھی اسلام کے بارے میں مشکوک نہیں ہوا۔ مگر اس دن تمام صحابہ کرام کے دل مکدر ہو گئے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ اس معاہدہ کے پیچھے کیا راز ہے۔

مگر اس صلح کا انجام سراسر خیر تھا۔ اس کا انجام فتح مکہ تھا اور تمام قریش کا اسلام تھا اور جزیرہ عرب میں اسلام کا پھیلنا تھا۔ اس طرح صاحبان علم لدنی کے ساتھ ادب چاہیئے اور تسلیم چاہیئے۔ ان پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے اگر چہ قدم پھیل جائیں (اللہ کی پناہ)۔ کیونکہ وہ وہ کچھ جانتے ہیں جو ہم نہیں جانتے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ آنِیَۃٌ وَ آنِیَۃُ رَبِّکُمْ قُلُوْبُ عِبَادِہِ الصّٰلِحِیْنَ وَاَحَبُّھَا اِلَیْہِ اَلْیَنُھَا وَاَرَقُّھَا.

الطبرانی،

ترجمہ: بے شک اہل زمین سے کچھ اللہ تعالیٰ کے برتن ہیں۔ اور تمہارے رب کے برتن اس کے نیکوکار بندوں کے دل ہیں۔ ان میں زیادہ محبوب اسے زیادہ نرم اور زیادہ رقیق ہیں۔

اسے امام طبرانی نے سیدنا ابو عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

جس شخص کا دل اللہ رب العلمین کا برتن ہو۔ تو وہ معدن اسرار ہے اور مطلع انوار ہے۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور وہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

ان ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾

القرآن الحکیم فاطر ۳۵:۲۸

Marfat.com

ترجمہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی (پوری طرح) اس سے ڈرتے ہیں۔

تو یہ اہل خشیت ہیں۔ دوسرے لوگوں کی خشیت ان کی خشیت جیسی نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حقیقی خشیت ان علماء باللہ پر ہی محصور و مقصود ہے یہ معنی اسم جلالت کے منصوب ہونے کی بناء پر ہے۔

اسم جلالت کو اگر مرفوع پڑھا جائے۔ تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان علماء کے علاوہ کسی کو عظمت سے نہیں نوازتا۔

یہ اور بڑی فضیلت ہے اور اصطفائیت سے زیادہ اکرم ہے۔

اور علماء سے مقصود خشیت سے عاری لوگ نہیں ہیں۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ يُحِبُّهُمْ اَهْلُ السَّمَآءِ.

الامام ابن نجار،

ترجمہ: علماء کرام انبیاء عظام کے وارث ہیں۔ آسمان والے ان کو محبوب رکھتے ہیں۔

اس حدیث پاک کو ابن نجار نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلْعُلَمَآءُ مَصَابِيْحُ الْجَنَّةِ وَ خُلَفَاءُ الْاَنْبِيَآءِ

مختارہ، الامام ضیاء مقدسی

ترجمہ: علماء جنت کے چراغ ہیں اور انبیاء کے خلفاء ہیں۔

اس حدیث پاک کو ضیاء مقدسی نے مختارہ میں روایت کیا ہے۔

انبیاء کرام علیہم الصلوۃ و السلام کے وارث اور خلفاء وہ علماء ہیں جو اہل خشیت ہیں۔ ان کی زندگی انبیاء کی کامل اتباع ہوتی ہے۔ وہ نہیں جس کی تصنیفات زیادہ ہوں، بلیغ و فصیح ہوں، علم کو جدل کا ذریعہ بنائیں اور باطل طریق سے لوگوں کا مال کھانے کا

Marfat.com

ذریعہ بنائیں۔

حقیقی عالم وہ جو عارف باللہ ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور نبی انور ﷺ کا کامل متبع ہو۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْعُلَمَآءُ اُمَنَاءُ الرُّسُلِ مَالَمْ یُخَالِطُوا السُّلْطَانَ وَیُدَاخِلُوا الدُّنْیَا فَاِذَا خَالَطُوا السُّلْطَانَ وَدَاخَلُوا الدُّنْیَا فَقَدْ خَانُوا الرُّسُلَ.

ضعفاء، الامام عقیلی،

ترجمہ: علماء رسل کرام کے امین ہیں جب تک بادشاہ کی سنگت اختیار نہ کریں اور دنیا میں داخل نہ ہوں جب وہ بادشاہ کی سنگت اختیار کرلیں اور دنیا میں منہمک ہو جائیں تو یقیناً وہ رسل کرام سے خیانت کے مرتکب ہوئے۔

اس حدیث پاک کو حسن بن سفیان اور عقیلی نے ضعفاء میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے حدیث حسن قرار دیا ہے۔

علماء کرام پر فرض ہے کہ وہ اس امانت شریفہ اور قیمتی موتی کو ضائع نہ کریں اور اس کے بدلہ میں شیشہ کو اختیار نہ کریں۔

خداوند قدوس ہمیں باعمل علماء سے کرے۔

یہی خیرات میں سبقت کرنے والے ہیں اور یہی فرمان الٰہی میں تیسرے مرتبہ کے حامل ہیں۔

﴿ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ج فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ج وَ مِنْهُمْ سَابِقٌ م بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾

القرآن الحکیم فاطر ۳۵:۳۲

ترجمہ: پھر ہم نے اس کتاب کا ان کو وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں سے چن لیا تھا۔ پس ان میں سے بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں اور بعض

Marfat.com

اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔

عوام، خواص اور خواص الخواص

یہ ہی لوگ اس فرمان الٰہی میں سابقون اور مقربین ہیں۔

﴿ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ لا مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۞ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِلا مَآاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۞ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۞ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الواقعه ۵۶:۱۱-۱۰-۹-۸

ترجمہ : پس (ایک گروہ) دائیں ہاتھ والوں کا ہوگا کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی اور (دوسرا گروہ) بائیں ہاتھ والوں کا ہوگا کیا (خستہ) حال ہوگا بائیں ہاتھ والوں کا۔

یہ ہی لوگ اسلام، ایمان اور احسان سے تیسرے مرتبہ کے حامل محسنین ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ

الصحیح البخاری، الایمان ۴۷ الصحیح للمسلم، ایمان ۵۷

ابو داؤد، سنه ۱۶ الترمذی، ایمان ۴

ابن ماجه، مقدمه ۹ مسند احمد بن حنبل، ۱:۲۷-۵۱-۵۳

ترجمہ : احسان یہ ہے کہ تو اس حال میں اللہ ﷻ کی عبادت کرے کہ گویا اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہ دیکھے تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔

چونکہ یہ لوگ دائمی ذکر میں ہوتے ہیں۔ اس لئے دائمی عبادت میں ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ ہمیشہ شہود حق میں غرق رہتے ہیں۔ گویا اسے دیکھتے ہیں اور جو مرتبہ شہود میں نہ ہو وہ مقام مراقبہ میں ہوتے ہیں گویا وہ انہیں دیکھ رہا ہے اور یہ ہی اس فرمان خداوندی میں صاحبان علم ہیں۔

﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَلا وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَاُولُواالْعِلْمِ قَآئِمًام بِالْقِسْطِ .....

القرآن الحکیم ال عمران ۳:۱۸

Marfat.com

ترجمہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے (اس بات کی) شہادت دی کہ بیشک کوئی خدا نہیں سوائے اس کے اور فرشتوں نے (یہی گواہی دی) اور اہل علم نے (کہ وہ) عدل وانصاف کو قائم فرمانے والا ہے۔

عالم باللہ تو انبیاء کرام اور اولیائے عظام ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے دلوں سے حجابات اُٹھا دیئے ہیں۔ ان کو عالم ملکوت و جبروت میں اپنی قدرت کے عجائب دکھا دیئے ہیں۔

انہوں نے عالم بالا اور زیریں کے ہر ذرہ میں قدرت کا انصاف پسند قیام کا مشاہدہ کرلیا ہے۔

وہی فقط وجوب واجب کی صفت کے ساتھ منصف ہے۔

شہادت کا درجہ علم سے بلند ہے۔ اسی لئے ان کو شہادت کے ساتھ مختص کیا ہے اور اپنی شہادت میں ان کا تیسرا درجہ رکھا ہے۔ اس شہادت کی عظمت کا ادراک ہر ایک کیلئے ممکن نہیں ہے جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان اولیائے عظام کو اپنی شہادت میں شریک کیا ہے۔ ایمان والے نہیں کہا اس حقیقت کو خوب سمجھیں۔

یہاں سے ان کی علو مرتبت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر حقائق کو منکشف کیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کو اس امر کا سزاوار ٹھہرایا کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور فرشتوں کی شہادت کے ہمراہ شہادت دیں۔ یہ بلند ترین مقام و مرتبہ ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ بابرکت ہے۔ صاحب فضل عظیم ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے وہ جو چاہے اس پر قادر ہے۔

یہ اولیائے عظام وہ بلند رتبہ اصحاب ہیں کہ ان کا ہم نشین بد بخت نہیں رہتا اگرچہ غیر ارادی طور پر ان کا ہم نشیں ہو۔

شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ (غَیْرَ الْکَتَبَۃِ) یَطُوْفُوْنَ فِیْ

Marfat.com

الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَاتِكُمْ فَيُحِفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا .....يَقُوْلُ اللّٰهُ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَيَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ وَلَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ.

مسند احمدبن حنبل ، ۲:۳۵۸ الصحیح البخاری ، الدعوات ۱۲۹

الصحیح للمسلم ، کتاب ٤٨ ، باب ٨ ، حدیث ٢٥

ترجمہ : اللہ ﷻ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں۔ جو زمین میں گھومتے رہتے ہیں۔ راستوں کے چکر لگاتے ہیں۔ اور مجالسِ ذکر تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں جو اللہ ﷻ کا ذکر کر رہے ہوں۔ تو آوازیں دیتے ہیں: ادھر اپنی حاجات کی طرف آؤ۔

تو وہ فرشتے اس حلقہ ذکر کو آسمانِ دنیا تک اپنے نورانی پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔

اللہ ﷻ ان فرشتوں سے فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے۔ ان میں ایک ایسا شخص تھا جو ان میں سے نہیں تھا۔ وہ کسی اور ضرورت سے آیا تھا۔

اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے:

وہ ایسی قوم ہیں جن کا ہم نشیں بد بخت نہیں ہوسکتا۔

اس طویل حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور امام بخاری وامام مسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اللہ ﷻ نے ان کو کیا اعزاز عطا کیا ہے۔ سو ان کو اور ان کے ہم نشینوں کو مبارک ہو۔ تمام تعریفیں اس بزرگ و برتر ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے اولیاء پر دلیل اپنی ذات پر دلیل قرار دی ہے۔ ان اولیائے کرام تک وصول کے بغیر اس تک وصول ممکن نہیں۔

یہ ہی وہ لوگ ہیں جن سے اللہ ﷻ حیا فرماتا ہے۔ ان کے اجلال اور تعظیم شان

Marfat.com

کے پیش نظر ان کی برائیوں کو ناپسند کرتا ہے۔ان کے دشمنوں کے لئے اعلان جنگ کرتا ہے۔

نبی انور ﷺ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:

مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُه' بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهٗ عَلَیْهِ وَمَا زَالَ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبَ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُبِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَأَلَنِیْ لَاُ عْطِیَنَّهٗ وَاِنِ اسْتَعَاذَنِیْ بِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُّ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ فِیْ قَبْضِ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَاَکْرَهُ مَسَاءَ تَهٗ.

الصحیح البخاری ، الرقاق ۳۸: ۶۵۰۲ مسند احمد بن حنبل ۲۵۶:۶

ترجمہ : جس شخص نے میرے دوست کے ساتھ دشمنی کی میں نے اس سے اعلان جنگ کیا۔میری طرف میرا بندہ میری جس محبوب شئی سے قریب ہوتا ہے۔وہ فرائض کی ادائی ہے۔

اور نوافل کی ادائی سے وہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔اس کی ٹانگیں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

اگر مجھ سے سوال کرے تو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو ضرور عطا کرتا ہوں۔اور میں اس مومن کی روح کو قبض کرنے میں سب سے زیادہ تردد کرتا ہوں۔جو موت کو ناپسند کرتا ہو اور میں اس کی ناخوشی کو ناپسند کرتا ہوں۔

اسے امام بخاری نے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

غور فرمائیں کہ اس ذات نے کیسے تردد سے تعبیر کیا جو اس کے جملہ تصرفات میں اس کی شان سے نہیں ہے۔

صاحبِ ذوقِ سلیم کو اس شفقت رحمانی سے لطف اندوز ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

یہ کس قدر بلند ہے، یہ کس قدر قیمتی ہے، یہ کس قدر جلیل ہے اور کس قدر شیریں ہے اور کیسے نہیں۔

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ **کی موت سے عرش الٰہی کانپ اٹھا۔**

﴿ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم المائدہ ۵:۵۶_۵۵

ترجمہ : تمہارا مددگار تو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کا رسول (پاک) ہے۔ اور ایمان والے ہیں جو صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں اور زکوۃ دیا کرتے ہیں اور (ہر حال میں) وہ بارگاہ الٰہی میں جھکنے والے ہیں۔ اور (یاد رکھو) جس نے اللہ کو اور اس کے رسول کریم کو اور ایمان والوں کو مددگار بنایا (تو وہ اللہ کے گروہ ہیں) بلاشبہ اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے۔

سو اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان ان کے ولی ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی ولایت، اپنے رسول کی ولایت اور اہل ایمان کی ولایت کو ایک ہی درجہ اور ایک ہی مرتبہ میں رکھا ہے اور اس شخص کی ناک کو خاک آلودہ کیا ہے جس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کی ولایت میں فرق کیا ہے۔

یہ اہل ایمان اولیاء کرام ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔

جس کی آزمائش کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارادہ کیا تو اللہ نے اسے کسی چیز کا مالک نہیں بنایا۔ یہ ہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کی پاکیزگی کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا ہے۔

ان لوگوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم ہے۔

اولیائے کرام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلوق سے خواص ہیں۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ ضَنَائِنُ مِنْ خَلْقِہٖ اَلْبَسَھُمُ النُّوْرَ السَّاطِعَ یُحْیِیْھِمْ فِیْ عَافِیَۃٍ

Marfat.com

وَيُمِيتُهُمْ فِيْ عَافِيَةٍ.

المعجم الكبير، ١٢:٣٨٥ كنز العمال، ١١٢٤٢

الاولياء لابن ابى الدنيا، ٣ مجمع الزوائد، ١٠:٢٦٥

ترجمہ: بے شک اللہ ﷻ کی مخلوق میں سے کچھ خواص ہیں۔ اللہ ﷻ نے ان کو نورانی پیکر بنایا ہے۔ ان کو عافیت کے ساتھ زندگی کے مراحل سے گزارتا ہے اور عافیت کے ساتھ موت سے ہمکنار کرتا ہے۔

اور نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ ضَنَائِنُ مِنْ خَلْقِهٖ يَغْذُوْهُمْ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُحْيِيْهِمْ فِيْ عَافِيَةٍ وَيُمِيْتُهُمْ فِيْ عَافِيَةٍ. وَاِذَا تَوَفَّاهُمْ تَوَفَّاهُمْ اِلٰى جَنَّتِهٖ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ تَمُرُّ عَلَيْهِمُ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ وَهُمْ مِنْهَا فِيْ عَافِيَةٍ.

المعجم الكبير، ١٢:٣٨٥ حلية الاولياء، ١:٣٧ كنز العمال، ١١٢٤٢

الاولياء لابن ابى الدنيا، ٣ مجمع الزوائد، ١٠:٢٦٥

ترجمہ: بے شک اللہ ﷻ کی مخلوق میں سے کچھ خواص ہیں۔ اللہ ﷻ ان کو اپنی رحمت سے غذا عطا فرماتا ہے۔ ان کو عافیت کے ساتھ زندگی کے مراحل سے گزارتا ہے اور عافیت کے ساتھ موت سے ہمکنار کرتا ہے۔ جب وہ ان کی زندگی کو تمام کرتا ہے تو ان کی آخری منزل جنت ہوتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر فتنے تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند گزرتے ہیں مگر یہ عافیت میں رہتے ہیں۔

اس حدیث پاک کو طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اولیاء کرام وہ ہیں کہ ان کے زمانہ میں فسادات کے انبوہ کثیر بھی اگر ظاہر ہو جائیں کہ ساری روئے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں پھر بھی ان پر نہ اثر انداز ہوتے ہیں نہ ان کے قریب پھٹکتے ہیں۔ بلکہ یہ ان کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان سے

Marfat.com

اپنے کسی مقصد کو حاصل نہیں کرسکتا۔ یہ ان پر اللہ ﷻ کا فضل واحسان ہے۔

اولیاء کرام کو اللہ ﷻ نے اپنی ذات کی طرف اضافت تشریفی عطا کی ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾

القرآن الحکیم الفرقان ۲۵:۶۳

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل گفتگو کرتے ہیں تو وہ ''سلام'' کہہ دیتے ہیں۔

سورۃ فرقان کی آخری آیات میں اللہ ﷻ نے اپنے بندوں کے بہت سارے اوصاف کو جمع کردیا ہے۔

بطور خاص اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے۔ شیطان کے غلبہ سے ان کو مامون رکھا ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کو پانی کی طرف نسبت دی ہے۔

نبی کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ

اَلْیَوْمَ اَضَعُ اَنْسَابَکُمْ وَاَرْفَعُ نَسَبِیْ

فَیَقُوْلُ اَیْنَ الْمُتَّقُوْنَ؟

ترجمہ: اللہ ﷻ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا:

آج میں تمہارے نسبوں کو گراتا ہوں اور اپنے نسب کو اٹھاتا ہوں۔

پھر اللہ ﷻ پکارے گا:

متقی لوگ کہاں ہیں؟

سبحان اللہ! یہ کس قدر بلند نسب ہے۔

Marfat.com

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم یونس ۱۰:۶۲

ترجمہ : سنو! بیشک اولیا اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

یہ لوگ رَبَّانِیُّوْن اور رَاسِخُوْنَ فِی الْعِلْم ہیں جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ساتھ شریک کیا ہے۔

ارشاد گرامی ہے:

﴿.....وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ﴾

القرآن الحکیم ال عمران ۳:۷۹

ترجمہ : (وہ تو یہ کہے گا کہ) اللہ والے بن جاؤ اس لئے کہ تم دوسروں کو کتاب کی تعلیم دیتے رہتے تھے اور بوجہ اس کے تم خود بھی اسے پڑھتے تھے۔

اس طرح ارشادِ الٰہی ہے:

﴿..... وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ م وَالرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ .....﴾

القرآن الحکیم ال عمران ۳:۷

ترجمہ : ان (مشابہات) کی تاویل صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور راسخین فی العلم جانتے ہیں۔

یہ ترجمہ ایک قرأت پر ہے۔

یہ ہی مخبتون (صاحبانِ خشوع) ہیں۔

ارشاد گرامی ہے:

﴿.....وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِى الصَّلٰوةِ لا وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾

القرآن الحکیم الحج ۲۲:۳۵_۳۴

ترجمہ : اور (اے محبوب!) تواضع کرنے والوں کو خوش خبری سنا یئے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا

Marfat.com

ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں۔اور جو ان (مصائب وآلام) پر صبر کرنے والے ہیں جو انہیں پہنچتے ہیں۔اور جو نماز کو صحیح ادا کرنے والے ہیں اور ان چیزوں سے جو ہم نے انہیں عطا فرمائی ہیں وہ خرچ کرتے ہیں۔

یہ صفات کسی اور میں جمع نہیں ہیں۔اللہ ﷻ ہمیں دنیا اور آخرت میں ان کی سنگت عطا کرے۔

ان ہی لوگوں کو اللہ ﷻ نے منتخب کیا ہے اور اپنے محبوب ﷺ پر لازم کیا ہے کہ ان کی سلامتی کے خواہاں رہیں جس طرح یہ لازم کیا کہ اس کی حمد وثنا کریں۔

﴿ ..... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ..... ﴾

القرآن الحکیم النمل ۲۷:۵۹

ترجمہ : سب تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں اور سلام ہو اس کے ان بندوں پر جنہیں اس نے چن لیا۔

اپنی تعریف کے امر کے ساتھ ان پر سلام کے حکم کو یکجا کر دیا ہے۔

یہ اللہ ﷻ کے محبوب ہیں غیرت کی بنا پر ان کو اغیار سے اللہ ﷻ نے چھپا رکھا ہے۔

حدیث قدسی ہے۔

اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ اَحَدٌ غَیْرِیْ

ترجمہ : میرے دوست میری قباء کے نیچے ہیں ان کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔

یہ کہا گیا ہے کہ ولی کی معرفت اللہ ﷻ کی معرفت سے زیادہ مشکل ہے۔

کیونکہ اللہ ﷻ اپنی مخلوقات کی جہت سے استدلال سے پہچانا جاتا ہے۔مگر ولی تو بشر ہے۔وہ کھاتا ہے جس طرح ہم کھاتے ہیں۔وہ پیتا ہے جس طرح ہم پیتے ہیں۔وہ نکاح کرتا ہے جس طرح ہم نکاح کرتے ہیں۔اسے بشری عوارض سے واسطہ پڑتا ہے۔امراض جسمانی لاحق ہوتی ہیں جس طرح ہم کو لاحق ہوتی ہیں۔ان کو صرف وہ پہچانتا ہے جس کو اللہ ﷻ توفیق دیتا ہے۔

Marfat.com

ابن عطاء اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

سُبْحَانَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ الدَّلِيْلَ عَلٰى اَوْلِيَآئِهٖ اِلَّا مِنْ حَيْثُ الدَّلِيْلِ عَلَيْهِ وَلَمْ يُوْصِلْ اِلَيْهِمْ اِلَّا مَنْ اَرَادَ اَنْ يُوْصِلَهٗ اِلَيْهِ.

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے اولیاء کرام پر صرف اپنی ذات پر دلیل کی حیثیت سے دلیل قائم کی ہے۔ ان تک فقط اس کی رسائی ہوتی ہے جو اللہ ﷻ تک رسائی کا ارادہ کرتا ہے۔

اللہ بھلا کرے امام مذکور کا۔ جن نے اولیائے کرام کی معرفت کی حسین، بے مثال تعبیر فرمائی۔

یہ ہی اولیائے کرام وہ نمازی ہیں جو اپنے تمام اوقات، احوال، حرکات اور سکنات میں تمام پر قائم رہنے والے ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۞ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۞ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۞ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۞ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم المعارج ۷۰: ۲۳ تا ۱۹

ترجمہ: بیشک انسان بہت لالچی پیدا ہوا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچے تو سخت گھبرا جانے والا، اور جب اسے دولت ملے تو حد درجہ بخیل، بجز ان نمازیوں کے جو اپنی نماز پر پابندی کرتے ہیں۔

ایسی نماز جو حرص، بے صبری اور بخل سے پاک ہو۔ ان کے سوا کسی نے ادا نہیں کی۔ یہ ہمیشہ نماز میں رہتے ہیں۔ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ ﷻ کا ذکر کرتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں۔

یہ اولیائے کرام ہی خوشحالی اور تنگدستی میں خرچ کرنے والے ہیں۔ غصہ کو پینے والے ہیں۔ لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اور اللہ ﷻ احسان کرنے والوں سے محبت

Marfat.com

فرماتا ہے۔

حکایت میں ہے۔

امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک امام نے اپنے غلام سے گرم پانی مانگا۔ وہ ایک برتن میں گرم پانی لایا۔ جب وہ خادم امام صاحب کے قریب پہنچا۔ وہ پھسلا اور پانی امام صاحب کے معصوم فرزند پر گرا جو آپ کے سامنے موجود تھا اور اسی حال میں فوت ہو گیا۔

امام صاحب نے غلام کی طرف دیکھا۔

اس نے عرض کی: وہ غصہ کو پینے والے ہیں۔

آپ نے فرمایا: میں غصہ کو پی گیا۔

عرض کی: وہ لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔

فرمایا: میں نے معاف کر دیا۔

عرض کی: اللہ سبحانہ وتعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔ جا تو رضائے الٰہی کے لئے آزاد ہے۔

اللہ والے اس طرح حیا کرتے ہیں جب ان کے سامنے آیات ربانی کی تلاوت ہوتی ہے یہ تمام حالات میں اس کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں۔ جب یہ غضبناک ہوں تو معاف کر دیتے ہیں۔

ابن عطاء اللہ نے "حکم" میں فرمایا:

عظمت یہ نہیں کہ انسان غضبناک ہی نہ ہو۔ عظمت یہ ہے کہ حالتِ غضب میں معاف کر دیا جائے۔

یہ عادتِ شریفہ فقط اولیاء کرام کی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں بھی ان کے اخلاق عطا فرمائے۔

یہ اولیاء کرام بندگان الٰہی سے محل نظر ہیں۔ کیونکہ یہ ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر میں

Marfat.com

رہتے ہیں کیونکہ ہمیشہ کرتے ہیں۔ خداوند قدوس ان کو محبوب بنالیتا ہے۔ پھر ان کے کان ،آنکھ،اور ہاتھ بن جاتا ہے۔

اولیاء کرام اللہ تعالیٰ سے بالشت بھر قریب ہوتے ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے ہاتھ بھر قریب ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ہاتھ بھر قریب ہوتے ہیں اور وہ ایک گز قریب ہو جاتا ہے۔ یہ چلتے ہوئے جاتے ہیں وہ بھاگ کر قریب ہوتا ہے۔

کسی نے کہا ہے:

اللہ تعالیٰ کے بعض بندے اللہ تعالیٰ سے اعراض کرتے ہیں وہ بھی ان سے اعراض فرمالیتا ہے اور کبھی ان کے چہرے اللہ تعالیٰ کے مقابل نہیں ہوتے۔ اور بعض بندگان الٰہی ایسے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ان سے کبھی چہرہ نہیں پھیرتا۔ جو ان کے پاس آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔

اسی بناء پر جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے اعراض کیا اور اِن سے اعراض کیا وہ کافر ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے دلوں میں وہ کچھ سما جاتا ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں نہیں سما سکتا۔

حدیث قدسی میں ہے:

ترجمہ : مجھے نہ میری زمین نے سمویا، نہ میرے آسمانوں نے۔ مگر میرے مومن، صلح جو اور نرم خو کے دل نے سمولیا۔

اتحاف السادة المتقين ، ٢٣٤:٧ الاسرار المرفوعه لعلى القارى ، ٢٦٠_٣١٠_٣٧٦

تذكرة الموضوعات للفتنى ، ٣٠

كشف الخفا للعجلونى ، ٢٨٣:٢ الدرر المنتثرة فى الاحاديث المنتثره للسيوطى ، ١٣٩

Marfat.com

امام احمد نے اسے ''کتاب الذھد'' میں روایت کیا ہے۔

دل جس کی یہ شان ہو اس کی حقیقت اللہ ﷻ ہی جانتا ہے۔ یہ وسعت وسعتِ مکانی نہیں۔ وسعت ایمانی اور عرفانی ہے۔

بعض عارفین نے فرمایا ہے۔

اگر عرش الٰہی کسی عارف کے دل کے گوشوں میں سے ایک گوشہ میں رکھ دیا جائے تو اس کا احساس بھی نہ ہو۔ یہ اولیائے کرام وہ برگزیدہ لوگ ہیں کہ زمین بھر لوگ بھی ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔

سیدنا سھل بنی سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نبی اکرم ﷺ کے قریب سے ایک شخص گزرا۔ آپ ﷺ اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے۔ اس نے عرض کی:

یہ اشرف الناس ہے۔ یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ نکاح کا پیغام دے تو اس کا نکاح ہو۔ اگر یہ کسی کی سفارش کرے تو اسے قبول کر لیا جائے۔ اگر یہ کچھ کہے تو سنا جائے۔

نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے۔

پھر ایک اور شخص گزرا۔

نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس شخص کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟

عرض کی:

یہ شخص فقراء سے ہے۔ اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو قبول نہ کیا جائے۔ اگر سفارش کرے تو نہ مانی جائے۔ اگر کچھ کہے تو نہ سنا جائے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: زمین بھر کے لوگوں سے یہ بہتر ہے۔

الصحیح البخاری، نکاح ۱۵ الصحیح للمسلم

Marfat.com

السنن ابن ماجه ، زهد ٥ السنن نسائی ،

الصحیح ابن حبان مسند احمد ،

اسے بخاری ، مسلم ، ابن ماجه اور نسائی نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

امام احمد نے بھی سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ اولیائے کرام ہی ساداتِ صوفیہ ہیں۔ان کے دل کدورتوں سے پاک ہیں۔ ان کے ہاں سونا اور گارا برابر ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا ہر چیز سے یہ روگرداں ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا ان کے دلوں میں کچھ باقی نہیں۔یہ دنیا سے بے رغبت ہیں۔اس لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو اپنا محبوب بنالیا ہے۔یہ لوگوں کے مال ومنال سے بھی بے نیاز ہیں۔اس لئے لوگوں نے بھی ان کو اپنا محبوب بنالیا ہے۔

یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس ارشادِ مقدس کے مظہر ہیں۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴾

القرآن الحکیم مریم ۱۹:۹٦

ترجمہ : بیشک جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے نیک عمل کئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے لئے دلوں میں محبت پیدا فرمادے گا۔

یہ تمام مذکورہ صفات کے حامل ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو فضل ونعمت سے شروع کیا ہے۔یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت اور ہدایت کے سزاوار ہیں۔یہ ہدایت یافتہ ہیں، ہدایت دینے والے ہیں۔

یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی کے مظہر ہیں۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓی لا اُولٰٓئِکَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۞ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا ج وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۞ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ط هٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم الانبیاء ۲۱:۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳

ترجمہ: بلاشبہ وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے تو وہی اس جہنم سے دور رکھیں جائیں گے وہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے۔ اور وہ ان (نعمتوں) میں ہمیشہ رہیں گے جن کی انہوں نے خواہش کی تھی۔ وہ بڑی گھبراہٹ انہیں غمناک نہ کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ (انہیں بتائیں گے) یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

مخلوق ان کی طرف متوجہ ہو مگر وہ ان سے روگرداں ہیں۔ ان کے ہاں مخلوق کا اقبال وادبار برابر ہے۔ کیونکہ وہ ہر چیز کو اللہ ﷻ کی طرف سے دیکھتے ہیں۔ اگر وہ عطا کریں تو بھی اللہ ﷻ کی طرف سے ہے۔ اگر وہ روکیں تو بھی اللہ ﷻ کی طرف سے ہے۔ یہ نہ کسی چیز کا اشتیاق رکھتے ہیں نہ کسی چیز کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتے ہیں۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴾

القرآن الحکیم الفرقان ۲۵:۶۷

ترجمہ: اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی (بلکہ) ان کا خرچ کرنا اسراف اور بخل کے بین بین اعتدال سے ہوتا ہے۔

یہ اللہ ﷻ کی رضا کے خلاف درہم ہو یا دانق خرچ کرنے میں بخیل ہوتے ہیں اور اگر اللہ ﷻ کی رضا ہو تو سارا مال ومتاع لٹا دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ صدق عبودیت میں غرق ہوتے ہیں۔ غلام اور غلام کی ملکیت سب کچھ اُسی کا ہوتا ہے۔ ان کو کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ ان کے بخل کی وجہ سے ان کی مذمت کریں یا سخاوت کی بنا پر ان کی تعریف کریں۔ یہ لوگوں کے روبرو تحسین عبادت کے ساتھ ریاکاری نہیں کرتے۔

یہ اس فرمان کے مصداق ہیں۔

﴿..... قُلِ اللّٰهُ لا ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم الانعام ۹۱:٦

ترجمہ: آپ فرمادیجئے اللہ! پھر انہیں چھوڑ دیجئے (تاکہ) وہ اپنی بیہودہ باتوں میں کھیلتے رہیں۔

یہ ہر دعویٰ سے خالی ہوتے ہیں۔ان سے قطب چاہتا ہے کہ اسے کتا کہا جائے اور قطب نہ کہا جائے۔اللہ ﷻ کے ساتھ نہ ان کا اختیار ہوتا ہے نہ ارادہ۔

جو اللہ ﷻ چاہتا ہے یہ چاہتے ہیں اور جو یہ چاہتے ہیں وہ اللہ ﷻ فیصلہ فرماتا ہے۔ان کے ظواہر خلق کے ساتھ ہوتے ہیں اور بواطن اللہ ﷻ کے ساتھ ہوتے ہیں۔

یہ اللہ ﷻ کا گروہ ہیں اور اللہ ﷻ کا گروہ ہی کامیاب ہے۔

اولیائے کرام کی عظمت میں یہ مختصر مجموعہ ہے۔

جو لوگ ان مذکورہ صفات سے متصف ہوں۔کیا ان سے عداوت کسی مسلمان کے لئے جائز ہے۔کہ ان لوگوں سے محبت حرام یا کفر ہے؟

اے اللہ! تیری پناہ تیری پناہ۔

اولیائے کرام کے مراتب کا تنوع:

احوال ومراتب کے اعتبار سے اولیاء کی بہت سی اقسام ہیں۔ہم اپنے علم وتوفیق کے مطابق جمع کرتے ہیں۔اللہ ﷻ ہی توفیق دینے والا ہے۔وہی کارساز ہے۔

انبیاء کرام:

نبوت وہ بلندترین منصب ہے جو کسب اور کثرت طاعات اور عبادات سے میسر نہیں ہوتا۔

جوھرۃ التوحید کے مصنف نے کیا خوب کہا ہے:

نبوت کسبی امر نہیں ہے چاہے کوئی فضیلت کی انتہاء کو پہنچ جائے۔

Marfat.com

انبیاء کرام اگر چہ بشر ہوتے ہیں مگر وحی سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔
اللہ ﷻ نے وحی کی جہت سے اپنے محبوب ﷺ پر احسان کیا ہے اور ارشاد فرمایا:

﴿ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ..... ﴾

القرآن الحکیم الشوریٰ ۴۲:۵۲

ترجمہ : اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی اپنے حکم سے آپ کی طرف ایک جانفزا کلام بھیجا۔

یہ روح جو اللہ ﷻ کے امر سے ہے اس کی حقیقت اللہ ﷻ ہی جانتا ہے۔ یہ ایک بے مثال منقبت ہے۔ بے نظیر بلندی ہے۔ بے عدیل شرف ہے۔ یہ مخلوق میں اللہ ﷻ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اس کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس کے سب سے زیادہ اعظم ہیں۔ اس سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہیں۔ اللہ ﷻ ربوبیت والوہیت کی جہت سے واحد ہے اور یہ مراتب عبودیت میں واحد ہیں۔ جس طرح عبودیت میں کوئی اللہ ﷻ کا شریک نہیں اسی طرح عبودیت میں کوئی نبی کا شریک نہیں۔

انبیاء، صالحین کے اعلیٰ مراتب پر ہیں۔ ان کے بعد ''صدیقین'' کا طریقہ ہے۔

صدیقین:

انبیاء کرام کے بعد یہ سب سے اعلیٰ طبقہ ہے۔ یہ انبیاء کرام کے ورثاء ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ سوائے قدم نبوت کے۔ نبی کے ہر قدم پر ان کا قدم ہوتا ہے۔

صدیقین کے بعد شہداء ہیں۔

شہداء:

پھر انواع، طبقات علوم اور معارف کے اختلاف کے ساتھ صالحین ہیں۔ نور انسانی میں سے اللہ ﷻ نے ان پر انعام کیا۔ اللہ ﷻ نے اپنے اس قول میں ان کا ذکر کی

Marfat.com

ہے۔

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا ﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:٦٩

ترجمہ : اور جو اللہ کی اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ ﷻ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔

مجذوب ، سالک:

طریق الی اللہ میں سیر کی حیثیت سے ان کی دو قسمیں ہیں۔

مجذوب اور سالک:

اللہ ﷻ کا اپنے بندوں کو اچانک اپنی بارگاہ میں پہنچا دینا جذب ہے۔ اس میں پہلے سے ارادہ نہیں ہوتا۔ اللہ ﷻ فی الفور اس کی صفات بدل دیتا ہے۔

وہ پیتل ہوتا ہے اللہ ﷻ اپنی عنایات کی اِکسیر اس پر ڈالتا ہے تو اچانک وہ سونا بن جاتا ہے۔ وہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور پہلے قدم پر ہی مستغرق ہو جاتا ہے۔

شیخ احمد بن ناصر الدین بن بنت میلق رضی اللہ عنہ نے اپنے قصیدۃ السلوک الی ملک الملوک میں کہا ہے۔

وَالْجَذْبُ اَخْذَةُ عَبْدٍ بَغْتَةً بِيَدَیْ عِنَايَةٍ نَحْوَ اَمْرٍ لَيْسَ يَنْوِيْهِ

ترجمہ : جذب بندہ کو اچانک اپنی بارگاہ میں دست عنائت سے کھینچ لینا ہے۔ جس میں بندہ کا ارادہ نہیں ہوتا۔

سالک وہ ہے جس کو عنائت ایسے شیخ کامل واصل کی بارگاہ میں لے جاتی ہے جو موصل ہوتا ہے اور قدم محمدی کا وارث ہوتا ہے۔ وہ اسے ہر حال میں کتاب وسنّت اور دوام

Marfat.com

ذکر کی راہ پر چلاتا ہے اور اسے ان کمالات غیر متناہیہ تک پہنچا دیتا ہے۔ جن کا اللہ ﷻ ارادہ فرماتا ہے۔

سالک کے لئے سلوک کے بعد جذب ضروری ہوتا ہے۔ اور سالک ایسے مجذوب سے افضل ہوتا ہے جو سلوک سے پہلے ہی مرتبہ جذب پر فائز ہو جاتا ہے۔

شیخ احمد بن ناصر نے ارشاد فرمایا:

وَالْجَذْبُ اِنْ جَاءَ مِنْ بَعْدِ السُّلُوْکِ لَهٗ فَضْلٌ عَلَى الْجَذْبِ مِمَّا السَّعْیُ تَالِیْه

ترجمہ: اور جذب اگر سلوک کے بعد حاصل ہو تو یہ ایسے جذب سے بہتر ہے جو سلوک کے بغیر ہو۔

شیخ نے اس شعر میں ''السعی'' سے سلوک کا ارادہ فرمایا ہے۔ کیونکہ سالک کا سلوک جب مکمل ہو جاتا ہے تو وہ ارشاد اور رسولوں کی جانشینی کا اہل ہو جاتا ہے۔

اور مجذوب اگر شیخ کامل کے ہاتھ پر حال سے باہر نکلے اور سلوک کا حامل ہو تو وہ بھی اس طرح ہو۔ اگر اس کو استغراق میں ہی دوام حاصل رہے تو کبھی بھی صاحب ارشاد نہ ہو۔

مجذوب کی مثال اس حاجی کی ہے جس نے دور دراز کی مسافت فضا میں جہاز پر طے کی ہو۔ اس نے اثنائے سفر میں کسی جگہ اور کسی شہر کو نہ پہچانا ہو۔ اُسے اس وقت ہی خبر ہو جب وہ مکہ پہنچ جائے۔

سالک کی مثال اُس مسافر کی ہے جس نے خشکی اور دریا کا سفر کیا ہو اور ہر جگہ سے گزرا ہو۔ ہر مقام پر ٹھہرا ہو۔ آسان مشکل، دور قریب، نشیب و فراز، نرم و سخت جگہوں اور امن و خوف کے مقام پر آگاہی حاصل کی ہو اور یہ بھی پہچانا ہو کہ ڈاکوؤں اور چوروں سے کس طرح بچا اور ان سے محفوظ رہا جاتا ہے۔ ان معارف کے بعد وہ مکہ میں پہنچے۔

تو جو شخص جہاز پر سوار ہو کر مکہ المکرّمہ پہنچا ہو۔ وہ لوگوں کو شہر مکہ کی راہ نہیں بتلا سکتا۔ کیونکہ وہ اس راہ پر ہی نہیں چلا اور اس نے اس راہ کو پہچانا ہی نہیں۔ بری و بحری مسافر اس امر پر قادر ہے کہ وہ لوگوں کو راہ بتلا سکے اور آسان اور کم راہ کی خبر دے۔ ان کو

Marfat.com

راہ امن سے گزارے اور راہ خوف سے بچالے۔ اور شہر مکہ تک پہنچادے۔ یہ دونوں حاجی سالک اور مجذوب کی مثال ہیں اور اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے۔ میں نے تو وہی ذکر کیا ہے جو اپنے مشائخ سے سنا ہے۔ وگرنہ نہ میں سالکین سے ہوں نہ مجذوبین سے۔

میں اللہ ﷻ کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں اپنے مشائخ کا توسل پیش کرتا ہوں کہ وہ ہمیں ان مشائخ کی راہ پر گامزن کرے اور ان کی مخالفت سے بچائے۔ بے شک وہ جو چاہے اس پر قادر ہے۔ ان اولیاء کرام میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ان سے پردہ اٹھ جائے تو یقین میں اضافہ ہو جائے۔ ان میں سے کچھ اولیاء کرام ایسے ہیں کہ اگر وہ قسم یاد کریں تو اللہ ﷻ اسے پورا کر دیتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ مِنْ عِبَادِاللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ

الصحيح البخارى ، صلح ٨ — الصحيح للمسلم ، ١٣٠٢

الترمذى ، جهنم ١٣ — ابو داؤد ، ديات ٢٨

النسائى ، ٤٧٥٩ — ابن ماجه ، ٢٦٤٩

مشكوة المصابيح ، ٣٤٦٠ — مسند احمد بن حنبل ، ١٢٨:٣

السنن الكبرى ، ٢٥:٨ — شرح معانى الآثار ، ٢٧١:٤

مسند الشهاب ، ١٠٠٢ — كنز العمال ، ٥٩٣٢

شرح السنه للبغوى ، ٦٦:١٠ — فتح البارى ، ٣٠٦:٥

تفسير ابن كثير ، ١١٣:٣ — الاولياء لابن ابى الدنيا ، ٤٤

مشكل الآثار للطحاوى ، ٢٩٣:١ — اتحاف السادة المتقين ، ٦٤٢:٩

تذكرة الموضوعات للفتنى ، ١٩٣ — الفوائد المجموعه للشوكانى ، ٢٥٣

ترجمہ: بے شک بندگان الٰہی میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ اللہ ﷻ پر قسم اٹھائیں تو وہ اسے ضرور پورا کر دے۔

Marfat.com

اس حدیث پاک کو امام بخاری ،امام مسلم ،امام ابو داؤد،امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ان اولیاء کرام میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو انبیاء ومرسلین کے قدموں پر ہیں۔یہ ہدایت یافتہ علماء ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے ہیں اس پر دلیل بننے والے ہیں۔بارگاہ خداوندی سے خود واصل ہیں اوروں کو واصل کرنے والے ہیں، صاحبان ارشاد ہیں۔

عوارف میں فرمایا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر وارد ہے:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَئِنْ شِئْتُمْ لَاُ قْسِمَنَّ لَکُمْ اَنَّ اَحَبَّ عِبَادِاللّٰہِ تَعَالٰی اِلَی اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُحَبِّبُوْنَ اللّٰہَ اِلٰی عِبَادِہٖ وَیُحَبِّبُوْنَ عِبَادَ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ وَیَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ بِالنَّصِیْحَۃِ

عوارف المعارف ، الباب العاشر فی شرح رتبۃ المشیخۃ ۵۳

ترجمہ : مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے قسم یاد کرلوں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اس کے بندوں کی طرف محبت کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندوں سے اس کی طرف محبت کرتے ہیں اور زمین پر نصیحت سے چلتے ہیں۔

کچھ اولیاء کرام ایسے ہیں جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ظاہر فرماتا ہے۔مگر ان کو ظہور سے رغبت نہیں ہوتی۔کچھ اولیاء کرام ایسے ہیں جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پوشیدہ رکھتا ہے۔مگر ان کو پوشیدگی سے کوئی رغبت نہیں ہوتی۔یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ارادہ کے تابع ہوتے ہیں۔

آپ کا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے اور ان کے لئے جو بہتر ہو اسے منتخب کرتا ہے۔

ساداتِ صوفیہ کے ہاں جو ظہور کا طالب ہو وہ بندۂ ظہور ہوتا ہے۔اور جو خفاء کا طالب ہو وہ بندۂ خفاء ہوتا ہے۔اور جس کا کوئی ارادہ نہ ہو وہ بندہ الٰہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

اگر اللہ ﷻ چاہے تو ظاہر کردے۔اور اگر پسند کرے تو پوشیدہ رکھے۔

ان اولیاء کرام میں سے ہی قطب وغوث فرد جامع ہوتا ہے۔

انہیں سے دوامام ہوتے ہیں ۔قطب کی دائیں جانب اور قطب کی بائیں جانب۔

انہیں میں سے بقیہ چار قطب ہیں۔

انہیں میں سے اوتاد ہیں۔

انہیں میں سے ابدال ہیں انہیں میں سے نقباء ہیں۔

انہیں میں سے نجباء ہیں۔ انہیں میں سے افراد ہیں۔

انہیں میں سے رجال الغیب ہیں۔

انہیں میں سے رجبیون ہیں۔جن کا ظہور اور تصرف فقط رجب کے مہینہ میں ہوتا ہے۔دقائق تقوٰی میں اولیاء کرام کے اجتہاد کے اعتبار سے مقامات ولایت میں ان کے مراتب میں اختلاف ہے۔ان میں افضل غوث ہے جس سے بندگان الٰہی مدد حاصل کرتے ہیں۔اس کے وسیلہ سے رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے۔پھر غوث کے بعد دونوں اماموں کا رتبہ ہے۔اسی طرح ان کی ترتیب ہے۔

تمام قطب سے مدد حاصل کرتے ہیں۔تمام قطب کی نگاہ میں رہتے ہیں۔ان کا وجود سیدنا عیسٰی علیہ السلام کے نزول تک ہر زمانہ میں ضروری ہے۔

شیخ عبداللہ بن اسعد یافعی نے اس سلسلہ میں ایک حدیث پاک بیان کی ہے اور اس کی تخریج ذکر نہیں کی۔اگرچہ کافی احادیث اسی امر کا فائدہ دیتی ہیں۔بعض روایات مختلف بھی ہیں۔

ظاہر یہ ہے کہ یہ اختلاف اصطلاحات میں ہے اور اصطلاح میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔تمام علماء کرام جنہوں نے ان احادیث کا اعتبار کیا ہے۔وہ ان مراتب کے وجود پر متفق ہیں۔بہت کم علماء نے اختلاف کیا ہے۔

Marfat.com

ہم بعض احادیث ابھی وارد کریں گے۔

ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلوق میں تین سو افراد ایسے ہیں جن کے دل سیدنا آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ چالیس افراد کے دل سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ سات افراد کے دل سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ پانچ افراد کے دل سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ تین افراد کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ ایک فرد کا دل سیدنا اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہے۔

جب ایک فوت ہو جائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ تین میں سے ایک کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیتا ہے۔ اور جب تین میں سے کوئی انتقال کر جائے۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پانچ میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر فرماتا ہے۔ اور جب پانچ میں سے کوئی انتقال کر جائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سات میں سے کسی کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیتا ہے۔ اور جب سات میں سے کوئی رحلت فرما جائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ چالیس میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر کر دیتا ہے۔ اور جب چالیس میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ تین سو میں سے کسی کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی کوچ کر جائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ عامۃ الناس میں سے کسی کو اس کی جگہ پر فائز کر دیتا ہے۔ ان کے تصدق سے ہی بارش ہوتی ہے، فصلیں اگتی ہیں اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔

حلیۃ الاولیاء، ۱:۴۰ تاریخ دمشق لابن عساکر،

میزان الاعتدال، ۵۵۴۹ الموضوعات لابن جوزی، ۳:۱۵۰

امام احمد بن حنبل نے الزھد والخلال فی کراماتِ الاولیاء کے ضمن میں سند صحیح کے ساتھ شیخین کی شرط پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

مَا خَلَتِ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ عليه السلام مِنْ سَبْعَةٍ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمْ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ.

الزهد و الخلال فی کرامات الاولیاء

ترجمہ : روئے زمین سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد کبھی بھی ایسے سات افراد سے خالی نہیں ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین پر (بلائیں) دور کرتا ہے۔

اوراسی طرح مستغفری نے دلائل النبوۃ میں امام بخاری کی مثل روایت کی ہے۔اور یہ سات وہی اقطاب ہیں جن سے زمین کبھی خالی نہیں ہوتی۔

اور امام احمد نے الزھد والخلال فی کراماتِ الاولیاء میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا ، وَاَرْبَعُوْنَ اِمْرَأَةً كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا وَكُلَّمَامَاتَتْ اِمْرَأَةٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ اِمْرَأَةً

الزهد و الخلال فی کرامات الاولیاء ، مسند الفردوس ،

ترجمہ : ابدال چالیس مرد ہوتے ہیں اور چالیس عورتیں ہوتی ہیں۔کوئی مرد انتقال کر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پر مرد مقرر کر دیتا ہے۔اور جب کوئی عورت فوت ہو جائے تو اس کی جگہ عورت مقرر فرما دیتا ہے۔اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خِيَارُ اُمَّتِیْ فِیْ كُلِّ قَرْنٍ خَمْسُمِائَةٍ وَالْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ فَلَا الْخَمْسُمِائَةٍ يَنْقُصُوْنَ وَلَاالْاَرْبَعُوْنَ. فَكُلَّمَامَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنَ الْخَمْسِمِائَةٍ مَكَانَهٗ وَاَدْخَلَ مِنَ الْاَرْبَعِيْنَ مَكَانَهُمْ .قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَلَّنَا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ. قَالَ : يَعْفُوْنَ عَمَّنْ ظَلَمَهُمْ يُحْسِنُوْنَ اِلٰى مَنْ اَسَاءَ اِلَيْهِمْ وَيَتَوَاسُوْنَ فِيْمَااٰتَاهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ .

حلیۃ الاولیاء ، ۱:۳۹ الموضوعات لابن جوزی ، ۳:۱۵۱

Marfat.com

الفوائد المجموعه للشوكانی ، ٢٤٥ واللآلی المصنوعه للسيوطی، ١٧٧:٢
كنز العمال ، ٣٤٥٩١ اتحاف السادة المتقين ، ٢٩٤:٦_٣٨٦:٨
تذكرة الموضوعات للفتنی ، ٩٢٥ فيض القدير للمناوی ، ٤٦١:٣

ترجمہ : ہر صدی میں میری امت کے پسندیدہ افراد پانچ سو ہوتے ہیں۔ ابدال چالیس ہوتے ہیں۔ نہ پانچ سو میں کمی ہوتی ہے نہ چالیس میں۔ جب کوئی شخص انتقال کرتا ہے اللہ ﷻ پانچ سو میں سے کسی کو اس کی جگہ فائز فرماتا ہے۔ اور چالیس میں سے اس کی جگہ پر قائم کر دیتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ ہمیں ان کے اعمال کے بارے رہنمائی فرمائیں۔

یہ پاکیزہ صفت لوگ ظلم کرنے والوں کو معاف کر دیتے ہیں، برائی کرنے والوں سے احسان کرتے ہیں اور اللہ ﷻ نے جو انہیں عطا کیا ہے اس میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔

اسے ابو نعیم نے حلیة الاولیاء میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث حسن ہے۔ لہٰذا بلند صفات سے اولیاء کرام ہی آراستہ ہوتے ہیں۔

آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلَا بُدَالُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ثَلَاثُوْنَ مِثْلُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ. عَزَّ وَ جَلَّ. كُلَّمَامَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ . تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى .مَكَانَهٗ رَجُلًا.

مسند احمد بن حنبل ، ٣٢٢:٥

ترجمہ : اس امت میں ابدال تیس مرد ہیں۔ سیدنا ابراهیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی طرح۔ جب ان میں سے کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اللہ ﷻ اس کی جگہ پر کسی اور کو مقرر فرما دیتا ہے۔

Marfat.com

اسے امام احمد نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، یہ حدیث صحیح ہے۔

نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ بِهِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ، وَبِهِمْ يُمْطَرُوْنَ، وَبِهِمْ يُنْصَرُوْنَ.

الطبراني،

ترجمہ : میری امت میں ابدال تیس ہیں۔ ان کی وجہ سے زمین قائم ہے۔ ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے ان کی وجہ سے مدد و نصرت ہوتی ہے۔

طبرانی نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلْاَبْدَالُ فِیْ اَهْلِ الشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ كُلَّمَامَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًايَسْقِیْ بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْصَرُبِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ.

الطبرانی، مسند احمد بن حنبل، ۱:۱۱۲

ترجمہ : ابدال اہل شام سے ہیں اور وہ چالیس ہیں۔ جب بھی کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُس کی جگہ پر کسی کو فائز فرما دیتا ہے۔ اِن کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ دشمنوں پر ان کی وجہ سے مدد ہوتی ہے۔ اہل شام سے عذاب ان کی وجہ سے ٹلتا ہے۔

امام احمد نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

ابن عساکر نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اِنَّ الْاَبْدَالَ بِالشَّامِ يَكُوْنُوْنَ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًابِهِمْ تُسْقَوْنَ الْغَيْثَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ عَلٰى اَعْدَائِكُمْ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ الْبَلَاءُ وَالْغَرَقُ.

Marfat.com

الإمام ابن عساكر ،

ترجمہ : ابدال شام میں ہوتے ہیں۔ یہ چالیس مرد ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ ان کی وجہ سے دشمنوں پر مدد حاصل ہوتی ہے اور اہل زمین سے بلا اور غرق دور رہتی ہے۔

امام احمد، امام ترمذی اور امام حاکم نے مستدرک میں سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اَغْبَطُ النَّاسِ عَبْدِی الْمُؤْمِنُ خَفِیْفُ الحَاذِ ذُوْحَظٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ ، اَحْسَنُ عِبَادَةِ رَبَّهٗ وَاِطَاعُهٗ فِی السِّرِّ غَامِضًا فِی النَّاسِ لَا یُشَارُ اِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ ، وَکَانَ رِزْقُهٗ کَفَافًا فَصَبَرٌ عَلٰی ذٰلِکَ عَجِلَتْ مُنْیَتُهٗ وَقَلَّتْ بَوَاکِیْهِ ، وَقَلَّ تُرَاثُهٗ .مسند احمد بن حنبل ، ۵:۲۵۲_۲۵۵ الجامع الترمذی ، زهد ۳۵

المستدرك للحاكم ،

ترجمہ : لوگوں میں سب سے زیادہ رشک انگیز میرا وہ مومن غلام ہے جو قلیل العیال اور قلیل المال ہے نمازوں کا پابند ہے۔ اپنے پروردگار کی عمدہ عبادت کرتا ہے لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر پوشیدگی میں اطاعت کرتا ہے۔ انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ اس کا رزق بھی پورا ہی ہوتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے۔ اس کی موت جلد آتی ہے۔ اس پر رونے والے کم ہوتے ہیں۔ اور اس کی وراثت کم ہوتی ہے۔

امام مناوی نے کہا:

امام حاکم ارشاد فرماتے ہیں:

یہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور ان کی امثال کے اوصاف ہیں۔ اور اولیاء میں ان سے بھی بلند مرتبہ وہ شخص ہے جو اللہ عزوجل کے قبضہ میں ہے، اسی سے بولتا ہے، اسی سے دیکھتا ہے، اسی سے سنتا ہے، اسی سے پکڑتا ہے۔ اللہ عزوجل نے اسے صَاحِبُ لِوَاءِ

Marfat.com

الاَوْلِیـــــــــاء بنایا ہے۔ یہ اہل زمین کے لئے امان ہے۔ اہل آسمان کے لئے محل نظر ہے۔ اللہ ﷻ کا خاص ہے۔ اس کی توجہ کا مرکز ہے۔ اس کے راز کا معدن ہے اس کا کوڑا ہے اس سے اپنی مخلوق کو ادب سکھاتا ہے۔ اس کی زیارت سے دل زندہ ہوتے ہیں۔ یہ اولیاء کا امیر ہے ان کا قائد ہے۔ یہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنے پروردگار کی ثنا کرتا ہے۔ اللہ ﷻ اس پر فرشتوں کے روبرو فخر کرتا ہے اور یہ قطب ہے۔ بسا اوقات قطب ہم میں ظاہر ہوتا ہے۔ مگر اسے پہچانتا وہی ہے جسے اللہ ﷻ کی عنایت حاصل ہو۔ اس کی معرفت اور اس تک رسائی فقط اسے ہی حاصل ہوتی ہے جسے اللہ ﷻ محبوب رکھتا ہے کیونکہ یہ اللہ ﷻ کا سِرّ مکنون، کنز مستور اور رمز اعلیٰ ہوتا ہے۔

بسا اوقات لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور حقیر جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کی اللہ ﷻ کی بارگاہ میں قدر و منزلت سے بے خبر ہوتے ہیں۔

حکایت ہے کہ اہل بسطام ایک بار بارش کی طلب میں نکلے۔ وہ واپس لوٹے اور بارش نہ ہوئی پھر ایک نوجوان شخص نکلا اور اس نے اپنے سر کو اشارہ کرتے ہوئے کہا:

اے اللہ اس کے صدقہ سے جو اس سر میں ہے بارش عطا فرما! اس کی دعا کے بعد اللہ ﷻ نے بارش عطا کر دی۔

بعض علماءِ شہر اس کلام کو سن رہے تھے۔ انہوں نے اس سے کہا تیرے سر میں کیا ہے۔؟

فرمایا:

دو آنکھیں، جس نے بایزید کو دیکھا ہے۔

لوگوں کہا:

اے مردے درویش۔ ابو جہل نے اپنی دونوں آنکھوں سے نبی معظم ﷺ کو دیکھا اور اسے اس رؤیت سے فائدہ نہیں ہوا۔ حالانکہ وہ اللہ ﷻ کے رسول ہیں اور افضل جہاں ہیں۔

Marfat.com

اس مردحق نے جواب دیا:

ابو جہل نے نبی اکرم ﷺ کو نہیں دیکھا۔اس نے تو یتیمِ ابو طالب کو دیکھا۔تو وہ شخص خاموش ہوگیا۔

یہ کتنا حسین جواب تھا۔

یعنی ابو جہل نے تعظیم وتکریم کی نظر سے نہیں دیکھا۔اگر وہ تعظیم کی نگاہ سے دیکھتا تو مسلمان ہو جاتا اور مخالفت پر قادر نہ رہتا۔اور اس کو اطاعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔اس نے حقارت کی نظر سے دیکھا۔فرماں برداروں کی صف سے گر گیا اور خوش بختی کے دروازے اس سے بند ہو گئے۔ کیونکہ سعادت مندی کی چابی نبی انور ﷺ کی ذات اقدس ہے۔اس بنا پر بدبختی کی منازل کی طرف اسے دھتکار دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اس سے پناہ عطا فرمائے۔ہمیں اولیائے کرام کے طریق پر چلائے اور ہمارا حشر ان کے ساتھ کرے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔یعنی انبیاء کرام،صدیقین،شہداء اور صالحین۔اور یہ پاک باز لوگ کتنے اچھے رفیق ہیں۔

کسی نے قدرت الٰہیہ کی کیا خوب ترجمانی کرتے ہوئے کہا ہے۔

اور یہ عز بن عبد السلام معروف باما م مجاھد رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

اَیُّھَا الْخَاطِبُ مَعْنَی حُسْنِنَا مَھْرُنَا غَالٍ لِمَنْ یَّخْطُبُنَا
جَسَدٌ یَفْنِیْ وَ رُوْحٌ لِلْعَنَاءِ وَ عُیُوْنٌ لَا تَذُوْقُ الْوَسْنَا
وَ فُؤَادٌ لَیْسَ فِیْهِ غَیْرُنَا فَاِذَا مَا شِئْتَ اَدِّ الثَّمَنَا
فَافْنِ اِنْ شِئْتَ فَنَاءً سَرْمَدًا فَالْفَنَا یُدْنِیْ اِلٰی ذَاکَ الْفَنَاءِ
وَاخْلَعِ النَّعْلَیْنِ اِنْ جِئْتَ اِلٰی ذٰلِکَ الْوَادِیْ فَفِیْهِ قُدْسُنَا
وَ عَنِ الْکَوْنَیْنِ کُنْ مُنْخَلِعًا وَ اَزَلَ مَا بَیْنَنَا مِنْ بَیْنِنَا

Marfat.com

وَاِذَا مَا قِیْلَ مَنْ تَھْوٰی فَقُلْ اَنَا مَنْ اَھْوٰی وَمَنْ اَھْوٰی اَنَا
وَصَلٰوۃُ اللّٰہِ تَغْشَی الْمُصْطَفٰی وَ کَذَا اٰلٍ وَ صَحْبٍ فَطَنًا

ترجمہ: اے ہمارے حسن کے طالب۔ پیغام دینے والوں کے لئے ہمارا مہر بہت زیادہ ہے۔ جسم فنا ہو جاتا ہے اور روح کے لئے مشقت ہے۔ آنکھیں نیند کا ذائقہ نہیں چکھتیں اور دل اس میں ہمارا غیر نہیں ہے سو جب آپ کا دل چاہے قیمت ادا کرو فنا ہو جاؤ اگر تو فنائے ابدی کا طالب ہے۔ سو یہ فنا اس فنا کے قریب لے جاتے ہیں۔ اگر تو اس وادی کی طرف آئے تو جوتے اتار دے۔ کیونکہ اس میں ہماری قدس ہے دونوں جہانوں سے جدا ہو جا۔ اور ہمیشہ ہمارے درمیان رہ۔ اور جب تجھ سے کہا جائے تو کس سے محبت کرتا ہے تو کہہ کہ میں محبت کرتا ہوں اور جس سے محبت کرتا ہوں وہ میں ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمتیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چھائی رہیں اسی طرح آل اور ذہین صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔

Marfat.com

Marfat.com

پہلی فصل

ان لوگوں کے رد میں جنہوں نے صالحین سے توسل استغاثہ کے سبب مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور ان کے دلائل کے بطلان میں

Marfat.com

توسل واستغاثہ

شیخ ابو بکر باقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

شبہ کی بنیاد پر ایک ہزار کافر کو اسلام میں داخل کرنا ہزار شبہ کی بنا پر ایک مسلمان کو کافر قرار دینے سے بہتر ہے۔ اس سے آپ تکفیر کی خطر عظیم اور اہل اسلام کی تعظیم اور مزلہ خطیرہ میں وقوع سے علماء کی احتیاط کا اندازہ کریں۔

ہمارے بعض مسلمان بھائیوں نے کہا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

''پہلی جہالت یہ تھی کہ وہ تقرب الٰہی کی خاطر بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اور ہمارے زمانے کی جاہلیت یعنی جاہلیت اسلام وہ اہل السنّت والجماعت ہیں جو تقرب الٰہی کی خاطر زندوں اور مردوں کی عبادت کرتے ہیں۔ یعنی مسلمان زندہ اور فوت شدہ اولیاء وانبیاء کرام کی زیارت کرتے ہیں۔ ان سے توسل کرتے ہیں اور ان کے آثار سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ وہ اس حالت میں انبیاء واولیاء کی عبادت کرتے ہیں''۔

اختلافِ مذاہب کے باوجود ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جن نے غیر اللہ کو معبود بنایا ہو اور عبادت کا مستحق قرار دیا ہو۔ ہاں اسحاقیہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی الوہیت کے قائل تھے اور

ان کا نام ونشان مٹ گیا ہے۔

اور تمام تعریفیں دونوں جہاں کے پالنے والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں۔ بعض مسلمانوں نے اپنے بھائیوں کی تکفیر کی پیش قدمی کی ہے۔ کیونکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء واولیاء کا توسل پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کی مخلوق سے خاص ہیں۔

ان لوگوں نے فرمان الٰہی سے استدلال کیا ہے جو بت پرستوں اہل شرک سے حکایت ہے۔

﴿.....وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ م مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ

Marfat.com

زُلفٰی .....﴾

القرآن الحکیم الزمر ۳۹:۳

ترجمہ : اور جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنا لئے (اور کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر محض اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں۔

ان لوگوں نے گمان کیا کہ مسلمان صالحین کی زیارت، ان سے توسل، ان کے آثار سے تبرک اور ان کے مزارات کے پاس دعا عبادت ہے جیسے بت پرست بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان لوگوں نے حق اور باطل کے مابین فرق نہیں کیا حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مشرکین کی بت پرستی پر انکار فرمایا ہے کہ وہ غیر اللہ کو معبود بناتے ہیں اور ان کو ربوبیت کے دعوٰی میں شریک کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ مشرک لوگ بتوں کی ہی عبادت کرتے ہیں تا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قریب ہو جائیں۔ ان کا کفر وشرک ان بتوں کی عبادت کی وجہ سے ہے اور اس وجہ سے کہ ان کا اعتقاد ہے کہ یہ بت اَرْبَاب مِنْ دُوْنِ اللّٰہ ہیں ان کا کفر وشرک اس بنا پر نہیں ہے کہ یہ ان سے توسل کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ بت انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قریب کرتے ہیں۔

اس مقام پر ایک اہم بات قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ آیت مقدسہ اس امر پر شہادت دیتی ہے کہ وہ بت پرست جو بت پرستی کا جواز پیش کرتے تھے اس میں راست اور صادق نہ تھے۔ اگر وہ سچے ہوتے اور وہ بت پرستی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے تقرب کی خاطر کرتے تو یقیناً باری تعالیٰ ان بت پرستوں کے ہاں ان بتوں سے زیادہ جلیل ہوتے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے۔ حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے اصنام کو گالیاں دینے سے منع فرمایا ہے۔

﴿ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًام بِغَیْرِ عِلْمٍ ط کَذٰلِکَ زَیَّنَّا لِکُلِّ اُمَّۃٍ عَمَلَھُمْ ص ثُمَّ اِلٰی رَبِّھِمْ مَّرْجِعُھُمْ فَیُنَبِّئُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم الانعام ۶:۱۰۸

ترجمہ : اورتم انہیں برا بھلا نہ کہو جن کی یہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں (ایسا نہ ہو) کہ وہ بھی زیادتی کرتے ہوئے جہالت سے اللہ کو برا بھلا کہنے لگیں۔ یونہی ہم نے ہر امت کے لئے ان کا عمل آراستہ کر دیا ہے۔ انہوں نے پھر اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ پھر وہ انہیں بتائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

عبدالرزاق ، عبدبن حمید ، ابن جریر ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو شیخ نے سید نا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

مسلمان کفار کے بتوں کو گالیاں دیتے تھے اور وہ جواباً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو گالیاں دیتے تھے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ حکم جاری کیا۔

اے مسلمانو! تم ان کے معبودان باطلہ کو گالیاں نہ دو۔ کیونکہ وہ انتقاماً نادانی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو گالیاں دیں گے۔

اس آیت مقدسہ کے نزول کا یہ سبب ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کو انتہائی سختی سے روک دیا کہ وہ ان پتھروں کے بارے میں کوئی کلمہ نقص نہ کہیں جن کے بت پرست مکۃ المکرّمہ میں عبادت کرتے تھے کیونکہ یہ بت پرست ان پتھروں کی غیرت کھاتے ہیں جن کے بارے میں وہ صمیم قلب سے اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ ان کے معبود ہیں۔ وہ نفع بھی دیتے ہیں اور نقصان بھی۔ اس طرح وہ غضب ناک ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ اسی نوعیت کا برتاؤ کیا۔ وہ ان کے معبود حقیقی کو گالیاں بکتے حالانکہ وہ تو رب العٰلمین ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نقائص بیان کرتے حالانکہ وہ ہر نقص سے پاک ہے۔

تو اگر یہ لوگ اس دعوٰی میں سچے ہوتے کہ ہم بت پرستی تقرب الی اللہ کے لئے کرتے ہیں تو اُن لوگوں کے انتقام کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو کبھی بھی گالیاں نہ بکتے جو ان کے بتوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ ان کا یہ گالیاں بکنا اس امر پر دلیل ہے کہ ان کے نفوس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدر ومنزلت ان بتوں سے بھی کم ہے۔

Marfat.com

یہ ہی امر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمان کی دلیل ہے۔

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ..... ﴾

القرآن الحکیم العنکبوت ۲۹:۶۱

ترجمہ :اور(اے حبیب!) اگر آپ ان (مشرکوں) سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے فرمانبردار بنایا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے۔

اگر یہ لوگ اپنے عقیدہ میں سچے ہوتے کہ تنہا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی خالق ہے اور ان کے بت ہرگز خالق نہیں ہیں تو یہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہی عبادت کرتے یا کم از کم ان پتھروں سے زیادہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا احترام کرتے

اور کیا یہ صحیح ہے؟ حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُن کے پتھروں پر غیرت کھاتے ہوئے اور انتقام لیتے ہوئے اُن پر ستم کیا ہے۔

ہدایت کا فیصلہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے ایک آیت بھی اس امر پر دلالت نہیں کرتی کہ اُن مشرک لوگوں کے ہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُن کے بتوں سے ہرگز کم وقعت نہیں ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ج فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ج وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ط سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانعام ۶:۱۳۶

ترجمہ :اور انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے مقرر حصہ بنا رکھا ہے اس سے جو فصلوں اور مویشیوں سے پیدا فرماتا ہے اور کہتے ہیں یہ ان کے خیال میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہے اور یہ ہمارے شریکوں کے لئے۔ تو وہ (حصہ) جو ان کے شریکوں کے لئے ہو تو وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو نہیں پہنچتا اور جو (حصہ) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہو تو وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے۔ کیا ہی برا

Marfat.com

فیصلہ کرتے ہیں۔

سواگر اللہ ﷻ ان کے ذہنوں میں ان پتھروں سے کم وقعت نہ ہوتا تو اللہ ﷻ پر یہ مشرکین ان پتھروں کو یہ ترجیح نہ دیتے جس کی یہ آیت حکایت کرتی ہے اور اس پر اللہ ﷻ کے اس حکم کے سزاوار ہوئے۔

سَآءَ مَایَحْکُمُوْنَ .

اوراسی قبیل سے اسلام سے پہلے ابو سفیان کا قول ہے:

اُعْلُ هُبَلْ ..... ہبل زندہ باد۔

جس طرح امام بخاری نے روایت کیا ہے:

ابو سفیان اس شدت میں اپنے ھبل نامی بت کو پکارتا تھا کہ وہ رب السّموات والاض سے بلند ہو.....تا کہ اسے اوراس کے لشکر کو اہل ایمان کے لشکر پر غلبہ حاصل ہو جو یہ چاہتا ہے کہ ان کے معبودان باطلہ پر غالب ہو۔ مشرکین کا اللہ ﷻ اور معبود ان باطلہ کے ساتھ یہ نظریہ تھا۔

اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے ۔اکثر لوگ اس امر کو اس طرح نہیں سمجھتے اوراپنی نافہمی کی بناپر کرتے ہیں جو کرتے ہیں۔

اگر وہ یہ کہیں کہ ہم اللہ ﷻ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں بتوں کی نہیں کرتے ہماری بندگی اللہ ﷻ کے لئے ہے بتوں کے لئے نہیں ہے۔ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ہمیں اللہ ﷻ کے قریب کرتے ہیں ہم فقط اس لئے ان کے پاس اللہ ﷻ کی عبادت کرتے ہیں ۔ہم ان بتوں کو ربوبیت اورالوہیت میں ہرگز شریک نہیں کرتے ۔ہم تو فقط یہ ہی امید رکھتے ہیں کہ ان کی برکت سے اللہ ﷻ ہماری عبادت کو قبول فرمائے گا اور ہماری دعا یہ ہوتی ہے کہ وہ ہمیں اپنا قرب عطا فرمائے یا وہ یہ کہیں ان کو تو ہم فقط قبلہ بناتے ہیں اور عبادت ہم خالصتاً اللہ ﷻ کے لئے کرتے ہیں ۔تو اس وضاحت کے بعد وہ شرک نہیں ۔ حرام کے ارتکاب کی بناپر اُن کی طرف فقط جہل کی نسبت ہوگی ۔ کیونکہ انہوں نے اللہ ﷻ

Marfat.com

کے حکم کے بغیر ان کو ذریعہ قرب اور قبلہ کا استحقاق دیا۔ نہ اُن کے پاس علم آیا اور نہ ہی اُن کے پاس دلیل آئی لہٰذا ان بتوں کے پاس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرنے پر ان کی تکفیر نہ کی جائے گی جس طرح اس مومن کی تکفیر نہ ہوگی جو کفار کی عبادت گاہوں میں اذان دے یا ان میں فرائض ونوافل ادا کرے۔

کیا آپ جانتے نہیں کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نماز کے دوران اہل اسلام کو استقبال قبلہ کا حکم دیا تو وہ اپنی عبادت کے دوران ہی اس طرف پھر گئے اور اسے قبلہ بنا لیا وہ عبادت اُس کے لئے نہ تھی۔

حجر اسود کا بوسہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بندگی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء ہے۔ اگر ان میں کوئی مسلمان حجر اسود یا کعبہ کی عبادت کی نیت کرلے تو وہ بت پرستوں کی طرح مشرک ہو جائے گا۔

یہ بات تو طے شدہ ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور تمام اعمال کا انحصار قصد وارادہ پر ہے۔ حجر اسود کے بوسہ کے لئے جھکنے کو اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پر پیشانی اقدس رکھنے کو سجدہ قرار نہیں دیا گیا تو منکر یہ گمان کیوں کرتے ہیں کہ اہل اسلام اولیاء کرام کی دست بوسی میں اُن کو سجدہ کرتے ہیں۔ اگر یہ دست بوسی سجدہ ہے تو حجرہ اسود۔ کا بوسہ بھی سجدہ ہے اور اس مقام پر وہ مشکل میں پھنس جاتے ہیں اور راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔

اور یہ امر ثابت کہ حبر الامت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی رکاب تھامی جو صحابی علماء میں سے تھے تو انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اُن کی تعلیم اور نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری کی بنا پر روکا تو آپ نے فرمایا ہمیں اپنے علماء کی اسی طرح تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ تھاما اور چوم لیا اور کہا: اہل بیتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی طرح تعظیم کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو چومنے کے لئے بغل کی پشت سے

Marfat.com

جھکنے کو سجدہ قرار نہیں دیا گیا۔

اس روایت میں اس امر پر دلیل ہے کہ دونوں کو ہی دوسرے کی تعظیم کا حکم تھا۔

اور صالحین کی تعظیم اور ان کی دست بوسی مشروع اور جائز ہے۔

سنن ابی داؤد میں سیدنا زارع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ عبدالقیس کے وفد سے تھے

ہم اپنی سواریوں سے اترتے تھے اور نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو چومتے تھے۔

ابو داؤد ، ادب ١٤٩

ترمذی میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے۔ نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے۔ وہ آئے اور اُنہوں نے دستک دی تو نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے ان کی طرف گئے تو اُنہوں نے معانقہ کیا اور بوسہ لیا۔

الجامع الترمذی ، استئذان ٣٢

امام ترمذی نے ارشاد فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

یہ حدیث پاک بھی اس امر پر دلیل ہے کہ صالحین کی دست بوسی سنن مرسلین میں سے سنت مشروعہ ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں مقربین سے توسل شرک نہیں ہے اور نہ ان سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے محبت کرنا کفر ہے۔

آپ دیکھتے نہیں کہ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے والد گرامی کا توسل پیش کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: اے ہمارے والد گرامی ہمارے لئے گناہوں کی بخشش طلب کریں تو انہوں نے واسطہ کے بغیر اپنے گناہوں کی بخشش طلب کیوں نہ کی اور کیا وہ اس امر میں اہل ایمان تھے یا اہل شرک جس طرح یہ لوگ گمان کرتے ہیں؟

Marfat.com

اولاد یعقوب علیہ السلام نے ان سے استغفار کی گزارش فقط اس لئے کی تا کہ وہ انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قریب کردیں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں قرب اور خصوصیت حاصل ہے اوران کے گناہوں نے ان کے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے درمیان بعد پیدا کردیا اوران کے بعدان کی دعا کی قبولیت کے مابین حائل ہوگئے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کے حق میں ارشاد فرمایا:

﴿.....وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:٦٤

ترجمہ :اوراگر یہ لوگ جب اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کے پاس حاضر ہوتے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بہت
توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا پاتے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان اقدس میں غور کیجئے۔ کہ اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں یعنی جب وہ گناہوں کا ارتکاب کرلیں تو چونکہ وہ شفاعت کے مستحق ہیں اس لیے وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پہلی شرط بارگاہ رسالت میں حاضری کی لگائی اوراس امر کی کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار سے پہلے بارگاہ رسالت میں تملق وخضوع کا اظہار کریں۔اس کے بعدارشاد فرمایا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے استغفار کریں۔تو اس سے کیا فائدہ ہے؟
کیا بارگاہ رسالت میں حاضری سے قبل استغفار ممکن نہ تھا؟
اس کے بعدارشاد فرمایا:
کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے استغفار کریں تو یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو توّاب اور رحیم پائیں گے۔

Marfat.com

تو نبی اکرم ﷺ کے استغفار کا کیا فائدہ ہے؟

کیا بارگاہ رسالت میں ان کی حاضری اور اپنے لئے استغفار کافی نہ تھا؟

کہ اس کے بعد وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو توّاب اور رحیم پاتے۔

کیا اس میں صرف یہ ہی راہنمائی نہیں کہ جب بھی اُن پر مصیبت آئے تو بارگاہ رسالت میں التجا کریں۔آپ سے توسل کریں اور شفاعت طلب کریں تا کہ وہ انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے قریب کردیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس شخص کی مذمت کی جس نے حضور ﷺ سے طلبِ استغفار سے روکا۔اور اُس امر پر ابھارنے والے پر شدت کی کیونکہ یہ منافقت کی بڑی علامت میں سے ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم المنفقون ۶۳:۵

ترجمہ : اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ تا کہ اللہ کا رسول تمہارے لئے مغفرت طلب کرے، تو (انکار سے) اپنے سروں کو گھماتے ہیں اور تو انہیں دیکھے گا کہ وہ (حاضری سے) تکبر کرتے ہوئے رک رہے ہیں۔

اس سے شدید توبیخ کیا ہو سکتی ہے۔اس سے کڑوی جھڑک کیا ہو سکتی کاش وہ سمجھتے۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے ارشاد فرمایا:

﴿..... وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ..... ﴾

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۱۰۳

ترجمہ : اور دعا مانگیے ان کے لئے۔بیشک آپ کی دعا ان کے لئے (ہزار) تسکین کا

Marfat.com

باعث ہے۔

یعنی اُن کے لیے رحمت ہے۔صلوۃ کا معنی دُعا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دیہاتی اہل ایمان کی تعریف کی:

﴿وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ط اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ط سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۹۹

ترجمہ: اور کچھ دیہاتیوں میں سے وہ ہیں جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں جو وہ خرچ کرتے ہیں قربِ الٰہی اور رسول (پاک) کی دعائیں لینے کا ذریعہ ہے۔ہاں ہاں وہ ان کے لئے باعث قرب ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں ضرور اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

دیکھے۔اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت کس طرح ان کے لئے نبی اکرم ﷺ کی دعا طلب کی گئی ہے اور ہمارے لئے بیان فرمایا کہ صَلَوَاتُ الرَّسُوْل قربت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے لئے نبی اکرم ﷺ سے دعا طلب کرتا ہے اور یہ منکر لوگ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے توسل کفر ہے۔اور آپ سے اور صالحین سے دعا کی طلب شرک ہے۔

یہ لوگ کتاب اللہ اور نبی اکرم ﷺ کے حق اور سنت سے کس قدر جاہل ہیں حالانکہ اہل اسلام ہر نازل ہونے والی مصیبت میں نبی اکرم ﷺ سے التجا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے مصیبت کو ٹال دیتا تھا۔اگر یہ سب کچھ کفر اور شرک ہوتا تو اس کو ثابت نہ رکھا جاتا اور ضرور اس امر سے جھڑک دیا جاتا۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جس شخص نے نبی اکرم ﷺ کو سجدہ کا ارادہ کیا۔ اسے جھڑک دیا۔جب اُس نے عرض کی: بے شک میں نے دیکھا ہے عجمی لوگ بادشاہوں کو

Marfat.com

سجدہ کرتے ہیں اور آپ سجدہ کے زیادہ حقدار ہیں۔

تو جواباً نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلسُّجُوْدُ لَایَکُوْنُ اِلَّالِلّٰہ

ترجمہ: سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے۔

دیکھئے کہ توسل اور عبادت میں کس قدر فرق ہے۔

صاف وشفاف عقول کہاں ہیں؟ کیا اہل ایمان میں سے کوئی ایسا ہے کہ جب اس نے کسی نبی یا ولی کی زیارت کی تو اسے سجدہ کیا ہو، یا ان میں کوئی اعتقاد رکھتا ہو کہ کوئی نبی یا ولی اللہ ﷻ کے سوا معبود ہے یا وہ اللہ ﷻ کا بیٹا ہے۔ ہرگز نہیں۔ دونوں گروہوں میں کس قدر فرق ہے۔

تو منکر لوگ انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے توسل کو کس طرح حرام قرار دیتے ہیں جب کہ توسل کتاب عزیز میں بالتصریح ثابت ہے۔

اللہ ﷻ نے یہود سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿..... وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا..... ﴾

القرآن الحکیم البقرہ ۲:۸۹

ترجمہ: اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگتے تھے (اس نبی کے وسیلہ سے)

یعنی مشرک لوگوں پر مدد طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں اُس نبی آخر الزمان کے صدقہ سے فتح عطا فرما جن کی تعریف توریت میں ہے

﴿ فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّاعَرَفُوْا کَفَرُوْا بِهٖ ﴾

القرآن الحکیم البقرہ ۲:۸۹

ترجمہ: تو جب ان کے پاس وہ نبی تشریف فرما ہوا جسے وہ جانتے تھے تو اس کے ماننے سے انکار کر دیا۔

Marfat.com

یعنی سیدنا محمد ﷺ.....تو جب آپ ﷺ کے ظہور سے پہلے آپ سے توسل ثابت ہے تو ظہور کے بعد اس کا انکار کیسے ممکن ہے۔

مندرجہ ذیل روایت بھی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ سے طلب توسل جائز ہے اور طلب توسل انبیاء واولیاء اور صالحین کی سیرت ہے۔

امام حاکم نے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سیدنا آدم علیہ السلام سے لغزش کا ارتکاب ہوا تو آپ نے عرض کی:

يَا رَبِّ اَسْئَالُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ اِلَّا مَا غَفَرْتَ لِیْ فَقَالَ اللّٰهُ يَا آدَمُ کَيْفَ عَرَ فْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْهُ .

ترجمہ : اے میرے پروردگار! سیدنا محمد ﷺ کے صدقہ سے مجھے معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! آپ نے انہیں کیسے پہچانا حالانکہ ابھی تک تو میں نے انہیں پیدا ہی نہیں کیا؟

عرض کی:

اے میرے پروردگار جب تو نے اپنے دست قدرت سے میری تخلیق کی اور اپنے سر کو میرے اندر پھونکا۔ تو میں نے جب اپنا سر اٹھایا تو قوائم عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

تو میں نے اس کلمہ طیبہ کو پڑھ کر پہچان لیا کہ جس ہستی کے نام کو تو نے اپنے اسم ذاتی کی اضافت عطا کی ہے یہ یقیناً مخلوق میں تیرے ہاں محبوب ترین ہستی ہے۔

یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: اے آدم آپ نے سچ کہا ہے۔ واقعتاً میرے محبوب ہیں۔

وَ اِذْ قَدْ سَأَلْتَنِیْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْ تُ لَکَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ

Marfat.com

ترجمہ : اب جب کہ آپ نے ان کے صدقہ سے سوال کیا ہے تو میں نے معاف کر دیا اور اگر ان کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو آپ کو پیدا نہ کرتا۔

المستدرك للحاكم ٢:٦١٥

اس لئے بعض مفسرین نے اس فرمان الٰہی

﴿ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ﴾

القرآن الحكيم البقره ٢:٣٧

ترجمہ : پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے چند کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔

کے تحت ان ہی دعائیہ کلمات کو نقل فرمایا ہے۔

خلیفہ منصور عباسی نے سیدنا امام مالک سے سوال کیا (مسجد نبوی میں) دعا کرتے وقت ہمیں کعبہ کی جانب رخ کرنا چاہے یا رسول اللہ ﷺ کے (مزار اقدس کی) طرف؟

سیدنا امام مالک نے جواب دیا:

وَلِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ اَبِيْكَ آدَمُ عليه السلام اِلَى اللّٰهِ بَلِ اسْتَقْبِلْهُ وَاسْتَشْفِعْ بِهٖ فَيُشَفِّعُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى

نسيم الرياض ٣:٣٩٨

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

﴿.....وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾

القرآن الحكيم النساء ٤:٦٤

ترجمہ : تو ان سے رخ کیوں پھیرے گا۔ وہ تو تیرے اور تیرے باپ سیدنا آدم عليه السلام کا وسیلہ ہیں بلکہ دعا کرتے وقت آپ کی طرف چہرہ کر اور آپ سے شفاعت طلب کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری دعا قبول فرمائے گا

Marfat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اور اگر یہ لوگ جب اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کے پاس حاضر ہوتے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا پاتے۔

(سیدنا اما م ما لک کا کلام ختم ہوا)

تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے توسل نافع ہے اور اس پر قرآن وسنت شاہد ہیں تو ظہور کے بعد تو زیادہ نافع اور قابل تعریف ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موسم حج میں مختلف قبائل کے پاس تشریف لے جاتے اور دعوت اسلام دیتے۔ قبیلہ بکر بن وائل جب مکہ مکرمہ آیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے انہوں نے کہا: ہمارے شیخ حارثہ کو آ لینے دو۔ وہ آیا تو اس نے کہا۔

ہمارے اور فرس کے مابین جنگ ہے۔ جب ہم اس سے فارغ ہو جائیں تو آپ دوبارہ تشریف لے آئیں۔ جب ان کی فرس سے مڈبھیڑ ہوئی تو اس شیخ نے قبیلہ والوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی پوچھا۔

انہوں نے کہا: (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ کہنے لگا: وہ تمہاری عزت ہیں۔ اس قبیلہ کو فتحیابی ہوئی۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بِیْ نُصِرُوْا

ترجمہ: میرے صدقہ سے ان کو کامیابی ہوئی۔

دیکھئے اس اسم گرامی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیسی عظمت سے نوازا ہے۔

لَوْ نَا سَبَتْ قَدْرُہٗ آیَا تُہٗ عِظَمًا اَحْیَا اِسْمُہٗ حِیْنَ یُدْ عٰی دَارِسَ الرِّمَم

ترجمہ: اور یہ ہمارے انکار کرنے والے بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف وسیلہ سے روکتے

Marfat.com

ہیں اللہ ﷻ ان کو (اور ہمیں) ہدایت عطا فرمائے یہ کہتے ہیں۔طالب کے لئے کافی ہے کہ اللہ ﷻ سے دعا کرلے اور کسی شئی سے توسل نہ کرے۔

حالانکہ اللہ ﷻ نے اس طرح کے لوگوں کا رد فرمایا ہے:

﴿ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ ..... ﴾

القرآن الحکیم اسراء ۱۷:۵۷

ترجمہ : وہ لوگ جنہیں یہ مشرک پکارا کرتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کونسا بندہ (اللہ ﷻ سے) زیادہ قریب ہے۔

یعنی وہ معبود جن کی اُلوہیت کا وہ اعتقاد رکھتے ہیں جیسے سیدنا عیسٰی علیہ السلام، سیدہ مریم رضی اللہ عنہ، سیدنا زکریا علیہ السلام اور فرشتے۔اور طاعت سے وہ اللہ ﷻ کی قربت کے تلاشی ہیں. اَیُّھُمْ یَبْتَغُوْنَ کی واو سے بدل ہے۔یعنی وہ اس کے تلاشی ہیں جو اللہ ﷻ کی طرف وسیلہ کے اعتبار سے اقرب ہے انھیں پھر کیا ہے کہ یہ وسیلہ کے بغیر اللہ ﷻ کی طرف بھاگتے ہیں۔وہ ایک طرف ہیں اور کتاب الٰہی اور سنت نبوی دوسری طرف ہے۔گویا وہ اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ اللہ ﷻ کے ہاں اطاعت گزاروں کی قدر و منزلت ہے حالانکہ اللہ ﷻ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ مَا لَکُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰہِ وَقَارًا ﴾

القرآن الحکیم نوح ۷۱:۱۳

ترجمہ : تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت وجلال کی پروا نہیں کرتے۔

امام قاضی بیضاوی نے اس جگہ فرمایا:

تمہیں کیا ہے کہ تم عبادت گزاروں اور اطاعت شعاروں کی تعظیم کی امید نہیں رکھتے۔

لِلّٰہ یہ موقر کا بیان ہے اگرچہ مؤخر ہے مگر وقار سے صلہ ہے۔

اس امر پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

مَنْ وَقَّرَ عَالِماً فَقَدْ وَقَّرَ رَبَّہٗ

Marfat.com

مسند الفردوس ،

ترجمہ : جس نے کسی عالم کی تعظیم کی اس نے اپنے پروردگار کی تعظیم کی۔

اسے دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اَکْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ فَمَنْ اَكْرَمَهُمْ فَقَدْ اَكْرَمَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه‘

تاريخ بغداد للخطيب ، ٤:٤٣٨ الامام ابن عساكر ،

ترجمہ : علماء کی تکریم کرو۔ بے شک وہ انبیاء کرام کے جانشین ہیں جس نے ان کی تکریم کی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تکریم کی۔

خطیب نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی انور ﷺ نے ہمیں علماء کے اکرام اور توقیر کی فقط اس لئے ترغیب دلائی کہ اللہ تعالیٰ ان کا اکرام کرتا ہے، ان کی توقیر کرتا ہے، ان سے محبت کرتا ہے، ان سے مہربانی سے پیش آتا ہے، ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور ان سے بغض رکھنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے الزھد والخلال فی کرامات الاولیاء میں شرط شیخین پر سند صحیح کے ساتھ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

مَا خَلَتِ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ علیہ السلام مِنْ سَبْعَةٍ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمْ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ

الزهد و الخلال فی کرامات الاولياء ، الامام احمد بن حنبل

سیدنا نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد زمین کبھی بھی ایسے سات افراد سے خالی نہیں رہی جن کے صدقہ سے اہل زمین سے (بلائیں) ٹلتی رہتی ہیں۔

Marfat.com

اسی روایت کو مستغفری نے دلا ئل النبوۃ میں جھۃ بخاری سے بھی روایت کیا ہے۔

یہ سات افراد وہ اقطاب ہیں جو اہل زمین کے لئے امان ہیں ان کے ایمان اہل زمین کے کفر کی ظلمت کو دور کرتے ہیں۔ اگر ان کا وجود مسعود نہ ہوتو اللہ تعالیٰ بد کرداروں اور کافروں کی کثرت کی وجہ سے بہت جلد اہل زمین کو ہلاک کردے۔ ان اقطاب کا ایمان اور ان کی نیکیاں کافروں کے کفر اور بدکاروں کی بدکاریوں کے مقابل رہتی ہیں۔

ابن عساکر نے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

اِنَّ الْاَبْدَالَ بِالشَّامِ یَکُوْنُوْنَ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا بِهِمْ تُسْقَوْنَ الْغَیْثَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ عَلٰی اَعْدَآئِکُمْ وَیُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ الْبَلَاءُ وَالْغَرَقُ.

الامام ابن عساکر،

ترجمہ: بے شک شام میں چالیس مرد ابدال ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے تمہیں بارش عطا ہوتی ہے۔ ان کی وجہ سے دشمنوں پر تمہیں فتح نصیب ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے اہل زمین سے بلا اور غرق ٹلے رہتے ہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلَا بُدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ بِهِمْ یُقَوَّمُ اَهْلُ الْاَرْضِ وَبِهِمْ یُمْطَرُوْنَ وَ بِهِمْ یُنْصَرُوْنَ (الطبرانی،)

ترجمہ: میری امت میں تیس ابدال ہوتے ہیں ان کی وجہ سے اہل زمین قائم ہیں۔ ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے ان کی مدد کی جاتی ہے۔

اس صحیح حدیث کو طبرانی سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

تین سو اور پانچ سو اقطاب و ابدال والی احادیث مقدمہ میں گزر چکی ہیں۔ ان کا بیان وہاں ہی کفایت کرنے والا ہے اور اس کے تکرار کی حاجت نہیں ہے۔

Marfat.com

ان شواہد کی بنا پر اولیاء کرام ہر زمانہ میں موجود ہیں ان کی وجہ سے ہم سے بلائیں دور ہوتی ہیں، دشمنوں پر ہم فتحیاب ہوتے ہیں۔ان کی وجہ سے ہمیں بارشیں ملتی ہیں اور ان کی وجہ سے ہمیں اللہ ﷻ سے بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں۔(مخالفوں اور منکروں کے ارادوں کے خلاف)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے ہم تو آپ کی ہی اقتداء کریں گے اور مخالف کے کلام کو دیوار پر دے ماریں گے.....اولیاء کرام اب بھی ہمارے درمیان موجود ہمارے اعمال وعقائد کی جانب نظر رکھتے ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُه‘ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۱۰۵

ترجمہ :اور فرمایئے عمل کرتے رہو پس اللہ ﷻ تمہارے عملوں کو دیکھے گا اور اس کا رسول اور مومن (دیکھیں گے) اور لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف جو ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کا جاننے والا ہے۔پس وہ تمہیں اس سے خبردار کرے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

اور اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِىْ قُرْبٰى مِنْ م بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴾

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۱۱۳

ترجمہ : نبی کے لئے اور ایمان والوں کے لئے درست نہیں ہے کہ مشرکوں کے واسطے مغفرت طلب کریں اگرچہ وہ مشرک ان کے قریبی رشتہ دار ہی ہوں۔جبکہ واضح ہو گیا ان پر کہ یہ دوزخی ہیں۔

اس آیت مقدسہ کا مفہوم واضح ہے کہ نبی مکرم ﷺ اور اہل ایمان کو مسلمانوں

Marfat.com

کے لئے استغفار کرنا چاہیے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تو اہل ایمان کو نبی مکرم ﷺ کے ساتھ شریک کیا ہے کہ وہ مشرکوں کے علاوہ امت مصطفوی کے گناہ گار لوگوں کے لئے استغفار کریں اور ہمارے بھائی اس امر پر انکار کرتے ہیں کہ کوئی نبی اکرم ﷺ کے مزار اقدس پر حاضر ہو یا اولیاء کرام میں سے کسی زندہ یا فوت شدہ کے پاس حاضر ہو۔ یہ ان سے طلبِ استغفار میں جھگڑا کرتے ہیں نہ جانے قرآن عزیز میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں۔

امام قسطلانی نے اپنی شرح بخاری میں کعب الاحبار سے ذکر کیا ہے جو وسیلہ سے بارش طلب کرتے۔ تو یہاں سے معلوم ہوا کہ توسل تو گزشتہ امتوں میں بھی مشروع تھا بلکہ سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے ہی جائز تھا کیوں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے توسل کیا۔ اسی بنا پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تاجدار کائنات ﷺ کی قرابت کی بنا پر آپ کے چچا جان سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش طلب کی۔

سو غیر نبی سے بھی توسل کرنا معلوم ہو گیا کیونکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ہاں معلوم تھا اور یہ ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ سو ان کی راہ ہدایت کی ہی پیروی کرنی چاہیئے۔ یہ امر صحیح ثابت شدہ ہے کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ زمانہ بغداد میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے توسل کرتے تھے۔ ان کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے، زیارت کرتے، سلام پیش کرتے اور اپنی حاجت براری میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا توسل کرتے۔

اور امام احمد بن حنبل کا سیدنا امام شافعی سے توسل کرنا بھی ثابت ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے صاحبزادہ سیدنا عبد اللہ نے اس امر پر اظہار تعجب فرمایا۔ تو امام احمد حنبل نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الشَّافِعِیَّ کَالشَّمْسِ لِلنَّاسِ وَکَالْعَافِیَةِ لِلْبَدَنِ

ترجمہ: بے شک امام شافعی لوگوں کے لئے سورج کی مانند اور بدن کے لئے عافیت کی مانند ہیں

Marfat.com

اور جب اما م شا فعی تک یہ بات پہنچی کہ اہل مغرب سیدنا اما م مالک سے توسل کرتے ہیں تو اس پر انکار نہیں فرمایا۔

ابن حجر نے اَلصَّوَاعِقُ الْمُحرِقَه میں ذکر کیا ہے کہ اما م شافعی نے اہل بیت نبوی سے توسل کیا۔ فرمایا:

اٰلُ النَّبِیِّ ذَرِیْعَتِیْ وَھُمْ اِلَیْهِ وَسِیْلَتِیْ
اَرْجُوْ بِهِمْ اُعْطٰی غَدًا بِیَدِ الْیَمِیْنِ صَحِیْفَتِیْ

ترجمہ: نبی مکرم ﷺ کی آل پاک ہی میرا ذریعہ اور میرا وسیلہ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن ان کے وسیلہ سے مجھے اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

الصواعق المحرقه ۲:۳۳

سیدنا اما م شا فعی، مصر میں سید ہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کرتے۔ ان کے آثار سے برکت حاصل کرتے۔ جب بھی بیمار ہوتے تو اپنے اصحاب میں سے کسی کو ان کے پاس بھیجتے وہ آپ کے لئے دعا کی درخواست کرتا اور عرض کرتا کہ آپ بیمار ہیں تو سیدہ رضی اللہ عنہا آپ کے لئے دعا فرماتیں تو آپ شفایاب ہو جاتے۔ جب آپ مرض الموت میں مبتلاء ہوئے تو آپ نے اپنی عادت کے مطابق اپنے اصحاب سے ایک شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ میرے لئے شفا کی دعا فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا:

مَتَّعَهُ اللّٰهُ بِالنَّظْرِ اِلٰی وَجْهِهِ الْکَرِیْم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جمال زیبا کی زیارت عطا فرمائے۔

آپ کی یہ دعا سیدنا اما م شا فعی تک پہنچی تو آپ جان گئے کہ ان کا وقت وصال قریب آپہنچا ہے۔

یہ آئمہ کبار اور سلف صالحین جو کتاب وسنت کے عارف تھے اسی راہ پر گامزن تھے۔ جو ان کی راہ سے ہٹا وہ جہنم کا ایندھن بنا۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب نبی مکرم ﷺ نماز کی طرف نکلتے تو ارشاد فرماتے:

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَاَسْأَلُکَ بِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا اِلَیْکَ فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشْرًا وَلَا بَطْرًا وَلَا رِیَاءً وَلَا سُمْعَةً خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سُخْطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ .فَاَسْأَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِ نَّه' لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

ابن ماجه ، ١٣٨٥ عمل اليوم و الليلة لابى نعيم ،

الجامع الكبير للسيوطى ، كتاب الدعوات للبيهقى ،

ترجمہ :اے اللہ ! میں تجھ سے سائلین کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف چلنے والوں کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ یقیناً میں نہ غرور سے نکلا ہوں نہ تکبر سے، نہ ریا کا ری سے، نہ دکھلاوے سے۔ میں تو تیری ناراضی کے ڈر سے اور تیری خوشنودی کی تلاش میں نکلا ہوں۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے دوزخ سے بچالے۔ میرے گناہوں کو معاف کر دے۔ گناہوں کو فقط تو ہی معاف کرتا ہے۔

اس روایت کو ابن ما جه نے اسناد صحیح کے ساتھ سیدنا ابو خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حافظ ابو نعیم نے عمل الیو م واللیلة میں روایت کیا ہے۔ امام جلا ل الدین سیو طی نے الجامع الکبیر میں اور اما م بیھقی نے کتا ب الد عوا ت میں ذکر کیا ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندگان الٰہی میں سے ہر سائل کا توسل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں کرتے ہیں حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو رحمت عالمین بنا کر بھیجا ہے تو ہم اس امر کے زیادہ لائق اور سزاوار ہیں۔ کیسے نہیں کہ آپ نے سائلین کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر حق کو وسیلہ بنایا ہے اور تمام انبیاء کرام، رسل عظام اور ملائکہ مقربین میں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا حق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درد کی شکایت کی

Marfat.com

تو آپ نے ارشاد فرمایا:

ضَعِیْ یَدَکِ عَلَیْهِ ثُمَّ قُوْلِیْ ثَلاثَ مَرَّاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ اذْهَبْ عَنِّیْ شَرَّ مَا اَجِدُ بِدَعْوَةِ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ بِسْمِ اللّٰهِ .

مکارم الاخلاق للخرائطی ، الامام ابن عساکر ،

ترجمہ : اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھ اور تین بار کہہ۔ اللہ کے نام سے، طیب بابرکت اور اپنی بارگاہ میں مکین کی دعا کے صدقہ سے اس درد کو مجھ سے دور فرما، بسم اللّٰہ .

اس روایت کو خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور ''ابن عساکر'' نے حدیث حسن کے طور پر روایت کیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ تو ہمیشہ طیب مبارک اور اللہ ﷻ کے ہاں برگزیدہ ہیں۔ کیسے نہیں اللہ ﷻ نے تو ان سے وعدہ فرمایا۔

﴿ وَ لَسَوْ فَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ﴾

القرآن الحکیم الضحٰی ۹۳:۵

ترجمہ : یقیناً اللہ ﷻ آپ کو اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

دنیا میں اور آخرت میں آپ تو ان امور پر راضی ہوں گے جن سے آپ کی امت مسرور ہو۔

ہم آپ ﷺ کی اقتداء میں آپ ﷺ اور تمام صالحین سے توسل کرتے ہیں آپ ﷺ نے ہی ہمیں اس امر کی تعلیم دی ہے۔ جب ہم نے آپ ﷺ کی پیروی کی اور آپ ﷺ کی راہ پر چلے تو کسی اور کی مخالفت کا ہمیں کیا نقصان ہے۔

﴿ مَنْ کَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ فَلْیَنْظُرْ هَلْ یُذْهِبَنَّ کَیْدُهٗ مَا یَغِیْظُ ﴾

القرآن الحکیم الحج ۲۲:۱۵

ترجمہ : اور جو شخص یہ خیال کئے بیٹھا ہے کہ اللہ ﷻ اپنے حبیب کی مدد نہیں کرے گا نہ

Marfat.com

دنیا میں نہ آخرت میں تو اسے چاہیئے کہ ایک رسی کے ذریعہ چھت سے لٹک جائے پھر (گلے میں پھندا ڈال کر) اسے کاٹ دے پھر دیکھے کہ کیا اس کی (خودکشی) کی تدبیر نے اس کے غم وغصہ کو دور کر دیا ہے۔

اللہ ﷻ نے سچ فرمایا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہ کے وصال پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی قبر میں اترنا، وہاں لیٹنا توسل ہی تو ہے۔

اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَیْهَا مَدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ۔

وفاء الوفا، ۳:۸۹۹ المعجم الکبیر، المعجم الاوسط،

مستدرك للحاكم، ابن حبان، مصنف ابن ابی شیبه،

ترجمہ: میری ماں فاطمہ بنت اسد کی بخشش فرما، اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کے توسل سے اس کی قبر کو وسیع وفراخ فرما۔

اس حدیث پاک کو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور ابن حبان نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ابنِ ابی شیبہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابن عبدالبر نے سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

وہ صحیح احادیث جن میں توسل واستغاثہ کی تصریح ہے ان سے ایک حدیث کو ترمذی، نسائی، بیہقی اور طبرانی نے اسناد صحیح کے ساتھ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اِنَّ رَجُلًا ضَرِیْرًا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم

فَقَالَ: اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یُّعَافِیَنِیْ

فَقَالَ: اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ. وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ

Marfat.com

قَالَ: فَادْعُهُ

فَأَمَرَهُ اَنْ يَّتَوَضَّأَ وَيُحْسِنَ وُضُوْءَهُ وَ يَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ.....

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ فِیْ حَاجَتِیْ لِتُقْضٰی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ.

فَعَادَ وَ قَدْ اَبْصَرَ

الترمذی، ۳۵۷۸ النسائی، مسند احمد، ۱۳۸:٤

ابن ماجه، ۱۳۸۵ البیهقی، الطبرانی،

مستدرك للحاكم، ۱۱۸۰ تاریخ بخاری،

المجروحین لابن حبان، ۱۹۷:۱ مشکوة المصابیح، ۲٤۹۵

جمع الجوامع، ۹۸۵۲ الاذکار النبویه، ۱٦۷

التوسل للالبانی، ٦۸ الترغیب و الترهیب، ٤۷۳:۱

کنز العمال، ۱٦۸۱٦-۳٦٤۰ تهذیب تاریخ دمشق لابن عساکر، ۹۸:۲

عمل الیوم و اللیه لابن السنی، ٦۲۸ مجمع الزوائد، ۲۷۹:۲

ترجمہ: ایک نابینا شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ عرض کی: میری بینائی کے لئے دعا فرمایئے۔

ارشاد فرمایا: اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر چاہے تو صبر کر۔

عرض کی: آپ دعا دیجئے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

احسن انداز سے وضو کر اور ان کلمات سے دعا کر۔

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد نبی الرحمت کے توسل سے حاضر ہوتا ہوں۔ یا محمد ﷺ! میں اپنی حاجت میں آپ کو آپ کے رب کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، تا کہ وہ پوری ہو۔ اے اللہ! ان کی سفارش

Marfat.com

قبول فرما۔

(یہ دعا کر کے) وہ (نابینا) شخص واپس لوٹا تو بینا تھا۔

اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابنِ ماجہ نے اور حاکم نے مستدرک میں اسنادِ صحیحہ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اس روایت میں توسل واستغاثہ کے استحباب پر دلیل ہے۔

نبی انور ﷺ نے توسل واستغاثہ کی خود ایک ساتھ تعلیم دی۔ اسی بنا پر نبی اکرم ﷺ نے خود نابینا کے لئے دعا نہیں فرمائی۔ دعا اس پر دہرا دی اور اسے تعلیم دی کہ وہ کس طرح دعا کرے۔ اس سے مقصود یہی تھا کہ طالبِ دعا جان لے کہ نبی اکرم ﷺ سے توسل اور استغاثہ دعا کے ہی قائم مقام ہے۔

اسی بنا پر ابتدا میں ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ

یہ توسل ہے۔

اور یا محمد ﷺ ندا اور استغاثہ ہے۔

نابینا کو دعا کی تعلیم دینا اور اسی پر اکتفا کرنا ایسا ہی ہے جیسے خود دعا فرمائی تا کہ اس سے اس وقت تک انتفاع ہو جب تک گردشِ ایام رہے اور اللہ ﷻ کی عبادت ہوتی رہے اور اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے۔

ابنِ سنی نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا انْفَلَتَتْ دَآبَّۃُ اَحَدِکُمْ بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ فَلْیُنَادِ: یَا عِبَادَ اللّٰہِ احْبِسُوْا ،یَا عِبَادَ اللّٰہِ احْبِسُوْا، فَاِنَّ لِلّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ فِی الْاَرْضِ حَاضِراً سَیَحْبِسُہُ.

عمل الیوم و اللیلۃ لابن السنی ،باب : ۳۰۶۔صفحہ : ۲۴۰۔۲۳۹

حدیث ۵۰۸

Marfat.com

ترجمہ : جنگل میں جب تم میں سے کسی کا جانور بھاگ جائے تو وہ آواز دے اے اللہ کے بندو اچھی طرح حفاظت کرو۔ پس بیشک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو اس کی حاجت پوری کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں جسے طبرانی نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا اَوْ اَرَادَ عَوْنًا وَ ھُوَ بِاَرْضٍ فُلَاۃٍ وَ لَیْسَ فِیْھَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ.

وَ فِیْ رِوَایَۃٍ..... اَغِیْثُوْنِیْ

فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لَا تَرَوْنَھُمْ

الطبرانی ،

ترجمہ : جب تم میں سے کسی شخص کی کوئی چیز گم ہو جائے یا وہ جنگل میں ہے اور اسے مدد کی ضرورت ہے اور وہاں کوئی انس کرنے والا بھی نہیں تو اسے چاہیئے کہ وہ آواز دے، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے۔

بہت سارے علماء اور صالحین نے اس استغاثہ کا تجربہ کیا اور اسے صحیح پایا۔ کیونکہ یہ استغاثہ اس ذاتِ اقدس کا تعلیم کردہ ہے جو اپنی خواہش نفس سے کلام نہیں کرتے۔ جو شخص اس کا انکار کرے وہ بصیرتِ قلبی سے محروم ہے یا اس کا دل مریض ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس محرومی اور مرض سے ہمیں پناہ دے۔

اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ بنی حنیفہ کے جہاد کے دن صحابہ کرام کا شعار وَا مُحَمَّدَاہُ . وَا مُحَمَّدَاہُ تھا۔ تو کیا یہ ان سے کفر تھا یا خالص ایمان۔ اساطین منکرین ہمیں جواب دیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

نبی انور ﷺ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیکوکار بندوں سے توسل واستغاثہ کا انکار فقط

Marfat.com

وہی کر سکتا ہے جسے نورِ نبوت سے ذرہ بھی نصیب نہ ہوا اور اس فیض کی خوشبو ہی نہیں سونگھی۔ وہ چمگادڑ کی طرح ہے جو سورج کی روشنی دیکھ ہی نہیں سکتی۔ یا گبریلا کی طرح ہے جو عمدہ خوشبو سونگھ کر مر جاتا ہے۔

میں نے ایک جریدہ توحید دیکھا۔ جس پر سال اشاعت ۱۳۵۳ ہے۔ اس پر محمد امین الشنقیطی کا نام ہے۔ اس نے اس جریدہ میں کہا:

اگر عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت میں نابینا کی دعا نافع ہوتی تو اس سے ہر اندھے اور غیر اندھے کو فائدہ ہوتا۔

میں عرض کروں گا یہ کہنا جہل عظیم ہے۔ جس کے پاس معمولی سا بھی علم ہے وہ ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔

اس شخص نے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا کیونکہ حدیث صحیح ہے۔

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراض کیا جنہوں نے اس روایت کو ہم تک پہنچایا حالانکہ ان کی عدالت پر امت کا اجتماع ہے۔

یہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور ناقلین حدیث کی قدر سے آگاہ نہیں۔ صاحبان عقل سے یہ امر کس قدر بعید ہے۔

ہم کہیں گے کہ اگر داعی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرے اور طلب خیر یا دفع شر میں کسی سے توسل نہ کرے اور اس کی حاجت بر نہ آئے تو اس وقت یہ کیا کہیں گے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہاں ہے۔

العیاذ باللہ! کیا وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بارے شک میں مبتلا ہو جائے گا؟

دعا کی اجابت کے لئے کئی شرطیں ہیں۔

داعی کا ایمان، اخلاص، قدرت الٰہی پر صدق یقین، آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان کا یقیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت پر ایمان، صدق اضطرار، معاصی کا عدم ارتکاب، رزق حلال۔ داعی میں جب یہ ساری شرطیں موجود ہوں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ

Marfat.com

اس کی دعا قبول کرتا ہے۔

علماء کرام کا اس امر پر اجماع ہے کہ اللہ ﷻ سے دعا قربت ہے اور خداوند قدوس کے پیاروں کا اُس کی بارگاہ میں توسل دوسری قربت ہے۔ جب دو قربتیں جمع ہو جائیں تو اجابت کی سرعت کا زیادہ امکان ہے۔ اگر ان دونوں قربتوں کے ساتھ صدقہ بھی مل جائے تو یہ تیسری قربت ہے اور اجابت کے اسباب زیادہ ہو جائیں گے۔

اسی طرح توسل کرنے والا جس قدر طاعات زیادہ کرے گا سرعت اجابت میں قوت زیادہ ہو جائے گی۔ یہ علم اور فقر ہے۔

اللہ ﷻ دعا کی اجابت اپنے ارادہ کے وقت فرمائے گا نہ کے تیرے ارادہ کے وقت۔ اس امر کو خوب سمجھ۔ خواہش نفس کی پیروی نہ کر۔ ورنہ یہ تمہیں راہ خدا سے پھسلا دے گی۔ اور اللہ ﷻ فقط متقین کی دعائیں ہی قبول فرماتا ہے: رہا اللہ ﷻ کا یہ فرمان عالیشان

﴿..... فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾

القرآن الحکیم الجن ۷۲:۱۸

ترجمہ: پس اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو۔

جس سے غیر اللہ کے لئے تحریمِ ندا کا استدلال کیا جاتا ہے۔

اس کا معنی تو یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو عبادت میں شریک نہ کر یعنی غیر اللہ کے لئے رکوع اور سجدہ نہ کر۔

جمہور علماء نے اسی طرح تفسیر کی ہے۔ قرآن حکیم میں لفظ دعا تین وجہوں پر ہے۔

وجہ اول: عبادت کے معنی میں۔ دعا کا لفظ جب مِنْ دُوْنِ اللّٰه، یَا مَعَ اللّٰه کے ساتھ ملا ہوا اور حیات دنیوی میں ہو۔ یہ ہی اغلب ہے اور عبادت رکوع اور سجود ہے۔

وجہ ثانی۔ ندا اور استغاثہ کے معنی میں۔ یہ کبھی دنیا میں ہوتا ہے جب اجابت میں اللہ ﷻ کے مقابلہ میں ہو یا رد میں۔ العیاذ باللہ

اور اگر آخرت میں ہو تو یہ دوزخیوں کی اللہ ﷻ کو پکار ہوتی ہے جیسی اہل نار کا

Marfat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو استغاثہ کہ ان پر عذاب ہلکا کر دیا جائے۔

وجہ ثالث۔ ہدایت وگمراہی کی طرف نداء۔

عنقریب ہم ہر طریق کے دلائل قرآن حکیم سے بیان کریں گے۔

وجہ اول..... اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ .....﴾

القرآن الحکیم الانعام ٦:٥٦

ترجمہ مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں انہیں پوجوں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو

یعنی وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

یہ وہ وجہ ہے جس میں دعا مِنْ دُوْنِ اللّٰه یا مَعَ اللّٰه سے مقترن ہے۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَایَمْلِکُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ .....﴾

القرآن الحکیم الزخرف ٤٣:٨٦

ترجمہ : اور جنہیں یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔

یعنی وہ عبادت کرتے ہیں۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ .....﴾

القرآن الحکیم الاعراف ٧:١٩٤

ترجمہ : (اے کفار) بیشک وہ جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا تمہاری طرح بندے ہیں۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۞ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ ﴾

القرآن الحکیم الجن ٧٢:١٩-١٨

Marfat.com

ترجمہ : اور بیشک سب مسجدیں اللہ کے لئے ہیں۔ پس اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو۔ اور جب اللہ کا (خاص) بندہ کھڑا ہوتا ہے تا کہ اس کی عبادت کرے۔

یعنی نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز میں جو رکوع اور سجود والی ہے اللہ ﷻ کی عبادت میں کھڑے ہوتے ہیں اور جو آپ کی قراءت سنتے ہیں تو سماعت قرآن کے لئے آپ کے پیچھے بھیڑ کر دیتے ہیں۔

اس طرح اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ..... ﴾

القرآن الحکیم الحج ۲۲:۱۲

ترجمہ : وہ اللہ کے سوا اس کی عبادت کرتا ہے جو نہ اسے ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ اسے نفع پہنچا سکتا ہے۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ..... ﴾

القرآن الحکیم الحج ۲۲:۱۳

ترجمہ : وہ اسے پوجتا ہے جس کی ضرر رسانی اس کی نفع رسانی سے زیادہ قریب ہے۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ..... ﴾

القرآن الحکیم الحج ۲۲:۷۳

ترجمہ : بیشک اللہ ﷻ کو چھوڑ کر جن معبودوں کو تم پکارتے ہو یہ تو مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگر چہ وہ سب اس (معمولی سے) کام کے لئے جمع ہو جائیں۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ..... ﴾

القرآن الحکیم المومنون ۲۳:۱۱۷

Marfat.com

ترجمہ : اور جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پوجتا ہے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُنَا وَ لَا يَضُرُّنَا ..... ﴾

القرآن الحکیم الانعام ۷۱:٦

ترجمہ : آپ فرمایئے کیا ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا اس کو پوجیں جو نہ ہمیں نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَايَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ..... ﴾

القرآن الحکیم الفرقان ۶۸:۲۵

ترجمہ : اور جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو نہیں پوجتے اور اس نفس کو قتل نہیں کرتے جس کو قتل کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ..... ﴾

القرآن الحکیم المؤمن ۷٤:٤۰

ترجمہ : اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کہیں گے وہ تو ہم سے گم ہو گئے بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی چیز کو پوجتے ہی نہ تھے۔

یہ مشرک لوگوں سے قیامت کے دن کہا جائے گا۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِىْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ ﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم هود ۱۱:۱۰۱

ترجمہ : پس انہیں ان کے (جھوٹے) خداؤں نے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا جن کی وہ اللہ ﷻ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ﴾

القرآن الحکیم النحل ۱۶:۸۶

ترجمہ : اے ہمارے رب! یہ ہمارے بنائے ہوئے شریک ہیں جنہیں ہم تجھے چھوڑ کر پوجا کرتے تھے۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ ..... ﴾

القرآن الحکیم فصلت ۴۱:۴۸

ترجمہ : اور ان وہ گم ہو جائیں گے جن کی وہ پہلے عبادت کیا کرتے تھے۔

اسی طرح دعا جو حیات دینوی میں اہل ایمان کی طرف منسوب ہے اور وہ عبادت کے معنی میں ہے۔

﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ..... ﴾

القرآن الحکیم الانعام ۶:۵۲

ترجمہ : اور انہیں دور نہ ہٹاؤ جو اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے رہتے ہیں (فقط) اس کی رضا کے طلبگار ہیں۔

اسی طرح اصحاب کہف سے حکایت کرتے ہوئے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ ..... لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴾

القرآن الحکیم الکهف ۱۸:۱۴

ترجمہ : ہم ہرگز اس کے سوا کسی معبود کو نہیں پکاریں گے (اگر ہم ایسا کریں) تو گویا ہم

Marfat.com

نے ایسی بات کہی جو حق سے دور ہے۔

حیات دینوی میں کلمہ ''دعا'' جو کفار اور غیر کفار کے لئے وارد ہوا ہے اور عبادت کے معنی میں ہے جس طرح کہ مفسرین کرام نے ذکر فرمایا ہے۔ اُس کا بیان ختم ہوا۔

منکرین کا گمان غلط ہے کہ یہ ندا اور استغاثہ کے معنی میں ہے۔ دعا بمعنی عبادت والی جملہ آیات کا میں نے احاطہ نہیں کیا کیونکہ ایسی آیات مقدسہ بہت زیادہ ہیں۔ ان سے بطور خاص نمونہ وارد کی ہیں۔ انہی آیات مقدسہ پر اُن آیات کریمہ کو قیاس کیا جاسکتا ہے جن میں کلمہ دعا ہے اور یہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ یامَعَ اللّٰہ کے ساتھ مقترن ہے۔

وجہ ثانی۔ دعا بمعنی ندا اور استغاثہ۔

پہلے۔ دنیا میں

جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ قُلِ ادْعُو اللّٰہَ اَوِ ادْعُو الرَّحْمٰنَ ط اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ..... ﴾

القرآن الحکیم الاسراء ۱۷:۱۱۰

ترجمہ : آپ فرمایئے یا اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو۔ اسے جس نام سے پکارو اس کے سارے نام (ہی) اچھے ہیں۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ لَا یَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَیْرِ ... ﴾

القرآن الحکیم فصلت ۴۱:۴۹

ترجمہ : انسان بھلائی کی دعا کرنے سے نہیں اکتاتا۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ ..... وَاِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ ﴾

القرآن الحکیم فصلت ۴۱:۵۱

ترجمہ : اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگ جاتا ہے۔

Marfat.com

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ قُلْ اَرَءَ يْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ج اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانعام ٦:٤١ ـ ٤٠

ترجمہ : آپ فرمایئے بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا تم پر قیامت آجائے کیا اس وقت اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارو گے وہ تکلیف دور کردے گا تم نے جس کے لئے پکارا تھا اگر وہ چاہے گا اور تم انہیں بھلا دو گے جنہیں تم نے شریک بنا رکھا تھا۔

یہ دعا اور اس کے امثال قرآن حکیم میں ندا اور استغاثہ کے معنی میں ہیں اور یہ اجازت یا رد میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مقابل ہوتے ہیں۔ اس دعا کی مثال جو دنیوی حیات میں اجابت سے سرفراز ہوتی ہے انبیاء کرام کی دعا ہے جیسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام وسیدنا ہارون علیہ السلام کی دعا ان کی امت کے حق میں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ان دونوں کو ارشاد فرمانا:

﴿..... قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَ تُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا..... ﴾

القرآن الحکیم یونس ١٠:٨٩

ترجمہ : تمہاری دعا قبول کرلی گئی پس تم ثابت قدم رہو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا زکریا علیہ السلام کے حق میں ارشاد فرمایا:

﴿ هُنَا لِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ﴾

القرآن الحکیم آل عمران ٣:٣٨

ترجمہ : زکریا نے اپنے رب سے وہی دعا مانگی۔

یہ مشہور دعا ہے کہ جب آپ اپنی کبرسنی اور رفیقہ حیات کے بانجھ پن کی وجہ سے ناامید ہوئے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو صلبی بیٹا عطا کرے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان

Marfat.com

کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور ان کو سیدنا یحییٰ علیہ السلام عطا کئے انہیں دعاؤں میں سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے دعا کی۔

﴿ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴾

القرآن الحکیم القمر ٥٤:١٠

ترجمہ: آخر کار آپ نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ میں عاجز آ گیا ہوں پس تو (ان سے) بدلہ لے۔

اور یہ عرض کہ

﴿..... رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا ﴾

القرآن الحکیم نوح ٧١:٢٦

ترجمہ: اے میرے رب! روئے زمین پر کافروں میں سے کسی کو بستا ہوا نہ چھوڑ۔

اس طرح ایک اور مقام پر

﴿ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ .....﴾

القرآن الحکیم هود ١١:٤٥

ترجمہ: اور نوح نے اپنے رب کو پکارا۔

دعا اور ندا ایک ہی معنی میں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ آپ کو جھٹلانے والوں کو غرق کیا اور روئے زمین پر ایک بھی کافر کو نہ رہنے دیا۔

قرآن حکیم میں سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک کثرت سے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی دعائیں وارد ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان دعاؤں کا ذکر فرمایا اور یہ سب مستجاب تھیں

اسی طرح صالحین غیر انبیا کی دعائیں ہیں جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدہ ام مریم رضی اللہ عنہا کی دعا کا ذکر فرمایا:

﴿..... رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ .....﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم آل عمران ۳:۳۵

ترجمہ : اے میرے رب! میں تیرے لئے نذر مانتی ہوں جو میرے شکم میں ہے (سب کاموں سے) آزاد کر کے۔ سو مجھ سے (یہ نذرانہ) قبول فرمالے

سیدہ ام مریم رضی اللہ عنہ کا گمان تھا کہ پیدا ہونے والا لڑکا ہوگا اور آپ نے نذر مانی کہ اسے بیت المقدس کا خادم بنائیں گی۔

﴿ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ط وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ج وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۞ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا لا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا..... ﴾

القرآن الحکیم آل عمران ۳:۳۶_۳۷

ترجمہ : پھر جب اس نے اسے جنا (تو حیرت وحسرت سے) بولی اے رب! میں نے تو ایک لڑکی کو جنم دیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا اور لڑکا اس لڑکی کے مانند نہیں تھا (جس کا وہ سوال کرتی تھی)

اور (ماں نے کہا) میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود (کے شر) سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ پھر اس کے رب نے اسے بڑی ہی اچھی قبولیت کے ساتھ قبول فرمایا اور اسے اچھی طرح پروان چڑھایا اور زکریا کو اس کا نگران بنا دیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس صالحہ عورت کی دعا کو قبول فرمایا۔ کیونکہ وہ اولیاء اللہ سے تھیں۔ ان کو اور ان کے فرزند سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو نزغات شیطان سے پناہ دی۔

حدیث پاک میں ہے:

ولادت کے وقت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا اور ان کے فرزند ہی نزغ شیطان سے محفوظ رہے۔

Marfat.com

اصحاب کہف نے یوں دعا کی:

﴿..... رَبَّنَآاٰ تِنَامِنُ لَّدُنکَ رَحُمَةً وَّ هَيِّئُى لَنَا مِنُ اَمُرِنَا رَشَدًا ﴾

القرآن الحکیم الکھف ۱۸:۱۰

ترجمہ : اے ہمارے رب! ہمیں اپنی جناب سے رحمت مرحمت فرما اور ہمارے اس کام میں ہدایت مہیا فرما۔

اسی طرح فرعون کی اہلیہ کی دعا ہے۔

﴿..... اِذُقَالَتُ رَبِّ ابُنِ لِیُ عِنُدَکَ بَیُتًا فِی الُجَنَّةِ وَنَجِّنِیُ مِنُ فِرُعَوُنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیُ مِنَ الُقَوُمِ الظّٰلِمِیُنَ ﴾

القرآن الحکیم التحریم ۶۶:۱۱

ترجمہ : جبکہ اس نے دعا مانگی اے میرے رب! میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دیا ور مجھے فرعون سے اور اس کے (کافرانہ) عمل سے بچالے اور مجھے اس ستم پیشہ قوم سے نجات دے۔

انبیا کرام اور اولیاء عظام کی دعائیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ قبول فرماتا ہے جس طرح قرآنی دلیلوں سے واضح ہے۔

اسی لئے صاحب جوھرۃ التوحید نے کہا ہے:

وَعِنُدَنَا اَنَّ الدُّعَاءَ یَنُفَعُ کَمَا مِنَ الُقُرُآنِ وَعُدٌ یُسُمَعُ

ترجمہ : ہمارے نزدیک دعا نفع دیتی ہے۔ جس طرح کہ قرآن حکیم کا وعدہ سنا جاتا ہے۔

اسی طرح مظلوم کی دعا مستجاب ہے۔ اگر چہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اگر چہ وہ دعا سے عبادت کا ارادہ نہیں کرتا۔ بلکہ اسے مجبوری نداء اور استغاثہ کے لئے مجبور کرتی ہے جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِذَا مَسَّ الُاِنُسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِیُبًا اِلَیُهِ ثُمَّ اِذَاخَوَّلَهٗ نِعُمَةً مِّنُهُ نَسِیَ مَا

Marfat.com

كَانَ يَدْعُوْٓ اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ .....﴾

القرآن الحکیم الزمر ۳۹:۸

ترجمہ : اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے (اس وقت) اپنے رب کو دل سے اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پکارتا ہے۔ پھر جب اسے اپنی (جناب سے) نعمت عطا کرتا ہے تو اس تکلیف کو بھول جاتا ہے جس کے لئے اس سے پہلے فریاد کرتا رہا تھا۔

یہ دعا عبادت کے معنی میں نہیں ہے جو رکوع وسجود ہے۔ یہ نداء اور استغاثہ ہے۔ وہ دعا جو قبولیت کے روز کفار کی طرف سے ہوگی وہ بھی نداء اور استغاثہ ہے جس طرح کہ داروغہ جہنم کی زبان سے کفار پر اجابت ہے۔ جب وہ داروغہ جہنم سے استغاثہ کریں گے کہ دوزخ کا عذاب ان پر ہلکا کر دیا جائے۔

﴿.....قَالُوْا فَادْعُوْا ج وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ﴾

القرآن الحکیم المؤمن ۴۰:۵۰

ترجمہ : داروغے کہیں گے تم خود ہی دعا مانگو اور حقیقت یہ ہے کہ کافروں کی دعا نہیں ہے مگر محض بے سود۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا﴾

القرآن الحکیم الفرقان ۲۵:۱۴

ترجمہ : (کہا جائے گا بدبختو!) آج ایک موت نہ مانگو بلکہ بہت سی موتیں مانگو۔

جب کفار جہنم میں چیخ چلا رہے ہوں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے ارشاد فرمائے گا:

﴿وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ .....﴾

القرآن الحکیم القصص ۲۸:۶۴

ترجمہ : اور (انہیں) کہا جائے گا (لو) اب اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ انہیں پکاریں گے لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے اور عذاب کو دیکھ لیں گے۔

Marfat.com

ہر دعا جو آخرت میں اس طریق پر ہے وہ ندا اور استغاثہ کے معنی میں ہے جن پر استجابت یا رد مترتب ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ .....﴾

القرآن الحکیم القصص ۲۸:٦٤

ترجمہ : لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے۔

کیونکہ دعا کی یہ قسم معنی عبادت سے میل نہیں کھاتی جو شہادت توحید ورسالت ،اقامت ،نماز ایتاء زکوٰۃ ،صوم رمضان اور صاحب استطاعت کے لئے حج ہے۔

اور وہ دعا جو ندا اور استغاثہ عبادت کے معنی میں ہے اور عبادت اور صدق عبودیت کے معنی میں ہے۔ کیونکہ بندہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ندا کر کے اپنی احتیاج کا اظہار کرتا ہے۔ اپنے عجز کا اقرار کرتا ہے اور اس امر کا اعتراف کرتا ہے کہ وہ تمام احوال میں اُس کا محتاج ہے۔ اس سے مستغنی ہرگز نہیں ہے۔ اور طاقت وقوت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ بندہ نہ اپنے نفع کا مالک ہے نہ اپنے نقصان کا۔ یہ امر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے حول وقوت اور اپنے لئے افتقار واحتیاج کے اقرار واعتراف کی بنا پر عبادت کا مغز ہے۔

وجہ ثالث:

اَلدُّعَاءُ اِلَی الْھُدٰی اَوِ الضَّلَال .

دعا کا مندرجہ بالا معنی اُس وقت ہوتا ہے جب یہ اپنے مفعول کی طرف لام یا الیٰ سے متعدی ہوتا ہے۔

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا .....﴾

القرآن الحکیم فصلت ٤١:٣٣

ترجمہ : اور اس شخص سے بہتر کس کا کلام ہے۔ جس نے اللہ کی طرف دعوت دی اور نیک کام کئے۔

اور اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

Marfat.com

﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ ..... ﴾

القرآن الحکیم النحل ۱۲۵:۱۶

ترجمہ : (اے محبوب!) (لوگوں کو) اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت سے بلایئے۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَمَالَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ج وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّکُمْ ..... ﴾

القرآن الحکیم الحدید ۸:۵۷

ترجمہ : آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ (اس کا) رسول تمہیں دعوت دے رہا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ ..... کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ..... ﴾

القرآن الحکیم الشوری ۱۳:۴۲

ترجمہ : مشرکین پر وہ بات بہت گراں گزرتی ہے جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ هٰاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ..... ﴾

القرآن الحکیم محمد ۳۸:۴۷

ترجمہ : ہاں تم ہی وہ لوگ ہو جنہیں دعوت دی جاتی ہے کہ (اپنے مال) اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ ..... ﴾

القرآن الحکیم القصص ۴۱:۲۸

ترجمہ : اور ہم نے انہیں ایسے پیشوا بنایا تھا جو (اپنی رعایا کو) آگ کی طرف بلا رہے تھے۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

Marfat.com

﴿ وَ یٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجٰوۃِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ﴾

القرآن الحکیم غافر ۴۰:۴۱

ترجمہ :اوراے میری قوم! میرا بھی عجیب حال ہے کہ میں تو تمہیں نجات کی طرف دعوت دیتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔

لفظ دعا کے تینوں معانی کی یہ قرآن حکیم میں وارد شدہ مثالیں ہیں میں نے ان کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے تا کہ معترض کو معمولی سا بھی شک یا شبہ نہ رہے۔

اور تمام تعریف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اگر ویسے ہی صحیح ہو جس طرح ہمارے منکر بھائی گمان کرتے ہیں کہ دعا، استعانت اور استغاثہ غیر اللہ سے کفر ہے تو بادشاہ اور حاکم وغیرہما سے بھی استغاثہ کفر ہو گا۔ گویا جب مظلوم نے استغاثہ کرتے ہوئے کہا: یَا مَلِکَاہُ، یَا اَمِیْرَاہُ ، یَادَوْلَتَاہُ ، یَا اِمَامَاہُ ، یَا مُعْتَصِمَاہُ تو اس نے شرک کیا۔ کیونکہ اس نے غیر اللہ کو پکارا۔ اور غیر اللہ سے اِسْتِغَاثَہ کیا اور اس سے اس نے غیر اللہ کی عبادت کی ان کو تامل کرنا چاہیئے۔ یہ کیسی سوچ اور فکر ہے۔

ان نقلی اور عقلی دلائل سے ان کی حجت باطل ہو گئی اور ان کے دعاوی ناپید ہو گئے۔ تتمیم فائدہ کے لئے میں ابن حجر کا منقول نقل کرتا ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء کرام اور اولیاء کرام سے تَوَسُّل ، تَشَفُّع اور تَوَجُّہ کے ذکر میں کچھ فرق نہیں ہے۔ کیونکہ صحیح حدیث غار میں اعمال سے تو سل کا جواز وارد ہے حالانکہ وہ اَعراض ہیں۔ جب ان اعراض سے توسل جائز ہے تو ذوات فاضلہ تو اَولیٰ ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے طلب بارش میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کیا تو کسی نے بھی انکار نہ کیا۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کبھی طلب دعا کے معنی میں ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ زندہ ہیں اور سائل کا سوال جانتے ہیں۔

Marfat.com

ایک صحیح طویل حدیث میں ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس میں قحط پڑ گیا تو ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہوا اور عرض کی: اپنی امت کے لئے بارش طلب کیجئے۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ بارش ہوگی اور اسی طرح ہوا۔

اس روایت میں یہ بھی ہے کہ فرمایا:

عمر کے پاس جاؤ۔ ان سے میرا سلام کہہ دو اور ان کو خبر دو کہ بارش ہوگی اور ان سے کہو کہ آپ پر عقلمندی لازم ہے۔ وہ شخص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ ساری خبر دی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے پھر عرض کی:

اے میرے پروردگار! جس سے میں عاجز ہوں وہ مجھے معاف کرنا۔

الاستیعاب ، ۲:۴۶۴

ان دلائل سے روز روشن کی طرح آشکارا ہو گیا کہ نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر حال میں توسل کیا جاتا رہا ہے اس جہان رنگ و بو میں ظہور سے پہلے، ظاہری حیات میں، وصال فرما جانے کے بعد اور اسی طرح قیامت کے دن بھی یہ اپنے رب سے شفاعت کریں گے۔

حدیث پاک میں ہے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی:

يَا عِيْسٰى آمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَمُرْ مَنْ اَدْرَكْتَ مِنْ اُمَّتِكَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِهٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَسَكَنَ.

المستدرك للحاكم ،

ترجمہ: اے عیسیٰ علیہ السلام (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ اور اپنی امت میں سے جس کو ملو اسے حکم دو کہ وہ بھی آپ پر ایمان لے آئے۔ اگر حضرت محمد

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں جنت وجہنم کو پیدا نہ کرتا جب میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو اس میں اضطراب پیدا ہو گیا تب میں نے اس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تو وہ پر سکون ہو گیا۔

تو جس ذات اقدس کی ان کے منعم مولا کے ہاں اس قدر بلند و بالا شان ہو، ان سے توسل کیوں نہ کیا جائے۔

یہ ساری ابن حجر کی عبارت ہے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور کبھی نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل اسی امر کی طلب کے لئے توسل کیا جاتا ہے گویا کہ وہ کہتا ہے:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے اس طرح کیجئے۔ معنی یہ ہے کہ آپ اپنے سوال اور اپنے رب کے ہاں شفاعت میں تسبب پر قادر ہیں تو یہ امر طلب دعا کی طرف لوٹ آتا ہے اگر چہ عبارات مختلف ہوں۔

اسی سے ہی سیدنا ربیع بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے:

اَسْئَالُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّةِ .

ترجمہ: میں جنت میں آپ کی مرافقت کا طلبگار ہوں۔

الصحیح المسلم ، الصلوة ۲۲۵ سنن ابو داؤد ، التطوع ۲۲

مسند احمد ۱ : ۴۰۰

اس دعا میں سبب اور شفاعت کی طلب ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے اس معنی میں طلب ہوتی ہے۔

صاحب توفیق وہدایت کے لئے اسی قدر کافی ہے اور جس کو یہ کافی نہیں ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

وہ شیطانی گروہ سے ہے اور بے شک شیطانی گروہ خسارہ میں ہے۔

Marfat.com

دوسری فصل

انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کی تعظیم میں اور اس کے منکرین کے رد میں

Marfat.com

انبیاء و اولیاء کی تعظیم اَور منکرین کا رد

یقین سے جان! اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اور تجھے توفیق عطا فرمائے۔

انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کی تعظیم اس دن سے جاری ہے جس دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا یہاں تک کہ ان لوگوں کا زمانہ آیا جو اپنے آپ کو سلفی کہلاتے ہیں۔ حالانکہ اسلاف ان کے خلاف ہیں۔

دیکھئے! سیدنا آدم علیہ السلام پہلی جنسِ انسانی ہیں۔ اس جنس کے صالحین میں سب سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چونکہ ان کو علم کی دولت سے نوازا ،لہذا فرشتوں کو حکم فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تا کہ ان کی تکریم اور تعظیم ظاہر ہو، یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے یہ منتخب بندے ہیں اور بندگان خدا کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے منتخب بندوں کی تعظیم کے لئے ہدایت نصیب ہو جائے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۞ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِىْ كَرَّمْتَ عَلَىَّ ..... ﴾

القرآن الحکیم الاسراء ۱۷ :۶۲-۶۱

ترجمہ : اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ اس نے کہا کیا میں سجدہ کروں اس (آدم) کو جس کو تو نے کیچڑ سے پیدا کیا۔ اس نے کہا مجھے بتا یہ (آدم) جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے (اس کی وجہ کیا ہے)؟

دوسرے مقام پر ابلیس کے اس قول کی حکایت فرمائی:

﴿ .....اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ج خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴾

القرآن الحکیم الاعراف ۷ :۱۲

ترجمہ : میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور تو نے اسے کیچڑ سے

Marfat.com

پیدا کیا۔

ایک دوسری آیتِ کریمہ میں ہے:

﴿ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۞ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴾

القرآن الحکیم الحجر ۱۵:۳۱۔۳۰

ترجمہ : پس فرشتے سارے کے سارے سر بسجود ہو گئے سوائے ابلیس کے۔اس نے انکار کر دیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔

جس ذات کو اللہ ﷻ نے عظمت عطا فرمائی ، فرشتوں نے اس کی تعظیم کی۔ ابلیس نے اس بنیاد پر کہ اس کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے تکبر کرتے ہوئے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔یہی وہ پہلا بد بخت ہے جس نے ایک دینی معاملہ کو اپنی رائے پر قیاس کیا۔اس نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔وجہ یہ بیان کی کہ اسے آگ سے پیدا کیا گیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ان کی عزت کرنے سے ناک چڑھائی اور ان کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔یہی وہ پہلا بد بخت ہے جس نے صالحین سے تکبر کیا۔جس ذات کو اللہ ﷻ نے عظمت عطا فرمائی ، اس کی تعظیم نہ کی۔اس نیک بندے سے تکبر کرنے کی وجہ سے یہ اللہ ﷻ کی رحمت سے محروم ہو گیا۔حقیقت میں یہ اللہ ﷻ سے تکبر تھا۔کیونکہ سجدہ تو اللہ ﷻ کے لئے تھا۔سجدہ کا حکم اللہ ﷻ نے ہی دیا تھا۔اللہ ﷻ نے اس سجدہ کو سیدنا آدم علیہ السلام کی تکریم اور تشریف کے لئے بنایا تھا۔پس فرشتے وہ پہلے خوش نصیب ہیں جنہوں نے جنس انسانی سے صالحین کی تعظیم کی اور شیطان وہ پہلا بد بخت ہے جس نے ان سے تکبر کیا۔یہ توحید پرست تھا مگر توحید پرستی نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا۔

ہمارے یہ انکار کرنے والے بھائی (اللہ ﷻ ان کو ہدایت عطا فرمائے) یقینی طور پر جانتے ہیں کہ شیطان ایمان رکھتا تھا کہ اللہ ﷻ ایک ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔اس کے ایمان میں شک اور شبہ نہ تھا۔یہ فرشتوں سے زیادہ توحید کو پہچاننے والا تھا۔

Marfat.com

اس کو یہ پھٹکار اور لعنت صرف اس لئے ملی کہ اس نے تکبر کرتے ہوئے اس نیک بندے کی تعظیم سے انکار کر دیا تھا اور اپنی رائے پر بھروسہ کرتے ہوئے ان کو حقیر جانا تھا حالانکہ وہ اللہ ﷻ کے ہاں عظمتوں کے حامل تھے۔

ان کی مثل وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ ﷻ کے انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام سے تکبر کیا۔ ان میں نقص تلاش کئے۔ اہلِ حق کا انکار کیا اور ان کے لئے اللہ ﷻ کے مؤدب نہ ہوئے۔ اگر یہ لوگ اللہ ﷻ کے لئے تعظیم کرتے ہوئے ان کے ساتھ عجز کرتے تو یہ بعینہ اللہ ﷻ کی تعظیم ہوتی۔ کیونکہ وہ اللہ ﷻ کا انتخاب ہیں اور اللہ ﷻ کے بندوں میں سے اس کے مقبولِ نظر ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے ان کے ساتھ تکبر کر کے اور ان کی تعظیم کرنے والوں کو ناپسند کر کے شیطان کی راہ کو اختیار کیا۔ تکبر حق کا انکار ہے اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ اسی طرح حدیث میں وارد ہوا ہے۔ حق کا انکار کرنا اور مقبولانِ بارگاہِ خداوندی کو حقیر جاننا کس قدر برا ہے (اللہ ﷻ اس امر سے ہمیں اپنی پناہ دے)

صالحین کی تعظیم میں دوسری آیت:

اللہ ﷻ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کے حق میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ﴾

القرآن الحکیم یوسف ۱۲:۱۰۰

ترجمہ: اور (جب شاہی دربار میں پہنچے تو) آپ نے اپنے والدین کو تخت کے اوپر بٹھایا اور وہ آپ کے لئے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے۔

یہ سجدہ سیدنا یوسف علیہ السلام کی تکریم، تشریف اور تعظیم کے لئے تھا۔

اللہ ﷻ کا فرمان وَ خَرُّوْا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے زمین پر سجدہ کیا تھا۔

یہ سجدۂ اکرام یا تو سیدنا یوسف علیہ السلام کی شریعت میں جائز تھا۔ یا ایسے تھا جس طرح فرشتوں نے سیدنا آدم علیہ السلام کی تشریف اور تعظیم کی خاطر اللہ ﷻ کے حکم کی

Marfat.com

فرماں برداری کرتے ہوئے کیا تھا یا یہ سجدہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر تھی۔ کیونکہ انبیاءِ کرام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔

انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام ساری امتِ مسلمہ کے ہاں عظمتوں کے حامل ہیں سوائے ان بدبختوں کے جن پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا غضب وارد ہوا۔ ان کے کان ہدایت کی بات سننے سے بہرے ہو گئے اور ان کی آنکھیں ہدایت سے محروم ہو گئیں۔ حقیقت میں جب تک انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کی تعظیم نہ کی جائے ان کی پیروی اور سچی اقتداء ممکن نہیں ہے۔ جو شخص ان مقدس ہستیوں کو حقیر جانے گا اس کے لئے ان کی متابعت اور ان کی ہدایت کی پیروی ممکن نہیں ہے۔ طبعی طور پر وہ ان کی ضد ہوگا۔

صالحین کی تعظیم میں تیسری آیتِ مقدسہ:

﴿ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ج وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَىْ عَشَرَ نَقِيْبًا ط وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ط لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِىْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ..... ﴾

القرآن الحکیم المائدہ ۵:۱۲

ترجمہ: اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی اسرائیل سے یقیناً پختہ وعدہ لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز صحیح صحیح ادا کرتے رہے اور زکوۃ دیتے رہے اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرتے رہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو قرض حسن دیتے رہے تو میں تم سے تمہارے گناہ ضرور دور کر دوں گا۔

اس آیتِ مقدسہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی کہ اس نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ وہ رسولوں پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم کریں گے۔ اس کے بعد ذکر فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان میں بارہ نقیب بھیجے اور یہ ان کے صالحین تھے۔ ان میں یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا تھے۔ جن کے بارے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ج

Marfat.com

﴿ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ج وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

القرآن الحکیم المائدہ ۵:۲۳

ترجمہ : ا(اس وقت) دوآدمیوں نے کہا جو (اللہ ﷻ سے) ڈرنے والوں سے تھے۔ اللہ ﷻ نے جن پر انعام فرمایا تھا کہ (بے دھڑک) ان پر دروازے سے داخل ہو جاؤ۔ اور جب تم دروازے سے داخل ہو گے تو یقیناً تم غالب آ جاؤ گے اور اللہ ﷻ پر بھروسہ کرو اگر تم ایمان دار ہو۔

عام بنی اسرائیل کے ذکر کے دوران نقباء کی تعظیم کی خاطر ان کا خصوصیت سے ذکر کیا۔ (وَبَعَثْنَا مِنْهُمْ) جس طرح رسولوں کو مبعوث کیا گیا پھر ان کی تعظیم کو ظاہر کرتے ہوئے ان کو یہ عظیم بشارت دی۔

﴿ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ ﴾

القرآن الحکیم المائدہ ۵:۱۲

ترجمہ : اللہ ﷻ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

جس طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّنِیْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ﴾

القرآن الحکیم طٰہٰ ۲۰:۴۶

ترجمہ : میں یقیناً تمہارے ساتھ ہوں۔ (ہر بات) سن رہا ہوں اور (ہر چیز) دیکھ رہا ہوں۔

اس سے بڑی بشارت کیا ہو سکتی ہے؟ اور یہ کتنی عظمتوں والی معیت ہے جس کے ساتھ اللہ ﷻ اپنے مقرب بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب فرماتا ہے۔ اور عام معیت ہے جو اس کی تمام مخلوق کے لئے ہے۔

نماز کو قائم کرنا اور زکوۃ دینا ان مقربان خدا کی اطاعت تھی اسے رسولوں پر ایمان

Marfat.com

اوران کی تکریم اور تعظیم کے ساتھ ملا دیا۔ ہر ایک امت کو اللہ ﷻ نے اپنے انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کی تعظیم کا حکم دیا۔

﴿..... فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:٧٨

ترجمہ : تو اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں جاتے۔

پھر یہ (انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کی تعظیم کے منکر) کیسے لوگ ہیں جو بات کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے

اللہ ﷻ نے تاجدارِ کائنات ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿..... فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ لا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الاعراف ٧:١٥٧

ترجمہ : پس جو لوگ اس (نبی اُمّی) پر ایمان لائے اور آپ کی تعظیم کی اور آپ کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو آپ کے ساتھ اُتارا گیا۔ وہی (خوش نصیب) کامیاب و کامران ہیں۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَ نَذِيْرًا ۞ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ..... ﴾

القرآن الحکیم الفتح ٤٨:٩

ترجمہ : بیشک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر (اپنی رحمت کی) خوشخبری سنانے والا (عذاب سے) بروقت ڈرانے والا۔ تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ ﷻ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور تاکہ تم ان کی مدد کرو اور دل سے ان کی تعظیم کرو۔

جس طرح اللہ ﷻ نے خود پر ایمان لانے اور اپنی تعظیم اور توقیر کا حکم دیا۔ اسی

Marfat.com

طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی جو تاجدارِ کائنات ﷺ پر ایمان لائے، ان کی تعظیم کی اور ان کے دین کی نصرت کی۔ اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود پر ایمان لانے، اپنی تعظیم اور تکریم کرنے کو تاجدارِ کائنات ﷺ پر ایمان لانے، ان کی تعظیم وتکریم اور ان کے دین کی نصرت وتائید کے ساتھ ملا دیا اور ان لوگوں کی تعریف کی جو تاجدارِ کائنات ﷺ پر ایمان لائے، ان کی تعظیم وتکریم کی۔ یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں بھی ان لوگوں سے بنائے۔

یہ بھی تاجدارِ کائنات ﷺ کی تعظیم ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو ان کے نام (یا مُحَمَّد) سے پکارنے سے منع فرما دیا۔ صحابۂ کرام نے ہمیشہ تاجدارِ کائنات ﷺ کو تعظیم سے ہی پکارا۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اور یَا نَبِیَ اللّٰہ جیسے کلمات استعمال فرمائے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا..... ﴾

القرآن الحکیم النور ۲۴:۶۳

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں نہ بنالو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی جنہوں نے جلدی کرتے ہوئے آپ کو پکارنا شروع کیا تاکہ آپ باہر نکلیں اور ادب سے آپ کے دروازے پر کھڑے نہ رہے تاکہ آپ اپنے ارادہ سے باہر نکلیں۔ ان کے بارے میں بڑے سخت الفاظ استعمال کئے کہ ان کے اکثر عقل سے عاری ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۞ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ..... ﴾

القرآن الحکیم الحجرات ۴۹:۵-۴

ترجمہ: بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر ناسمجھ

Marfat.com

ہیں۔اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا۔

اس آیتِ مقدسہ میں اللہ ﷻ نے روکنے سے پہلے ہی ان کے لئے سخت الفاظ استعمال کئے کہ وہ لوگ عقل سے عاری ہیں۔ یہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی تعظیم اور اللہ ﷻ کی غیرت پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے خود بھی تاجدارِ کائنات ﷺ کی تعظیم کی اور آپ کی امت کو بھی تعظیم کی ہدایت کی اور آپ کی گفتگو کے وقت ادب کا حکم دیا۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الحجرات ۴۹:۲

ترجمہ : اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی (کریم) کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ آپ کے ساتھ زور سے بات کیا کرو۔ جس طرح تم ایک دوسرے سے زور سے باتیں کرتے ہو۔ (اس بے ادبی سے) کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کی موجودگی میں آواز کی بلندی کی بے ادبی کو ارتداد جیسی برائی قرار دیا جس سے سارے اعمالِ اکارت جاتے ہیں۔

اللہ ﷻ نے ان لوگوں کی تعریف کی جو تاجدارِ کائنات ﷺ کی موجودگی کا پاس کرتے ہیں اور ادب کی وجہ سے آپ کی موجودگی میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم الحجرات ۴۹:۳

ترجمہ : بیشک جو اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں اللہ ﷻ نے ان کے دلوں کو تقوی کے لئے مختص کرلیا ہے۔ انہیں کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

قارئینِ کرام ! آپ غور فرمائیں کس طرح اللہ ﷻ نے صحابۂ کرام کو تاجدارِ کائنات ﷺ کی موجودگی میں آواز کو پست رکھنے کا حکم دیا تا کہ وہ آپ ﷺ کی تعظیم اور ادب سے درجات کی بلندی اور اللہ ﷻ کا قرب حاصل کریں اور بے خیالی میں ان کے اعمال ہی اکارت نہ جائیں ۔اللہ ﷻ نے ان کے لئے خیر کا ارادہ کیا ۔اس کے بعد اللہ ﷻ نے ان لوگوں کی تعریف کی جنہوں نے تاجدارِ کائنات ﷺ کا ادب کیا۔ ارشاد فرمایا:

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ ﷻ نے تقویٰ کے لئے چن لیا ہے۔''

یہ بہترین تعریف ہے۔ تقویٰ ان چیزوں میں سب سے افضل ہے جو بندے کو اللہ ﷻ کا قرب عطا کرتی ہیں ۔اللہ ﷻ نے پھر اسی امر پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ان کو بخشش کی خوش خبری سنائی ۔ پھر اس پر بھی اضافہ کیا اور ان کے لئے اجرِ عظیم کا وعدہ کیا۔

یہ بشارتِ عظمی اور نعمتِ کبریٰ اس شخص کے لئے ہے جو تاجدارِ کائنات ﷺ کی تعظیم کرے اور آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اور وصال کے بعد آپ کا مؤدب رہے۔ کیونکہ انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں ۔ یہ اپنی قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں ۔انبیاءِ کرام کے اعمال ان کی ظاہری زندگی کی طرح وصال کے بعد بھی جاری رہتے ہیں ۔

ایک روایت میں آیا ہے:

ایامِ حرہ میں جب مسجدِ نبوی بند کردی گئی ۔اس میں سیدنا سعید بن مُسَیَّب رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی موجود نہ رہا۔ ان کو دیوانہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا اور قتل نہ کیا گیا۔ آپ نماز

Marfat.com

کے وقت قبر انور سے اذان سنتے تھے اور اس طرح نماز کا وقت پہچانتے تھے۔

اس روایت کو شیخ ابنِ تیمیہ نے اپنی کتاب الفرقان میں نقل کیا ہے۔

ان سے شیخ یوسف بن اسمعیل النبھانی نے اپنی کتاب شواھد الحق میں نقل کیا ہے

شیخ قسطلانی نے اپنی کتاب المواھب اللدنیہ میں نقل کیا ہے۔

ان سے شیخ یوسف بن اسمعیل النبھانی نے اپنی کتاب الانوار المحمدیہ اور مختصر المواھب اللدنیہ میں نقل کیا ہے۔

یہ روایت خبر مستفیض ہے۔ اس روایت کے بارے میں علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا ہے:

یہ بعید نہیں ہے کہ یہ امر ان کے لئے اور جن کے لئے اپنے بندوں میں سے اللہ ﷻ چاہے خاص ہو۔ اور اللہ ﷻ ہی زیادہ جانتا ہے۔

صحابۂ کرام تاجدارِ کائنات ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے ٹکٹکی باندھ ان کی طرف نہیں دیکھتے تھے۔ جب تاجدارِ کائنات ﷺ کلام فرماتے تو آپ ﷺ کے اجلال کی وجہ سے اپنی آوازوں کو پست رکھتے تھے۔ اور ان کا ادب کرتے تھے کیونکہ اللہ ﷻ نے اپنے محبوبِ کریم ﷺ کا ادب سکھایا تھا۔

اور صحابۂ کرام اللہ ﷻ کے حبیب اور زمین میں اس کے خلیفۂ اعظم کی تعظیم کیونکر نہ کرتے۔

اللہ ﷻ کے مندرجہ ذیل فرمودات پر غور کریں۔

﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ..... ﴾

القرآن الحکیم ۔ النساء ٤: ٨٠

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

﴿ ..... وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ..... ﴾

القرآن الحکیم الانفال ٨: ١٧

Marfat.com

ترجمہ :اور (اے محبوب!) آپ نے (وہ مشت خاک) نہیں پھینکی جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ ﷻ نے پھینکی۔

کنکر پھینکے میں اللہ ﷻ نے تاجدارِ کائنات ﷺ کو اپنا قائم مقام قرار دیا۔ جب مشرکین کے بہت بڑے لشکر کے ایک فرد کی آنکھ بھی محفوظ نہ رہی اور تاجدار کائنات ﷺ کے مقدس ہاتھ سے نکلنے والی ریت کی تھوڑی سے مقدار ان تمام کی آنکھوں کو بھر گئی۔

اس سے بھی بڑا اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ط یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ..... ﴾

القرآن الحکیم الفتح ۴۸:۱۰

ترجمہ :(اے جان عالم!) بیشک جولوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ ﷻ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

اللہ ﷻ نے اس آیتِ مقدسہ میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی بیعت کو بعینہ اپنی بیعت قرار دیا اور تاجدارِ کائنات ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ یہی وجہ کہ تاجدارِ کائنات ﷺ بیعت کرنے والوں کے ہاتھوں کے اوپر اپنا دستِ مقدس رکھتے تھے۔

اے باری تعالیٰ! تو کس قدر پاک ہے تو نے تاجدارِ کائنات ﷺ کو اپنے غیب میں سے غیب اور اپنے راز میں سے راز بنا دیا یہاں تک کہ تاجدارِ کائنات ﷺ تیرے مظہرِ کامل بن گئے۔ ہم آپ کی ذاتِ گرامی سے تیرے وجود پر دلیل پکڑتے ہیں اور یہ کیوں کر نہ ہو کہ تو نے اپنی محکم کتاب میں ہمیں خبر دی

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ط یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ..... ﴾

القرآن الحکیم الفتح ۴۸:۱۰

ترجمہ :(اے جان عالم!) بیشک جولوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ ﷻ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

Marfat.com

اس فرمان سے تو نے ہمارے شک کو زائل کر دیا اور ہم اس امر پر خبر دار ہو گئے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن (اور تمام تعریفیں سارے جہانوں کو پالنے والے اللہ ﷻ کے لئے ہیں)

رُسل کرام اور اللہ ﷻ کے خاص بندوں کی عظمت کی پہچان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ان کی بشریت میں مماثلت ہے۔

اللہ ﷻ نے کفار کے کلام کی حکایت کی ہے:

﴿ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لا يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۞ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ لا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴾

القرآن الحكيم المؤمنون ٢٣:٣٤_٣٣

ترجمہ : (اے لوگو!) یہ نہیں ہیں مگر تمہاری مانند ایک بشر۔ یہ وہی خوراک کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور اس سے پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ اور اگر تم اپنے جیسے بشر کی پیروی کرنے لگے تو تم نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔

﴿..... اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا .....﴾

القرآن الحكيم المؤمنون ٢٣:٤٧

ترجمہ : کیا ہم ان دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں جو ہماری مانند ہیں۔

﴿ .....مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا لا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ..... ﴾

القرآن الحكيم يٰسٓ ٣٦:١٥

ترجمہ : تم نہیں ہو مگر ہماری مانند انسان اور رحمٰن نے کوئی چیز نہیں اتاری۔

ان پر گمراہی اور بے راہ روی غالب ہو گئی۔

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ..... ﴾

القرآن الحكيم الانعام ٦:٩١

ترجمہ : اور انہوں نے اللہ ﷻ کی قدر نہ پہچانی جیسے اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا۔ جب

Marfat.com

انہوں نے کہا کہ اللہ نے کسی آدمی پر کوئی چیز (یعنی وحی) نہیں اتاری۔

ان کے گھٹیا خیالوں نے ان کی ہرگز مدد نہیں کی ان کی بشریت کی مماثلت سے انہوں نے دھوکا کھایا۔ بھلا یاقوت کو پتھر سے کیا نسبت ہے اگرچہ جنس دونوں کی ایک ہے۔

اللہ ﷻ نے اپنے رسولوں کی زبان سے عام لوگوں اور اپنے محبوبوں کا فرق بیان کر دیا ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ..... ﴾

القرآن الحکیم ابراھیم ۱۴:۱۱

ترجمہ : ہم تمہاری طرح انسان ہی ہیں لیکن اللہ ﷻ احسان فرماتا ہے اپنے بندوں سے جسے چاہتا ہے۔

اس ارشادِ گرامی میں اللہ ﷻ نے ان کو صفتِ بشریت میں بھی داخل فرمایا۔ اور ان کے انتخاب اور چناؤ کے احسان کو بیان کر کے ان کو ممتاز بھی کر دیا۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا..... ﴾

القرآن الحکیم الشوری ۴۲:۵۲

ترجمہ : اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی اپنے حکم سے آپ کی طرف ایک جانفزا کلام بھیجا۔

یہ وحی ربانی ہے جو ان پاکیزہ نفوس کو عام انسانوں سے ممتاز کرتی ہے اور یہ روح جو اللہ ﷻ کے امر سے ہے یہ ایک ایسی منقبت ہے جس سے بڑی منقبت کا تصور بھی ناممکن ہے اور وحی کی یہ ایسی فضیلت انبیاءِ کرام کو نصیب ہوتی ہے کہ کوئی عام انسان اس کے قریب بھی نہیں جا سکتا۔ یہ اتنا بلند شرف ہے کہ اس سے بڑا اشرف شرف ربوبیت ہے۔

امام شرف الدین بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاجدارِ کائنات ﷺ

Marfat.com

کی کتنی حسین تعریف کی ہے۔

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ وَ اَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

ترجمہ : سو علم کی رسائی تو اتنی ہے کہ وہ بشر ہیں اور بیشک وہ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔

یہ بات احادیثِ طیبہ سے ثابت ہے کہ کہ جمادات اور بے زبانوں نے تاجدارِ کائنات ﷺ کی تعظیم کی۔ آپ پر درود وسلام کے نذرانے بھیجے۔ آپ کی جدائی میں روئے۔ یہ چیزیں تاجدارِ کائنات ﷺ کی قدر اللہ والے پہچانتے ہیں۔ حالانکہ ان کے درمیان اور اللہ ﷻ کی معرفت کے درمیان کوئی غرض حائل نہیں ہے۔ اختیار والوں کا معاملہ اس کے خلاف ہے۔ ان کے اختیار کے پیچھے غرض ہے۔ اگر غرض اچھی ہو تو اچھی اور اگر غرض بری ہو تو بری ہے۔ ہم اس امر کے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کی تعظیم کریں اور ان کی عظمتوں کو پہچانیں۔ اگر اختصار مقصود نہ ہوتا تو میں تاجدارِ کائنات ﷺ کے معجزات ضرور نقل کرتا کہ کس طرح پتھروں نے سلام عرض کیا، درختوں نے فرماں برداری کی، چاند دو ٹکرے ہو گیا، کھجور کا سوکھا تنا جدائی میں رویا، گوہ اور ہرن آپ پر ایمان لائے، اس کے علاوہ اس قدر معجزات ہیں کہ جن کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہ کتاب ان کا محل نہیں ہے۔

اگر آپ تاجدارِ کائنات ﷺ کے اس فرمان کا معنی سمجھ جائیں تو یہی کافی ہے۔

مَا مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ اِلَّا وَهُوَ يَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ .

ترجمہ : زمین وآسمان کی ایک ایک چیز جانتی ہے کہ بے شک میں اللہ ﷻ کا رسول ہوں۔

حیوانوں، پتھروں، درختوں، سورج چاند اور ہر چیز نے آپ کے فرمان کی تعمیل کی۔ ہر ایک چیز آپ کی رسالت پر ایمان لانے والی ہے اور یقین رکھنے والی ہے۔ آپ کی قدر ومنزلت پہچاننے والی ہے بہت سے انسان بھی ایسے ہیں۔ مگر بہت سے انسان ایسے ہیں کہ ان پر عذاب کا فیصلہ اٹل ہے (لہذا وہ تاجدارِ کائنات ﷺ سے گریز کرنے والے ہیں)

Marfat.com

جن خوش نصیبوں کو اللہ ﷻ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی محبت نصیب ہوئی، وہی اللہ ﷻ کے اولیاءِ کرام ہیں۔ یہ اللہ ﷻ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی محبت کے حق دار ہیں اور یہ چنے جانے کی علامت ہے۔

﴿ .....ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم ﴾

القرآن الحکیم الحدید ۵۷:۲۱

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل (وکرم) ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ ﷻ بڑا ہی فضل فرمانیوالا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے:

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ وَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْن.

الصحیح البخاری، الایمان ٦٩ — الصحیح للمسلم ایمان ١٦:٧٠

سنن نسائی، ٨:١١٤ — مسند احمد بن حنبل، ٣:٢٠٧

سنن ابن ماجه، ٦٧

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحبِ ایمانِ کامل نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کی ذات، اس کے بیٹے، اس کے باپ اور تمام لوگوں سے اسے محبوب نہ ہو جاؤں۔

ابو محمد عبد اللّٰه بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبِعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ.

شرح السنه للبغوی، ١:٢١٣ — مشکوة المصابیح، ١٦٧

کنز العمال ١٠٨٤ — فتح الباری، ١٣:٢٨٩

Marfat.com

تاریخ بغداد ، ٣٦٩:٤

ترجمہ: تم میں کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک اس کی ہر خواہش اس چیز کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

جو شخص تاجدارِ کائنات کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور ان کو اپنی ذات سے بھی زیادہ محبت نہیں کرتا اور اس کی خواہشات آپ کی لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہیں ہو جاتی وہ شخص جھوٹا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلاوَةَ الْاِيْمَانِ

مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا

وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ

وَ اَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِى الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يَّقْذِفَ فِى النَّارِ.

الصحیح البخاری ، الایمان ٩ الصحیح للمسلم ، الایمان ٦٦

ترجمہ: جس شخص میں تین چیزیں ہیں وہ شخص ایمان کی مٹھاس پائے گا۔

اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ہر چیز سے محبوب ہو جائیں۔

اور وہ جس سے بھی محبت کرے اللہ تعالیٰ کے لئے ہی محبت کرے۔

اور کفر کی طرف لوٹنے کو اس ناپسند کرے جس طرح آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اور اللہ تعالیٰ کے لئے بغض ایمان کا مضبوط ترین دستہ ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

Marfat.com

اَوْثَقُ عُرَی الْاِیْمَانِ اَلْمُوَالَاةُ فِی اللّٰہِ وَ الْمُعَادَاةُ فِی اللّٰہِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰہِ

مستدرك للحاكم، ٢:٤٨٠ فتح الباری، ١:٤٧ الامام الطبرانی،

ترجمہ: اللہ ﷻ کے لئے دوستی، اللہ ﷻ کے لئے دشمنی اور اللہ ﷻ کے لئے محبت ایمان کا مضبوط ترین دستہ ہے۔

اسے امام طبرانی نے سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ .عَزَّ وَ جَلَّ .

اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ.

مسند احمد بن حنبل، ٥:١٤٦

ترجمہ: سب سے افضل عمل اللہ ﷻ کے نزدیک اللہ ﷻ کے لئے محبت اور اللہ ﷻ کے لئے بغض ہے

اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

اللہ ﷻ کے دوستوں سے محبت اللہ ﷻ کے لئے محبت ہے اور اللہ ﷻ کے دشمنوں سے بغض اللہ ﷻ کے لئے بغض ہے۔

حافظ منذری نے الترغیب والترھیب میں نبی اکرم ﷺ کی یہ دعا روایت کی ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یَّنْفَعُنِیْ حُبُّہٗ عِنْدَکَ.

الترمذی، ٣٤٩١ کنز العمال، ٣٦٣٢

مشکوۃ المصابیح، ٢٤٩١ اتحاف السادۃ المتقین، ٥:٧٨-٩:٥٤٩

الزھد لابن المبارك، ١٤٤ المغنی عن حمل الاسفار للعراقی، ٤:١٦٣

میزان الاعتدال، ٣٣٣٤

Marfat.com

ترجمہ: اے اللہ ﷻ مجھے اپنی محبت عطا فرما اور اس کی محبت عطا فرما جس کی محبت مجھے تیری بارگاہ میں نفع دے۔

امام ترمذی نے تاجدارِ کائنات ﷺ کی یہ دعا روایت کی ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ وَالْعَمَلُ الَّذِیْ یَبْلُغُنِیْ حُبَّکَ وَاجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَھْلِیْ وَ وَلَدِیْ وَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ.

الجامع الترمذی الدعوات ۷۲

ترجمہ: اے باری تعالیٰ! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور اپنے چاہنے والوں کی محبت عطا فرما اور وہ عمل عطا فرما جو تیری محبت سے مجھے پہنچے اور اپنی محبت کو میرے اہل خانہ، میری اولاد اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب فرما۔

ان دعاؤں میں اس امر پر دلیل ہے کہ اللہ ﷻ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جن کی محبت اللہ ﷻ کے ہاں نفع دیتی ہے۔ جس طرح اللہ ﷻ کی محبت نفع دیتی ہے۔

پس ان خوش نصیبوں اور ان کے چاہنے والوں کو مبارک ہو۔

اور جو اللہ ﷻ کے دشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں بسا اوقات اللہ ﷻ ان کو اپنے دشمنوں کے ساتھ دوستی دے کر آزماتا ہے۔ اس بات کا ایسے بہت سارے لوگوں میں مشاہدہ کیا گیا جنہوں نے اللہ ﷻ کے دوستوں میں نقص نکالے۔

جب اللہ ﷻ اپنے رسولوں اور دوستوں کا مولیٰ اور مددگار ہے تو اگر لوگ ان کے ساتھ برائی کا ارادہ کریں تو ان کو کیا نقصان ہوگا۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ ﴾

القرآن الحکیم المؤمن ۴۰:۵۱

ترجمہ: بیشک ہم (اب بھی) اپنے رسولوں کی اور مومنوں کی اس دنیوی زندگی میں مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی (مدد کریں گے) جس دن گواہ (گواہی دینے کے لئے)

Marfat.com

کھڑے ہوں گے۔

اور تکلیف دینے والوں کو کیسی وعید سنائی ہے برابر کہ یہ زبان کی تکلیف ہو یا غیر زبان کی۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۞ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا﴾

القرآن الحکیم الاحزاب ۳۳:۵۸۔۵۷

ترجمہ: بیشک جولوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ ﷻ انہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اپنے رحمت سے محروم کر دیتا ہے۔ اور اس نے ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جولوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کا دل دکھاتے ہیں بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی (معیوب) کام کیا ہو تو انہوں نے اپنے سر پر بہتان باندھنے اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھالیا۔

اور اللہ ﷻ نے اذیت دینے والوں کو وعید سناتے وقت ہمیشہ اپنے اولیاء کو اپنے رسولوں کے ساتھ ملایا۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ لا وَّ یَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ لا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ز وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴾

القرآن الحکیم ال عمران ۳:۲۲۔۲۱

ترجمہ: بیشک جولوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کا حکم کرتے ہیں لوگوں میں سے۔ تو انہیں

Marfat.com

دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔ یہ وہ (بدنصیب) ہیں جن کے اعمال دنیا میں اور آخرت میں اکارت گئے اور ان کے لئے کوئی مددگار نہیں ہے

وعید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء اور لوگوں میں سے انصاف کا حکم دینے والوں کو یکساں رکھا ہے۔ ان لوگوں سے مراد علماء اور انبیاء کے ورثاء ہیں۔ ان کے زمانہ کے اولیاء کے حق میں گناہ کرنے والے، ان کے زمانہ کے انبیاء کے حق میں گناہ کرنے والے ہیں۔ اس بدنصیبی سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

روایت ہے کہ **سیدنا عبدا للّٰہ بن عباس** رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے۔ آپ کی نظر بند ہو چکی تھی اور آپ کا بیٹا آپ کو لے جا رہا تھا۔ آپ نے سنا کہ وہ لوگ **سیدنا علی بن ابو طالب** رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہے تھے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

کون اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو گالیاں دے رہا ہے؟

ان لوگوں نے جواب دیا:

معاذ اللہ! ہم میں سے کوئی بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو گالیاں نہیں دے رہا۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

کون اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے رہا ہے؟

ان لوگوں نے جواب دیا:

نعوذ باللّٰہ تعالیٰ ! ہم میں سے کوئی بھی تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دے رہا۔

سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ وَ مَنْ سَبَّنِیْ فَقَدْ سَبَّ اللّٰہَ.

مسند احمد بن حنبل، ۳۲۳:٦ مجمع الزوائد، ۱۳۰:۹

Marfat.com

مستدرك للحاكم، ۱۲۱:۳ كنز العمال، ۳۲۹۰۳

مشكوة المصابيح، ٦٩٢ البدايه و النهايه، ۳۵۵:۷

ترجمہ: جس نے علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو گالی دی، اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی، اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو گالی دی۔

یہ اس لئے کہ سیدنا علیٰ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ولی ہیں اور ولی کو گالی دینا بعینہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا ہے اور ولی کو تکلیف دینا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غضب دلانا ہے..... اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اس بدبختی سے اپنی پناہ میں رکھے۔

پہلے گزر چکا ہے کہ سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی رکاب تھامی اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چومنے کے لئے جھکے۔

سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

ہمیں اپنے علماء کے ساتھ اسی طرح پیش آنے کے لئے کہا گیا ہے۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

ہمیں اپنے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ اسی طرح پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے۔

صالحین کی تعظیم تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام اور پہلی امتوں کے وقت سے جاری ہے۔

اس کا ذکر پہلے بھی گزر چکا ہے اور آئندہ بھی آئے گا۔

اس امر پر دلائل موجود ہیں کہ صالحین کی تعظیم پہلی امتوں اور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پاک سے جاری ہے۔

Marfat.com

پہلی دلیل:

امام بخاری اور امام مسلم نے سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ ایک طویل روایت ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ جریج کی پاکدامنی کی گواہی شیر خوار بچے نے دی۔ اس پوری حدیث پاک کو میں ان شاء اللہ تعالیٰ کراماتِ اولیاء کی فصل میں ذکر کروں گا۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بنو اسرائیل نے جریج اور عبادت کا خوب ذکر کیا۔

ایک فاحشہ عورت تھی جو بے حد حسین تھی اس نے کہا۔

اگر تم چاہو تو میں اسے فتنہ میں مبتلاء کر دوں۔

وہ بدقماش عورت خوب سج دھج کر جریج کے پاس گئی مگر اس نے بالکل توجہ نہ کی۔

(اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے) وہ بدمعاش، ایک چرواہے کے پاس گئی جو جریج کی عبادت گاہ کے قریب اپنا ریوڑ چراتا تھا۔ اس کی بدکاری کی دعوت دی۔ اس نے اس دعوت کو قبول کیا۔ اس بدکاری سے اس فاحشہ عورت کو حمل ٹھہر گیا۔ جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس نے بنو اسرائیل سے کہا کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔

بنو اسرائیل غصہ میں آئے۔ جریج کو نیچے اتارا۔ اس کی عبادت گاہ کو گرا دیا اور اس کو مارنا شروع کر دیا۔

جریج نے پوچھا: لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

لوگوں نے جواب دیا:

تم نے اس بدکار عورت کے ساتھ بدکاری کی ہے جس سے اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔

جریج نے کہا۔ وہ بچہ کہاں ہے؟

بنو اسرائیل کے لوگ بچہ کو لے آئے۔

Marfat.com

جریج نے کہا: مجھے تھوڑا سا وقت دو تا کہ میں نفل ادا کرلوں۔

جریج نے نوافل ادا کئے، بچے کے پاس آیا۔ بچے کے پیٹ میں کچوکہ لگایا اور کہا:

اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟

چند دنوں کا بچہ بول پڑا: میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔

بنی اسرائیل یہ دیکھ کر جریج کو چومنے لگے اور اس کو برکات کے حصول کے لئے چھونے لگے کہنے لگے: اب ہم تیرے لئے سونے کی عبادت گاہ بنائیں گے۔

جریج نے کہا: نہیں، جس طرح پہلے مٹی سے میری عبادت گاہ بنی ہوئی تھی اسی طرح بنادو۔ بنو اسرائیل نے اس کی عبادت گاہ کو پھر سے تعمیر کر دیا۔

الصحیح البخاری ، العمل فی الصلوۃ ۷۔مظالم ۳۵ الصحیح للمسلم ، بر ۸

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صالحین کو بوسہ دینا اور ان کو چھو کر برکتیں حاصل کرنا یہ جائز ہے۔ یہ طریق پہلی امتوں کے نیک لوگوں میں بھی موجود تھا۔ یہ ہرگز شرک نہیں ہے جس طرح ہمارے انکار کرنے والے، انبیاء اور اولیاء کی تحقیر کرنے والے اور اہل ایمان سے جو لوگ بوسہ لیتے ہیں اور چھونے سے برکتیں حاصل کرتے ہیں ان کو کافر کہنے والے بھائی گمان کرتے ہیں۔

یہ بہت بڑی جہالت ہے اور واضح اور صحیح نصوص کے خلاف ہے۔

دوسری دلیل:

پہلی امتوں کے نیک لوگوں میں سے اصحابِ کہف تھے۔ جب یہ لوگ 309 سال سونے کے بعد بیدار ہوئے۔ ان کے زمانے کے لوگوں نے ان کا حال جانا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے شہر کے لوگوں کو ان کی اطلاع دی۔ یہ لوگ اپنی غار میں آکر پھر سے سو گئے۔ اب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسی طرح ان کی روحوں کو قبض کرلیا۔

اہل ایمان اور کافروں کے درمیان اختلاف ہوگیا کہ ان کے ساتھ کیا کریں۔

اہل ایمان نے کہا کہ ہم ان کے قریب مسجد بنائیں گے تا کہ وہاں عبادت کریں

Marfat.com

اوران نیک نوجوانوں کے آثار سے برکات حاصل کریں۔

اگر یہ لوگ نہ جانتے کہ اس امر میں برکات ہیں تو وہاں عبادت کے لئے ہرگز مسجد نہ بناتے۔

اللہ ﷻ نے نہ صرف ان کے اس عمل کی توثیق کی ہے بلکہ ان کے مسجد بنانے کے عمل کو مدح وثنا کے پہلو سے ذکر کیا ہے۔

تیسری دلیل:

جب اللہ ﷻ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو سیدنا خضر علیہ السلام کی فضیلت اور علم کی خبر دی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سیدنا خضر علیہ السلام کی طرف سفر کیا اور زادِراہ اختیار کیا۔ خشکی اور تری کی مشکلات کو برداشت کیا یہاں تک کہ ان کو پالیا۔

یہ سب کچھ کیونکر تھا۔ یہ صرف اس اللہ ﷻ کے نیک بندے سے برکت حاصل کرنے اوران کے علم سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے تھا۔

اللہ ﷻ نے ان کا جو قصہ ذکر کیا ہے اس میں دلیل ہے کہ سلف صالحین سے برکات حاصل کرنا ان کی طرف سفر کرنا اور کجاوے کسنا، ان کے بوسے لینا اوران کو چھونا یہ پہلی امتوں میں بھی جائز اور روا تھا۔ اور اللہ ﷻ کی سنتوں میں سے تھا۔ اگر یہ اس زمانہ کے صالحین کے لئے واقع ہوتا تو انکار کرانے والے کہتے: یہ کفر ہے۔ یہ شرک ہے۔

یہ پہلی امتوں کے سلف صالحین کی اخبار تھیں جو میرے ذہن میں آئیں۔ میں نے ان کو بیان کر دیا تا کہ ہمارے انکار کرنے والے بھائی جانیں کہ صالحین سے تبرک زمانہ قدیم سے جاری ہے اور یہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

رہی بات تاجدارِ کائنات ﷺ کے صحابہ کی تو یہی امر کافی ہے کہ صحابۂ کرام تاجدارِ کائنات ﷺ سے درخواست کرتے کہ وہ ان کے گھر تشریف لائیں اور وہاں نماز ادا کریں تا کہ صحابہ اس جگہ کو اپنی عبادت گاہ بنالیں اور تاجدارِ کائنات ﷺ کے آثار کی برکات حاصل ہو جائیں۔

Marfat.com

سیدنا عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہر اس جگہ نماز ادا فرماتے تھے جہاں جہاں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ المکرمۃ سے مدینۃ المنورۃ کی طرف سفر کرتے ہوئے نماز ادا کی تھی۔ جہاں جہاں سیدنا عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی وہاں وہاں مسلمانوں نے بھی نماز ادا کی۔ ان جگہوں کے محل وقوع پر کتابیں لکھیں۔ تاکہ یہ جگہیں ضائع نہ ہو جائیں اور مٹ نہ جائیں۔

امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ امام اوزاعی کوفہ تشریف لا رہے ہیں تو آپ استقبال کی خاطر باہر نکلے۔ مقامِ ذی طوی پہ ان کو جا ملے۔ اونٹوں کی قطار سے امام اوزاعی کے اونٹ کی لگام تھام لی اور اس کو اپنی گردن پر رکھ لیا۔ جب آپ لوگوں کے پاس سے گذرتے تو فرماتے:
شیخ کے لئے راستہ خالی کر دو۔

امام اوزاعی کا اسم گرامی عبد الرحمٰن بن عمرو بن بُحمَد (باء کی پیش اور حاء کے سکون کے ساتھ) یہ شام کے امام تھے۔ کہا گیا ہے کہ اسی طرح امام اوزاعی نے 70,000 مسائل کا جواب دیا۔

آج کل بہت سے لوگ اجتہاد کا دعوی کرتے ہیں۔ انہیں دیکھنا چاہیئے کہ اجتہاد میں ان کا کیا مقام ہے۔ انہیں دیکھنا چاہیئے کہ کس طرح امام ثوری نے اپنی جلالتِ علمی اور قدر و منزلت کے باوجود امام اوزاعی کے اونٹ کی لگام اپنی گردن پر رکھی، کس طرح امام اوزاعی کے قدموں میں ان کے اونٹ کے آگے چلتے رہے اور امام اوزاعی اپنے اونٹ پر سوار رہے۔

اصحاب فضیلت اس طرح فضیلت والوں کی قدر کرتے ہیں اور عزت کرتے ہیں تاکہ ان کی برکات سے فضل حاصل کریں۔

تنبیہ، مہذّب اور بہت سی کتابوں کے مصنف شیخ ابو اسحاق شیرازی فیروز آبادی نے نیشاپور کی طرف سفر کیا۔ وہاں امام الحرمین سے ملاقات ہوئی

Marfat.com

اوران سے مناظرہ کیا۔ جب نیشا پور سے واپس جانے لگے۔ امام الحرمین الوداع کہنے کے لئے باہر تشریف لائے۔ امام فیروز آبادی کے خچر کی رکاب تھامی۔ خراسان میں اُن کی شان ظاہر ہوئی۔ خراسان کے لوگ وہ مٹی لیتے تھے جوان کے خچر کے پاؤں نے روندھی تھی اوراس سے برکت حاصل کرتے تھے۔

اے کاش کہ میں جانوں کہ ہمارے انکار کرنے والے بھائی (اللہ ﷻ ان کو ہدایت دے) ان لوگوں اوران اماموں کے بارے کیا کہیں گے جواس مبارک عالم کے خچر کو پاؤں تلے روندھی ہوئی مٹی سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ ان کا وصال 476 میں ہوا۔

صالحین کی تعظیم صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے جاری ہے اور ان کی خالص اتباع کرنے والے قیامت تک صالحین کی تعظیم کرتے رہیں گے۔

اللہ ﷻ نے اس شخص سے جنگ کا اعلان کیا جواس کے اولیاءِ کرام سے عداوت رکھے۔

حدیثِ قدسی میں تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ.

الصحیح البخاری، رقاق ۳۸

ترجمہ: جس شخص نے میرے ولی سے عداوت کی اسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔

اولیاءِ کرام سے عداوت رکھنے والوں کو اللہ ﷻ مختلف سزائیں دیتا ہے۔ ان کے دین میں نقص ہے، ان کے دلوں کی بدبختی سے، ایمان کی حلاوت کی محرومی سے۔ کیونکہ ان سے اللہ ﷻ کے لئے محبت اور اللہ ﷻ کے لئے بغض کی کیفیت سلب کر لی جاتی ہے جس طرح پچھلی حدیث میں گزرا۔

بسا اوقات اولیاءِ کرام کی دشمنی سے خاتمہ بالخیر نہیں ہوتا۔ العیاذ باللہ یہ شدید

Marfat.com

ترین عذاب ہے

اولیاءِ کرام کے ان دشمنوں کے کبھی جسم، کبھی اولاد اور کبھی ان کے مال میں یہ سزا جاری ہوتی ہے مگر ان کو خبر نہیں ہوتی کہ یہ سب کچھ اللہ ﷻ سے جنگ مول لینے کا نتیجہ ہے۔

ہم ان اولیاءِ کرام کی عزت کیسے نہ کریں۔ ان کا ایک فرد زمین بھر کے لوگوں سے بہتر ہے۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک شخص تاجدارِ کائنات ﷺ کے پاس سے گزرا۔

تاجدار کائنات ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا:

اس گزرنے والے شخص کے بارے تیری کیا رائے ہے؟

اس نے عرض کی:

رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ. هٰذَا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ یُنْکَحَ وَاِنْ شَفَعَ یُشَفَّعُ.

ترجمہ: یہ اشراف لوگوں سے ہے۔ یہ شخص اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو اس کا نکاح کیا جائے۔ اگر کسی کی سفارش کی تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ یہ سن کر خاموش رہے۔

پھر ایک اور شخص گزرا۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس گزرنے والے شخص کے بارے تیرا کیا خیال ہے؟

اس نے عرض کی:

هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ. هٰذَا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ لَا یُنْکَحُ وَ اِنْ شَفَعَ لَا یُشَفَّعُ وَ اِنْ قَالَ لَا یُسْمَعُ.

ترجمہ: یہ شخص فقراء مسلمانوں سے ہے۔ یہ اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو اس کا نکاح نہ کیا جائے اور یہ کسی کی سفارش کرے تو اس سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر کچھ کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔

Marfat.com

یہ سن کر تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلِ هٰذَا

ترجمہ : اس شخص جیسے لوگوں سے اگر زمین بھر جائے تو یہ مسکین ان سب سے بہتر ہے۔

الصحیح البخاری ، نکاح ۱۵۔رقاق ۱۶ الصحیح للمسلم

ابن ماجه ، زهد ۵ النسائی ، صحیح ابن حبان

مسند احمد بن حنبل

امام نسائی نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

دوزخی لوگ کہیں گے۔

﴿ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم المؤمنون ۲۳:۱۰۷

ترجمہ : اے ہمارے مالک! (ایک بار) ہمیں اس سے نکال، پھر اگر ہم نادانی کی طرف رجوع کریں تو یقیناً پھر ہم ظالم ہوں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان جہنمی لوگوں کی اس عرض داشت کو رد کرتے ہوئے ارشاد فرمائے گا:

﴿.....اِخْسَـئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۞ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِىْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۞ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِىْ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۞ اِنِّىْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم المؤمنون ۲۳:۱۰۸ تا ۱۱۱

ترجمہ : اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور میرے ساتھ مت بولو۔ (تمہیں یاد ہے) میرے بندوں میں سے ایک گروہ ایسا تھا جو عرض کیا کرتا تھا اے ہمارے رب! ہم

Marfat.com

ایمان لے آئے ہیں سوتو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔تم نے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا حتی کہ اس مشغلہ نے تمہیں میری یاد سے غافل کر دیا اور تم ان پر قہقہے لگایا کرتے تھے۔میں نے آج انہیں ان کے صبر کا بدلہ دے دیا (ذرا دیکھو) وہی مراد کو پانے والے ہیں۔

علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

اللہ ﷻ کے فرمان (اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْق) سے آیات کے آخر تک ہمارے لئے کئی افادے ہیں:

1۔اہل ایمان سے مذاق اڑانا کافروں کا شیوہ ہے۔

2۔یہ کبیرہ گناہوں سے ہے۔اسی لئے اللہ ﷻ اہل ایمان کا مذاق اڑانے والوں سے فرمائے گا جب وہ مدد مانگ رہے ہوں گے۔

اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْن.

اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائے گا کہ تم اہل ایمان کا مذاق اڑاتے تھے اور ان پر ہنستے تھے۔

3۔مذاق پر صبر کرنے کا ثواب جنت ہے۔

اس لئے اللہ ﷻ نے مذاق اڑائے جانے والوں کے لئے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْن.

پھر یہاں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔

بسا اوقات دنیا کی عزت بہت بڑا عذاب ہوتا ہے۔

یہ مجرم لوگ اہل ایمان پر ہنستے رہے، ان کے مذاق اڑاتے رہے ہیں اور ہمیشہ ایسا کرتے رہیں گے۔

ان کے بارے ہی اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۞ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۞ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۞ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا

Marfat.com

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۞

القرآن الحکیم المطففین ۸۳:۳۲_۳۱_۳۰_۲۹

ترجمہ : جولوگ جرم کیا کرتے تھے وہ اہل ایمان پر ہنسا کرتے تھے اور جب ان کے قریب سے گزرتے تو آپس میں آنکھیں مارا کرتے۔اور جب اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے واپس آتے۔اور جب وہ مسلمانوں کو دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو صالحین کی سیرت، ان کی ھیئت ،ان کے اجتماع اور ان کی باہمی محبت پر ہنستے ہیں۔ان کے احوال اور عادات کا مذاق اڑاتے ہیں اور یہ ان کے اعمال کو اکارت کرنے والا ہے۔

اللہ ﷻ ہمیں اور مسلمانوں کو اس امر سے محفوظ فرمائے۔

اللہ ﷻ نے اپنے اولیاء کی تعظیم ان کی محبت اور ان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۞ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۞ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۞ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞

القرآن الحکیم یونس ۱۰:۶۴_۶۳_۶۲

ترجمہ : سنو! بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیز گاری کرتے رہے۔انہیں کے لئے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں بشارت ہے اللہ ﷻ کی باتیں نہیں بدلتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ

ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ ﷻ کی اطاعت کرتے ہیں اور اللہ ﷻ ان کو کرامت عطا فرماتا ہے۔

Marfat.com

لا خَوفٌ عَلَيهِم

انہیں ناپسندیدہ چیز کے پہنچنے کا خوف نہیں ہوتا۔

وَلا هُم يَحزَنُونَ

نہ انہیں کسی امید کے فوت ہونے کا دکھ ہوتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۞ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا.

یہ وہی ہیں جس کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے متقی لوگوں کو خوشخبری دی۔ اور اس خوش خبری سے مراد ان کو دکھائے جانے والے اچھے خواب ہیں اور نہ ختم ہونے والے مکاشفات ہیں۔ اور روح کے نکلتے وقت فرشتوں کی بشارتیں ہیں۔

وَ فِى الْاٰخِرَةِ

اور آخرت میں فرشتے ان کو سلام دیتے ہوئے اور کامیابی و کامرانی اور عزت و کرامت کی خوش خبری سناتے ہوئے ملیں گے۔

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے اقوال کو نہیں بدلتا اور نہ اپنے وعدوں کا خلاف کرتا ہے۔

ذٰلِكَ.

یہ اشارہ ہے کہ وہ دونوں جہانوں میں خوش خبری دیئے گئے ہیں۔

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

یہ اور اس سے پہلا جملہ معترضہ ہے۔ تاکہ ان بشارات اور ان کی رفعتِ شان کی تحقیق ہو جائے۔

صالحین کی تعظیم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعظیم ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

۞..... وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ..... ۞

القرآن الحکیم الحج ۲۲: ۳۰

Marfat.com

ترجمہ : اور جو شخص کی حرمتوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے لئے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے۔

اللہ ﷻ کے اپنے نبی ﷺ سے اس فرمان میں بھی اولیاء کرام کی تعظیم اور تعریف ہے۔

﴿ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى..... ﴾

القرآن الحکیم النمل ۲۷:۵۹

ترجمہ : فرمایئے سب تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں اور سلام ہو اس کے ان بندوں پر جنہیں اس نے چن لیا۔

اللہ ﷻ نے تاجدارِ کائنات ﷺ پر لازم قرار دیا کہ آپ کہیں،

سب تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں۔ پھر ان لوگوں پر سلام بھیجیں جن کو اللہ ﷻ نے اپنی مخلوق میں سے چن لیا ہے، اپنی ذات کے لئے خاص کر لیا ہے اور اپنی رحمت کے لئے منتخب فرما لیا ہے۔ یہ خوش نصیب تعظیم اور تکریم کے مستحق ہیں۔

اللہ ﷻ اپنی رحمت کے لئے جسے چاہتا ہے خاص فرما لیتا ہے۔

اللہ ﷻ کی تعظیم کے پہلو میں انسانوں کی تعظیم کی کیا حیثیت ہے۔ یہ اللہ ﷻ کی سنت کی پیروی ہے۔ اَلْحُبُّ فِی اللّٰهِ اور اَلتَّعْظِیْمُ لِلّٰه کے قبیلہ سے ہے۔ اور تَعْظِیْم لِلّٰه کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

﴿ .....وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾

القرآن الحکیم الحج ۲۲:۳۲

ترجمہ : اور جو اللہ ﷻ کی نشانیوں کا ادب واحترام کرتا ہے تو یہ (احترام) اس وجہ سے ہے کہ دلوں میں تقوی ہے۔

یہ بھی اللہ ﷻ کی طرف سے اولیاءِ کرام کی تعظیم اور تعریف ہے کہ اللہ ﷻ نے سورۃ الفاتحہ میں اپنی تعریف کے ساتھ ان کی تعریف کو ملا دیا ہے۔ ہر نماز میں ہم پر یہ کہنا

Marfat.com

واجب ہے۔

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ..... ﴾

القرآن الحکیم الفاتحہ ۱:۷۔۶

ترجمہ : چلا ہم کو سیدھے راستہ پر۔ راستہ ان کا جن پر تو نے انعام فرمایا۔

یہ انعام یافتہ اللہ ﷻ کے بندے انبیاءِ کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔

اس ثنا اور دعا کے بغیر اللہ ﷻ کسی کی نماز قبول ہی نہیں فرماتا۔

یہ بھی اللہ ﷻ کی ان اولیاءِ کرام کی تعظیم ہے کہ نماز میں پہلے اللہ ﷻ نے اپنے تحیات کا ذکر فرمایا:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ

پھر صیغۂ خطاب اور حاضر کے ساتھ نہ کہ غائب کے ساتھ تاجدار کائنات ﷺ پر سلام کا ذکر فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ.

اس کے بعد اپنے صالحین بندوں کا ذکر فرمایا:

وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

اپنی عبادت میں اللہ ﷻ نے جو ان کے ذکر کو شریک کیا ہے اس کا کیا فائدہ ہے؟

کیا یہ ان کی تعظیم اور ان کی محبت کے لئے نہیں ہے؟

كُلُّ مَنْ لَّمْ يَرَ فَرْضًا حُبَّهُمْ فَهُوَ فِى النَّارِ وَاِنْ صَلّٰى وَ صَامَا

ترجمہ : جو شخص بھی ان اولیاءِ کرام کی محبت کو فرض نہیں سمجھتا۔

وہ دوزخ میں ہے۔ چاہے وہ نمازیں پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو۔

اسی قبیل سے وہ دعا ہے جس کی تعلیم تاجدارِ کائنات ﷺ نے اپنے نواسے سیدنا حسن مجتبیٰ کو دی جو جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِىْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَ عَافِنِىْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَ تَوَلَّنِىْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ.....

Marfat.com

کیا اس دعا میں یہ دلیل نہیں ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کچھ بندے ایسے جو ہمیشہ مطمح نظر منتہائے سوال اور غایتِ مطلب رہتے ہیں؟

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا سے یہ ارادہ فرمایا کہ سیدنا حسن مجتبیٰ ان کی مزاحمت سے بچیں اور ان سے رہیں اور آپ اس دعا کی برکت سے ان کے سردار تھے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ان سے بنائے۔ اور ان کی، ان کے اقوال، افعال، اور احوال میں پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سب سے بڑا راز تو ان اولیاءِ کرام کی پیروی ہے۔

اولیاء اللہ ہی صاحب عزت و ولایت ہیں۔ اگر ہم ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ان دو صفات کے ساتھ متصف کریں تو اس میں کوئی تعصب کی بات نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عزت اور ولایت جس طرح اپنی ذات کے لئے ثابت کی ہے اسی طرح اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کے لئے بھی ثابت کی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم المنافقون ۸:۶۳

ترجمہ: حالانکہ (ساری) عزت تو صرف اللہ کے لئے، اس کے رسول کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے۔ مگر منافقوں کو اس بات کا علم ہی نہیں۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا..... ﴾

القرآن الحکیم المائدہ ۵:۵۵

ترجمہ: تمہارا مددگار تو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کا رسول (پاک) ہے اور ایمان والے ہیں۔

یہ آیتِ کریمہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور پہلی

Marfat.com

آیت عام اہل ایمان کے حق میں نازل ہوئی۔

جب سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اہل ایمان کے سردار ہیں تو اس لئے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ.

الترمذی، ۳۷۱۳ مسند احمد بن حنبل، ۱:۸٤۔۱۱۸

المعجم الکبیر، ۳:۱۹۹ الطبقات الکبری، ۵:۲۳۵

مستدرك للحاكم، ۳:۱۱۰ ابن ماجه، ۱۲۱

مجمع الزوائد ۷:۱۷ مصنف ابن ابی شیبه، ۱۲:۵۹

مشكوة المصابيح، ۶۰۸۲ حلية الاولياء ٤:۲۳

كنز العمال، ۳۲۹۰٤ البدايه و النهايه، ۵:۲۰۹

العلل المتناهيه، ۱:۲۲۳ السلسلة الصحيحة للالبانی، ۱۷۵۰

حاوی للفتاوی، ۱:۱۲۲ فتح الباری، ۷:۷٤

ترجمہ: جس شخص کا میں مولی ہوں اس کا علی رضی اللہ عنہ مولا ہے۔

یہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں بہت بڑی منقبت ہے۔

اسے محاملی نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اپنی امالی میں روایت کیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ بعض اہل ایمان کی بعض دوسروں پر ولایت کے بارے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ..... ﴾

القرآن الحكيم التوبه ۹:۷۱

ترجمہ: نیز مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

یہاں تک کہ ارشاد فرمایا:

﴿ ..... اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ و فَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم الانفال ۸:۷۳

ترجمہ : اگر تم (ان حکموں پر) عمل نہیں کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد پھیل جائے گا۔

ہر اہلِ ایمان ہمارا مولا ہے۔ مومنوں کی طرف ہماری نسبت ہمارا فخر ہے۔ ہم پر ان کی ولایت ہمارا شرف ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ تو اہلِ ایمان مرد اور عورت کے ولی ہیں۔ ہر رسول، نبی، صدیق اور شہید کے سردار ہیں۔ پس یہ ہمارے انکار کرنے والے بھائی کہاں سے آ گئے کہ نبی یا ولی کو یَا مَوْلَایَ کہنے والے کو کافر کہیں۔

پہلی گزری ہوئی دلیلوں سے میں بہت بڑی اور بہت واضح دلیل آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اللہ ﷻ نے تاجدارِ کائنات ﷺ پر اہلِ ایمان کی ولایت کو اسی طرح ثابت کیا جس طرح ان پر اپنی ولایت کو ثابت کیا ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ج وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ﴾

القرآن الحکیم التحریم ٦٦:٤

ترجمہ : بیشک اللہ ﷻ آپ کا مددگار ہے، جبریل اور نیک بخت مومنین بھی آپ کے مددگار ہیں اور ان کے علاوہ سارے فرشتے بھی مدد کرنے والے ہیں۔

پس ہمارے انکار کرنے والے یہ بھائی اللہ ﷻ کے علاوہ اس کے بندوں جیسے جبرائیل علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں کیا کہیں گے؟ پھر صالحین کی ولایت کے بارے میں کیا کہیں گے؟

اللہ ﷻ نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ ارشاد فرمایا:

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ

کیا اللہ ﷻ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟ اور اس کے بعد کسی مددگار کی

Marfat.com

ضرورت ہے؟

اگر یہ اللہ ﷻ کا قول نہ ہوتا تو یہ لوگ اس کہنے والے کو ضرور مشرک کہتے۔

ہمارے ان انکار کرنے والے بھائیوں کو اللہ ﷻ کی کتاب میں غور وفکر کرنا چاہیے۔

﴿ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴾

القرآن الحکیم محمد ۴۷:۲۴

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر قفل لگا دیئے گئے ہیں۔

اس سے تو اللہ ﷻ نے ہمیں بتانے کا ہی ارادہ کیا ہے۔

بے شک اللہ ﷻ کے کچھ بندے ایسے ہیں جب اس کا ذکر کیا جائے ان کا بھی اس کے ساتھ ذکر ہوتا ہے اور جب ان کا ذکر کیا جائے اس کا بھی ساتھ ذکر ہوتا ہے۔ جس طرح کہ ہم نے ان احادیث میں بیان کیا ہے جو ہم نے مقدمہ میں وارد کی ہیں۔

اب اگر ان انکار کرنے والوں سے کوئی ایک شخص، کسی کو سنے کہ وہ اپنے بھائی کو کہہ رہا ہو۔

جاؤ بے شک اللہ ﷻ اور جبرائیل آپ کا مولیٰ ہے۔ یا بے شک اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ آپ کا مولیٰ ہے۔ یا اللہ ﷻ اور اللہ ﷻ کا فلاں ولی آپ کا مولیٰ ہے۔

یہ لوگ فوراً کہیں گے کہ یہ کہنے والا کافر ہے کیونکہ ان کے گمان میں اس شخص نے غیر اللہ کو اللہ ﷻ کے ساتھ شریک کیا ہے۔

اگر یہ لوگ کسی مسلمان کو کہتے ہوئے سنیں کہ

ہمیں اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ نے غنی کر دیا ہے۔ یا اس کی مثل کوئی اور بات سنیں تو فوراً کہیں گے کہ یہ مشرک ہے حالانکہ اللہ ﷻ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

﴿ .....وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ..... ﴾

القرآن الحکیم توبہ ۹:۷۴

Marfat.com

ترجمہ : اور وہ خشمناک نہیں ہوئے مگر اس پر کہ اللہ ﷻ نے انہیں غنی کر دیا اور اس کے رسول نے اپنے فضل وکرم سے۔

یہ اللہ ﷻ کا کلام ہے۔

یہ لوگ ایسی عبارات کہنے والوں کو کافر کہتے ہیں اور یہ بہت بڑی جہالت ہے اور اپنے مشائخ کی اندھی تقلید ہے۔ بے شک یہ لوگ مجاز اور حقیقت کے درمیان فرق کو نہیں پہچانتے اور یہ نہیں دیکھتے کہ اس طرح کا قول تو اللہ ﷻ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

اللہ ﷻ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ..... ﴾

القرآن الحکیم توبہ ۹:۱۰۵

ترجمہ : اور فرمایئے عمل کرتے رہو پس اللہ ﷻ تمہارے عملوں کو دیکھے گا اور اس کا رسول اور مومن دیکھیں گے۔

اگر یہ لوگ تدبر کرتے تو اپنے بھائیوں کو اس طرح نہ روندتے۔ جاہل کے کافر کہنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ جس کا قول اللہ ﷻ کے قول کی طرح ہو اور وہ ربوبیت اور عبودیت میں اور حقیقت اور مجاز فرق جانتا ہو۔ اس کو کافر کہنے کا نقصان تو کہنے والے کو ہوگا کیونکہ صریح نصوص بتاتی ہیں کہ یہ تکفیر کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گی۔

انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام اپنے وصال کے بعد بھی اسی طرح تعظیم کے حق دار ہیں جس طرح اپنی زندگی میں ہیں کیونکہ یہ اپنے وصال کی وجہ سے اس خصوصیت، انتخاب، رسالت اور ولایت سے معزول نہیں ہوتے۔

﴿ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ..... ﴾

القرآن الحکیم یونس ۱۰:۶۴

ترجمہ : انہیں کے لئے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں بشارت ہے۔ اللہ ﷻ کی باتیں نہیں بدلتیں۔

Marfat.com

تاجدارِ کائنات ﷺ تو ہر اس شخص کی طرف مبعوث کئے گئے جو آپ کی حیاتِ ظاہری میں تھا اور آپ کے وصال کے بعد قیامت تک پیدا ہوگا۔ جس طرح پہلے انبیاءِ کرام کی شریعتیں بعد میں آنے والے نبی کی شریعت سے منسوخ ہو جاتی تھیں، آپ ﷺ کی شریعت کبھی منسوخ نہیں ہوگی۔

اسی لئے تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَدْرَکْتُ حَیًّا وَ مَنْ یُوْلَدُ بَعْدِیْ

الطبقات الکبری، ۱:۱۲۷ کنز العمال، ۳۱۸۸۵

ترجمہ: میں ہر اس شخص کے لئے رسول ہوں جسے میں اپنی حیاتِ ظاہری میں پاؤں گا اور جو میرے بعد پیدا ہوگا۔

اس حدیث پاک ابن سعد نے سیدنا حسن بصری سے مرسلا روایت کیا ہے۔ عزیزی نے کہا کہ شیخ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ خاتم الانبیاء والرسل ہیں۔ سیدنا عیسٰی علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو تاجدارِ کائنات ﷺ کی شریعت سے فیصلے صادر فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاجدارِ کائنات کی رسالت منقطع نہیں ہوئی بلکہ قیامت تک جاری رہے گی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ فرمان اس عقیدہ کی تائید کرتا ہے:

﴿ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ط وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۚ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴾

القرآن الحکیم الجمعة ۶۲:۲-۳-۴

ترجمہ: وہی (اللہ) جس نے امیوں میں انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کے دلوں کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور

Marfat.com

حکمت سکھاتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ اوران میں سے دوسرے لوگوں کا بھی (تزکیہ کرتا ہے تعلیم دیتا ہے) جوابھی ان سے آکر نہیں ملے۔ اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔

پہلے آنے والے بھی تاجدارِ کائنات ﷺ کی امت ہیں اور بعد میں آنے والے بھی۔ ان سب پر آیات بھی تلاوت کرتے رہیں گے، ان کا تزکیہ بھی فرماتے رہیں گے اوران کو کتاب اور حکمت کی تعلیم بھی دیتے رہیں گے۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

انبیاءِ کرام کا اجلال واکرام ان کی زندگی میں بھی اوران کے وصال کے بعد بھی ہے۔ جس طرح ان کی زندگی میں ان کی تعریف ہے اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی ان کی تعریف ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود پہلے انبیاءِ کرام کی ان الفاظ میں تعریف فرمائی ہے۔

﴿ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ﴾

القرآن الحکیم صٓ ۳۸:۴۷

ترجمہ :اور یہ (حضرات) ہمارے نزدیک چنے ہوئے بہت بہترین لوگ ہیں۔

اور

﴿.....نِعْمَ الْعَبْدُ ط اِنَّهٗ اَوَّابٌ ﴾

القرآن الحکیم صٓ ۳۸:۳۰

ترجمہ :بڑی خوبیوں والا بندہ، بہت رجوع کرنے والا۔

کیا انبیاءِ کرام کے وصال کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ان کی منزلت میں کمی واقع ہوگی؟

وہ اپنی زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی منتخب ومختار ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وعدہ

Marfat.com

فرمایا ہے کہ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْآخِرِیْن بنائے گا۔یعنی بعد میں آنے والی امتیں بھی ان کی تعریف کرتی رہیں گی ۔ہم اسی طرح ہیں ۔ہم ان کا ان کے وصال کے بعد اسی طرح احترام بھی کرتے ہیں اور اُن کی تعریف بھی کرتے ہیں جس طرح ان کی حیاتِ ظاہری میں ان کی تعریف ہوتی تھی۔جس طرح ان کی حیاتِ ظاہری میں ان کی زیارت ہوتی تھی اور ان سے توسل ہوتا تھا، ہم ان کے وصال کے بعد بھی ان کی اسی طرح زیارت بھی کرتے ہیں اور ان سے توسل بھی کرتے ہیں۔

اسی طرح پہلے اولیاءِ کرام ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں تعریف کی ہے۔جیسے اصحابِ کھف ، آصف بن برخیا ،مومن ال فرعون ، حبیب نجار صاحب یسٓ ، ذوالقرنین، سیدنا خضر علیہ السلام ، مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہ یہ اسی لئے کہ ہم ان کا حق پہچانتے ہیں۔ان کی تعریف کر کے ہم اللہ تعالیٰ کی سنت کی پیروی کرتے ہیں۔تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء، صدیقین ،شہداء اور صالحین تو پہلی امتوں کے صدیقین ،شہداء اور صالحین سے کہیں افضل واکمل ہیں۔کیونکہ لوگوں کے لئے نکالی ہوئی یہ بہترین امت ہیں۔ان کے نبی سارے انبیاء کرام سے افضل ہیں، ان کے اولیاء کرام پہلے اولیاءِ کرام سے افضل ہیں۔نہ ان کی زندگی عام لوگوں کی زندگی کی طرح ہے اور نہ ان کی موت عام لوگوں کی موت کی طرح ہے۔

کیا آپ اللہ تعالیٰ کے ،سیدنا یحی علیہ السلام کے حق میں اس فرمان کی طرف نہیں دیکھتے؟

﴿ وَ سَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَ یَوْمَ یَمُوْتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ﴾

القرآن الحکیم مریم ۱۹:۱۵

ترجمہ : اور سلامتی ہو ان پر جس روز وہ پیدا ہوئے اور جس روز وہ انتقال کریں گے اور جس روز انہیں زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

Marfat.com

اسی طرح سیدنا عیسی علیہ السلام کی زبان سے کہلوایا۔

﴿ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴾

القرآن الحکیم مریم ۱۹:۳۳

ترجمہ : اور سلامتی ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

ان پر ولادت کے دن سلام کیوں ہے؟ ابھی تو ان سے طاعت کا ظہور ہی نہیں ہوا۔ کیا یہ محض فضل اور فقط اصطفائیت اور خصوصیت سابقہ نہیں؟ اِس سلام اور اُس سلام میں کوئی فرق نہیں جو ان پر وصال کے دن واقع ہوگا۔ یقیناً اس سلام کے طاعت کے ظہور کے بعد بھی حقدار ہوں گے۔ اور قبروں سے اٹھنے کے دن بھی ان پر پہلے دونوں سلاموں کی طرح سلام ہوگا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف ان کی تعظیم ان کی طاعت کے حصول سے پہلے اور بعد اور دوبارہ زندہ ہونے کے دن برابر ہے۔ اسی طرح سارے انبیاء کا معاملہ ہے کیونکہ جو چیز ایک نبی کے لئے ثابت ہے وہ سارے انبیاءِ کرام کے لئے ثابت ہے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام انبیاءِ کرام اور مرسلین کے سردار ہیں۔ ان کے اندر تو پہلے تمام انبیاءِ کرام کی صفات اور مرسلین کی صفات جمع ہیں اور بہت سارے ایسے بھی کمالات ہیں جو پہلے انبیاءِ کرام میں نہیں تھے۔

ان پر تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اور ہمیں بھی قیامت تک درود بھیجنے کا حکم ہے۔

یہ ان کی قدر شریف کی تعظیم کے لئے ہے۔ ہم آپ کی عظیم قدر کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہم اس احترام اور تعظیم کا ادراک کر سکتے ہیں جو آپ کے لائق ہے۔

اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو ہی ان کی عظمتِ ذات کی قدر کے مطابق ہر لمحہ اور ہر گھڑی ان پر، ان کی آل اور ان کے اصحاب پر رحمتیں نازل فرما۔

ابن مبارک ، اسماعیل ، قاضی ابن بشکوال، بیھقی اور دارمی

Marfat.com

نے سیدنا کعب احبار سے روایت کیا ہے۔

اِنَّهٗ مَا مِنْ یَوْمٍ وَ لَیْلَةٍ اِلَّا وَ یَنْزِلُ عِنْدَ الْفَجْرِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ یَحُفُّوْنَ بِقَبْرِهٖ وَیُصَلُّوْنَ عَلَیْهِ اِلَی اللَّیْلِ ثُمَّ یَنْزِلُ سَبْعُوْنَ اَلْفًا یَفْعَلُوْنَ ذٰلِکَ اِلَی الْفَجْرِ وَ هٰکَذَا حَتّٰی یَقُوْمَ ﷺ مِنْ قَبْرِهٖ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا یَزِفُّوْنَ..... وَ فِیْ رِوَایَةٍ یُؤَقِّرُوْنَهٗ .

ترجمہ : ہر دن اور ہر رات فجر کے وقت 70,000 فرشتے نازل ہوتے۔ یہ قبر انور کے گرد لپٹے رہتے ہیں اور رات تک آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ پھر اور 70,000 فرشتے نازل ہوتے ہیں اور فجر تک ایسا کرتے رہتے ہیں۔ قیامت کے دن تک اسی طرح رہے گا حتیٰ کہ تاجدارِ کائنات ﷺ ان 70,000 کے جلو میں اٹھیں گے۔ یہ تاجدارِ کائنات ﷺ کو دولہا بنائے ہوں گے.....اور ایک روایت میں ہے ان کی تعظیم کر رہے ہوں گے۔

اس درود بھیجنے کا کیا معنی ہے حالانکہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے تمام فرشتے تاجدارِ کائنات ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں اور یہ بھی ان فرشتوں سے ہی ہیں۔ اور یہ تمام فرشتے جن کی کثرتِ تعداد کو ان کا خالق ہی جانتا ہے ان پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔

صحیح حدیث پاک سے ثابت ہے کہ فرشتے ساری مخلوق کا دسواں حصہ ہیں اور یہ ہمیشہ ان پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں۔ ان 70,000 فرشتوں کو مخصوص درود کا حکم ہے جو تاجدار کائنات ﷺ کے دربار کی حاضری سے مناسبت رکھتا ہے۔

صاحب شفاء الصدور نے اپنی مختصر میں سیدنا علی بن ابو طالب سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے اللہ ﷻ سے روایت فرمایا:

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

یَا مُحَمَّدُ ا وَ عِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ لَوْ لَاکَ مَا خَلَقْتُ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ

Marfat.com

وَلَا رَفَعْتُ هٰذِهِ الْخَضْرَآءَ وَلَا بَسَطْتُ هٰذِهِ الْغَبْرَآءَ .

ترجمہ : اے محبوبِ پاک ﷺ! مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! اگر مجھے آپ کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو نہ میں اپنی زمین پیدا کرتا اور نہ اپنا آسمان، نہ اس سبزہ کو اٹھاتا اور نہ اس صحراء کو بچھاتا۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے۔

وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا اَرْضًا وَلَا طُوْلًا وَلَا عَرْضًا.

ترجمہ : نہ میں آسمان کو بناتا، نہ میں زمین کو بناتا، نہ میں لمبائی کو بناتا اور نہ چوڑائی کو۔

لَوْلَاکَ مَا کَانَ لَا فُلْکٌ وَلَا فَلَکٌ کَلَّا وَلَا بَانَ تَحْلِیْلٌ وَّ تَحْرِیْمُ

ترجمہ : اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو نہ آسمان ہوتے اور نہ کشتیاں، ہاں ہاں اور نہ تحلیل وتحریم ظاہر ہوتی۔

اس طرح کے اقوال دلیل کے محتاج ہیں اس پر کتاب اور سنت میں کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی تو کہا جائے گا کہ اس قول کی دلیل حدیث میں موجود ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

خدا کی قسم! اس نبی کریم ﷺ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر عظیم شان ہے! اس کی کتنی بڑی منزلت ہے! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بشارتیں دی ہیں جو کائنات میں کسی اور کو نہیں دیں۔

ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ﴾

القرآن الحکیم الضحیٰ ۹۳:۵

ترجمہ : اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

یہ کتنی بڑی عطا ہے! یہ کتنی عظیم بشارت ہے! پہلے اور بعد میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی تعریف ہے!

Marfat.com

﴿ وَالضُّحٰی ۞ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۞ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ﴾

القرآن.الحکیم الضحٰی ۹۳:۳_۲_۱

ترجمہ : قسم ہے روز روشن کی۔اور رات کی جب وہ سکون کے ساتھ چھا جائے۔نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا۔

نہ آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں نہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد بلکہ آپ ﷺ کا وصال کے بعد ہر لمحہ درجہ بلند ہو رہا ہے۔

﴿ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ۞

القرآن الحکیم الضحٰی ۹۳:٤

ترجمہ : اور یقیناً ہر آنے والی گھڑی آپ کے لئے پہلی سے (بدرجہا) بہتر ہے۔

میری جانب سے آپ ﷺ پر درود ہو جس طرح اللہ ﷻ اور اس کے تمام فرشتوں نے اس پر درود بھیجا۔جس طرح اس نے انبیاء کرام پر ان کی ولادت کے دن، ان کے وصال کے دن درود بھیجا اور جس طرح ان کی بعثت کے وقت بھیجے گا۔

اور آخرت میں جو دنیا سے بھی آپ ﷺ کے لئے بہتر ہے اللہ ﷻ آپ ﷺ کی عزت وعظمت اور حکومت اور سلطنت ظاہر فرمائے گا کہ تمام انبیاءِ کرام ان کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔سب سے پہلے ان کے لئے شفاعتِ عظمیٰ ہوگی۔پھر انبیاءِ کرام کے لئے ان کے بعد ہوگی۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے اہل ایمان سے اپنے چنے ہوئے اولیاء پر خود بھی دنیا میں سلام بھیجا اور تاجدارِ کائنات ﷺ کو بھی سلام بھیجنے کا حکم فرمایا:

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ﴾

القرآن الحکیم النمل ۲۷:۵۹

ترجمہ : فرمایئے سب تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں اور سلام ہو ان بندوں پر جنہیں

Marfat.com

اس نے چن لیا۔

یہ سلام **سیدنا آدم** علیہ السلام سے قیامت تک کے اولیاءِ کرام کے لئے ہے۔ یہ ان کے ظہور سے پہلے ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحمت کی بنا پر ان کے استحقاق سے پہلے ان پر اپنی نعمت کی ابتداء فرمائی۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں وارد ہے۔

يَا مُبْتَدِاءٌ بِالنِّعَمِ قَبْلَ اِسْتِحْقَاقِهَا

ترجمہ: اے استحقاق سے پہلے ہی اپنی نعمتوں کی ابتداء فرمانے والے۔

یہ ایک لمبی دعا ہے۔ اس کی ابتداء یوں ہے۔

يَا مَنْ اَظْهَرَ الْجَمِيْلَ وَ سَتَرَ الْقَبِيْحَ

مستدرك للحاكم، ١:٥٤٤ جامع مسانيد ابى حنيفه، ١:١١٧

ميزان الاعتدال، ٢٩٠٨ لسان الميزان، ١:٨١٦_٢:١٩٦

تفسير قرطبى ١٦:١٧

ترجمہ: اے جمیل کو ظاہر فرمانے والے اور قبیح کو چھپانے والے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔

یہ منتخب لوگ جو اپنے ظہور سے پہلے حاصل کرتے ہیں وہ اسی قبیل سے ہے۔

بہر حال ان خوش نصیبوں کو جو ان کے وصال کے وقت نصیب ہوتا ہے، اس کا ذکر اس آیت مقدسہ میں ہے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ لا يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ..... ﴾

القرآن الحكيم النحل ١٦:٣٢

ترجمہ: وہ متقی جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں (اس وقت) فرشتے کہتے ہیں (اے نیک بختو!) تم پر سلامتی ہو۔

جو انہیں قبر میں حاصل ہوتا ہے، اس کا ذکر اس آیتِ کریمہ میں ہے۔

Marfat.com

﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ..... ﴾

القرآن الحکیم ابراھیم ۱٤:۲۷

ترجمہ : اللہ ﷻ اہل ایمان کو اس پختہ قول (کی برکت) سے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے۔

یعنی دونوں فرشتوں منکر اور نکیر کے سوال کے وقت۔

اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں وارد ہوا ہے۔

جو انہیں قبر سے اٹھتے وقت حاصل ہوگا، اس کا ذکر اس آیتِ کریمہ میں ہے۔

﴿ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانبیاء ۲۱:۱۰۳

ترجمہ : انہیں وہ بڑی گھبراہٹ غمناک نہ کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے (انہیں بتائیں گے) یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

جو آج تم عزت ولایت اور حکومت حاصل کر رہے ہو۔

اور جنت میں

﴿ سَلٰمٌ قف قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴾

القرآن الحکیم یٰسٓ ۳٦:۵۸

ترجمہ : تم سلامت رہو۔ (انہیں) یہ اپنے رحیم رب کی طرف سے کہا جائے گا۔

﴿..... وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۞ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴾

القرآن الحکیم الرعد ۱۳:۲٤-۲۳

ترجمہ : اور فرشتے (یہ کہتے ہوئے) داخل ہوں گے ان پر ہر دروازہ سے تم پر سلامتی ہو بوجہ اس کے جو تم نے صبر کیا پس یہ آخرت کا گھر کیا عمدہ ہے۔

Marfat.com

﴿.....سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ﴾

القرآن الحکیم الزمر ۳۹:۷۳

ترجمہ : تم پر سلام ہو تم خوب رہے پس ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اندر تشریف لے چلو۔

منتخب متقدمین پر ان کے عبور کے بعد اور لاحقین پر ان کے ظہور سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سلام ایسے ہے جیسے ان کی موت، ان کی بعثت کے وقت ہے اور جنت میں بھی اسی طرح ہے۔ جو کمال انبیاءِ کرام کی طرف منسوب ہے وہ تبعاً اولیاء کرام کی طرف بھی منسوب ہے۔ کیونکہ اولیاءِ کرام انبیاء کی نیکیوں میں سے نیکیاں ہیں اور ان کے مظاہر میں سے مظہر ہیں۔ تمام انبیاءِ کرام کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں بہت بڑی وجاہت ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے **سیدنا موسیٰ** علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿..... وَکَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا﴾

القرآن الحکیم الاحزاب ۳۳:۶۹

ترجمہ : بڑا اور آپ اللہ کے نزدیک بڑے شان والے ہیں۔

کَانَ کا لفظ ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے۔ پس آپ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ہمیشہ صاحب وجاہت رہے ہیں۔ وصال سے اس بلند منصب سے معزول نہیں ہوئے۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے **سیدنا ابراھیم** علیہ السلام کی زبان پر ارشاد فرمایا:

﴿..... اِنَّهٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا﴾

القرآن الحکیم مریم ۱۹:۴۷

ترجمہ : بیشک وہ مجھ پر بے حد مہربان ہے۔

اس ضمن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سب سے واضح فرمان **سیدنا عیسیٰ** علیہ السلام کے حق میں ہے۔

﴿وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ﴾

القرآن الحکیم ال عمران ۳:۴۵

Marfat.com

ترجمہ :دنیااورآخرت میں معزز ہوگا اور(اللہ کے)مقربین سے ہوگا۔

تمام انبیاءِ کرام ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں صاحبِ وجاہت اور مقربین ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ان کی وجاہت ہمیشہ سے ہے۔اس بلند منصب سے انبیاءِ کرام وصال سے معزول نہیں ہوتے۔

یہ ہمارے انکار کرنے والے بھائی کیسے ہیں جو وصال کے بعد ان کی زیارت اور وسیلہ سے منع کرتے ہیں حالانکہ ان کی وجاہت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی ۔ یہ دنیا اور آخرت میں صاحبِ وجاہت اور مقربین رہتے ہیں۔اور تمام انبیاءِ کرام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں صاحبِ وجاہت بھی ہیں اور مقربین بھی ہیں۔

بہرحال تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے زیادہ وجیہ اور سب سے زیادہ مقرب ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرب میں مقامِ قاب قوسین اَوادنیٰ پر پہنچے۔یہ مقام نہ تو ان سے پہلے کسی کو نصیب ہوا اور نہ ان کے بعد نصیب ہوگا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام پہلوؤں اور بعد والوں کے سردار ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن مقام محمود پر فائز ہوں گے،شفاعتِ عظمیٰ فرمائیں گے۔

آپ کے پاس حمد کا جھنڈا ہوگا۔اسی کے نیچے سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے تمام انسان ہوں گے۔اسی طرح حدیث پاک میں وارد ہوا ہے۔

جو ذات اس شان کی مالک ہو۔زندگی میں اور وصال کے بعد ان کی تعظیم کیونکر یکساں واجب نہ ہوگی۔اور وصال کے بعد ان کی زیارت کرنے والا اسی طرح ان کا ادب کیونکر نہ کرے گا جیسا کہ وہ ان کی حیاتِ ظاہرہ میں ان کا ادب کرتا تھا۔یہ بات ثابت ہے کہ انبیاءِ کرام کے اجسام ان کے وصال کے بعد فنا نہیں ہوتے۔

صحیح احادیثِ طیبہ میں آیا ہے:تمام انبیاءِ کرام کے اجسام ہمیشہ باقی رہتے ہیں۔

اس کی تفصیل عنقریب حیاتِ انبیاء کی فصل میں آئے گی۔

اے میرے بھائی انصاف کی نگاہ سے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو دیکھ۔

حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَ یُحَدَّثُ لَکُمْ فَاِذَا اَنَا مُتُّ کَانَتْ وَفَاتِیْ

Marfat.com

خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلٰى اَعْمَالُكُمْ فَاِنْ رَأَيْتُ خَيْرًا حَمِدْتُ اللّٰهَ وَاِنْ رَأَيْتُ شَرًّا اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ.

الطبقات الكبرى، ٢:٢ كنز العمال، ٣١٩٠٣

البدايه و النهايه، ٢٧٥:٥ المطالب العالية لابن حجر ٣٨٥٣

الحاوى للفتاوى ٣:٢ مجمع الزوائد ٢٤:٩

ترجمہ: میری حیاتِ ظاہری تمہارے لئے بہتر ہے۔تم باتیں کرتے ہواور تم سے بات کی جاتی ہے۔ جب میں وصال کر جاؤں گا تو میرا وصال بھی تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے۔ میں اگر خیر دیکھوں گا تو اللہ ﷻ کی تعریف کروں گا اور اگر برائی دیکھوں گا تو تمہارے لئے استغفار کروں گا۔

اسے ابن سعد نے بکر بن عبداللہ سے مرسلًا روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

جو شخص اپنی جان پر ظلم کرنے کے بعد آپ کے پاس آتا آپ اپنی حیاتِ ظاہری میں بھی اس کے لئے استغفار فرماتے۔ کیا موت سے آپ ﷺ کے منصبِ حیات میں کوئی کمی واقع ہوئی؟ کیا آپ کے وصال کے بعد آپ سے منفعت میں کوئی کمی واقع ہوئی؟

نہیں اللہ ﷻ کی قسم! آپ اپنے وصال کے بعد اسی طرح ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تھے بلکہ آپ ﷺ اللہ ﷻ کے ہاں آخرت میں دنیا سے زیادہ عظمتوں کے مالک ہیں کیونکہ آخرت ثواب اور بدلہ کی جگہ ہے۔ وہاں آپ کی حکومت کی جگہ ہے۔

ہاں ہاں! وہاں تو اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کے لئے پرچم لہرا دیا ہوگا۔

﴿ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴾

القرآن الحكيم الضحى ٥:٩٣

ترجمہ: اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

ہم اس پرچم کے نیچے آپ ﷺ کے سایہ سے شاد کام ہو رہے ہوں گے۔

Marfat.com

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فِی الْآخِرَةِ وَالْاُوْلٰی (ابتداء اور انتہاء میں اللہ ﷻ کے لئے تعریف ہے)
ہمارے یہ انکار کرنے والے بھائی (اللہ ﷻ ان کو ہدایت عطا فرمائے) سمجھتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات ﷺ وصال کے بعد اپنے منصب سے معزول ہو گئے ہیں۔ ان کے درمیان اور آپ ﷺ کے درمیان کوئی تعلق ہی نہیں رہا۔ جب بھی یہ آپ ﷺ کی قبر انور کے قریب سے گزرتے ہیں تو اعراض کرتے ہیں اور آپ کی طرف سختی سے دیکھتے ہیں گویا (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہ) دشمن کی طرف دیکھ رہے ہیں یا گویا وہ کسی بت یا طاغوت کا تابوت ہے۔ شاید وہ اللہ ﷻ کے اس ارشادِ گرامی کو نہیں مانتے۔

﴿ وَالضُّحٰی ۞ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۞ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ﴾

القرآن الحکیم الضحی ۹۳:۳-۲-۱

ترجمہ : قسم ہے روز روشن کی۔ اور رات کی جب وہ سکون کے ساتھ چھا جائے۔ نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا۔

کیا یہ حکم صرف دنیاوی زندگی کا تھا؟

کیا اللہ ﷻ آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ سے ناراض ہو گیا اور آپ کو تنہا چھوڑ دیا۔ (اَلْعِیَاذ بِاللّٰہ) ہمارے انکار کرنے والے بھائیوں کو جواب دینا چاہیے۔ (اللہ ﷻ انہیں اور ہمیں ہدایت عطا فرمائے)

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ کَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ فَلْیَنْظُرْ هَلْ یُذْهِبَنَّ کَیْدُهٗ مَا یَغِیْظُ ﴾

القرآن الحکیم الحج ۲۲:۱۵

ترجمہ : اور جو شخص یہ خیال کئے بیٹھا ہے کہ اپنے حبیب کی مدد نہیں کرے گا نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں تو اسے چاہیئے کہ ایک رسی کے ذریعے چھت سے لٹک جائے پھر (گلے میں پھندا ڈال کر) اسے کاٹ دے پھر دیکھے کہ کیا اس کی (خودکشی کی) تدبیر نے اس کے غم و

Marfat.com

غصہ کو دور کر دیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ یقیناً کافروں اور منافقوں کے گمان کے خلاف دنیا اور آخرت میں منصور ہیں۔

اب بھی ان میں سے کچھ لوگ ہیں کہ جب وہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبر انور کے قریب سے گزرتے ہیں اور دنیا بھر سے آنے والے زائرین سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ.

ان کو یہ کہنے کی توفیق نہیں ہوتی ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا یَا مَوْلَانَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ.

وہ ڈرتے ہیں کہ اپنے گمان کے مطابق کہیں وہ اللہ ﷻ کی شان میں بے ادبی یا شرک نہ کر بیٹھیں حالانکہ یہی بے ادبی ہے کیونکہ ان لوگوں نے اللہ ﷻ کے ارشادِ گرامی کی بے ادبی کی۔

﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا..... ﴾

القرآن الحکیم النور ۲۴:۶۳

ترجمہ :رسول کے پکارنے کو آپس میں نہ بنالو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ جس طرح اللہ ﷻ نے ولایت و سرپرستی اپنے لئے ثابت کی ہے اسی طرح ان صالحین کے لئے بھی ثابت رکھی ہے۔

قرآن حکیم اس بیان سے بھرا پڑا ہے۔

رہی سیادت تو اللہ ﷻ نے سیدنا یحیٰ علیہ السلام کے حق میں ارشاد فرمایا:

﴿..... وَ سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا .....﴾

القرآن الحکیم ال عمران ۳:۳۹

ترجمہ :اور سردار ہوگا اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا۔

اللہ ﷻ نے قرآن حکیم میں ان کو سید کا لقب دیا اور تاجدارِ کائنات ﷺ تو

Marfat.com

تمام انسانیت کے سردار ہیں۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے خود ارشاد فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخر.

مستدرك للحاكم، ٢:٦٠٤ الشفا للقاضی عیاض، ١:٩٠

كنز العمال، ٣٢٠٤٠-٣٣٦٨٢

ترجمہ: میں آدم کی ساری اولاد کا سردار ہوں اور یہ فخر نہیں ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ سید السادات اور امام المقربین ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے اپنے شہزادے سیدنا حسن بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے بارے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اِبْنِیْ هٰذَا لَسَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ یُصْلِحُ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

البخاری، ٣:٢٤٤-٩:٧١ مسند احمد، ٥:٣٨

المعجم الكبير، ٣:٢١-٢٢ جمع الجوامع، ٦٠٥٨

البدايه و النهايه، ٨:١٧-٣٦ الاذكار النبويه، ٣٢١

دلائل النبوة للبيهقی ٦:٤٤٢ فتح الباری، ٥:٣٠٧

مشكوة المصابيح، ٦١٧٥ كنز العمال، ٣٤٢٦٣

تفسير القرطبی، ٤:٧٧ شرح السنة للبغوی، ١٤:١٣٦

ترجمہ: میرا یہ بیٹا سردار ہے یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے مسلمانوں کے دو بہت بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

اسے امام احمد اور امام بخاری نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

تاجدارِ کائنات نے صحیح احادیث میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا:

قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ.

Marfat.com

الصحیح البخاری، ٤:٨١ ـ ٥:٤٤ الصحیح للمسلم، الجهاد ب ٢٢ رقم ٦٤
سنن ابی داؤد، ٥٢١٥ـ٥٢١٦ الترمذی، ٨٥٦
مسند احمد بن حنبل ٣:٢٢ السنن الکبری للبیهقی، ٦:٥٨ ـ ٩:٦٣
المعجم الکبیر، ٦:٦ مجمع الزوائد، ٦:١٣٨ مصنف ابن ابی شیبه، ١٤:٤٢٥
دلائل النبوة للبیهقی، ٤:١٨ کنز العمال، ٢٥٤٨٣
مشکوة المصابیح، ٤٦٩٥ـ٣٩٦٣٥ فتح الباری، ١:٣٢٠ ـ ٥:٥١
زاد المسیر لابن جوزی ٨:١٩٣ الطبقات الکبری، ٣:٢:٤، ٥
الاذکار النبویه، ٣٢٢ شرح السنه للبغوی، ١١:٩٢

ترجمہ: اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

اور ایک روایت میں ہے: **لِسَیِّدِکُمْ.** اپنے سردار کے لئے

مشکل الاثار للطحاوی، ٢:٣٨ البدایه و النهایه، ٤:١٢٢

تاجدارِ کائنات ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے سیادت کا اطلاق کیا۔

اسی طرح تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ فَاطِمَةُ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

مسند احمد، ٣:٣ـ٦٢ مسند ابو یعلی / مسند ابن حبان
تاریخ بغداد، ١١:٩٠ ابن ماجه، ١١٨ مستدرك للحاكم، ٣:١٦٦، ١٦٧
المعجم الکبیر، ٣:٢٥ـ٢٨ الطبرانی مجمع الزوائد، ٩:١٧٨ـ١٨٢ـ١٨٣
الجامع الترمذی، ٣٧٦٨ مشکل الاثار، ٢:٣٩٣
موارد الظمآن للهیثمی، ٢٢٢٨ الدر المنثور، ٤:٢٦٢

Marfat.com

مشکوۃ المصابیح ، ٦١٥٤ المطالب العالیه لابن حجر، ٢٠١

کنز العمال ، ١٧٧٩٥ مصنف ابن ابی شیبه ، ٩٦:١٢

شرح السنه للبغوی ، ١٣٨:١٤ البدایه و النهایه ، ٥١:٢

حلیة الاولیاء ٤:١٣٩_١٤٠ امالی الشجری ، ١:٤٤_٢:٢٣٥

تاریخ اصفهان ، ٣٤٢ تاریخ جرجان للسهمی ، ٣٩٥

الکامل فی الضعفاء لابی عدی،٢:٦٣٨ کشف الخفا للعجلونی ، ١:٤٢٩

تذکرة الموضوعات للفتنی ، ٩٨ الدرر المنتثره فی الاحادیث المشتهره

للسیوطی ، ٧١ تهذیب خصائص علی للنسائی ، ٦٢،٦٧

تهذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ، ٢:٥٩_٤:٩٠،٢٥٥،٣١٧_٧:٣٦٨

ترجمہ : بے شک **سیدنا حسن** رضی اللہ عنہ اور **سیدنا حسین** رضی اللہ عنہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور **سیدہ فاطمة** رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

یہ بھی ایک طویل حدیث ہے۔ اسے **امام احمد بن حنبل، ابو یعلی ، ابن حبان، طبرانی** اور **حاکم** نے **سیدنا ابو سعید خدری** رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَیِّدُالشُّهَدَآءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَرَجُلٌ قَالَ اِلٰی اِمَامٍ جَائِرٍ فَاَمَرَهٗ وَ نَهَاهُ فَقَتَلَهٗ

مستدرك للحاكم ، ٤٨٨٤ ابو داؤد ، ١٩٥

مجمع الزوائد ، ٧:٢٦٦ المعجم الکبیر ، ٣:١٦٥

فتح الباری ، ٧:٣٦٨ اتحاف السادة المتقین ، ٧:٦٤

الترغیب و الترهیب ، ٣:٢٢٥ الدر المنثور ، ٢:٩٧

المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ، ٢:٣٠٧

کنز العمال ، ٣٣٢٦٣_٣٣٢٦٤_٣٣٢٧٣

Marfat.com

ترجمہ : سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ شہداء کے سردار ہیں۔اور وہ شخص جو ظالم حکمران کے سامنے ڈٹ جائے اس کا حکم نہ مانے اور وہ اسے قتل کردے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

شیخ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَيِّدُ الشُّهَدَآءِ جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ لَمْ يُنْحَلْ ذٰلِكَ اَحَدٌ مِّمَّنْ مَضٰى مِنَ الْاُمَمِ غَيْرِهٖ شَیْءٌ اَكْرَمَ اللّٰهُ بِهٖ مُحَمَّدًا وَابْنَ عَمِّهٖ.

امالی ، الامام ابو القاسم الحُرقی ، کنز العمال ، ۳۳۱۹۰_۳۶۹۳۷

ترجمہ : جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ شہداء کے سردار ہیں۔ان کے ساتھ فرشتے ہیں۔پچھلی امتوں میں سے کسی کو بھی وہ عطا نہ ہوا جو ان کی وجہ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عطا ہوا۔

سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی یہ منقبت اور اکرام فقط اس لئے ہے کہ تاجدارِ کائنات کے چچا زاد ہیں۔ان کا اکرام فی الحقیقت تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اکرام ہے۔

اسے ابو القاسم حُرقی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اپنی امالی میں روایت کیا ہے۔

(حرقی حاء کی پیش اور راء کے سکون سے ہے۔یہ تغلب کا بطن ہے۔ان کا نام عبد الرحمن ہے)

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَيِّدُ الْفَوَارِسِ اَبُوْ مُوْسٰى.

الطبقات الکبری، ٤:١:٧٩ کنز العمال ، ٣٣٤٧٥

ترجمہ : گھڑسواروں کے سردار ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس حدیث کو ابن سعد نے سیدنا نعیم بن یحی سے مرسلا اپنی طبقات میں روایت کیا ہے۔

Marfat.com

شیخ نے ارشاد فرمایا:

حَدِیْثٌ ضَعِیْفٌ یُعْمَلُ بِهٖ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ وَفِی الْمَنَاقِبِ.

ترجمہ : فضائل اعمال اور مناقب میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَیِّدُ کُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ فِی الْجَنَّةِ مِثْلَ الثُّرَیَّا فِی السَّمَآءِ.

تاریخ بغداد للخطیب ، ۵:۳۰۷_۷:۱۱۹ کنز العمال ، ۳۲۶۶۴ _ ۳۶۰۸۴

ترجمہ : جنت کے بڑھوں کے سردار سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور بے شک سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ جنت میں ایسے ہیں جیسے آسمان میں ثریا۔

یہ حدیث ضعیف ہے اسے خطیب نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَیِّدَاتُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَرْبَعٌ : مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَان ، وَ فَاطِمَةُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ خَدِیْجَةُ بنت خُوَیْلِد ، وَ آسِیَه.

مسند للحاکم ، ۳:۴۸۵۳ مجمع الزوائد ، ۹:۲۰۱ ، ۲۲۳

المعجم الکبیر ، ۱۱:۴۱۵ کنز العمال ، ۳۴۴۰۶ ، ۳۴۴۰۹

ترجمہ : جنت کی عورتوں کی سردار چار ہیں: مریم ، فاطمہ ، خدیجة اور آسیه رضی اللّٰه تعالٰی عنهن

اسے حاکم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث صحیح کے طور پر روایت کیا ہے۔

احادیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ روم کے سردار ہیں۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ فارس کے سردار ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ حبشہ کے سردار ہیں۔ طور پہاڑوں کا سردار ہے۔ بیر درختوں کا سردار ہے ۔ یہ ایک لمبی حدیث ہے۔

احادیث صحیحہ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ بدائع المنن للساعاتی ، ۴۲۹

Marfat.com

دنوں کا سردار جمعة المبارک ہے اور مہینوں کا سردار رمضان المقدس ہے۔

سنن ابنِ ماجه ، ١٠٨٤ مسند احمد بن حنبل ، ٣:٤٣٠

مستدرك للحاكم ، ١:٢٧٧ الدر المنثور ، ١:١٨٦ـ ٦:٢١٦ ، ٢١٨

بدائع المنن للساعاتی ، ٤٢٩ مجمع الزوائد ، ٢:١٦٣، ١٦٤ـ٣:١٤٠

التاريخ الكبير للبخاری ، ٤:٤٤ كنز العمال ، ٢١٠٣٨ـ٢١٠٦٧ـ٢٣٦٧٠

كشف الخفا للعجلونی ، ١:٥٥٧ تاريخ الطبری ، ١:١١٣ـ١١٤

مصنف ابن ابی شيبه ، ٢:١٤٩ صحيح ابن خزيمه ، ١٧٢٠٨

مسند الشافعی ، ٧٣ تهذيب تاريخ دمشق لابن عساكر ، ٧:٢٥٦

ان روایات سے سمجھ میں آتا ہے کہ ہر چیز کے لئے سردار ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ تمام انسانیت اور تمام انبیاء اور رسولوں کے بھی سردار ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . وَاَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ لِلْحَشْرِ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ.

الصحيح للمسلم ، الفضائل ٢٢٧٨ مسند احمد بن حنبل ، ٢٥٥٠ـ١٠٩٩٣

سنن ابو داوٗد ، سنة ١٢

ترجمہ : میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے حشر کے لئے میری قبر کھلے گی۔ میں ہی سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی۔

امام رافعی نے فرمایا: اس حدیث پاک میں دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے علاوہ لوگ شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول بھی ہوگی۔ سب سے پہلے آپ ﷺ کا شفاعت کرنا اور سب سے پہلے آپ کی شفاعت کا قبول ہونا آپ ﷺ کا بلند مرتبہ ظاہر کرتا ہے۔

Marfat.com

اس حدیث پاک کوامام مسلم نے اپنی صحیح میں اور امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ وَ بِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ بَنِیْ آدَمَ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ وَ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ.

الصحیح للمسلم ، الفضائل ٣ مسند احمد بن حنبل ، ١:٢٨١_٣:٢
الترمذی ، ٣١٤٨_٣٦١٥ مشکوۃ المصابیح ، ٥٧٤١_٥٧٦١
الشفا للقاضی عیاض ، ١:٣٩٩ شرح السنہ للبغوی ، ١٣:٢٠٤
مناھل الصفا ، ٣٢ تفسیر القرطبی ، ٣:٢٦٢_٤:٨٤_٥:٦١_١٠:٤٩ ، ٣١٠
الترغیب و الترھیب ، ٤:٤٤٢ المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ،
موارد الظمآن للھیثمی ، ٢١٢٧ ٣:١٥٧_٤:١٦٦
اتحاف السادۃ المتقین ، ٩:٢٢٥_١٠:٤٨٨، ٤٨٩، ٤٩٢
دلائل النبوۃ لابی نعیم ، ١:١٣ کنز العمال ، ٣١٨٨١ ، ٣١٨٨٢ ، ٣٢٠٣٣
، ٣٩٠٥٢ الاتحافات السنیہ ، ١٩١ البدایہ و النھایہ ، ١:١٧١ ، ٢٨٥ -
٢:٢٥٧ الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف لابن حجر ، ٩٠

ترجمہ : میں اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور فخر نہیں ہے۔ میرے ہی ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور فخر نہیں ہے۔ آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سبھی اس کے نیچے ہوں گے۔ سب سے پہلے میری قبر کی زمین پھٹے گی اور فخر نہیں ہے۔ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی اور فخر نہیں ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل اور امام ترمذی نے سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

Marfat.com

شیخ نے ارشاد فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

شفاعت کی تمام قسموں سے کوئی شخص تاجدارِ کائنات ﷺ سے پہل نہیں کرے گا۔ نہ کوئی فرشتہ، نہ رسول، نہ کوئی اور انسان۔ سب سے پہلے آپ ﷺ کا شفاعت کرنا اور سب سے پہلے آپ ﷺ کی شفاعت قبول ہونا یہ آپ ﷺ کی عظمت ہے۔

ان فضائل کی تاجدارِ کائنات ﷺ نے خبر دی کیونکہ ان کی تبلیغ کا آپ ﷺ کو حکم دیا گیا تھا تا کہ ان فضائل پر اعتقاد کا وجوب مرتب ہو، آپ کے دین میں داخل ہونے کی رغبت ہو، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان کی تعمیل ہو۔

﴿ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ﴾

القرآن الحکیم الضحیٰ ۹۳:۱۱

ترجمہ: اور اپنے ربِ (کریم) کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے۔

یہ معلوم ہو کہ آپ ﷺ سب نبیوں سے افضل ہیں اور آپ ﷺ کی اتباع میں آپ ﷺ کی امت سب امتوں سے افضل ہے۔

﴿ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ..... ﴾

القرآن الحکیم ال عمران ۳:۱۱۰

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت وبھلائی) کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔

ساری کائنات جانتی ہے کہ امتِ مصطفیٰ سب امتوں سے افضل ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن.

تعجب کن بات یہ ہے کہ انکار کرنے والوں کو تاجدارِ کائنات ﷺ کو سیدی اور مولای کے الفاظ سے پکارنے سے وحشت کیوں ہوتی ہے۔ حالانکہ اس کے اثبات پر قرآن حکیم اور احادیث طیبہ میں صریح دلائل موجود ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور ان کو ایسی ہدایت عطا فرمائے جو ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے قریب کر دے۔

Marfat.com

Marfat.com

تیسری فصل

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں

Marfat.com

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں

فوائد میں ہمارے علماء نے ارشاد فرمایا:

بہت سے لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جب تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت پاک کا ذکر ہو۔ وہ تعظیم کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ یہ قیام مستحسن ہے کیونکہ اس میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی تعظیم ہے۔ کثیر تعداد میں ایسے علماءِ امت کا یہ معمول رہا ہے جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے۔

اگر چہ یہ قیام بدعت ہے مگر بدعتِ حسنہ ہے۔ ہر بدعت مذموم نہیں ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی نمازِ تراویح کے اجتماع کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ

ترجمہ: یہ بدعت اچھی ہے۔

الصحیح البخاری ، التراویح ۱ مؤطا لامام مالك ، رمضان ۳

اسی طرح کے کلمات امیر المومنین سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی ارشاد فرمائے۔

سلطان العلماء عز بن عبد السلام نے ارشاد فرمایا:

بدعت کی پانچ اقسام ہیں۔ آپ نے نہایت تفصیل سے اس کی مثالیں ذکر کی ہیں، مخالف ان کا انکار نہیں کر سکتا۔ وہ پانچ اقسام یہ ہیں۔

بدعتِ واجبہ بدعتِ محرمہ بدعتِ مندوبہ بدعتِ مکروھہ

بدعتِ مباحہ

آپ نے ارشاد فرمایا: طریق یہ ہے کہ بدعت کو شرعی قواعد پر پیش کیا جائے گا۔

بدعت اگر ایجاب کے قواعد میں داخل ہو تو وہ بدعتِ واجبہ ہوگی۔

بدعت اگر تحریم کے قواعد میں داخل ہو تو بدعتِ محرمہ ہوگی۔

Marfat.com

بدعت اگر ندب کے قواعد میں داخل ہوتو بدعتِ مندوبہ ہوگی۔
بدعت اگر مکروہ کے قواعد میں داخل ہوتو بدعتِ مکروہہ ہوگی۔
بدعت اگر مباح کے قواعد میں داخل ہوتو بدعت مباحہ ہوگی۔

مندرجہ ذیل مثالیں بدعتِ واجبہ کی ہیں۔

علمِ نحو کے ساتھ مشغول ہونا جس سے کلامِ الٰہی اور کلامِ رسول سمجھا جاتا ہے، بدعتِ واجبہ ہے۔ کیونکہ شریعت کی حفاظت واجب ہے اور شریعت کی حفاظت علمِ نحو جانے بغیر ممکن نہیں ہے اور واجب جس پر موقوف ہو وہ بھی واجب ہوتا ہے۔

کتاب وسنت کے غریب کلمات کو لغت سے زبانی یاد کرنا۔
فقہ کی اساس کی تدریس۔
جرح اور تعدیل میں کلام۔
صحیح کی سقیم سے تمیز۔

اس امر پر دلائل قائم ہیں کہ شریعت کی حفاظت فرضِ کفایہ ہے اور جو چیزیں ہم نے ذکر کی ہیں ان کے بغیر شریعت کی حفاظت ممکن نہیں ہے۔

مندرجہ ذیل مثالیں بدعتِ محرمہ کی ہیں۔

قدریہ، جبریہ، مرجئہ اور مجسمہ وغیرہ مذاہب کا رد بدعتِ واجبہ سے ہے۔

مندرجہ ذیل مثالیں بدعتِ مندوبہ کی ہیں۔

فوجی چوکیاں، مدارس اور ہر اچھی چیز جو پہلے زمانہ میں نہ تھی۔ اسی قسم میں نمازِ تراویح ہے۔ تصوف کی باریکیوں میں اور جدل میں کلام کرنا۔ اور مسائل پر استدلال کے لئے مجالس قائم کرنا ہے۔ اگر ان سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔

مندرجہ ذیل مثالیں بدعتِ مکروھہ کی ہیں۔

جیسے مسجدوں کو گچ کرنا اور ان کی آرائش وزیبائش۔

مندرجہ ذیل مثالیں بدعتِ مباحہ کی ہیں۔

Marfat.com

صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا۔

کھانے، پینے، لباس اور رہائش میں توسع۔

ٹوپیاں پہننا۔ آستینیں لمبی رکھنا۔

ان میں سے بعض کے متعلق علماء نے اختلاف کیا ہے اور ان کو بدعاتِ مکروھہ میں شمار کیا ہے اور بعض دوسروں نے ان کو ان سنتوں میں شمار کیا جو دورِ رسالت اور بعد میں جاری تھیں جیسے نماز میں اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا۔

ان علماء نے ارشاد فرمایا:

یہ بحث تاجدارِ کائنات ﷺ کے اس فرمان کے خلاف نہیں ہے۔

اِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ ، فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.

الصحیح للمسلم ، الجمعة ٤٢ مسند احمد بن حنبل ، ٤:١٢٧ ، ١٢٦

ترجمہ : نئے امور سے بچو بے شک ہر نیا امر گمراہی ہے۔

اور

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.

الصحیح البخاری ، الصلح ٥ مسند احمد بن حنبل ، ٦:٢٧٠ ، ٢٤٠

ترجمہ : جس شخص نے ہمارے اس امر یعنی ہماری شریعت میں نیا کام رواج دیا وہ مردود ہے کیونکہ یہاں کلمات عام ہیں مگر مراد معنی خاص ہے۔

سیدنا امام شافعی نے ارشاد فرمایا:

یعنی جو کام نیا ہو اور قرآن حکیم، سنتِ مطہرہ یا اجماع کے خلاف ہو، وہ بدعت ضالّہ ہے اور نیا کام اچھا ہو اور ان میں سے کسی کے بھی خلاف نہ ہو وہ بدعتِ محمودہ ہے۔

سلطان العلماء کا کلام یہاں پر ختم ہوا۔

بدعت کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔

بدعتِ حسنہ اور بدعتِ مذمومہ۔

Marfat.com

اس پر تاجدارِ کائنات ﷺ کا یہ فرمان دلیل ہے:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَیِّئَةً فَعَلَیْهِ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ.

الصحیح للمسلم، الزکوۃ ٦٩

ترجمہ: جس شخص نے کسی نئی سنت کو ایجاد کیا اس کے لئے اپنا اجر اور قیامت تک اس سنت پر عمل کرنے والوں کا بھی اجر ہے اور جس نے کسی بری سنت کو ایجاد کیا اس کے لئے اپنا گناہ اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا بھی گناہ ہے۔

اب سوچیں کیا تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت کے دن ان کی ولادت کے ذکر کے وقت قیام بدعت ہے؟

کیا تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت کے دن خوشی اور مسرت کا اظہار بدعت سیئہ ہے؟ اہل ایمان کے ہاں ایسا کبھی بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ ان کی عزت اور سعادت کے ظہور کا دن ہے۔ اس کو کافر ناپسند کریں گے کیونکہ یہ دن ان کی ذلت اور بدبختی کے ظہور کا دن ہے اور مسلمانوں کو ہرگز یہ محبوب نہ ہوگا کہ ان کے ساتھ مشابہت کریں اور ان کی سنت پر عمل کریں۔

اللہ ﷻ ہم سب کو اس سے اپنی پناہ عطا فرمائے۔

اس بدعت کی مثال ایسے ہے جیسے مصحف میں قرآنِ حکیم کو جمع کرنا۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایسا نہیں تھا۔ ابتداء میں تو **سیدنا صدیق اکبر** رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں اس سے یہ کہہ کر منع فرمایا:

یہ ایسا کام ہے جو تاجدارِ کائنات ﷺ نے خود نہیں فرمایا:

سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ اس کی وضاحت فرماتے رہے یہاں تک کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھل گیا اور آپ مصحف کی تیاری پر آمادہ ہو گئے۔

یہ کام بدعت محمودہ تھا اور بدعتِ واجبہ تھا۔ اگر یہ کام نہ ہوتا تو آج ہمیں قرآنِ

Marfat.com

حکیم کا کچھ بھی میسر نہ آتا۔

اسی طرح احادیث طیبہ کو جمع کرنے کی بدعت ہے۔ یہ کام خلیفہ راشد خلیفۂ حق و عدل سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے حکم سے ہوا۔ اگر یہ بدعتِ حسنہ معرضِ وجود میں نہ آتی تو سنتِ رسول سے کچھ بھی ہمیں میسر نہ ہوتا۔

اسی طرح امام اعظم ابو حنیفة رضی اللہ عنہ نے عبادات، معاملات اور دیگر فقہ کے ابواب مرتب کرنے کا نیا کام کیا۔ ابواب، فصول، فروع اور مسائل کو جمع کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو مسلمانوں کی طرف سے اچھی جزاء دے۔ آئمہ دین نے ان کے طریق کی اتباع کی اور تبویب، تفریع اور دیگر امور میں مزید حسن پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اچھی جزاء دے۔

اسی طرح شریعت کے تمام احکام میں اصول فقہ کے فن کی اختراع ہے۔ یہ کتاب اللہ، سنت اور اجماع علماء پر مشتمل ہے۔ اس میں ناسخ، منسوخ، مجمل، مفصل، خاص، عام اور شریعت کے دوسرے احکام واجب، مندوب، مکروہ اور حرام کا بیان ہے۔

امام محمد بن ادریس شافعی نے جائز مباح کی اختراع کی۔ آپ نے علماء کے لئے آیت اور حدیث کے مفہوم سے استنباط کا دروازہ کھولا۔ اس پہلے علماء کرام آیات اور احادیث کے صرف ظاہری مفہوم کو ہی سمجھتے تھے۔

اسی لئے یہ کہا گیا ہے:

کوئی ایسا متبحر عالم نہیں ہے جس پر سیدنا امام شافعی کا احسان نہ ہو۔

اسی طرح علم اصولِ حدیث ہے۔ یہ علم اس صورت میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہیں تھا۔ یہ سارے کام بدعت ہیں مگر بدعاتِ واجبہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے لئے ان اچھے نئے کاموں کو ان لوگوں کو رسوا کرتے ہوئے جو بدعتِ حسنہ اور بدعتِ مذمومہ کے فرق کو نہیں سمجھتے، اور زیادہ فرمائے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ذکر کے وقت قیام، امت کے بہت

Marfat.com

بڑے عالم دین وتقویٰ میں آئمہ کے مقتدیٰ امام تقی الدین السبکی سے ثابت ہے۔اس عمل کے آپ کے زمانہ اور بعد کے مشائخ اسلام نے اقتداء کی۔بعض علماء کرام نے حکایت کی ہے۔

امام سبکی کے ہاں ان کے زمانہ کے کثیر علماء جمع تھے۔ان کی موجودگی میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی تعریف میں بخاری شریف کے ختم کے موقع پر کسی نے امام صرصری کے یہ اشعار پڑھے۔

قَلِیْلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰی اَلْخَطُّ بِالذَّهَبِ
عَلٰی وَرَقٍ مِّنْ خَطِّ اَحْسَنُ مِنْ کُتُبِ
وَ اِنْ تَنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سِمَاعِهٖ
قِیَامًا صُفُوْفًا اَوْ جَثِیًّا عَلَی الرُّکُبِ

ترجمہ: اگر سونے کے ساتھ حسین ترین خط میں بھی تاجدارِ کائنات ﷺ کی تعریف لکھی جائے اور اشراف ان کا نام سنتے ہی صف در صف یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں تو اس کا حق ادا نہیں ہوتا۔

یہ سنتے ہی امام سبکی اور مجلس میں موجود تمام علماء کھڑے ہو گئے۔(اس ادب کی وجہ سے) ان کو مجلس میں بہت زیادہ انس حاصل ہوا۔یہ مخالفین کیا جانیں، اور پھر یہ مخالفین کیا جانیں کہ یہ بہت زیادہ انس کیا ہے؟ اس کو تو وہی پہچانتے ہیں جو ان خوش نصیبوں سے ہیں اور ان کے دل ان خوش نصیبوں کے دلوں جیسے ہیں۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

قِیَامِیْ لِلْعَزِیْزِ عَلَیَّ فَرْضٌ — وَ تَرْکُ الْعِرْضِ اَنّٰی یَسْتَقِیْمُ
عَجِبْتُ لِمَنْ لَهٗ عَقْلٌ وَ لُبٌّ — یَرٰی هٰذَا الْجَمَالَ وَ لَا یَقُوْمُ

ترجمہ: دوست کی تعظیم میں کھڑا ہونا مجھ پر فرض ہے۔تعظیم کو چھوڑ دینا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

Marfat.com

صاحبِ عقل وخرد سے یہ امر تعجب انگیز ہے کہ وہ اس حسن کو دیکھے مگر کھڑا نہ ہو۔

پیروی کے لئے یہ کافی ہے۔امام ابنِ حجر نے تاجدارِ کائنات ﷺ کے اس جہاں میں ظہور کے ذکر کے وقت قیام کو جائز قرار دیا ہے۔اس کا کسی نے بھی انکار نہیں کیا بلکہ متقی علماء کا اس پر اجماع ہے۔شرط یہ ہے کہ قیام تاجدارِ کائنات ﷺ کے ساتھ نیکی، اکرام، اجلال اور اعظام کے لئے ہو، ریا کاری کے لئے نہ ہو۔بلکہ ابنِ عبد السلام اور ابن صلاح نے تو اس پر وجوب کا فتویٰ دیا ہے۔کیونکہ اس کا چھوڑ دینا عدمِ تعلق کی علامت بن گیا ہے۔اکثر متاخرین اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔ہم نے ہرگز نہیں سنا کہ کسی نے لشکروں کے سامنے جھنڈوں کو یا بادشاہ کو سلامی دینے لئے کھڑے ہونے والوں کو کافر کہا ہو۔حالانکہ یہ عمل اسلامی تعلیمات سے دور ہے اور نہ ہی اس میں کسی کی سنت ہے۔کس قدر برا ہے، کس قدر خیر سے محرومی ہے اور کس قدر نظریاتی افلاس ہے جو تاجدارِ کائنات اور جہان کے نجات دہندہ ﷺ کی ولادت کے ذکر کے وقت تعظیم وتکریم اور ادب ومحبت سے کھڑے ہونے والوں کو کافر کہے۔

میرا رخسار روندنے کے لئے آپ کے نعلین مقدس کے لئے حاضر ہے۔

ابن الحجر الهيثمی نے ارشاد فرمایا:

حاصل کلام یہ ہے کہ بدعتِ حسنہ کے استحباب پر اتفاق ہے۔میلاد النبی ﷺ کی محافل اسی زمرے میں آتی ہیں۔یعنی یہ بدعتِ حسنہ ہیں۔

اسی لئے امام ابو شامه شیخ امام نووی نے ارشاد فرمایا:

ہمارے زمانہ کی یہ کتنی اچھی بدعت ہے جو لوگ ہر سال تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت کی مناسبت سے صدقات اور نیک کام کرتے ہیں۔زینت اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔اس عمل میں فقراء پر احسان کے ساتھ ساتھ تاجدارِ کائنات ﷺ کے ساتھ محبت اور تعظیم کا اظہار بھی ہے۔اور اللہ ﷻ کا شکر بھی ہے کہ اس نے تاجدارِ کائنات ﷺ کی پیدائش کے ساتھ ہم پر احسان فرمایا ہے کہ ان کو ساری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

Marfat.com

فی الحقیقت تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت ہمارے لئے سب سے بڑی عید اور سب سے بڑی مسرت ہے۔ سب سے جلیل فخر اور سب سے مکرم دن ہے۔

الباعث علی انکار البدع والحوادث ، ١٣

امام سخاوی نے ارشاد فرمایا:

پہلی تین صدیوں میں سلف نے اس انداز سے میلاد نہیں منایا یہ بعد میں ہوا ہے۔ پھر تمام اہل اسلام دنیا اور جہان کے تمام اطراف میں میلاد مناتے رہے ہیں۔ میلاد کی راتوں میں مختلف صدقات دیتے رہے ہیں۔ اور تاجدارِ کائنات ﷺ کے مولد شریف کے پڑھنے کا اہتمام کرتے رہے ہیں۔ اس عمل سے ہر طرح کی رحمتیں اور برکتیں ان پر ظاہر ہوتی رہی ہیں۔

سبل الهدی ، ١ : ٤٣٩

امام ابن جوزی نے ارشاد فرمایا:

میلاد منانے کے خواص سے یہ ہے کہ اس سال (آفات) سے امان رہتی ہے اور مقاصد اور مرادوں کے حصول کی بشارت ملتی ہے۔

المولد النبوی ، ٥٨

یہ ان علماءِ اسلام کے فرمودات ہیں جن پر حلال اور حرام کی معرفت موقوف ہے۔ یہ علماءِ اسلام اس عظیم دن کی فضیلت کو جانتے ہیں۔ اور اس دن میں اترنے والی خیرات کا اعلان کرتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اِذَا رَضِیْتَ عَنِّی کِرَامَ عَشِیْرَتِیْ
فَلَا زَالَ غَضْبَانًا عَلَیَّ لِئَامُهَا

ترجمہ: اگر میرے قبیلہ کے معززین مجھ پر راضی ہیں۔
تو قبیلہ کے کمینہ صفت لوگ تو مجھ پر ناراض ہی رہیں گے۔

اسلامی بادشاہوں میں سب سے پہلے محفل میلاد کا باقاعدہ اہتمام عظیم، عقل مند،

Marfat.com

بہادر، جرأت مند، کریم، عادل، سرداراور عالم باعمل بادشاہ مظفر ابو سعید صاحب اربل نے کیا۔ان کے لئے حافظ ابن دحیہ نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام التنویر فی مولد البشیر النذیر ہے۔مظفر بادشاہ نے ان کو ایک ہزار درہم انعام دیا۔ ملک مظفر میلاد کا اہتمام کرتا تھا۔ملک مظفر ہمیشہ موت تک کفار کے لشکر اور ہتھیاروں کے زیادہ ہونے کا باوجود کامران رہا۔وصال کے وقت 630 میں آپ انگریزوں کے شہر عکا کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔آپ خوبصورت بھی تھے اور خوب سیرت بھی تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ناکام اور نامراد کرے۔حالانکہ آپ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کیا۔محبت کرنے والے کی اس کے علاوہ کیا جزاء ہے کہ اس سے بھی محبت کی جائے۔

سبط ابن الجوزی نے مرأة الزمان میں ارشاد فرمایا:

بعض لوگ جو سلطان مظفر کی محفل میلاد میں شریک ہوئے انہوں نے مجھ سے بیان فرمایا:

سلطان مظفر نے اس محفل میں 5000 بکروں کے سر روسٹ کئے تھے۔ 10000 مرغ تھے۔100000 اور 30,000 حلوئی کی پلیٹیں تھیں۔اس محفل میلاد میں جلیل القدر صوفیاء کرام اور علماء عظام شریک تھے۔سلطان نے ان کو خلعتیں پہنائی تھیں۔ سلطان محفل میلاد پر 300,000 دینار خرچ کرتا تھا.....ابن الجوزی کا کلام ختم ہوا۔

سبحان اللہ سلطان تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا کس قدر قدردان تھا۔ اور سلطان کے دل میں کس قدر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی۔محبت اور محبت کرنے والوں کو اسی طرح ہونا چاہیے۔

سلطان کے لئے اس نئی سنت کا اجر ہے اور جو قیامت تک ایسا کرے گا اس کا بھی سلطان کے لئے اجر ہے۔

امیر المؤمنین فی الحدیث ابنِ حجر اور امام جلال الدین سیوطی نے

Marfat.com

محافلِ میلاد کی اصل سنت سے استنباط کی ہے اور فاکھانی مالکی کا رد کیا ہے۔

فاکھانی مالکی نے کہا ہے:

محافلِ میلاد کا اہتمام بدعتِ مذمومہ ہے۔

محافلِ میلاد کی اصل صحیحین میں ہے۔

جب تاجدارِ کائنات ﷺ مدینہ منورۃ تشریف لائے۔آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہود 10 محرم الحرام کا روزہ رکھتے ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ان کے روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی۔

یہود نے عرض کی: یہ وہ دن ہے جس دن اللہ ﷻ نے فرعون کو غرق کیا اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی۔ہم شکر کا روزہ رکھتے ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نَحْنُ اَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْکُمْ.

الصحیح البخاری، الانبیاء ٢٤ الصحیح للمسلم، ٧٩٥

سنن ابو داؤد، ٢٤٤٤ التمهید لابن عبد البر، ٧:٢٠٩

فتح الباری، ٧:٢٧٤

ترجمہ: ہم تم سے زیادہ (سیدنا) موسیٰ علیہ السلام کے قریب ہیں۔

یہود نے روزہ کو شکر اور مسرت کے طور پر رکھا کیونکہ اس دن اللہ ﷻ نے دین کو غالب کیا تھا اور کافروں پر عذاب نازل کیا تھا۔محافلِ میلاد کو مسلمانوں نے شکر مسرت کا اظہار بنایا ہے کیونکہ اس دن اللہ ﷻ نے ان کو ظاہر فرمایا جنہوں نے اللہ ﷻ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کیا اگرچہ مشرک لوگ اس کو ناپسند کرتے رہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت کی جب ابو لھب کی لونڈی ثویبہ نے اسے بشارت دی تو ابو لھب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کو آزاد کر دیا۔اللہ ﷻ نے ابو لھب کو اس عمل کی جزاء دی کہ سوموار کے دن قبر میں اس کا عذاب ہلکا کر دیا۔اور اس کی

Marfat.com

انگلیوں سے سوموار کے دن میٹھا پانی نکالا جسے وہ پیتا ہے۔

جیسا کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

الصحیح البخاری ، النکاح ۵۱۰۱

حافظ الشام شمس الدین محمد بن ناصر پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، نے کیا خوب کہا ہے۔

اِذَا کَانَ ھٰذَا کَافِرٌ جَآءَ ذَمُّهٗ وَ تَبَّتْ یَدَاهُ فِی الْجَحِیْمِ مُخَلَّدَا

اَتٰی اَنَّهٗ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ دَائِمًا یُخَفَّفُ عَنْهُ لِلسُّرُوْرِ بِاَحْمَدَا

فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِیْ کَانَ عُمْرُهٗ بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَ مَاتَ مُوَحِّدَا

ترجمہ : جب یہ کافر جس کی مذمت قرآن حکیم میں بیان ہوئی ہے یہ ٹوٹے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ہے۔تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی پر سوموار کے دن اس سے بھی عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے۔تو اس امتی کے بارے تیرا کیا گمان ہے جو زندگی بھر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر خوشی کا اہتمام کرتا رہا۔

الحسن المقصد فی عمل المولد لسیوطی ، ٦٥

ہم تو اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے خوشی کا اظہار کریں، محافل میلاد کا اہتمام کریں۔اللہ تعالیٰ نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہان میں ظاہر فرما کر ہم پر بہت بڑا احسان فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید کی طرف بلاتے ہیں۔آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حق کے راستہ کی طرف ہدایت کی اور دردناک عذاب سے بچالیا۔

امام ابو نعیم نے حلیۃ اولیاء میں وھب بن منبہ سے نقل کیا ہے۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔اس نے 100 سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔جب وہ مرا تو لوگوں نے اسے کی میت کو اٹھایا اور گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔

Marfat.com

اللہ ﷻ نے سیدنا موسی علیہ السلام کی طرف وحی کی:

اَنْ اَخْرِجْهُ فَصَلِّ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اس بندے کو گندگی کے ڈھیر سے اٹھاؤ اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کرو۔

سیدنا موسی علیہ السلام نے عرض کی:

يَا رَبِّ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ شَهِدُوْا اَنَّهٗ عَصَاكَ مِائَتَى سَنَة.

ترجمہ: اے میرے رب! بنو اسرائیل اس امر پر گواہ ہیں کہ اس نے دو سو سال تیری نافرمانی کی۔

اللہ ﷻ نے دوبارہ سیدنا موسی علیہ السلام کی طرف وحی کی:

هٰكَذَا كَانَ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَ نَظَرَ اِلٰى اِسْمِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم قَبَّلَهٗ وَ وَضَعَهٗ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَ صَلّٰى عَلَيْهِ، فَشَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ وَ غَفَرْتُ ذُنُوْبَهٗ وَ زَوَّجْتُهٗ سَبْعِيْنَ حَوْرَاءِ.

حلية الاولياء، ٤:٤٥

ترجمہ: وہ اسی طرح ہے لیکن وہ جب کبھی تورات کو کھولتا اور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو دیکھتا تو اسے چومتا اور اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ لیتا۔ میں نے اس کے اس عمل کو قبول فرمالیا ہے۔ اس کی بخشش کردی ہے اور اس کی 70 حوروں کے ساتھ شادی کردی ہے۔

پس وہ شخص کیسا ہے جو تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور آپ کی محبت میں فنا ہو جاتا ہے۔ آپ کی تعظیم کرتا ہے اور محض آپ کی محبت میں آپ کی ولادت کی خوشی میں اپنا مال فقیروں اور مسکینوں میں خرچ کرتا ہے۔ میلاد کی رات اللہ ﷻ کے ذکر اور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام میں بسر کرتا ہے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور ولادت سے پہلے اور بعد میں ہونے والے معجزات کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ ﷻ کی ان پر تازندگی ہونے والی نصرت وتائید اور آپ کے فضائل، خصائل اور اخلاق کا ذکر کرتا ہے۔ تاکہ اہل ایمان اس سے اپنے لئے اُسوہ حاصل کریں۔ اللہ ﷻ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق

Marfat.com

سے جو عالمین پر فضل فرمایا اور جو اس امت نے بطورِ خاص شرفِ عظیم حاصل کیا اس کا ذکر کرتا ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت پر سارے عالمین فرحت ومسرت کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ اللہ ﷻ کے علاوہ سب کچھ عالم کے زمرہ میں ہے۔ 12 ربیع الاول کی رات جو مسلمان بیداری کرتے ہیں یہ وہ عظیم مجالس ذکر ہیں جن کو آسمان دنیا کے فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ پس خوشخبری ہے ان مجالس میں شریک ہونے والوں کے لئے اور محرومی ہے ان کی حاضری سے محروم رہنے والوں کے لئے۔

اللہ ﷻ نے قرآنِ حکیم میں ہمارے لئے سیدنا موسی علیہ السلام سیدنا عیسی علیہ السلام سیدنا یحی بن زکریا علیہ السلام کی ولادت کے وقت ظاہر ہونے والے واقعات کو بیان فرمایا ہے۔ ان کی تمام سیرت اور فضیلت کو ذکر فرمایا ہے۔ پس تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادتِ پاک کا بھی ذکر کرنا بدعت نہیں ہے بلکہ اللہ ﷻ کی سنت ہے۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت کا ان کی فضیلت کی وجہ سے بیان فرمایا ہے اور تاجدارِ کائنات ﷺ تو اپنی آیات، خصوصیات، سیرتِ مبارکہ کے اعتبار سے سب سے افضل ہیں۔ اللہ ﷻ نے ان پر جو انعام اور احسان فرمائے، وہ دنیا اور آخرت میں کسی اور پر نہیں فرمائے۔ اور جس طرح کے احسانات آپ کی امتِ پاک پر فرمائے ایسے احسان گذشتہ امتوں میں سے کسی پر بھی نہیں فرمائے۔

اللہ ﷻ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ..... ﴾

القرآن الحکیم، آل عمران ۳:۱۱۰

ترجمہ: تم ان سب امتوں میں بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔

بے شک ہمارا تلاوت کرنا یہ اللہ ﷻ کے حکایت فرمانے کی اقتداء ہے۔ اللہ ﷻ نے پچھلے انبیاءِ کرام کا ذکر فرمایا بلکہ اپنے اولیاءِ کرام جیسے سیدہ مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کا ذکر فرمایا ہے۔

Marfat.com

تو اگر اہلِ اسلام تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت کے واقعات اور سیرتِ پاک بیان کریں تو کیا یہ برا ہے؟ حالانکہ قرآن پاک اس امر میں سبقت کر گیا ہے۔ اور یہ اللہ ﷻ کی سنت ہے اور اسی سے علماء کرام نے نقل فرمایا ہے۔

اللہ ﷻ تاجدارِ کائنات ﷺ اور ان سے پہلے انبیاءِ کرام کے تصدق سے ہمیں ان کاموں کی توفیق دے جن سے وہ محبت کرتا ہے اور جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور ان کاموں سے ہمیں محفوظ فرمائے جن سے وہ محبت نہیں فرماتا اور جن کو پسند نہیں کرتا۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کی سیرت، شمائل، خصائص اور فضائل کے دروس علم واجب سے ہیں جو ہر مسلمان کو سیکھنے چاہیے۔ آپ کی سیرتِ پاک کے بیان سے دفاتر بھرے پڑے ہیں۔ ان کو پڑھنا اور بار بار بیان کرنا آپ ﷺ کی محبت کو حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کی محبت اصلِ ایمان ہے۔ جس شخص کو تاجدارِ کائنات ﷺ کی محبت حاصل نہیں ہے وہ صاحبِ ایمان نہیں ہے۔ بلکہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے اس شخص کی ایمان کی نفی کی ہے جسے آپ سے ساری کائنات، اہلِ خانہ، مال، اولاد، والدین، تمام لوگوں، حتی کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جائیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت پر صرف شیطان غم زدہ ہوا۔

ابنِ مخلد کہتے ہیں کہ شیطان چار بار چیخا چلایا۔

جب اس پر لعنت و پھٹکار پڑی۔

جب اس کو زمین کی طرف اتارا گیا۔

جب تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت ہوئی۔

جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

Marfat.com

Marfat.com

چوتھی فصل

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اپنے نیک بندوں کی تعظیم، ان کی رعایت، ان کی خواہشات کی تکمیل میں جلدی، ان کی محبت کی وجہ سے گمراہی کے گڑھوں میں ان کے قدموں کے لڑکھڑانے میں ان کی حفاظت، جس کا وہ سوال کریں وہ ان کو عطا کرنا، جس کے لئے وہ پناہ مانگیں ان کو پناہ عطا کرنا، پاکیزہ زندگی کے ساتھ ان کو سعاداتِ دارین کے ساتھ شاد کام رکھنا، ان کو خوب صورت موت دینا، قیامت کے بہت زیادہ گھبرانے کے دن ان کو امن دینا اور دنیا آخرت میں ان کی اولاد کا خیال رکھنا۔

Marfat.com

مقام اولیاء کرام

یاد رہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نیک بندوں کی رعایت فرماتا ہے۔ان کے دین کی حفاظت کرتا ہے۔ان کی زندگی میں گمراہی کے گڑھوں میں ان کے قدموں کو لڑکھڑانے سے محفوظ رکھتا ہے۔موت کے وقت ان کے دین کی نگہبانی فرماتا ہے اور یہ عین محبت ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ..... ﴾

القرآن الحکیم البقرہ ۲:۲۵۷

ترجمہ : اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لے جاتا ہے۔

یہ ان کی حفاظت ہوتی ہے تا کہ وہ گمراہی کے گڑھوں میں نہ گریں۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۚ وَ هُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ ﴾

القرآن الحکیم الاعراف ۷:۱۹۶

ترجمہ : یقیناً میرا حمایتی اللہ ہے جس نے یہ کتاب اتاری اور وہ نیک بندوں کی حمایت کیا کرتا ہے۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صالحین کو اپنی تولیت کے لئے خاص فرمایا۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے گرد ہم منڈلاتے ہیں۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾

القرآن الحکیم الحج ۲۲:۵۴

ترجمہ : اور بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایمان والوں کو راہ راست کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہترین انداز سے ان کی حفاظت فرماتا رہتا ہے کیونکہ وہ ان کا متولی ہوتا

Marfat.com

ہے۔ان کو سیدھی راہ پر ہمیشہ گامزن رکھتا ہے کیونکہ وہ ان کا ہادی ہے۔

صحیحین میں سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے وقت یہ کہنے کا حکم فرمایا:

اِنْ قَبَضْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ.

الصحیح البخاری ، توحید ۱۳۔دعوات ۱۲

الصحیح للمسلم ، الدارمی ، استئذان ، ۱۵

ترجمہ : اگر تو میری روح کو قبض فرمالے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اس کو آزاد چھوڑے تو اس کی اس طرح حفاظت فرما جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

قرآن حکیم اور احادیث شاہد ہیں کہ صالحین محفوظ ہوتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ..... ﴾

القرآن الحکیم الانفال ۸:۲۴

ترجمہ : اور خوب جان لو کہ اللہ (کا حکم) انسان اور اس کے دل (کے ارادوں) کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

اس کے تحت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَالْمَعْصِیَةِ الَّتِیْ تَجُرُّهٗ اِلَی النَّارِ.

ترجمہ : اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندے اور اس گناہ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے جو اس جہنم میں لے جانے والا ہوتا ہے۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الْعَبْدَ لَیُهِمَّ بِالْاَمْرِ مِنَ التِّجَارَةِ وَالْاِمَارَةِ حَتّٰی یَتَیَسَّرَ لَهٗ فَیَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَیْهِ (وَهٰذَا النَّظَرُ نَظَرُ حَنَانٍ وَّ عَطْفٍ)

Marfat.com

فَيَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ : اِصْرِفُوْهُ عَنْهُ فَاِنَّهُ اِنْ يُسِّرَتْهُ لَهُ اَدْخَلَتْهُ النَّارَ فَيَصْرِفُهُ اللّٰهُ عَنْهُ فَيَظَلُّ يَتَطَيَّرُ بِقَوْلِهٖ سَبَّنِیْ فُلَانٌ وَاَهَانَنِیْ فُلَانٌ وَمَا هُوَ اِلَّا فَضَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِاَنَّهُ تَعَالٰی يَكْرَهُ اَنْ يَلْقٰی اَحَدًا مِنْ اَحْبَابِهٖ فِی النَّارِ.

ترجمہ : بندہ تجارت یا امارت کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے آسان کر دیا جاتا ہے۔ اللہ ﷻ اس کی طرف نظر فرماتا ہے (اور یہ نظر محبت اور شفقت کی ہوتی ہے) اللہ ﷻ فرشتوں سے فرماتا ہے۔

اس بندے کو اس سے دور کر دو۔ اگر یہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا تو یہی اسے دوزخ میں داخل کر دے گا پس اللہ ﷻ اسے اس کام سے دور کر دیتا ہے۔

پس وہ بدفالی لیتا رہتا ہے اپنے اس قول سے کہ مجھے فلاں نے گالی دی، فلاں نے میری اہانت کی۔ اور یہ صرف اللہ ﷻ کا فضل ہے۔ اللہ ﷻ اس امر کو پسند نہیں فرماتا کہ وہ اپنے احباب میں کسی کو دوزخ میں ڈالے۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی میں ہے جو طبرانی نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرَّجُلَ لَيَطْلُبُ الْحَاجَةَ فَيَزْوِيْهَا اللّٰهُ عَنْهُ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَّهُ فَيَتَّهِمُ النَّاسَ ظَالِمًا لَّهُمْ وَ فِیْ رِوَايَةٍ ظُلْمًا لَّهُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ سَبَعَنِیْ وَ عَارَضَنِیْ فِيْمَا طَلَبْتُهٗ لَيُؤْذِيْنِیْ وَلَوْتَأَمَّلَ وَ تَدَبَّرَ لَعَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَالْفَاعِلُ لِذٰلِكَ رَحْمَةً بِهٖ.

المعجم الکبیر، ۱۱:۳۵۹ کنز العمال ۳۰۲۲۳

جمع الجوامع، ۵۵۳۲ مجمع الزوائد، ۱۰:۱۵۱

ترجمہ : بے شک ایک شخص ایک حاجت طلب کرتا ہے۔ اللہ ﷻ اس کی بجائے اسے وہ عطا فرماتا ہے جو اس کے لئے بہتر ہوتی ہے۔ وہ بندہ لوگوں پر ظلماً تہمت لگاتا ہے پس وہ کہتا ہے کون مجھے تکلیف دینے کے لئے میری حاجت میں رکاوٹ بنا۔ حالانکہ اگر وہ غور و فکر

Marfat.com

کرے تو اسے معلوم ہو جائے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی رحمت کی وجہ سے کیا ہے۔

اسی طرح تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَیَتَعَھَّدُ عَبْدَہُ الْمُؤْمِنَ بِالْبَلَاءِ کَمَا یَتَعَھَّدُ الْوَالِدُ وَلَدَہُ بِالْخَیْرِ وَاِنَّ اللّٰہَ لَیَحْمِیْ عَبْدَہُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الدُّنْیَا کَمَا یَحْمِی الْمَرِیْضَ اَھْلُہُ الطَّعَامَ.

مستدرك للحاكم، ٤:٢٠٨ كنز العمال ٦٨٠١_٦٨١٨

جمع الجوامع ٥٠٠٧ شعب الايمان، امام ابن عساكر،

ترجمہ: بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ آزمائش سے اپنے مومن بندہ کی حفاظت کرتا ہے جس طرح باپ اپنے بیٹے کی خیر کے ساتھ حفاظت کرتا ہے۔ اور بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا سے اپنے مومن بندہ کو بچاتا ہے جس طرح گھر والے مریض کو کھانے سے بچاتے ہیں۔

اسے بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے اور ابن عساکر نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَحْمِیْ عَبْدَہُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الدُّنْیَا وَھُوَ یُحِبُّہُ کَمَا تَحْمُوْنَ مَرِیْضَکُمُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ تَخَافُوْنَ عَلَیْہِ.

مسند احمدبن حنبل، ٥:٤٢٧ جمع الجوامع، ٥٠٠٨

مستدرك للحاكم، ٧٤٦٥

ترجمہ: بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے مومن بندہ کی دنیا سے حفاظت کرتا ہے حالانکہ وہ اس سے محبت کرتا ہے جس طرح تم اپنے بیمار کی صحت کے پیش نظر اس کو کھانے اور پینے سے بچاتے ہو۔

اسے امام احمد نے محمود بن لبید سے اور امام حاکم نے سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مستدرک میں نقل کیا ہے۔

Marfat.com

ان احادیث میں مومن سے مراد مومن کامل ہے جس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ غیرت فرماتا ہے اور اس کی محبت کی وجہ سے اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ اسی قبیل سے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ..... وَفِيْ رِوَايَةٍ اَمَامَكَ.

الترمذی، ۲۵۱۶ مسند احمد، ۱:۲۹۳

مستدرك للحاكم، ۳:۵۴۱_۵۴۲ مجمع الزوائد، ۷:۱۸۹

عمل اليوم و الليلة، ۴۱۹ تفسير ابن كثير، ۸:۱۷۴

الدر المنثور، ۱:۶۶ كنز العمال، ۱۵۹_۴۴۱۶۵

ترجمہ: تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حفاظت کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (کے احکام) کی حفاظت کر تو اسے اپنی طرف متوجہ پائے گا..... اور ایک روایت میں ہے، اپنے سامنے پائے گا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ حقیقی حفاظت صالحین ہی کی فرماتا ہے۔ ان کے اہتمام پر ان کو جزاء عطا فرماتا ہے۔ ایسی مضبوطی کے ساتھ ان کی حفاظت فرماتا ہے جس کا ارادہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی آنکھ سے ان کی نگہبانی کرتا ہے جو کبھی سوتی نہیں اور وہ جہاں بھی ہوں اپنی رحمت سے ان کی پاسبانی کرتا ہے۔ ان کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہی فرمان کافی ہے۔

﴿ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ..... ﴾

القرآن الحكيم الحجر ۱۵:۴۲

ترجمہ: بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلتا۔

اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا صالحین پر بہت بڑا احسان ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ط اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم یوسف ۱۲:۲٤

ترجمہ : یوں ہوا تا کہ ہم یوسف سے برائی اور بے حیائی کو دور کر دیں۔ بیشک وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جو چن لئے گئے ہیں۔

اللہ ﷻ اپنے برگزیدہ بندوں سے ہر طرح کی برائی اور بے حیائی دور رکھتا ہے۔

سوء سے مراد ہر وہ چیز ہے جو انہیں دنیا اور آخرت میں اچھی نہ لگے اور ان کو ناگوار گزرے۔

فحشاء سے مراد ہر وہ چیز ہے جو انہیں اللہ ﷻ سے دور کر دے۔

یہ ایک ایسا فخر ہے جس سے بڑا کوئی فخر نہیں ہے اور یہ ایک ایسی عزت ہے جس سے بڑی کوئی عزت نہیں ہے۔

اللہ ﷻ ان کی خواہشات کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ اور ان کو ایسی راہ پر ڈالتا ہے جو ان کو مطلوب تک لے جاتی ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ط مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ..... ﴾

القرآن الحکیم یوسف ۱۲:۷٦

ترجمہ : یوں ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی۔ یوسف اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون میں نہیں رکھ سکتے تھے۔

اور یہ ایسے ہے کہ جب اللہ ﷻ نے جب سیدنا یوسف علیہ السلام کے دل کا بنیامین سے تعلق اور اشتیاق جانا تو انہیں اپنے بھائی کو روک رکھنے کی تدبیر بھائی۔ کید اور حیلہ سے اللہ ﷻ راضی نہیں ہوتا لیکن اللہ ﷻ نے اپنے بندے یوسف کی محبت اور ان کی رعایت کی وجہ سے انہیں داؤ سکھایا اور اس کید کی نسبت اپنی طرف فرما دی..... كِدْنَا لِيُوْسُفَ

اور اس کید کی نسبت سیدنا یوسف علیہ السلام کی برأت کے لئے ان کی طرف

Marfat.com

نہیں فرمائی۔ کیونکہ اگر اللہ ﷻ ارشاد فرماتا: كَذٰلِكَ كَادَهُمْ يُوْسُفُ اس طرح یوسف نے کید کو اختیار کیا۔ تو یہ ان کی شان میں نقص کو ظاہر کرتا۔ تو اللہ ﷻ نے پہلے ہی فرما دیا کہ یہ منصوبہ بندی اللہ ﷻ نے فرمائی۔

اللہ ﷻ کی اپنے محبوب بندوں کی رعایت کے ضمن میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے حق میں صحیحین کی یہ روایت ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام بہت حیادار تھے۔ کسی نے کبھی آپ کی شرم گاہ نہ دیکھی تھی۔ بنواسرائیل نے کہا: ان کے خصیے پھولے ہوئے ہیں یا ان کے جسم میں برص ہے۔

آپ نے ایک دن غسل فرمایا۔ اپنے کپڑے اتارے اور ایک پتھر پر رکھ دیئے۔ جب غسل مکمل ہوا۔ آپ کھڑے ہوئے تا کہ اپنے کپڑے پہنیں تو وہ پتھر بھاگ اُٹھا۔ آپ اس پتھر کے پیچھے بھاگے۔ آپ اس پتھر کو مارتے تھے اور فرماتے تھے۔ اے پتھر میرے کپڑے مجھے دو۔ اس طرح آپ کی قوم نے دیکھ لیا کہ آپ کو جسمانی عیب نہیں ہے۔ جس کی وہ آپ کو تہمت دھرتے ہیں۔ عصا مارنے کے چھ یا سات نشان باقی ہیں۔

اللہ ﷻ کی غیرت کو دیکھیں کہ کس طرح اللہ ﷻ نے ان کی ناپسندیدگی کے باوجود وہ چیز لوگوں کو دکھا دی جس کی وہ ان پر تہمت دھرتے تھے۔

اسی طرح اللہ ﷻ اپنے دوستوں کی نگہبانی فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مجبور نہیں کئے جاتے اور نہ حال ان کے لئے مکدر ہوتا ہے۔

اسی قبیل سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تاجدارِ کائنات ﷺ کے حق میں یہ فرمان ہے۔

مَا اَرٰی رَبَّکَ اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ هَوَاکَ.

ترجمہ: میں یہی دیکھتی ہوں کہ اللہ ﷻ آپ ﷺ کی خواہش (کی تکمیل) میں جلدی فرماتا ہے۔

الصحیح البخاری، ۸۸۷٤

Marfat.com

امام بخاری نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ وَمَا زَالَ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهُ فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَ يَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَأَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهُ وَاِنْ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُّ فِيْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيْ عَنْ قَبْضِ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَكْرَهُ مُسَاءَتَهُ.

الصحيح البخاری ، رقاق ۳۸

ترجمہ : جس شخص نے میرے دوست کے ساتھ دشمنی کی، اسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔اور میرا بندہ فرضوں سے بڑھ کر میری کسی محبوب چیز سے میرے قریب نہیں ہوتا۔اور میرا بندہ نوافل سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے۔یہاں تک میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔اس کی ٹانگیں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں۔اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور پناہ عطا کرتا ہوں۔اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہوں اس سے مومن کے نفس کو قبض کرتے وقت جیسا تردد نہیں کرتا کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی پریشانی کو ناپسند کرتا ہوں۔

اس حدیث میں کس قدر خصائص ہیں جن سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اولیاء کو مشرف فرمایا ہے۔

اولاً: پہلے ان سے دشمنی کرنے والوں کو اعلان جنگ دیا ہے۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ

Marfat.com

جس سے بھی جنگ فرمائے گا اس پر غالب آئے گا اور جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔

ثانیاً: یہ اطلاع دی ہے کہ وہ اس کے قریب ہیں اور یہ ان سے محبت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے سنتے ہیں۔ اس سے دیکھتے ہیں۔ اس سے پکڑتے ہیں۔ اس سے چلتے ہیں۔ ان کی ساری حرکات وسکنات اس کی نیابت میں ہوتی ہیں۔

ثالثاً: یہ جو بھی مانگیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو عطا فرماتا ہے اور ان کی طلب کو رد نہیں فرماتا۔

رابعاً: جس سے پناہ مانگیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو پناہ عطا فرماتا ہے۔ ہر اس چیز سے جس سے وہ خائف ہوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو امن دیتا ہے۔ جو شخص ان کو تکلیف اور اذیت دے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو سختی سے پکڑ لیتا ہے۔ ان تکلیفوں اور مصیبتوں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرماتا ہے۔

خامساً: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی ایسی خصوصیت کا ذکر کیا جس کی لطافت اور رقتِ عبارت سے عقلیں حیرت زدہ ہیں۔

اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہوں اس سے مومن کے نفس کو قبض کرتے وقت جیسا تردد نہیں کرتا کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی پریشانی کو ناپسند کرتا ہوں۔

یہ ان کی انتہا درجہ کی مراعت اور کمال درجہ کی مہربانی اور محبت پر دلالت کرتا ہے۔

اس کلام سے لگتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان پر مہربانی فرماتا اور ان سے حیا فرماتا ہے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندے کی روح کو قبض کرتے وقت جو فی الحقیقت اس کے لئے شادمانی ہے اس کی ناپسندیدگی کو ناپسند فرماتا ہے تو جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ان کو اذیت دے تو اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی غیرت اور غضب کا عالم کیا ہوگا۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم الکھف ۱۸:۸۱_۸۰

ترجمہ : اور وہ جولڑکا تھا تو (اس کی حقیقت یہ ہے کہ) اس کے والدین مومن تھے۔ پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (اگر زندہ رہا تو) انہیں سرکشی اور کفر پو مجبور کر دے گا۔ پس ہم نے چاہا کہ انہیں ان کا رب بدلہ دے (ایسا بیٹا) جو اس سے پاکیزگی میں بہتر ہو اور (ان پر) زیادہ مہربان ہو۔

جب اللہ ﷻ نے جانا کہ یہ بچہ اپنے والدین کے کفر کی طرف جانے کا سبب بن جائے گا۔ اور وہ دونوں اللہ ﷻ کے احباب سے تھے جن کے بارے میں اللہ ﷻ محتاط ہوتا ہے اور اس بات کو ہرگز پسند نہیں فرماتا کہ وہ اس واسطہ سے محروم ہو جائیں جو ان کے اور اللہ ﷻ کے درمیان ہے۔ پس اپنے ان محبوبوں کے اکرام کے لئے، ان کی نگہبانی اور نگہداشت کے لئے اللہ ﷻ نے اس بچے کے قتل کا حکم دیا جو بچہ اللہ ﷻ اور اس کے اولیاء کے درمیان دوری کا سبب بنتا تھا۔ اور جب اللہ ﷻ نے جانا کہ بیٹے کی جدائی والدین کو غم زدہ کر دے گی تو چونکہ اللہ ﷻ کو اپنے بندوں کی پریشانی ناپسند ہے اس لئے اللہ ﷻ نے بدلہ دیئے بغیر نہیں چھوڑا بلکہ ان کو ایسا بدلہ دیا جو زیادہ پاکیزہ تھا، زیادہ قریب تھا اور دونوں جہانوں میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث تھا۔

دیکھیں! اللہ ﷻ کس طرح اپنے نیکوکار بندوں کی نگہبانی فرماتا ہے۔ کیسے ان کو دوزخ سے بچاتا ہے اور کس طرح ان کو دوری اور فرار سے محفوظ رکھتا ہے۔ ان کی نگہداشت کرتا ہے اور ان کو شعور بھی نہیں ہوتا۔ ان کی ایسی چیزوں سے حفاظت کرتا ہے جو اس سے دوری کا باعث ہوں اور وہ جانتے تک نہیں ان کو پریشانی سے بچانے کے لئے ان کو نعم البدل عطا فرماتا ہے تاکہ وہ غمگین نہ ہوں۔

اللہ ﷻ ہمیں اپنے ان چنے ہوئے بندوں سے بنائے جو اس کی مہربانی سے محظوظ ہوتے ہیں۔ اور اس کی نگہداشت میں ملحوظ ہوتے ہیں۔ آمین ثم آمین

بے شک اللہ ﷻ انتہائی مہربان ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

Marfat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک بندوں کی زندگی عام لوگوں کی زندگی کی طرح نہیں ہے۔ نہ ہی ان کی موت عام لوگوں کی موت کی طرح ہے۔ یہ دنیا میں بھی بادشاہ ہیں اور آخرت میں بھی بادشاہ ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو پاکیزہ زندگی اور خوبصورت موت کی ضمانت دی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ط سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الجاثیه ۲۱:٤٥

ترجمہ : کیا ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ یکساں ہو جائے ان (دونوں) کا جینا اور مرنا۔ بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ج وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم النحل ۹۷:۱٦

ترجمہ : جو بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔ اور ہم انہیں ان کے اچھے (اور مفید) کاموں کے عوض ان کا اجر ضرور دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان سے دنیا میں پاکیزہ زندگی اور آخرت میں خوبصورت اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سے بڑھ کر کون سی بھلائی ہے جس کی طرف وہ جھانکیں گے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۞ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ﴾

القرآن الحکیم الطلاق ٦٥:۳-۲

Marfat.com

ترجمہ : اور جو خوش بخت اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے لئے نجات کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

وہ کونسی خواہش ہے جو اس کے بعد رہے گی؟

یہی تو انتہا ہے جس کی دنیا کی زندگی بسر کرنے والا خواہش کر سکتا ہے۔ ان کی دنیاوی زندگی مامون ہے۔ اور ناپسندیدہ چیز سے نجات کی راحت کی ان کے لئے ضمانت ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ..... ﴾

القرآن الحکیم یونس ۱۰:٦٤

ترجمہ : انہیں کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔

ان کے لئے بشارتیں ہی بشارتیں ہیں ان کے معاش میں بھی اور معاد میں بھی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴾

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۲۱

ترجمہ : انہیں ان کا رب اپنی رحمت اور خوشنودی کی خوشخبری دیتا ہے اور (ایسے) باغات کی کہ ان کے لئے ان میں دائمی نعمت ہوگی۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ط اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم المجادلہ ۵۸:۲۲

ترجمہ : اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ (بلند اقبال) اللہ کا گروہ ہیں۔ سن لو! اللہ کا گروہ ہی دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہے۔

Marfat.com

جس شخص سے اللہ ﷻ کی رضا جدا نہ ہو۔ اسے پھر کس پریشانی کا خوف اور درد و الم کا فکر ہوگا۔ اگر چہ اس پر مصیبتوں کے پہاڑ ہی کیوں نہ ٹوٹ پڑیں۔ محبوب جو بھی کرے وہ محبوب ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی زندگی بھی پاکیزہ ہوتی ہے اور موت بھی حسین ہوتی ہے۔ مصیبتیں اللہ ﷻ کی طرف سے نعمتیں ہوتی ہیں۔ یہ مصیبتیں ان کو اللہ ﷻ کا وہ قرب عطا کرتی ہیں جو سینکڑوں سال کی عبادت بھی عطا نہیں کرتی۔ جس خوش نصیب کو اللہ ﷻ کی رضا حاصل ہو جائے اسے اگر کچھ نہ بھی ملے تو وہ کیا پرواہ کرے گا۔

ہم اللہ ﷻ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی رضا بھی عطا کرے اور اپنی آزمائش سے بھی محفوظ رکھے۔

اللہ ﷻ نے بڑی واضح عبارت کے ساتھ اس آیت کریمہ میں ان کی موت اور حیات کو بیان کیا ہے۔

﴿ اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ نَّجۡعَلَهُمۡ كَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا سَوَآءً مَّحۡیَاهُمۡ وَ مَمَاتُهُمۡ ط سَآءَ مَا یَحۡكُمُوۡنَ ﴾

القرآن الحکیم الجاثیه ۲۱:٤٥

ترجمہ : کیا ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ یکساں ہو جائے ان (دونوں) کا جینا اور مرنا۔ بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

کیا اعتراض کرنے والوں کو یہ آیت کافی نہیں ہے؟

کیا تجھے اس سے سمجھ نہیں آتا کہ اللہ ﷻ کے نیک بندوں کی زندگی دوسرے لوگوں کی طرح نہیں ہے۔ اگر وہ بادشاہ ہیں تو اللہ ﷻ کے نیک بندوں کی زندگی ان سے اعلیٰ اور شیریں ہے۔

بعض مشائخ نے ارشاد فرمایا ہے:

اگر بادشاہوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمیں ذکر کی کیسی لذت حاصل ہوتی ہے تو وہ

Marfat.com

اپنے پلنگوں سے نیچے اتر آئیں اور ہمارے دروازوں پر کھڑے ہو جائیں۔ اسی طرح یہ لوگ اپنی موت میں ہیں۔ یہ امر بعید ہے کہ وہ ان کو خود پر قیاس کریں۔ جیسا کہ وہ اپنی عقلوں پر قیاس کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ دوسرے مردوں کی نسبت سے زندہ ہیں۔ مساوات کا دعوی کرنے والوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمان سے ڈر نہیں آتا؟

﴿ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الجاثیہ ۲۱:٤٥

ترجمہ : بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

کیا وہ اس جہالت سے حیا نہیں کرتے؟

کیا وہ زیادہ جانتے ہیں یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ؟

ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ ادب کرنا چاہیئے اور اس بارے غور وخوض سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کے احوال کی معرفت سے قاصر ہیں۔

اولیاءِ کرام اور انبیاءِ عظام تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رازوں میں سے راز ہیں۔ عام بندوں کو جو علوم حاصل ہوتے ہیں وہ ان کو انوار کا ہی فیض ہوتا ہے۔ یہ عام لوگ ان کی قدر و قیمت اور عزت و کرامت کو نہیں پہچانتے۔ جس نے ان سے دشمنی کی یقیناً اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دشمنی کی۔ اگر یہ مخالفین اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے جنگ کی جرأت رکھتے ہیں تو ان کو میدان میں نکلنا چاہیے۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے غضب سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔

خلیفہ ھارون رشید کی بیوی زبیدہ خاتون حج کے دنوں میں اس کے ساتھ مکۃ المکرمہ میں تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک شخص چل رہا ہے اور اس کے پیچھے ایک جم غفیر بھاگ رہا ہے۔

زبیدہ خاتون نے پوچھا: یہ شخص کون ہے؟

اسے بتایا گیا کہ یہ عراق کے عظیم عالم سیدنا عبد اللہ بن مبارک ہیں۔

زبیدہ خاتون نے کہا: بادشاہی تو یہ ہے۔ خلیفہ ھارون رشید کی کیا بادشاہی ہے۔

Marfat.com

زبیدہ خاتون نے پہچانا کہ ھارون رشید کی بادشاہی اور لوگوں کا اس کی طرف لپکنا یہ تو اس ہاتھوں میں موجود نعمتوں کے لالچ سے ہوتا ہے یا اس کی ہیبت کے خوف سے ہوتا ہے۔ اور اس عالمِ کبیر کی ساری عزت واحترام صرف اللہ ﷻ کی محبت میں ہے۔ ان لوگوں کو اس نیک مرد سے صرف اللہ ﷻ کی رحمتوں کے آثار کا طمع ہے۔

اللہ ﷻ نے جو اپنے دوستوں کو آخرت میں ملنے والے انعامات کی خوش خبری دی ہے۔ ان سے دل خوشی سے باغ باغ ہو رہے ہیں۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانبیاء ۲۱:۱۰۳

ترجمہ : انہیں وہ بڑی گھبراہٹ غمناک نہ کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ (انہیں بتائیں گے) یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

یعنی یہ تمہارا وہ دن ہے جس دن تمہاری حکومت اور سلطنت کا ظہور ہوگا۔ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ وہ دن ہے جس دن تمہاری شفاعت قبول ہوگی اور تم باقی تمام لوگوں سے ممتاز ہو جاؤ گے اللہ ﷻ نے ان کو دنیا کی راحت بھی عطا کی اور آخرت کی بھی۔ دنیا میں ان کو رزق عطا فرمایا جو ان کے معاش کا قوام ہے اور آخرت میں امان عطا کی جو ان کی دنیاوی زندگی کا انجام ہے۔ اللہ ﷻ نے ان کو ایمان اور معرفت کے ساتھ دنیا کی عزت عطا فرمائی اور دیدار اور مشاہدہ کے ساتھ آخرت کی عزت عطا فرمائی۔

قیامت کے دن اہل ایمان سے کہا جائے گا۔ جنت میں داخل ہو جاؤ اور اولیاءِ کرام سے کہا جائے گا۔ تم ٹھہرو اور شفاعت کرو کیونکہ وہ حقیقۃً انبیاء عظام کے وارث ہیں۔ شفاعت، انبیاءِ اور مرسلین کے وظائف میں سے ہے۔ اس سے اولیاءِ کرام کو حصہ وافر عطا کیا جائے گا۔

Marfat.com

اولیاءِ کرام کی موت کے وقت بھی نگہبانی ہوتی ہے۔

ابو داؤد اور طیالسی نے اپنی مسند میں، ابنِ ابی شیبہ نے اور امام بیھقی نے ابو موسٰی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

تَخْرُجُ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ وَ هِیَ اَطْیَبُ رِیْحًا مِنَ الْمِسْکِ فَتَصْعَدُ بِهَا الْمَلٰٓئِکَةُ دُوْنَ السَّمَآءِ فَیَقُوْلُوْنَ یَا فُلَانُ وَ یَذْکُرُوْنَهٗ بِاَحْسَنِ اَعْمَالِهٖ فَیَقُوْلُوْنَ حَیَّاکُمُ اللّٰهُ وَحَیَّ مَنْ مَّعَکُمْ فَتُفْتَحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَیَصْعَدُوْنَهٗ مِنَ الْبَابِ الَّذِیْ کَانَ یَصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُهٗ فَیُشْرِقُ وَجْهُهٗ فَیَاْتِی الرَّبُّ وَلَوَجْهُهٗ بُرْهَانٌ مِثْلَ الشَّمْسِ.

السنن ابو داؤد، حدود ۲۳ مسند طیالسی

مصنف ابن ابی شیبه الامام البیهقی

ترجمہ: مومن کی جب روح نکلتی ہے تو اس کی خوشبو مشک سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ اسے فرشتے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے فلاں! اور اس کے اچھے اعمال کا ذکر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں تم سلامت رہو اور جو تمہارے ساتھ ہے وہ سلامت رہے۔ پھر اس روح کو اسی دروازے سے لے کر اوپر جاتے ہیں جہاں سے اس کے اعمال اوپر چڑھتے تھے۔ پھر اس کا چہرہ چمک اُٹھتا ہے۔ پھر اس کا رب جلوہ فرما ہوتا ہے اور اس کا چہرہ سورج کی طرح برہان ہوتا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلُ تُحْفَةِ الْمُؤْمِنِ اَنْ یُّغْفَرَ لِمَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ.

ترجمہ: مومن کے لئے پہلا تحفہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

اس حدیث کو حکیم نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے:

Marfat.com

یہ حدیث صحیح ہے۔

ولی کی اللہ ﷻ کے ہاں وجاہت کے پیش نظر اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے والے کی بخشش پہلی خوش خبری ہے جس سے اس کو خوش کیا جاتا ہے۔

ابن منده نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ مَا یُبَشَّرُ بِهِ الْمُؤْمِنُ فِیْ قَبْرِهٖ اَنْ یُّقَالَ : اَبْشِرْ بِرِضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْجَنَّة، قَدِمْتَ خَیْرَ مَقْدَمٍ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لِمَنْ شَیَّعَکَ اِلٰی قَبْرِکَ وَ صَدَّقَ مَنْ شَهِدَ لَکَ وَاسْتَجَابَ لِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَکَ .

الدر المنثور، ٦:٢٣٩

ترجمہ : مومن کو اس کی قبر میں سب سے پہلی خوشخبری یہ دی جاتی ہے کہ اسے کہا جاتا ہے۔ تجھے اللہ ﷻ کی خوشنودی اور جنت کی خوش خبری ہو۔ خوش آمدید۔ تیری قبر تک آنے والوں کو اللہ ﷻ نے بخش دیا ہے۔ تیری گواہی دینے والوں کی اللہ ﷻ نے تصدیق کی ہے اور تیری بخشش چاہنے والوں کی دعا کو اللہ ﷻ نے قبول فرمالیا ہے۔

اے میرے بھائی! ان سجی دھجی پے در پے بشارتوں کو دیکھ!

سب سے پہلے اللہ ﷻ کی خوشنودی اور یہ سب سے بڑی بشارت ہے۔ پھر جنت پھر اس کا خیر مقدم۔ پھر اللہ ﷻ نے ان تمام لوگوں کو بخش دیا جو جنازہ سے قبر تک شامل رہے۔ پھر ان کی نیکی کی شہادت دینے والوں کی تصدیق۔ پھر ان کی بخشش چاہنے والوں کی دعا کی قبولیت۔

پس مبارک ہو ان صالحین کو۔ ان کی نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کو۔ ان کے جنازہ میں شریک ہونے والوں کو۔ یہ سب ان صالحین کی برکت سے بخشش سے شاد کام ہوئے۔ یہ اللہ ﷻ کے ہاں ان کی وجاہت کا پہلا نتیجہ ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

﴿ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ..... ﴾

القرآن الحکیم یونس ۱۰:٦٤

ترجمہ :انہیں کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔

امام ابو نعیم نے حلیہ میں سیدنا مجاھد سے روایت کیا ہے۔

مومن کو سب سے پہلے اس کے بیٹے کی درستی کی بشارت دی جاتی ہے تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

یہ بشارت اس کی روح کے قبض کے وقت دنیا سے نکلنے سے پہلے دی جاتی ہے جب وہ دنیا سے جاتا ہے۔تو اپنی نجات اور اپنے بعد اپنی اولاد کی درستگی کی بشارت کی وجہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن۔

اللہ ﷻ کے نیک بندوں کی ذریت کی دنیا میں بھی رعایت کی جاتی ہے۔اللہ ﷻ ان کی بھی حفاظت فرماتا ہے اور ان کے حقوق کی بھی حفاظت فرماتا ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْ هُمَا صَالِحًا ج فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ق رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ..... ﴾

القرآن الحکیم الکھف ۱۸:۸۲

ترجمہ :باقی رہی دیوار (تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ) وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (دفن) تھا اور ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا۔پس آپ کے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں بچے اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا دفینہ نکال لیں۔یہ (ان پر) ان کے رب کی خاص رحمت تھی۔

یہ ان کی والدین کی صالحیت کی وجہ سے تھا۔

Marfat.com

اور کہا گیا ہے کہ یہ ان کے ساتویں پشت پر والدین تھے۔ان کی وجہ سے ان کے خزانہ کو محفوظ کیا اور اس کے اوپر جو دیوار تھی اس کی تعمیر کا حکم فرمایا تا کہ اس خزانہ کی طرف پہنچنے والے ہاتھوں سے حفاظت ہو اور دیوار کے گر جانے سے اس خزانہ کے منکشف ہونے سے بھی حفاظت ہو۔

سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

لَاَزِیْدَنَّ فِیْ صَلَاتِیْ مِنْ اَجْلِکَ رِجَاءً اَنْ اُحْفَظَ فِیْکَ

ترجمہ : میں اپنی نمازوں میں اضافہ کروں گا تا کہ تیرے بارے میں میری رعایت کی جائے۔

پھر یہ آیتِ مقدسہ تلاوت کی: وَکَانَ اَبُوْ هُمَا صَالِحًا

امیر المومنین سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ یَمُوْتُ اِلَّا حَفِظَهُ اللّٰهُ فِیْ عَقِبِهٖ

ترجمہ : جب بھی کوئی مومن وصال فرماتا ہے تو اس کے پسماندگان کے بارے میں اس کی رعایت کی جاتی ہے۔

سیدنا ابن المنکدر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَیَحْفَظُ بِالرَّجُلِ الصَّالِحِ وَلَدَهٗ وَ وَلَدَوَلَدِهٖ وَالدُّوَیْرَاتِ حَوْلَهٗ فَمَا یَزَالُوْنَ فِیْ حِفْظٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسِتْرٍ.

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نیک شخص کی وجہ سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اس کے اردگرد کے گھروں کی حفاظت فرماتا ہے۔وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پردے میں رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی ان کی اولاد کے حق میں آخرت میں بھی رعایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ

Marfat.com

عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ..... ﴾

القرآن الحکیم الطور ۲۱:۵۲

ترجمہ : اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے اعمال (کی جزا) میں ذرہ بھر کمی نہیں کریں گے۔

یعنی جنت میں داخل فرما دیں گے۔

ان کی اولاد کے اعمال کی جزا میں ہم کمی نہیں کرتے۔ اگر چہ درستگی اور علم میں وہ اپنے بزرگوں کے مقام کو نہیں پہنچتی۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُم ﴾

جنت میں داخل کرنے میں اور درجہ میں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ ذُرِّيَّةَ الْمُؤْمِنِ فِىْ دَرَجَتِهٖ وَاِنْ كَانُوْا دُوْنَهٗ لِتَقِرَّ بِهِمْ عَيْنُهٗ

الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف لابن حجر، ۱۶۰

اتحاف السادة المتقین للزبیدی ، ۲۹۸:۵

ترجمہ : اللہ ﷻ مومنین کی ذریت کو ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کے لئے ان کے درجہ میں اٹھا دیتا ہے۔ اگر چہ وہ ان کے درجہ سے نیچے ہوتے ہیں۔

اس کے بعد یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی:

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۞ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم الرعد ۱۳:۲۳

ترجمہ : سدابہار باغات جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو صالح ہوں گے ان کے باپ دادوں، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد سے (وہ بھی داخل ہوں گے) اور فرشتے (یہ کہتے ہوئے) ان پر ہر دروازہ سے داخل ہوں گے۔ سلامتی ہو تم پر بوجہ اس کے جو تم نے صبر کیا پس یہ آخرت کا گھر کیا عمدہ ہے۔

پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد:

﴿ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ﴾

اس کا معنی یہ ہے کہ صالحین کی نیک اولاد اگر چہ ان کے درجۂ فضیلت کو نہیں پہنچتی مگر ان کی اتباع میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو ان کے ساتھ ان کی شان کی تعظیم کی وجہ سے ملا دیتا ہے۔

اس میں اس امر پر بھی دلیل ہے کہ شفاعت سے مقام حاصل ہوتا ہے۔ اور ان صفات کے ساتھ متصف لوگوں کو جنت میں ان کے قرب اور رشتہ داری کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔ تا کہ ان کو زیادہ انس حاصل ہو۔

صلاح اور درستی کی قید یہ بتانے کے لئے ہے کہ صرف نسب فائدہ نہیں دیتا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ ﴾

القرآن الحکیم الطور ۵۲:۲۱

ترجمہ : اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی۔

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صرف ایمان کی شرط لگائی اور ایمان قول، عمل اور اعتقاد ہے۔

اگر چہ ان کی اولاد اپنے آباء کے اعمال سے نیچے رہتی ہے اور ان کے مقامِ فضیلت کو نہیں پہنچتی مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے اکرام کی وجہ سے ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیتا ہے۔

Marfat.com

بہر حال کافر تو وہ ہرگز اہل ایمان کی طرف منسوب نہیں ہوتا۔ کافر بدکار ہرگز ان کی اہل سے ہی نہیں ہوتا چاہے وہ انبیاء کرام کی اولاد اور ان کی ازواج ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے سیدنا نوح علیہ السلام کے بیٹے کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ج اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ..... ﴾

القرآن الحکیم هود ۱۱:٤٦

ترجمہ :وہ تیرے گھر والوں سے نہیں (کیونکہ) اس کے عمل اچھے نہیں۔

اور سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا لوط علیہ السلام کی بیویاں، ان کو انبیاء کرام کی قرابت نے کوئی نفع نہیں دیا۔ کیونکہ دونوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کافر تھیں۔ اور آزر کو بھی سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی قرابت نے اس کے کفر کی وجہ سے کوئی فائدہ نہیں دیا۔

ہم نے وضاحت کردی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ صالحین کی بھی رعایت فرماتا ہے۔ ان کی ذریات، ان کے اہل خانہ کی بھی دنیا اور آخرت میں رعایت فرماتا ہے اور یہ اپنے احباب کا حد درجہ خیال اور ان کی حد درجہ تعظیم ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کا نفع ہمیں بھی پہنچائے، ان کی محبت عطا فرمائے۔ ان کے زمرہ میں ہمارا حشر فرمائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انعام فرمایا۔ انبیاءِ کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور یہ کتنی حسین سنگت ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

پانچویں فصل

صالحین کی زندگی میں ان سے برکت حاصل کرنے کے بیان میں

Marfat.com

تبرک

صالحین سے برکت حاصل کرنا یہ انبیاءِ کرام، مرسلین، صحابۂ عظام، تابعین، تبع تابعین اور قیامت تک ان کی راہ پر چلنے والوں کی جاری کردہ سنت ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ جب بھی اپنے ناک کی ریزش مبارک ڈالتے تو صحابہ کرام اس کو اپنے ہاتھ پر لیتے اور اس کو اپنے چہرہ اور جسم پر ملتے۔ جب آپ وضو فرماتے تو آپ کے استعمال شدہ پانی کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے۔

حدیبیہ کے واقعہ میں مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم کی روایت سے آیا ہے۔

مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ وَ دَلَّكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَ جِلْدَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ.

الصحیح البخاری، الوضوء ۷۰ مسند احمدبن حنبل، ۳۲۴:۲

ترجمہ جب بھی تاجدارِ کائنات ﷺ ناک کی ریزش ڈالتے کوئی نہ کوئی صحابی ضرور اسے اپنے ہاتھ پر لیتا اور جب آپ وضو فرماتے تو وضو کے استعمال شدہ پانے پر ایسے لگتا کہ لڑ پڑیں گے

اس کو امام احمد بن حنبل اور امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

وَضُو واو کے زبر کے ساتھ وضو کے باقی پانی کو کہتے ہیں۔

اور وُضو واو کی پیش کے ساتھ فعل وضو کو کہتے ہیں۔

سیدنا جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِیْ وَاَنَا مَرِيْضٌ لَا اَعْقِلُ فَتَوَضَّاَ وَ صَبَّ وَضُوْئَهٗ عَلَیَّ

مسند احمد بن حنبل، ۲۹۸:۳ الصحیح البخاری، وضوء ۴۴
الصحیح للمسلم، فرائض ۸

ترجمہ: میں مریض تھا۔ تاجدارِ کائنات ﷺ میری تیمارداری کے لئے تشریف لائے۔ میں بے ہوش تھا آپ ﷺ نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی میرے اوپر چھڑکا۔

Marfat.com

اسے امام احمد بن حنبل، امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

اگر آپ ﷺ کے وضو کے بچے ہوئے پانی میں برکت اور شفاء نہ ہوتی تو تاجدارِ کائنات ﷺ اسے مریض کے اوپر ہرگز نہ چھڑکتے۔ کیونکہ تاجدارِ کائنات ﷺ کا کوئی عمل بھی حکمت اور شرعی حکم سے خالی نہیں ہوتا۔

تاجدار کائنات ﷺ کے پاس پکی مٹی کے کچھ برتن تھے۔ آپ ان میں وضو فرماتے تھے اور ان سے پانی نوش فرماتے تھے۔ لوگ اپنے عقل مند چھوٹے بچوں کو تاجدارِ کائنات ﷺ کے پاس بھیجتے وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ ان کو منع نہیں فرماتے تھے۔ ان بچوں کو اگر ان پاکیزہ برتنوں میں پانی میسر آتا تو وہ اس سے پیتے اور حصولِ برکت کے لئے اس پانی کو اپنے چہروں اور جسموں پر ملتے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ جب صبح کی نماز ادا فرما لیتے تو مدینہ طیبہ کے خادم اپنے برتنوں کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوتے۔ ان برتنوں میں پانی ہوتا۔ تاجدارِ کائنات ﷺ ان میں سے ہر برتن میں اپنا ہاتھ ڈالتے۔ بسا اوقات یہ لوگ ٹھنڈی صبحوں کو حاضر ہوتے آپ ﷺ پھر بھی ان میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور امام مسلم نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کے زمانہ کے بچے، مرد، عورتیں، خادم اور باندیاں تاجدارِ کائنات ﷺ اور ان کے آثار کی برکات کو سمجھتے تھے۔ مگر ہمارے یہ انکار کرنے والے بھائی نہیں سمجھتے۔

اسی طرح تاجدارِ کائنات ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام سے برکت حاصل کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ اولیاءِ کرام تاجدارِ کائنات ﷺ کے خلفاء ہیں۔ انبیاء کرام کے بعد اولیاءِ عظام اللہ تعالیٰ کے محلِ نظر ہوتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ صالحین سے برکات حاصل کرنا سنتِ مشروعہ ہے۔

Marfat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب جمرات پر پتھر پھینک چکے، اپنی قربانی کر چکے اور بال کٹوانے لگے۔ حجام جب دائیں طرف کے بال کاٹ چکا تو تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یہ بال ان کو عطا فرما دیئے۔ پھر حجام بائیں طرف ہوا۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا، کاٹو اس نے بال مبارک کاٹے تو یہ بھی تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیئے اور ارشاد فرمایا:

قَسِّمْهُ بَيْنَ النَّاسِ.

مسند احمد بن حنبل الصحیح البخاری الصحیح للمسلم، الحج ۳۲۵۔۳۲۶۰

ترجمہ: انہیں لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیں۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل، امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

اے ہمارے بھائیو! ہمیں بتاؤ ان بالوں کو لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں تاجدارِ کائنات کی کیا حکمت تھی۔

کیا اس سے مقصود تبرک تھا یا کچھ اور؟ ہمیں کچھ تو بتاؤ! اللہ عزوجل تمہیں ہدایت عطا فرمائے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑا بچھاتیں۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس اس چمڑے پر قیلولہ فرماتے۔ جب تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے تو سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک اور بال مبارک لیتیں۔ ان کو ایک شیشی میں جمع کر لیتیں۔ پھر ان کو مشک میں رکھ دیتیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے وصال کے وقت وصیت فرمائی کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں اور پسینہ سے متبرک مشک کو ان کے حنوط

Marfat.com

میں رکھا جائے۔

(حنوط ایک قسم کی خوشبو ہے جسے مردہ کے جسم اور کفن پر لگاتے ہیں)

اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

یہ ان صحابہ میں سے ہیں جن کے وسیلہ سے دین ہم تک پہنچا ہے۔ یہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے پسینہ مبارک اور مقدس بالوں کو اپنے حنوط میں رکھ رہے ہیں اور وہ اس طرح اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے۔ کیا وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے آثار سے برکات حاصل کرنا شرک ہے اور یہ لوگ اس بات کو سمجھتے ہیں۔ یہ کس قدر تعجب انگیز ہے!

صلح حدیبیہ کی حدیث میں مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت ہے کہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے پاس کھڑے ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ صحابۂ کرام کس طرح تاجدارِ کائنات ﷺ سے پیش آتے ہیں کہ جب تاجدارِ کائنات ﷺ تھوک مبارک پھینکتے ہیں تو وہ اس پر جھپٹ پڑتے ہیں اور آپ کا جو بال بھی گرتا ہے اسے لے لیتے ہیں۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

اگر یہ انکار کرنے والے اور ان کے پیروکار اس واقعہ کے وقت حاضر اور موجود ہوتے تو غیض وغضب سے ان کے چہرے سرخ ہو جاتے اور ان کے دل پھٹ جاتے کہ ان کے خیال میں تو یہ شرک تھا۔

سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ مؤذنِ رسول ﷺ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات کی قربانی کے وقت وہ اور ایک اور قریشی مرد موجود تھے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ قربانیوں کا گوشت تقسیم فرما رہے تھے۔ ان کو اور ان کے ساتھی کو حصہ نہ مل سکا تو تاجدارِ کائنات ﷺ نے اپنے سر کے بال مبارک اپنے کپڑے میں کاٹے اور وہ ان کو عطا فرما دیئے۔ اور ان کو کئی لوگوں پر تقسیم فرما دیا۔ پھر اپنے ناخن مبارک کاٹے اور ان

Marfat.com

کے ساتھی کو عطا فرمادیئے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: تاجدارِ کائنات ﷺ کے بال مبارک ہمارے پاس موجود ہیں اور ان کو منہدی اور رنگ لگا ہوا ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ صالحین کے آثار سے برکات حاصل کرنا یہ تاجدار کائنات ﷺ کی محمود سنت ہے۔ جو چاہے اس پر راضی ہو اور جو چاہے اس پر ناراض ہو۔

جب تاجدار کائنات ﷺ خود یہ عمل بھی فرمانے والے ہیں اور اس کا حکم بھی دینے والے ہیں پس جو اس پر راضی ہو اس کے لئے رضا ہے اور جو اس پر ناراض ہو اس کے لئے ناراضی ہے۔

صحیح بخاری اور دوسری احادیث کی کتابوں میں آیا ہے کہ جب تاجدارِ کائنات ﷺ کی ایک لخت جگر نے وصال فرمایا تو تاجدارِ کائنات ﷺ نے غسل دینے والی عورتوں سے ارشاد فرمایا۔ جب تم غسل مکمل کرلو تو مجھے بتانا۔ جب ان عورتوں نے غسل مکمل کرلیا تو انہوں نے تاجدارِ کائنات ﷺ کو اطلاع دی۔ تو تاجدارِ کائنات ﷺ نے اپنا ازار مبارک اتارا اور ارشاد فرمایا کہ یہ ازار شریف ان کے جسدِ اقدس کے اوپر اس طرح رکھ دو کہ یہ کفن کے نیچے ان کے جسم سے ملا ہوا ہو، تاکہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے اثر سے ان کو برکت حاصل ہو جائے۔

علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

تاجدارِ کائنات ﷺ نے اپنے ازار کا اتارنا مؤخر نہیں فرمایا حتی کہ انہوں نے غسل مکمل کرلیا۔ تاکہ نزع کے وقت ان کے جسدِ اقدس کے اوپر فی الفور رکھا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ برکت حاصل ہو اور زیادہ سے زیادہ نفع حاصل ہو۔ جو شخص اکابر سے برکات حاصل کرنا چاہے اسے اسی طریقہ پر عمل کرنا چاہیئے جو ہمیں تاجدارِ کائنات ﷺ نے سکھایا اور بتایا ہے۔ اگر یہ ہمارے انکار کرنے والے لوگوں کے ہاں شرک ہے تو ہوتا رہے۔ اہل

Marfat.com

سنت کے ہاں تو یہ قربتِ محمودہ اور سنتِ مشروعہ ہے۔

احادیث میں یہ بھی وارد ہوا کہ جب کسی صحابی نے اپنے گھر میں نماز کی جگہ بنانا ہوتی تو تاجدارِ کائنات ﷺ کو اپنے گھر تشریف لانے کی درخواست کرتے۔ ایک حصہ کو مخصوص کرتے اور تاجدارِ کائنات ﷺ اس میں دو رکعتیں نفل نماز ادا فرماتے۔

یہ بخاری و مسلم اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں میں وارد ہوا ہے۔

یہ صرف اس لئے تھا کہ یہ جگہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی برکت سے مبارک ہو جائے اور اس میں کی گئی عبادت کا ثواب زیادہ ملے۔ اگر اس کام کا فائدہ نہ ہوتا تو تاجدارِ کائنات ﷺ ہرگز ان کی درخواست قبول نہ فرماتے۔ اس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام تاجدارِ کائنات ﷺ کی تعظیم کرتے۔ ان سے برکتیں حاصل کرتے۔ آپ کے پچھنوں سے نکلنے والا خون پیتے۔ آپ کا بول مبارک پیتے اور تاجدارِ کائنات ﷺ ان پر انکار نہ فرماتے بلکہ ان کے لئے دعا فرماتے۔ ان کو خوش خبری دیتے کہ ان کو دنیا اور آخرت میں اس کے باعث بھلائی نصیب ہوگی۔ اور اس سے بڑی کون سی چیز ہے؟۔

اے کاش کہ اگر یہ انکار کرنے والے اس وقت موجود ہوتے تو جب اس طرح کے دل ہلا دینے والے واقعات پیش آتے تو یہ کیا کرتے؟

صالحین کے آثار سے برکات حاصل کرنے کے سنت ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ يُبْرِئُ الْجَذَامَ.

كنز العمال، ٣٤٨٢٨_٣٤٨٢٩ كشف الخفا للعجلونی ٢:١٠١

الطب النبوی ابن السنی

ترجمہ: مدینہ کا غبار کوڑھ سے شفا دیتا ہے۔

اس کو ابن السنی نے روایت کیا ہے۔ امام ابو نعیم نے طب نبوی میں

Marfat.com

ابوبکر محمد بن سالم سے مرسلا روایت کیا ہے۔اسے ابو نعیم نے ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

مدینہ طیبہ کے غبار کو یہ خصوصیت کہاں سے حاصل ہوئی؟اس کا سبب اور کیا ہے کہ اس غبار کو تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابۂ کرام کے قدم اور نعلین چھونے کا شرف نصیب ہوا۔بس اسی طرح نیک لوگوں کی جگہیں برکات سے خالی نہیں ہوتیں۔

سبحان اللہ وہ جگہیں کتنی بابرکت ہیں جن کو ان مقدس قدموں اور مبارک جوتوں کو بوسہ دینے کا شرف ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے تکبر اور ان سے انکسار سے پیش نہ آنا ابلیس کے طریقوں سے ہے اولیاء اور رسولوں کے طریقہ سے نہیں ہے۔

تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ان کی ریزش، ان کی وضو کے بقیہ پانی، ان کے بال ان کے ناخن، ان کے پسینہ، ان کے کپڑے، ان کے قدموں کی جگہ ان کے ہاتھوں کے چھونے کی جگہ، ان کے وعدوں کی جگہ۔ بلکہ ان کے پیشاب اور ان کے خون سے برکت حاصل کی۔

اس کے بعد کون سی چیز بچی؟

پہلی امتوں میں بھی صالحین سے برکات حاصل کرنا مشروع تھا۔ان کے نیک مرد جریج کے بارے حدیث گذر چکی ہے۔جن کی کرامت کی وجہ ان کے لئے پنگھوڑے میں بچے نے کلام کیا تھا اور اسے زنا کی تہمت سے بری کر دیا تھا۔اس کے بعد ان کے زمانہ کے لوگ ان کے بوسے لینے لگے اور برکات کے حصول کے لئے ان کے جسم کو مس کرنے لگے۔جریج ان کے زمانہ کے اولیاء سے تھے نہ کہ ان کے انبیاء سے۔

رہی بات تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کی تو طبقات، کتبِ تاریخ، سیر اور تراجم میں ان کی برکات کے بے شمار واقعات ہیں۔جو ان کی تفصیل چاہے اس کو وہاں دیکھنا چاہیے یہ بیمار کو شفاء دے گا اور پیاسے کو سیراب کرے گا۔

Marfat.com

چھٹی فصل

صالحین کی موت کے بعد
ان کے آثار سے تبرک

Marfat.com

تبرک وصال کے بعد

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ..... ﴾

قرآن الحکیم بالبقرہ ۲:۱۲۵

ترجمہ : اور (انہیں حکم دیا کہ) ابراھیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز بنالو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بنائیں، اس میں نماز ادا کریں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ آپ کے قدمین شریفین کی جگہ سے برکت حاصل کی جائے اور وہ جگہ جس میں حجر اسود ہے جب آپ نے اس پر قدم رکھا اور جب اس پر کھڑے ہوئے تو لوگوں کو حج کے لئے بلایا:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَجِیْبُوْا رَبَّکُمْ.

ترجمہ : اے لوگو! اپنے رب کے حضور حاضر ہو جاؤ۔

اسی طرح حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فاکھانی سے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

یہ وہ جگہ ہے جہاں سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام نے حجر کو رکھا یہ اسی جگہ رہا۔ پھر زمانہ جاہلیت میں سیلاب کے خوف سے اسے بیت اللہ میں لگا دیا گیا۔ پھر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اشارہ سے اسے واپس اسی جگہ لوٹا دیا۔ جس طرح تجویز دی گئی کہ اس کو نماز کی جگہ بنالی جائے۔ پھر آیتِ مقدسہ نازل ہوئی۔ پھر اسے ام نھشل کا سیلاب اسے بہا کر لے گیا اور یہ مکۃ المکرمہ کے نچلی جانب پایا گیا۔ اب لوگوں نے اسے کعبہ کی ایک جانب میں لگا دیا۔ یہ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا۔ سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ خوف سے اس کی جگہ گئے۔ مگر

Marfat.com

سیلاب نے اس کی جگہ کا نشان مٹا دیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو بلایا۔ آپ نے ان کی رائے لی۔ تمام لوگ بحث وتمحیص کے بعد اس کی جگہ پر متفق ہو گئے۔ جب آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو اس کو اس جگہ پر لوٹا دیا جہاں یہ آج ہے۔ یہی تحقیق ہے جس پر اہل سیر، تاریخ اور حدیث متفق ہیں۔ یہی اہل سنت کے محقق علماء کا موقف ہے۔ ان کے پیش روؤں میں امام مالک بن انس ہیں جنہوں نے نافع اور انہوں نے سیدنا عمر سے روایت کیا ہے۔ امام نووی نے اسے ترجیح دی ہے۔ امام ازرقی نے اسے ابن ابی ملیکہ سے اور کثیر بن کثیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سفیان بن عیینہ سے اور انہوں نے حبیب بن اشرس کے طریق سے روایت کیا ہے۔

سیدنا سفیان نے ارشاد فرمایا: عمرو بن دینار نے بھی ابن اشرس کی طرح کی روایت کی ہے۔ ابنِ حبان نے اس طرح دوسرے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور فاکھانی نے عمر بن دینار اور سفیان بن عیینہ سے اسی طرح روایت کیا ہے جس طرح ان سے ازرقی نے روایت کیا ہے۔

یہ تمام راوی ثقہ اور عدول ہیں۔ جہلِ مرکب میں سے جو لوگ آئمہ جرح وتعدیل سے نہیں ہیں ان کی بکواس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ ان روایات کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے جن کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی داؤد نے اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَمَلَ ثَلاثَةَ اَشْوَاطٍ وَ مَشٰی اَرْبَعًا حَتّٰی اِذَا فَرَغَ نَفَذَ اِلٰی مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ فَصَلّٰی خَلْفَهٗ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قَرَءَ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی.

الصحیح للمسلم، حج ۱۴۷۔۱۵۰ السنن ابی داؤد، مناسك ۵۰۔۵۶
البیہقی، التمهید لابن عبد البر، ۲:۷۵۔۷۶ حلیة الاولیاء،

Marfat.com

ترجمہ: تاجدارِ کائنات ﷺ نے تین چکروں میں رمل کیا۔ پھر چوتھا پھیرا کیا۔ پھر جب طواف سے فارغ ہوگئے تو مقامِ ابراھیم کی طرف گئے اور اس کے پیچھے دو رکعتیں ادا فرمائیں اور پھر یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی..... وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

اس سے معلوم ہوا کہ مقام ابراھیم، بیت اللّٰہ سے ملا ہوا نہیں ہے بلکہ اس سے دور ہے۔

اس قول پر کہ حجرِ اسود کعبہ سے ملا ہوا تھا۔ اسے خانہ کعبہ میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے لگایا۔ تو اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہوگیا اور پھر اس دور سے آج تک تمام امت کا اس پر اجماع رہا۔ اب بہر صورت اس کو اس کی جگہ سے تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔ جس طرح بیت اللہ شریف کو اس کی جگہ سے تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔ فرض محال اگر اس کو تبدیل کر دیا جائے تو پھر اس کا طواف اور اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا جائز نہ ہو گا۔ اور اس لئے بھی کہ جماعت سے جدا ہونا اور اجماعِ امت کا خلاف کرنا اسلام سے پھرنا ہے۔ اس پر پہلے اور بعد والے علماء کا اجماع ہے۔ جدا ہونے والے کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور وہ جہنم کی طرف ہی جدا ہوا ہے۔

بادشاہ سعود کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھلا کرے اس نے ان مطلق جاہلوں کی طرف توجہ نہیں کی۔

یہ بات بڑی واضح ہے کہ عبادت کی متعین جگہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان یا اجماعِ امت سے ہیں۔ ان کی نقل اور تحویل شرعاً جائز نہیں ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس مقام کی تعظیم کی ہے اور اس کو کھلی نشانیوں سے قرار دیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۞ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ..... ﴾

قرآن الحکیم ال عمران ۳:۹۷-۹۶

Marfat.com

ترجمہ : بیشک پہلا (عبادت) خانہ جولوگوں کے لئے بنایا گیاوہی ہے جومکہ میں ہے سب جہانوں کے لئے بڑا برکت والا ہدایت (کا سرچشمہ) ہے۔اس میں روشن نشانیاں ہیں۔(ان میں سے ایک)مقام ابراھیم ہے۔

اللہ ﷻ نے اپنے نیک بندے کے نشان کو کھلی نشانیوں سے قرار دیا اوراسی طرح اللہ ﷻ کے تمام نیک بندوں کے آثار ہیں۔ یہ زمانہ قدیم سے پہلی امتوں سے قابلِ تعظیم رہے ہیں۔ان کے آثار میں عبادت اورنماز ادا کی جائے تو اس میں عظیم برکت اورزیادہ اجر ہے۔دوسری جگہوں پر ایسا نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام تاجدارِ کائنات ﷺ سے عرض کرتے تھے کہ آپ ان کے گھروں کو مشرف فرمائیں اوران کے گھروں میں ان کے لئے نماز ادا کریں۔ جہاں آپ نماز ادا کریں وہ جگہ ہمیشہ ان کے لئے برکت والی بن جائے اورتاجدارِ کائنات ﷺ صحابہ کرام کی اس درخواست کو قبول فرمالیتے تھے۔

صالحین کے آثار سے برکات کے حصول کے ضمن میں اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴾

قرآن الحکیم الکھف ۱۸:۲۱

ترجمہ : وہ لوگ جو اپنے کام پر غالب تھے کہنے لگے کہ بخدا ہم تو ضرور ان پر ایک مسجد بنائیں گے۔

تاکہ یہ اہل ایمان ان جگہوں میں اوران کے قریب عبادت کریں کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ ان جگہوں اوران کے قریب عبادت کرنے میں زیادہ اجر ہے۔

اس میں بڑی واضح دلیل ہے کہ صالحین کے آثار برکت سے خالی نہیں ہیں۔ان آثار سے برکات حاصل کرنا قربت ہے اوران جگہوں پر اللہ ﷻ کی مسجدیں عبادت کے لئے تعمیر کرنا اللہ ﷻ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔

صالحین کے وصال کے بعد بھی ان سے برکت حاصل کرنا جائز ہے۔

سیدنا عثمان بن عبد اللّٰہ بن موھب سے وارد ہے:

Marfat.com

اَرْسَلَنِیْ اَبِیْ اِلٰی اُمِّ سَلْمٰی بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ فَجَاءَ تْ بِجُلْجُلٍ مِّنْ فِضَّةٍ فِیْهِ شَعْرٌ مِّنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَکَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَیْنٌ اَوْ شَیْءٌ بَعَثَ اِلَیْهَا بِاِنَاءٍ فَخَضْخَضَتْ لَهٗ فَشَرِبَ مِنْهُ فَاطَّلَعْتُ فِی الْجُلْجُلِ فَرَاَیْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا.

الصحیح البخاری ، اللباس ٥٨٩٦

ترجمہ : میرے والدِ گرامی نے مجھے ام المومنین سیدہ ام سلمی رضی اللہ عنہ کے پاس پانی کا ایک پیالہ دے کر بھیجا۔ آپ چاندی کی ایک نلی لائیں۔ اس میں تاجدارِ کائنات ﷺ کے مبارک بالوں میں سے کچھ بال تھے۔ جب کسی انسان کو آنکھ لگ جاتی یا کوئی اور عارضہ لاحق ہو جاتا تو وہ برتن دے کر آپ کے پاس بھیجتا۔ آپ اس نلی کو اس برتن میں ڈبو دیتیں اور وہ شخص اس پانی کو پی لیتا۔ میں نے اس نلی میں جھانکا تو اس میں سرخ رنگ کے بال تھے۔

اسی طرح سیدہ ام سلمی رضی اللہ عنہ کے پاس تاجدارِ کائنات ﷺ کے کپڑے تھے۔ جو شخص بیمار ہوتا تو وہ کسی کو ان کی طرف بھیجتا۔ آپ اس کپڑے کو بھگو تیں اور ایک برتن میں نچوڑ دیتیں اور اس پانی کو مریض کی طرف بھیج دیتیں۔ وہ مریض اس پانی کو پیتا اور اس سے غسل کرتا۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کے آثار سے برکات حاصل کرنے پر بہت سی احادیث وارد ہیں۔ مگر صاحبِ توفیق کے لئے اس سے کم بھی کافی ہیں۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾

قرآن الحکیم البقرہ ٢:٢٤٨

ترجمہ : اور انہیں ان کے نبی نے کہا کہ اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس

Marfat.com

ایک صندوق آئے گا اس میں تمہارے رب کی طرف سے تسلی (کا سامان) ہوگا اور (اس میں) بچی ہوئی چیزیں ہوں گی جنہیں اولاد موسیٰ اور اولاد ھارون چھوڑ گئی ہے۔ اس صندوق کو فرشتے اٹھا لائیں گے۔ بیشک اس میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان دار ہو۔

یہ تابوت ایک صندوق تھا۔ اس میں آل موسیٰ اور آل ھارون کی چھوڑی ہوئی چیزوں کا بقیہ تھا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے نعلین مبارک اور عصا مبارک تھا۔ سیدنا ھارون علیہ السلام کا عمامہ شریف تھا۔ مَن جوان پر نازل ہوتا تھا اس کا ٹکڑا تھا۔

دیکھیں کس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان چیزوں کی تعظیم کی۔ فرشتوں سے ان کو اُٹھوایا۔ اس میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے نعلین مبارک اور سیدنا ھارون علیہ السلام کا عمامہ شریف تھا۔ ان چیزوں کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اس سے بڑی عنایت کیا ہو سکتی ہے۔

اولاً: سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے سیدنا داؤد علیہ السلام تک ایک لمبا زمانہ ہے اس وقت ان کی حفاظت کی۔

ثانیاً: ان کو فرشتوں سے اُٹھوایا کیونکہ اس میں اس کے دو نیک بندوں کے آثار تھے۔ یہ مبارک جوتے اور اس صندوق کی دوسری چیزیں، انبیاءِ کرام کے پہنے جانے والے کپڑے اور کھائی جانے والی خوراک کس قدر برکتوں والے تھی۔ ان چیزوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے اُٹھایا۔

ان آثار کی پھر اس سے بڑھ کر اور تشریف کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے اسے نشانی قرار دیا۔ رہے بے ایمان تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیاں دیکھنے سے پردے میں ہوتے ہیں اور ظاہراً اور باطناً ان کے شرف اور ان کی برکات کی معرفت سے محروم ہوتے ہیں۔

اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آخر میں ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾

Marfat.com

قرآن الحکیم البقرہ ۲:۲۴۸

ترجمہ : بیشک اس میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان دار ہو۔

اس کی آیات کی پہچان کے لئے ایمان شرط ہے۔

اللہ ﷻ ہمارے دلوں سے تالوں کو کھولے تا کہ ہم وہ سمجھ سکیں جو وہ ہمیں سمجھانا چاہتا ہے۔

خاصۂ کلام یہ ہے کہ نیک بندوں کے آثار سے برکات حاصل کرنا مشروع ہے، ان برکات کی تاثیر معلوم ہے اور قرآن وحدیث اس پر گواہ ہیں۔

اگر کچھ بھی اور وارد نہ ہوتا تو یہی کافی تھا جو اللہ ﷻ ہمارے لئے سیدنا یوسف علیہ السلام کی قمیص کی برکات کو بیان کیا۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج وَاْتُوْنِىْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞ وَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْ لَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنَ ۞ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِىْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۞ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ج قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ج اِنِّىْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

قرآن الحکیم یوسف ۱۲:۹۶-۹۵-۹۴-۹۳

ترجمہ : میرا یہ پیراہن لے جاؤ پس اسے میرے باپ کے چہرہ پر ڈالو وہ بینا ہو جائیں گے۔ اور (جا کر) اپنے سب اہل وعیال کو میرے پاس لے آؤ۔ اور جب قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا (تو ادھر کنعان میں) ان کے باپ نے فرمایا کہ میں یوسف کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اگر تم مجھے بیوقوف خیال نہ کرو۔ گھر والوں نے کہا بخدا! (بابا جی!) آپ اپنی اس پرانی محبت میں مبتلا ہیں۔ پس جب خوشخبری سنانے والا آ پہنچا (اور) اس نے وہ پیراہن آپ کے چہرہ پر ڈالا تو وہ فوراً بینا ہو گئے۔ آپ نے (فرط مسرت سے) کہا (دیکھو) کیا میں تمہیں نہیں

Marfat.com

کہا کرتا تھا کہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ (کے جتانے) سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک بندوں کے آثار سے برکات کا حصول قبلِ تعریف اور سنتِ مشروعہ ممدوحہ اور محمودہ ہے جیسا کہ قرآن اور احادیث ناطق ہیں تو مخالف یقیناً قابل مذمت اور دھتکارا ہوا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک بندے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے وہ جانتے ہیں جو ہم نہیں جانتے۔

ہمیں کیا ہے، اعتراض تو ان پر ہے۔ اس بات کو سمجھ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب سے یہ دلیلیں میرے ذہن میں آئیں۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَکْرِمُوْا عَمَّتَکُمُ النَّخْلَةَ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ فَضْلَةِ طِیْنَةِ اَبِیْکُمْ آدَمَ وَ لَیْسَ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ شَجَرَةٍ وَلَدَتْ تَحْتَهَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ.

الضعفاء ،الضعفاء للعقیلی، ٤:٢٥٦ الکامل فی الضعفاء لابن عدی، ٦:٢٤٢٤

الموضوعات لابن جوزی ، ١:١٨٤ الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتهرة

للسیوطی ، ٤٢ البدایة و النهایة لابن کثیر ، ٢:٦٦

تذکرة الموضاعات لابن القیسرانی ، ١٣٢ الطب لابن السنی،

الطب لابی نعیم ، مسند ابو یعلی ،

ترجمہ : اپنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو۔ یہ تمہارے باپ کی مٹی سے بچے ہوئے حصہ سے بنائی گئی ہے۔ درختوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ درخت عزیز ہے جس کے نیچے سیدہ مریم بنت عمران رضی اللہ عنہ کے ہاں پیدائش ہوئی۔

اسے ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں ابن ابی حاتم نے اور عقیلی نے الضعفاء میں ابنِ عدی نے الکامل میں ، ابن السنی نے ، ابو نعیم نے طب میں اور ابن مردویہ نے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

اے میرے بھائی! اللہ ﷻ کے ہاں اس درخت کی تشریف کو دیکھ جو سیدنا آدم علیہ السلام کی مٹی کے بچے ہوئے حصہ سے پیدا کیا گیا۔ اور اس درخت کی اللہ ﷻ کے ہاں عظمت کو دیکھ جس کے نیچے سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت ہوئی۔

اللہ ﷻ ہمیشہ سے اپنے نیک بندوں کے آثار کی رعایت فرماتا رہا ہے۔ اس کا انکار سراسر جہالت ہے۔

اسی طرح امام بیہقی نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اِنَّهٗ اَوَّلُ مَا اَسْرٰی بِهٖ ﷺ مَرَّ بِاَرْضٍ ذَاتَ نَخْلٍ

فَقَالَ لَهٗ جِبْرَائِيْلُ: اِنْزِلْ فَصَلِّ فَصَلّٰی

فَقَالَ: صَلَّيْتُ بِيَثْرِبَ.

ثُمَّ مَرَّ بِاَرْضٍ بَيْضَاءَ فَقَالَ: اِنْزِلْ فَصَلِّ فَصَلّٰی

فَقَالَ صَلَّيْتُ بِمَدْيَنَ (يَعْنِیْ عِنْدَ قَبْرِ مُوْسٰی)

ثُمَّ مَرَّ بِبَيْتِ لَحْمٍ فَقَالَ: اِنْزِلْ فَصَلِّ فَصَلّٰی

فَقَالَ: صَلَّيْتُ حَيْثُ وُلِدَ عِيْسٰی

البیهقی،

ترجمہ: جب تاجدارِ کائنات ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو کھجوروں والی سرزمین سے گذر ہوا۔

سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: نیچے اُتریں اور دعا فرمائیں۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے دعا کی۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی آپ نے یثرب میں دعا فرمائی۔

پھر ایک سفید زمین سے گذر ہوا۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: نیچے اتریے اور دعا فرمائیں۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے دعا فرمائی۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی آپ نے مدین میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قبر

Marfat.com

کے قریب دعا فرمائی۔

پھر بیت اللحم کے نزدیک سے گزرے۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: نیچے اُتریں اور دعا فرمائیں۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

یہاں ایک نکتہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں اترنے کے لئے عرض کیا جہاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قبر تھی اور جہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے ان جگہوں پر نماز ادا کی۔ کیونکہ یہ ان جگہوں پر برکتیں تھیں اور صالحین کی قبروں کے پاس اور مبارک جگہوں پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

اور صلوٰۃ کا لغوی معنی دعا ہے۔ آپ اسی لئے ان جگہوں پر اترے تھے۔

دیکھیں! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک بندوں کے مقامات کی کیا عظمتیں ہیں کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری سے نیچے اترنے کے لئے عرض کر رہے ہیں ان تمام مبارک جگہوں جیسے یثرب جو تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہ ہے۔ پر دعا کرنے کے لئے عرض کر رہے ہیں۔ اس پر عنایتِ الٰہی سبقت کر گئی کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم میں ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول کی جگہ ہے۔ آپ کی حکمرانی کی جگہ ہے اور آپ کی قبر انور کی جگہ ہے۔ اور یہ ان جگہوں میں سے ہے جن کی برکت سے دعائیں قبول ہوتیں ہیں۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی جگہ کے پاس۔ حالانکہ آپ اس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں مدعو تھے۔ اپنے پروردگار، آقا اور مولا کی طرف جا رہے تھے۔ اور جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے استاذ، معلم اور راہبر تھے۔ صالحین کے مقامات کی اس سے بڑی کیا عظمت ہو سکتی ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جا رہے ہیں ان جگہوں سے گذر رہے ہیں۔ ان جگہوں پر نوافل پڑھ رہے ہیں اور دعائیں کر رہے ہیں۔ اور سیدنا جبرائیل علیہ السلام یہ سب کچھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے ہی کر رہے تھے۔

Marfat.com

پاک ہو وہ ذات جو اپنے اولیاء پر وہی دلیل بناتا ہے جو اس کی طرف دلیل ہوتا ہے اور انہیں کی طرف بھیجتا ہے جن کو اپنی طرف بلانا چاہتا ہے۔ اور انبیاءِ کرام ولایت کے اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں۔

تمام جگہوں سے بڑھ کر برکت والی جگہ مکۃ المکرمہ میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت کی جگہ ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کی پیروی میں وہاں نماز اور دعا قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ جبرائیل امین علیہ السلام سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی جگہ میں نماز ادا کرنے اور دعا کرنے کے لئے عرض کیا۔ اس جگہ پر عمارت کھڑی کرنا اور اس جگہ کو صاف رکھنا چاہیئے جس طرح یہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے زمانہ میں تھی۔ آپ سارے رسولوں سے افضل ہیں۔ اور آپ سے منسوب جگہیں بھی ساری جگہوں سے افضل ہیں۔ آپ کی قبر مبارک ساری قبروں سے افضل ہے۔

امام نووی نے ذکر کیا:

جس شخص کو شہر مدینہ کی حاضری نصیب ہو اس کے لئے سنت ہے کہ قبر انور کی حاضری کے بعد مدینہ طیبہ کے کنوؤں پر جائے۔ یہ مدینہ والوں کے ہاں مشہور ہیں۔ یہ 19 کنویں جہاں تاجدارِ کائنات ﷺ نے وضو فرمایا، یا غسل فرمایا، یا وہاں سے پانی پیا برکت کے حصول کے لئے زیارت کرنے والے کو وہاں وضو کرنا چاہیے یا غسل کرنا چاہیے یا وہاں سے پانی پینا چاہیے۔

اسی طرح مدینہ طیبہ کی مسجدوں میں جانا سنت ہے اور یہ تقریباً 30 مسجدیں ہیں۔ میں نے حاشیہ ایضاح میں ذکر کیا ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے آثار کی برکت کے حصول کے لئے وہاں نوافل ادا کرنے چاہیے۔ وہاں میں نے اس پر دلائل بھی عرض کئے ہیں۔

جہاں تاجدارِ کائنات ﷺ نے نماز ادا کی یا وہاں سے گذرے یا وہاں پر پڑاؤ کیا ان جگہوں کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تلاش کر کے وہاں پر نماز ادا فرماتے، پڑاؤ

Marfat.com

کرتے اور وہاں سے گزرتے تھے۔

اسی لئے علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

تاجدارِ کائنات کی تعظیم اور تکریم سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تمام چیزوں کی، تمام مشاہد، تمام معاہد، تمام ملامس اور تمام معارف کی تعظیم اور تکریم کی جائے۔ یہ وصیت کافی، وافی اور جامع ہے۔ صاحب ایمان کو ایسا کرنا چاہیے اگر وہ صاحب ہدایت ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ان سے کرے۔

صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین اور ان کی اقتداء کرنے والے بیت اللہ شریف کے اندر اس جگہ کو تلاش کرتے تھے جہاں تاجدارِ کائنات ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ حالانکہ تمام بیت اللہ شریف ہی برکت کی جگہ ہے لیکن تاجدارِ کائنات کی نماز کی جگہ زیادہ برکت والی ہے۔ اگر اس جگہ زیادہ برکتیں نہ ہوتیں تو سلف اور خلف کبھی اسی جگہ کو تلاش نہ کرتے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود سے فرمایا تھا۔

قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَمْ اَرَ النَّبِیَّ ﷺ یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ.

ترجمہ: میں جانتا ہوں کہ تو نہ فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی نقصان۔ اگر میں تاجدارِ کائنات ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔

الصحیح البخاری، الحج ٦٠ الصحیح للمسلم، حج ٢٥٠

پس ثابت ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک بندوں کے وصال کے بعد ان کے آثار سے برکت حاصل کرنا مشروع ہے۔ اس پر قرآنِ حکیم کی صراحت اور صحیح احادیث گزر چکی ہیں۔ اور توفیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

ساتویں فصل

زندہ صالحین کی زیارت کرنا ،ان کی صحبت ومحبت چاہنا اور ان سے دعا طلب کرنا

Marfat.com

صالحین کی زیارت، صحبت اور طلبِ دعا

ان کی زیارت کرنا ایک معلوم امر ہے اس کا استحباب شرعاً اور عقلاً ثابت ہے۔ان سے ملاقات کے بہت سے فائدے ہیں۔

پہلا :ان کے علوم سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے۔

دوسرا:ان کی محبت کے لئے جس کا نتیجہ ان کے نقش قدم پر چلنا ہے،ان کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے اور قیامت کے دن ان کی معیت میں اُٹھنا ہے۔

تیسرا:ان کی صحبت کے لئے ممکن ہے کہ اس سے ان کی برکات حاصل ہوں اور ان کے وسیلہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وہ نگاہِ کرم حاصل ہو جو ان سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔یہ نگاہِ کرم اس کے محبوب لوگوں کی منازل پر فائز کرتی ہے۔اس سے سعادتِ ابدیہ حاصل ہو جاتی ہے۔یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشیں کبھی بدنصیب نہیں ہوتا اگرچہ وہ ان کی زیارت کے لئے نہ آیا ہو بلکہ کسی اپنی حاجت کے لئے آیا ہو۔

چوتھا : ممکن ہے کہ ان کی نیک دعاؤں میں سے کسی دعا کا فائدہ حاصل ہو اور اس کے بعد اس کی اولاد کو فائدہ ہو۔

مختصر یہ ہے کہ مقبولانِ الٰہی کی زیارت کرنا پہلے زمانہ سے آج تک لوگوں کا معمول رہا ہے۔یہ ہم سے پہلے لوگوں میں بھی مشروع تھی۔اس ضمن میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت کے لئے جنگلوں، بیابانوں اور سمندروں کی مسافت طے کرنا ہے۔ان کے علم سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے ان کی صحبت اختیار کرنا ہے کیونکہ سیدنا خضر علیہ السلام کو اپنے رب کے ہاں ایک خصوصی مقام حاصل تھا۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخَالَهٗ فِىْ قَرْيَةٍ نَادَاهُ مُنَادٍ اَنْ طِبْتَ وَ طَابَ مَمْشَاكَ وَ طَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ وَ اِلَّا قَالَ اللّٰهُ فِىْ مَلَكُوْتِ عَرْشِهٖ عَبْدٌ زَارَ

Marfat.com

فِیَّ وَ عَلَیَّ قِرَاهُ فَلَمْ یَرْضَ لَهُ بِثَوَابٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ.

الجامع الترمذی ، ٦٤ سنن ابنِ ماجه ، الجنائز ٢

ترجمہ : جس شخص نے کسی مریض کی عیادت کی یا کسی گاؤں میں اپنے کسی بھائی کی زیارت کی۔ اسے ایک ندا دینے والے نے ندا دی ۔ تیری زندگی مبارک ہو ۔ تیرا چلنا مبارک ہواور تجھے جنت مبارک ہو۔ وگرنہ اللہ ﷻ نے اپنے عرش کی بلندیوں میں ارشاد فرمایا:

ایک بندے نے میری خاطر زیارت کی ۔ اس کی مہمان نوازی میرے ذمہ ہے۔ اللہ ﷻ اس کے لئے جنت کے علاوہ کسی جزا پر راضی نہیں ہوتا۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلا اُخْبِرُکُمْ بِرِجَالِکُمْ فِی الْجَنَّةِ ؟

قُلْنَا : بَلٰی ! یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.

قَالَ: اَلنَّبِیُّ فِی الْجَنَّةِ وَالصِّدِّیْقُ فِی الْجَنَّةِ وَالرَّجُلُ یَزُوْرُ اَخَاهُ فِیْ نَاحِیَةِ الْمِصْرِ لَا یَزُوْرُهُ اِلَّا لِلّٰهِ فِی الْجَنَّةِ .

ترجمہ : کیا میں تمہیں تمہارے جنتی مرد کی اطلاع نہ دوں؟

ہم نے عرض کی: کیوں نہیں ۔ یارسول اللہ ﷺ!

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: نبی جنت میں ہے ، صدیق جنت میں ہے۔ اور اللہ ﷻ کے لئے شہر کے ایک کنارے پر رہنے والے اپنے بھائی کی زیارت کرنے والا جنتی ہے۔

یہ مقام تو اپنے گاؤں میں رہنے والے بھائی کی اللہ ﷻ کے لئے زیارت کرنے کا ہے۔ تو کیسا مقام ہوگا اگر وہ محض اللہ ﷻ کی رضا کے کسی سفر کو اختیار کرے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ شَیَّعَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفِ مَلَکٍ یُصَلُّوْنَ عَلَیْهِ

Marfat.com

وَيَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ كَمَا وَصَلَهٗ فِيْكَ فَصِلْهُ.

ترجمہ : جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کی اس کے ساتھ اس کے لئے دعائیں کرتے اللہ ﷻ کے 70,000 فرشتے گئے وہ کہتے ہیں اے اللہ ﷻ ! اس پر رحم فرما جس طرح اس نے تیرے لئے صلہ رحمی کی۔

دیکھیں! اللہ ﷻ کے لئے کسی کی زیارت کرنے کا کیا مقام ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے نبی اور صدیق کے بعد تیسرے مرتبہ پر جنت میں ملا دیا۔ اس کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے 70,000 فرشتے چلتے ہیں۔ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں جس زیارت کا یہ صلہ ہے یہ اپنے مسلمان بھائی کی زیارت ہے۔

اس زمانہ میں آپ ایسے بہت سے لوگوں کو دیکھیں گے جو مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ مگر اپنے بھائی کی زیارت نہیں کرتے۔ بالخصوص اگر ان کا وہ بھائی اپنی نیکی میں مشہور ہو۔ چاہے وہ ان کے پڑوس میں ہی ہو۔ یہ لوگ پیرس اور لندن میں رہنے والے اپنے کافر بھائی سے ملاقات کرتے ہیں۔ اگر چہ وہاں پہنچنے میں ان کو تکلیف اور مشقت ہی برداشت کرنی پڑے۔

وہ اس زیارت پر خوش ہوتا ہے۔ نازاں ہوتا ہے، اس کی مہمان نوازی پر شکر کناں رہتا ہے اور اپنی بقایا ساری زندگی اس کی مہربانی کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ حالانکہ اللہ ﷻ کی بارگاہ سے اس زیارت کا صلہ اسے ناراضی اور عذاب کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ اللہ ﷻ اس سے ہمیں اپنی پناہ عطا فرمائے۔

اللہ ﷻ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:

وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِیَّ۔

موطا امام مالك ، الشعر ١٦ مسند احمد بن حنبل ، ٤:٢٨٦

ترجمہ : جو لوگ میری خاطر محبت کرتے ہیں، میری خاطر مجلس کرتے ہیں، میری خاطر

Marfat.com

زیارت کرتے ہیں۔ میری خاطر خرچ کرتے ہیں ان کے لئے میری محبت واجب ہے۔

اس حدیث کو امام مالک نے اسنادِ صحیح کے ساتھ اپنے موطا میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ غُرَفًا یُرَی ظَوَاهِرُهَا مِنْ بَوَاطِنِهَا وَ بَوَاطِنِهَا مِنْ ظَوَاهِرِهَا اَعَدَّ هَا اللّٰهُ لِلْمُتَحَابِیْنَ فِیْهِ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیْهِ.

مسند احمد بن حنبل، ۲:۱۷۳

ترجمہ: جنت میں کچھ ایسے کمرے ہیں کہ ان کا باہر ان کے اندر سے نظر آتا ہے اور ان کا اندر ان کے باہر سے نظر آتا ہے یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے تیار کئے ہیں جو اس کے لئے محبت کرتے ہیں اور اس کے لئے زیارت کرتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّهٗ فِیْ قَرْیَةٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ یَعْنِیْ طَرِیْقِهٖ "مَلَکًا فَلَمَّا اَتٰی عَلَیْهِ

قَالَ: اَیْنَ تُرِیْدُ؟

قَالَ: اُرِیْدُ اَخًا فِیْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ

قَالَ. هَلْ لَّکَ عَلَیْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُدُّهَا ؟

قَالَ: لَا غَیْرَ اَنِّیْ اُحِبُّهٗ فِی اللّٰهِ

قَالَ: فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیْهِ

الصحیح للمسلم، البر ۳۸ مسند احمد بن حنبل، ۲:۲۹۲

ترجمہ: بے شک جب کوئی شخص کسی دوسرے شہر میں اپنے بھائی کی زیارت کو چلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے راستے میں ایک فرشتہ کو بھیجتا ہو۔ جب وہ فرشتہ اس کے پاس پہنچتا ہے۔

Marfat.com

تو پوچھتا ہے: کہاں کا ارادہ ہے؟

وہ جواب دیتا ہے: میں اس شہر میں اپنے بھائی کی زیارت کو جارہا ہوں۔

فرشتہ پوچھتا ہے: کیا اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے؟ جس کو تو لوٹانا چاہتا ہے۔

وہ بندہ جواب دیتا ہے: اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ میں اس سے اللہ ﷻ کے لئے محبت کرتا ہوں۔

وہ فرشتہ کہتا ہے: پھر میں تیری طرف اللہ ﷻ کا پیغام رساں ہوں۔ بے شک جس طرح تو نے اس سے اللہ ﷻ کے لئے محبت کی اسی طرح اللہ ﷻ نے تجھ سے محبت کی۔

پچھلی حدیث میں تھا۔ جس نے اپنے ہی شہر میں رہنے والے اور شہر کے کنارے رہنے والے اپنے بھائی کی زیارت کی، اس حدیث میں ہے جس نے دوسرے شہر میں رہنے والے بھائی کی زیارت کی۔

اللہ ﷻ کی خاطر اپنے بھائی کی زیارت کرنے کے بے شمار فضائل ہیں۔ جس قدر مشقت زیادہ اسی قدر اجر زیادہ ہے۔ اس لئے اللہ ﷻ نے اس کی راہ میں ایک فرشتہ کو بٹھایا۔ جو اسے اللہ ﷻ کی محبت کی بشارت دیتا ہے کیونکہ یہ اپنے بھائی سے اللہ ﷻ کے لئے محبت کرتا ہے۔

ہمارے علماء نے ارشاد فرمایا: اس حدیث میں فرشتہ کو دیکھنے کی بھی دلیل موجود ہے۔ یہ کیسے نہیں ہے حالانکہ فرشتہ نے زیارت کے لئے جانے والے کو فرمایا:

میں تیری طرف اللہ ﷻ کا پیغام رساں ہوں۔

اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ انبیاءِ کے علاوہ کسی پر فرشتے نازل نہیں ہوتے ہاں شریعت لے کر انبیاء کرام کے علاوہ کسی پر نہیں اترتے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخًا لَّهٗ نَادَاهُ مُنَادٍ:

اَنْ طِبْتَ وَ طَابَ مَمْشَاکَ وَ تَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا

الجامع الترمذی ، البر ٦٤ السنن ابن ماجه ، الجنائز ٢

ترجمہ : جس شخص نے کسی مریض کی عیادت کی یا اپنے بھائی کی زیارت کی، اسے ایک ندا کرنے والے نے ندا کی۔

تو سلامت رہے تیرا چلنا مبارک ہو، تو نے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔

اسے امام ترمذی اور امام ابن ماجه نے روایت کیا ہے۔

پس مبارک ہے اس کے لئے جو ان کی اللہ ﷻ کے لئے زیارت کرے۔ اور بربادی ہے اس کے لئے جو ان سے دور رہے۔ اسے یقیناً اس راہ سے شیطان نے ہی روکا ہے۔ اللہ ﷻ کے لئے زیارت کسی نیک مرد کی ہی ہوسکتی ہے۔ لہذا جس شخص نے نیک لوگوں کی زیارت کی۔ وہ احادیث میں وارد تمام جزاؤں کا مستحق ٹھہرا۔ اللہ ﷻ اس کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

رہی بات ان کی محبت کی ترغیب کی۔

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

الصحیح البخاری ، الادب ٩٦ الصحیح للمسلم ، البر ٦٥

ترجمہ : آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے اس نے محبت کی۔

ایک روایت میں ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ .

الصحیح البخاری ، الادب ٩٦

Marfat.com

ترجمہ :ایک آدمی ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ ابھی ان سے ملا نہیں ہوتا۔

پھر ارشاد فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ.

ترجمہ : آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے اس نے محبت کی۔

الصحیح البخاری ، الادب ٩٦ الصحیح للمسلم ، البر ٦٥

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اِنَّ اَعْرَابِیًّا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ **: مَتَی السَّاعَةُ ؟**

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ **: مَا اَعْدَدْتَّ لَهَا ؟**

قَالَ : حُبُّ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِهٖ

قَالَ: اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ.

الصحیح البخاری فضائل ، ٦ الصحیح للمسلم ، البر ٥٠

ترجمہ :ایک اعرابی نے تاجدارِ کائنات ﷺ نے عرض کی: قیامت کب آئے گی؟

تاجدارِ کائنات ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا: تو نے قیامت کے کیا تیار کیا ہے؟۔

اعرابی نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تو اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تو نے محبت کی۔

حدیث اعرابی کی ایک دوسری روایت ہے۔

مَا اَعْدَدْتُّ لَهَا لَا کَثِیْرَ صَلٰوةٍ وَّلَا صِیَامٍ وَّلَا صَدَقَةٍ اِنَّمَا اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ.

فَقَالَ لَهٗ ﷺ **: اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ.**

الصحیح للمسلم ، البر ١٦٤

Marfat.com

ترجمہ : میں نے اس کے لئے زیادہ نمازیں، روزے اور صدقہ تو تیار نہیں کیے۔ میں بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا:

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا، جس کے ساتھ اس نے محبت کی۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! کَیْفَ تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ یَلْحَقْ بِھِمْ.

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ.

الصحیح البخاری ، الادب ٩٦ الصحیح المسلم ، البر ١٦٥

ترجمہ : ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: آپ اس شخص کے بارے کیا ارشاد فرماتے ہیں جو ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جن کو وہ ملا نہیں ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے اس نے محبت کی۔

اہل اسلام نیک لوگوں کی محبت میں کیوں نہ گریں۔ جب کہ یہ احادیث ان سے محبت کرنے والوں کو ابدی کامیابی اور سرمدی عزت کی خوشخبری دے رہی ہیں۔

رہی بات ان کی صحبت اور مجلس کی ترغیب میں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود تاجدارِ کائنات ﷺ سے ارشاد نرمایا:

﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ج تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ﴾

القرآن الحکیم الکھف ١٨:٢٨

ترجمہ : اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیے جو اپنے رب کو صبح شام پکارتے

Marfat.com

ہیں۔اس کی رضا کے طلبگار ہیں اور آپ کی نگاہیں ان سے نہ ہٹیں۔کیا آپ دنیوی زندگی کی زینت چاہتے ہیں؟ اور اس (بدنصیب) کی پیروی نہ کیجیے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی اتباع کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔

اس کے بعد ان کی صحبت سے پیچھے رہنے کی کونسی خبر باقی ہے۔

یہ اللہ ﷻ کی خیر الخلق ﷺ کے لئے وصیت ہے کہ اللہ ﷻ کے نیک بندوں اصحابِ صفہ کے ساتھ خود کو روکے رکھیں۔

سبحان اللہ! یہ کیسا شرف ہے جو اللہ ﷻ نے ان کو عطا فرمایا۔

جب یہ تاجدارِ کائنات ﷺ کو وصیت ہے کہ وہ خود کو ان کے ساتھ روکے رکھیں تو ہماری حالت کیا ہوگی حالانکہ ہمیں تو اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم خود کو ان کے پاس روکے رکھیں۔اس امید کے ساتھ کہ اللہ ﷻ ان کی برکت سے ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ہمیں اپنی فرماں برداری کی توفیق عطا فرمائے گا۔ان کی مجلس کی وجہ سے ہمارے دلوں کی سختی دور ہوگی۔اللہ ﷻ ان کے زمرہ میں ہمیں اٹھائے گا اور ان کے ساتھ ہمیں ملائے گا۔

اگر اللہ ﷻ ان کو وصیت فرماتا کہ وہ آپ خود کو تاجدارِ کائنات ﷺ کے ساتھ روکے رکھیں تو یہ بھی ان کے لئے عظیم شرف تھا۔مگر اللہ ﷻ نے اپنے رسولِ اعظم کی طرف وحی کی کہ وہ خود کو ان کے ساتھ روکے رکھیں۔یہ ان کے لئے اس سے کہیں زیادہ بڑا شرف اور کہیں زیادہ عظیم فضیلت ہے۔

اسی قبیل سے ہے جس کو سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا:

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ.

سنن ابو داؤد، ادب ١٦ — الجامع الترمذی، الزھد ٤٥

ترجمہ: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔تمہیں دیکھنا چاہیئے کہ کس کے ساتھ

Marfat.com

دوستی کرتے ہو۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِی

السنن ابو داوٗد ، الادب ١٦ الجامع الترمذی ، الزهد٦ ٥

ترجمہ : مومن کے علاوہ کسی کی مصاحبت نہ کر اور پاک کے علاوہ کسی چیز کو نہ کھا۔

جس شخص کا کھانا تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا اس کے لئے دعا فرمائی۔ اور اسے اس کے لئے بدلہ بنا دیا۔

أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَاَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ.

الدارمی ، الصوم ٥١ سنن ابنِ ماجه ، الصیام ٤٥

ترجمہ : تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور تمہارے پاس روزہ دار روزہ کھولیں۔

اس دعا میں نیک لوگوں کی صحبت میں عظیم شرف ہے اور ان کی شان کی بلندی کا اظہار ہے اور اس بات کا اعلان ہے کہ ان نیک لوگوں کا کسی کے گھر بیٹھ کر کھانا کھانا عظیم برکت ہے۔ نیک لوگوں کی صحبت پر اُبھارنے کے لئے یہی کافی ہے۔ جو شخص اس بات میں غور کرے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک لوگوں کا شرف کیا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ان کی کس قدر شان ہے اس کے یہ کافی ہے کہ اصحابِ کہف کی سنگت کی وجہ سے ان کی کتے کو بھی جنت مل گئی۔ تو کیا مسلمان ان کی صحبت سے دنیا اور آخرت میں محروم رہے گا۔ ایسا ہرگز نہیں۔ مسلمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ہرگز کتے سے حقیر نہیں ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک بندوں سے دعا کرانا۔

سیدنا اُسَیر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

سیدنا ابنِ جابر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

جب آپ کے پاس یمن کے لوگ آئے۔آپ نے ان سے پوچھا: کیا تم میں اویس بن عامر ہیں۔جب اویس بن عامر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔توسیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اِمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرْصٌ فَبَرَءَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بِرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ.

الصحيح للمسلم ، فضائل الصحابة ٢٢٥

ترجمہ : تمہارے پاس اہل یمن کے ساتھ اویس بن عامر آئیں گے۔وہ مراد اور پھر قرن سے ہیں۔ان کو برص تھا جو ایک درہم کی مقدار کے علاوہ ٹھیک ہو گیا۔ان کی والدہ ہے جس کے ساتھ ان کا حسنِ سلوک ہے۔اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کچھ کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا کر دے۔اگر ممکن ہو تو ان سے اپنے لئے بخشش کی دعا کروانا۔لہذا آپ میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیں تو سیدنا اویس بن عامر نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے بخشش کی دعا فرمائی۔

ایک اور روایت میں ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا:

اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْس لَهٗ وَالِدَةٌ وَ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ .

الصحيح للمسلم ، فضائل الصحابة ٢٢٥

ترجمہ : تابعین میں سے بہترین شخص ایک مرد ہے جس کا نام اویس بن عامر ہے۔ان کی والدہ ہیں ان کے بدن پر سفید نشان ہیں۔ان سے کہنا کہ وہ تمہارے

Marfat.com

لئے بخشش کی دعا کریں۔

پہلی حدیث میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ترغیب ہے کہ وہ سیدنا اویس بن عامر سے دعا کروائیں۔ دوسری حدیث میں تمام صحابہ کو حکم ہے کہ وہ سیدنا اویس بن عامر سے دعا کروائیں۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اپنے صحابۂ کرام کو جو انبیاء کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ہیں، کو حکم فرمایا کہ اس نیک شخص سے دعا کروائیں اور ان سے برکت حاصل کریں۔

یہ عظیم ترین لوگ ہیں جن کی زیارت کے لئے بڑے علماء بھی جاتے ہیں۔ ان کے فیوض سے شاد کام ہوتے ہیں اور ان سے دعا کرواتے ہیں۔ کمالِ ادب کے ساتھ ان کی مجلس کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا خضر علیہ السلام کے واقعہ میں یہ ادب سکھایا۔ میں نے اس طرح کا ادب خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جو صفحات کی وسعتوں میں نہیں آسکتا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن۔

اسی قبیل سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

میں نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت عطا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا:

لَا تَنْسَانَا يَا اُخَيَّ مِنْ دُعَائِکَ

ابوداؤد، الوتر ٢٤ الجامع الترمذی، الدعوات ١٠٩

سنن ابنِ ماجه، المناسك ٥

ترجمہ: اے میرے پیارے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھلانا۔

سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِىْ اَنَّ لِىْ بِهَا الدُّنْيَا

ترجمہ :یہ ایسا ایمان افروز فرمان تھا جس کے بدلے میں ساری دنیا بھی مجھے خوش نہیں کر سکتی۔

ایک روایت میں ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَشْرِكْنَا يَا اُخَىَّ فِىْ دُعَائِكَ

ترجمہ :اے میرے پیارے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں شریک رکھنا۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

لسنن ابو داوٗد، الوتر ٦ الجامع الترمذی، الدعوات ١٠٩

ابنِ ماجه، مناسك ٥

یہ تاجدارِ کائنات ﷺ کا اپنی امت کو ارشاد ہے کہ وہ صالحین سے دعاؤں کی درخواست کریں اس حق کے بعد تو گمراہی ہی ہے۔ اہل ایمان کو چاہیئے کہ وہ کثرت سے لوگوں سے اپنے لئے دعائیں کروائیں۔

اولیاءِ کرام اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اسی طرح پوشیدہ ہیں جس طرح رمضان میں لیلة القدر پوشیدہ ہے اور قبولیت کی گھڑی جمعہ کے دن پوشیدہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں پوشیدہ موتیوں کی طرح ہیں۔

لَيْسَ الْخُمُوْلُ بِعَارٍ عَلَى امْرِىءٍ ذِىْ جَلَالٍ

فَلَيْلَةُ الْقَدْرِ تُخْفِىْ وَ تِلْكَ خَيْرُ اللَّيَالِىْ

ترجمہ :پوشیدگی، عزت والے شخص کے لئے ہرگز شرمندگی نہیں ہے

لیلة القدر بہترین رات ہے مگر وہ پوشیدہ ہے۔

Marfat.com

بہت سارے بکھرے ہوئے بالوں والے گرد آلود لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ ﷻ کی قسم کھا کر کچھ کہہ دیں تو اللہ ﷻ اسے ضرور پورا کردے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے کثرت سے لوگوں سے دعا کروانے کا حکم دیا۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اِسْتَكْثِرِ النَّاسَ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ لَكَ فَاِنَّ الْعَبْدَ لَا يَدْرِىْ عَلٰى لِسَانِ مَنْ يُّسْتَجَابُ لَهٗ اَوْ يُرْحَمُ.

كنز العمال، ٣١٨٨ موطا امام مالك،

ترجمہ: لوگوں سے اپنے لئے کثرت سے اچھی دعائیں کروایا کرو۔ بندہ نہیں جانتا کہ کس کی دعا اس کی حق میں قبول کی جائے۔ یا کس کی دعا کی وجہ سے اس پر رحم کیا جائے۔

یہ دلائل اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ نیک لوگوں سے اپنے لئے دعا کروانی چاہیے یہ اللہ ﷻ کی طرف سے قربت کا ذریعہ ہے اور ہرگز شرک نہیں ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

آٹھویں فصل

فوت شدگان مسلمانوں کی زیارت

Marfat.com

فوت شدگان مسلمانوں کی زیارت

اہلِ ایمان، انبیاءِ کرام اور رسلِ عظام کی قبور کی زیارت کرنا اجماعاً مستحب ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اَلا فَزُوْرُوْهَا.

الصحيح للمسلم ، الجنائز ١٠٦ ابنِ ماجه ، زيارة القبور ١٥٧١

ترجمہ : میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا۔ اب ان کی زیارت کیا کرو۔

سلیمان بن بُردہ اسلمی سے روایت ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُ اَصْحَابَهٗ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ كَيْفَ يَقُوْلُوْنَ

الصحيح للمسلم ، الجنائز ٤ ابنِ ماجه ، الجنائز ٣٦

مسند احمد بن حنبل ٢:٣٧٥

ترجمہ : تاجدارِ کائنات ﷺ اپنے صحابۂ کرام کو تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کیا کہیں۔

اس حدیث میں مطلقاً زیارتِ قبور کے جواز پر دلیل ہے۔

زیارتِ قبور کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم .اکابر زندہ لوگوں کا اکابر فوت شدگان کی زیارت کرنا۔ اکابر زندہ لوگوں نے اکابر فوت شدگان کا ادب اور ان کی قبور کے پاس دعا کا التزام کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے معراج کی رات انبیاءِ کرام کی ان کی قبور میں زیارت کی ہے جبرائیل علیہ السلام آپ کے پیش رو تھے اور وہ آپ کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ وہ سواری سے اترنے کی درخواست کرتے تھے اور انبیاءِ کرام کی قبروں کے پاس دعا کی درخواست کرتے تھے۔

قبر کے پاس اپنے ساتھی کے ساتھ اترنا ادب اور تواضع ہے۔ اللہ ﷻ کے خاص بندوں کے ساتھ تواضع سے پیش آنا اللہ ﷻ سے ہی تواضع کرنا ہے۔ اور ان کی قبور کے

Marfat.com

پاس دعا کرنا نیکی کی مہلت کو غنیمت جاننا ہے تا کہ اس کو فوت نہ کر دیا جائے۔

یہ قبولیت کے تحقق کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رحمت کے جھونکوں میں سے ایک جھونکا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام اس کی طرف راہنمائی کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ دوبارہ اس کا موقعہ نہ ملتا۔ اس کی طرف جبرائیل علیہ السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے ہی راہنمائی کرتے تھے۔ یہ صالحین کی قبور کا ادب کرنے اور ان کے پاس دعا کرنے کی دلیل ہے اور اس امر پر بھی دلیل ہے کہ وہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

امام حاکم نے روایت کیا ہے۔

خاتون جنت سیدہ فاطمة الزهراء رضی اللہ عنہا ہر جمعہ سیدنا حمزہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں۔

سیدنا امام شافعی نے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کی قبر کی زیارت کی اور ان کے ادب کی وجہ سے وہاں صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھی کیونکہ امام اعظم کے مذہب میں اس کا پڑھنا منقول نہ تھا۔ اسی طرح اکابر لوگوں کی قبور کا ادب کرنا چاہیئے۔ جب بھی امام شافعی سیدنا امام اعظم کی قبر کی زیارت کرتے۔ قبر کے قریب دعا کرتے تھے۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اپنی حاجات کے پورا ہونے کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرتے تھے۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل امین علیہ السلام کی عرضداشت پر انبیاءِ کرام کی قبروں کے پاس دعا فرمائی تھی۔ سلف صالحین، تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرائیلِ امین علیہ السلام اسی طریق پر تھے۔

دوسری قسم: اکابر زندہ لوگوں کا خود سے کم درجہ والوں کی قبروں کا زیارت کرنا۔

جیسے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عام اہل ایمان کی قبروں کی زیارت کرنا۔ اکابر جب اصاغر کی قبور کی زیارت کریں اور ان کے لئے دعا فرمائیں تو اطاعت گزاروں کے درجات بلند ہو جاتے ہیں اور گنہگاروں پر رحمت ہوتی ہے۔ اکابر کی ان کے لئے بخشش کی

Marfat.com

دعا کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ قبول فرمالیتا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات آخری حصہ میں جنت البقیع تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ..... پھر ان کے لئے دعائے خیر فرماتے تھے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت شدگان کی زیارت کرنا جواز اور آپ کی سنت کا بیان ہے۔ سلام دینے میں یہ بتلانا ہے کہ وہ زندہ ہیں خود پر کئے گئے سلام کو سنتے ہیں۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا فرمانا فرماں بردار کے لئے درجات کی بلندی کا باعث ہے اور گنہگار کے لئے رحمت اور بخشش کا ذریعہ ہے۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا قبرستان میں جانا اور ان کے لئے دعا فرمانا نفع مند نہ ہوتا تو آپ ہرگز ایسا نہ فرماتے کیونکہ آپ کے افعال کریمہ عبث ہونے سے پاک ہوتے ہیں۔ آپ کے افعال طیبہ امت کے لئے وجہ جواز اور فائدہ مند ہوتے ہیں۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گزرے اور ارشاد فرمایا:

ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ان دونوں کو (ان کے گمان میں) کسی بڑی چیز کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ پھر ایک سبز کھجور کے درخت سے ایک شاخ توڑ کر دونوں قبروں پر رکھی اور ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَنْهُمَا مِنَ الْعَذَابِ مَا لَمْ يَيْبَسَا.

الصحيح البخاری ، ١٣٧٨ الصحيح للمسلم ، ٢٩٢

ترجمہ: جب تک یہ شاخیں خشک نہیں ہوتیں ان سے عذاب ہلکا کر دیں گی۔

ان دو مسلمانوں کی قبروں کے قریب سے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گذرنے کی برکت سے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ان دونوں کے حال کی اطلاع دینا، ان کے عذاب کا سبب بتانا، سبز ٹہنیاں رکھ کر ان کی تکلیف دور کرنے کی دوا کرنا اور ان کے غم کو دور کرنا۔

Marfat.com

امام ابنِ حجر عسقلانی نے فتح الباری میں نقل فرمایا ہے۔
وہ دو کافروں کی قبریں تھیں۔
اھدل نے افادۃ الطلاب میں ان سے نقل کیا ہے۔

کافروں پر عذاب کے ہلکا ہونے میں راز یہ تھا کہ جہاں اللہ ﷻ کا ذکر ہو وہاں رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ دونوں سبز شاخیں جب تک تر رہیں گی۔ اللہ ﷻ کی تسبیح کرتی رہیں گی۔

اگر وہ دونوں مسلمان ہوں تو پھر اور بھی زیادہ فائدہ ہوگا۔ ان دونوں قبروں پر دونوں شاخوں کے اللہ ﷻ کے ذکر کرنے کی برکت ہمیشہ رہے گی۔ اس کی برکات بڑھتی رہیں گی۔ ان شاخوں کے خشک ہونے پر یہ برکات ختم نہیں ہوں گی بلکہ صرف ذکر ختم ہوگا۔ پھر تاجدارِ کائنات ﷺ کی شفاعت سے عذاب اُٹھ جائے گا۔ اہل اسلام سے وہ شخص کامیاب ہو جائے گا۔

ایک سیاہ رنگ خاتون تھی جو مسجد نبوی کی صفائی کرتی تھی۔ وہ فوت ہوئی۔ مسلمانوں نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی اور رات کے وقت اسے دفن کر دیا۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کا گذر اس قبر کے قریب سے ہوا۔ آپ نے اس خاتون کا اچھا حال دیکھا۔

ارشاد فرمایا: یہ کس کی قبر ہے؟

صحابۂ کرام نے عرض کی: یہ اس سیاہ رنگ خاتون کی قبر ہے جو مسجد کی صفائی کرتی تھی۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے دفن کرتے وقت تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے وہاں اس کی قبر کے قریب دعا فرمائی۔ پھر صحابۂ کرام کو فرمایا۔

میں نے اس خاتون سے پوچھا: کس حال میں ہو؟

اس خاتون نے عرض کی: اچھے حال میں۔

پھر پوچھا: تم نے کس عمل کو سب سے افضل پایا۔

Marfat.com

اس نے عرض کی: مسجد کی صفائی۔

یہ اس خاتون کے حال کے مطابق ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عظیم فضل ہے جو اس خاتون نے دیکھا۔

اسی طرح بڑے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے سے چھوٹوں کی قبروں کی زیارت کو جائیں۔ اگر وہ اہلِ کشف سے ہوں گے تو بسا اوقات اللہ سبحانہ وتعالیٰ فوت شدہ لوگوں کے احوال پر ان کو آگاہ فرمادے گا اور وہ ان کے لئے دعا فرمادیں گے۔ اگر یہ فوت شدہ لوگ گناہ گار ہوئے تو ان کا عذاب ہلکا ہو جائے گا۔ جیسے وہ دو قبروں والے تھے جن کا ذکر پہلے گذرا۔ اگر وہ نیک ہوئے تو ان کا درجہ بڑھ جائے گا۔ جیسے وہ سیاہ خاتون تھی۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے آخر میں شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔ وہ اگر چہ شہداء ہیں۔ ان کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ لیکن تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی قبروں پر تشریف لے جانا اور ان کے لئے دعا فرمانا ان کے درجات کی زیادتی کا باعث ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے اور ان کے زائرین کے نفع سے ہمیں شاد کام فرمائے۔

تیسری قسم: عام زندہ اہلِ ایمان کی عام فوت شدہ اہل ایمان کی زیارت کرنا۔

اس سے پہلے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان گذرا۔

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اَلا فَزُوْرُوْهَا.

الصحيح للمسلم، الجنائز ١٠٦ ابنِ ماجه، زيارة القبور ١٥٧١

ترجمہ: میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا۔ ہاں ان کی زیارت کیا کرو۔

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اَلا فَزُوْرُوْهَا.

Marfat.com

الصحيح المسلم ، الجنائز ١٠٦ ابنِ ماجه ، زيارة القبور ١٥٧١

ترجمہ : میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا۔ ہاں ان کی زیارت کیا کرو۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کو ان کی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی گئی۔ ان کی زیارت کیا کرو۔ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے اور دنیا سے بے رغبت کرتی ہے۔

ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے

الجامع الترمذی ، الجنائز ٦٠

صحیحین میں یہ حدیث پاک سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

الصحيح للمسلم ، الجنائز ١٠٦ التاريخ الكبير للبخارى ، ٢:٢٨٧_٦:٢٤٧

مستدرك للحاكم ، ١:٣٧٦ كنز العمال ، ٤٢٥٥٥

الصحيح البخارى ، مسند الربيع بن حبيب ، ٢:٢٣

اہل ایمان زندوں کی اہل ایمان فوت شدگان کی قبروں کی زیارت کے دو فائدے ہیں۔

ایک بِنَفْسِہٖ زیارت کرنے والے کو فائدہ ہے۔

اس کے لئے عبرت ہے اور اسے آخرت کی یاد دلاتی ہے اور دنیا سے بے رغبت کرتی ہے۔ کیونکہ اسے بھی اسی طرف جانا ہے جس کی طرف وہ چلے گئے اور اسے بھی ان چیزوں کو چھوڑنا ہے جسے انہوں نے چھوڑا ہے۔ اور انہیں بھی اس سے ملاقات کرنی ہے جس سے انہوں نے ملاقات کی ہے۔ خیر ہو یا شر۔

فوت شدہ کا فائدہ زندہ لوگوں کی ان کے لئے دعا کرنا ہے۔ ان کے لئے گناہوں کی معافی طلب کرنا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قبر میں داخل ہوتے ہی اہل ایمان کو خوش خبری دیتا ہے کہ جو اس کے لئے استغفار کرے گا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے قبول فرمائے گا۔

جس طرح سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک میں قریب ہی گزرا۔ فائدہ کی

Marfat.com

تکمیل کرتے ہوئے یہاں ہم اس کو دوبارہ ذکر کریں گے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ مَا یُبَشَّرُ بِهِ الْمُؤْمِنُ فِیْ قَبْرِهٖ اَنْ یُّقَالَ : اَبْشِرْ بِرِضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْجَنَّة، قَدِمْتَ خَیْرَ مَقْدَمٍ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لِمَنْ شَیَّعَکَ اِلٰی قَبْرِکَ وَ صَدَّقَ مَنْ شَهِدَ لَکَ وَاسْتَجَابَ لِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَکَ .

الدر المنثور، ٦:٢٣٩

ترجمہ : اہل ایمان کو سب سے پہلے قبر میں یہ بشارت دی جاتی ہے کہ اسے کہا جاتا ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی خوش خبری ہو۔ خوش آمدید۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی معاف کر دیا ہے اور ہر اس شخص کو جو تجھے قبر تک لایا ہے۔ اور جنہوں نے تیری نیکی کی شہادت دی ہے اس کی تصدیق کی گئی ہے اور جس نے تیری بخشش کی دعا کی اس کی دعا کو قبول کر لیا گیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے خود اپنے صحابہ کرام کو تعلیم دی کہ جب وہ قبرستان جائیں تو فوت شدگان کے لئے کس طرح دعا کریں۔

یہ امر بہت بڑی دلیل ہے کہ قبور کی زیارت کرنا مشروع ہے۔ اس پر تاجدارِ کائنات ﷺ کے صریح دلائل ہم نے پیچھے ذکر کئے۔

ان فوت شدہ اہل ایمان کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ اس میں ان کے لئے فائدہ ہے۔ اگر اس میں ان کا فائدہ نہ ہوتا تو تاجدارِ کائنات ﷺ کبھی بھی ان کے لئے دعا کا حکم نہ دیتے۔

مسلمان کے لئے مستحب ہے کہ جب اس کا گزر مسلمانوں کے قبرستان سے ہو تو ان کے ادب اور احترام کے لئے اپنے دونوں جوتے اتار دے۔

رہے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ و السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تو ان کی قبروں پر جوتوں سمیت مذاقاً گزرنا کفر ہے اگر از روئے مذاق نہ ہو تو حرام ہے۔

Marfat.com

سنت نبوی نے ہمارے لئے واضح کر دیا کہ مبارک جگہوں پر اللہ ﷻ سے دعا ان لوگوں کی برکت سے قبول ہو جاتی ہے۔

مکان مکین کی وجہ سے بابرکت ہو جاتا ہے..... یہ قاعدہ کلیہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبرِ اقدس سب جگہوں سے افضل ہے۔آپ کی قبر اقدس کے پاس دعا کرنا اور آپ کے مقام کے پاس ادب، عظمت اور عزت واحترام کی وجہ سے دعا کرنا افضل ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کی پیدائش کی جگہ دعا کرنا افضل اور سیدنا موسٰی علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کرام کی قبروں کے پاس دعا کرنے کی نسبت قبولیت کے بہت زیادہ قریب ہے۔ مکة المکرمہ میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی پیدائش کی جگہ سیدنا عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش کی جگہ سے افضل ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

نویں فصل

گنبدِ خضراء کی زیارت

Marfat.com

گنبد خضراء کی زیارت

تاجدارِ کائنات کی قبرِ اقدس کی زیارت کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں سب سے بڑھ کر قریب کرنے والی ہے۔ صحابہ کرام اور ان کے بعد سلف اور خلف سبھی نے یہ شرف حاصل کیا۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے مستحب ہونے پر اجماع منعقد ہے۔ اس کی فضیلت اور ترغیب میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔

امام سبکی نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت پر قولی اور عملی اجماع کو بیان کیا ہے اس امر پر آئمہ کرام کا کلام وارد کیا ہے۔ اور آپ نے کتاب، سنت، اجماع اور قیاس کے دلائل سے اس کا نیکی ہونا بیان کیا ہے۔

علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

قبر انور کی زیارت کی مشروعیت کی اس قدر تاکید ہے کہ یہ وجوب کے قریب ہے۔ بعض علماءِ کرام نے تو اسے واجب ہی قرار دیا ہے۔

امام ابنِ حجر نے ارشاد فرمایا:

امام سبکی نے کس قدر بھلی بات کی ہے۔ قبرِ انور کی زیارت کا نیکی ہونا دین سے بدیہی طور پر معلوم ہے۔ اس کے انکار والے کی تکفیر کی جائے گی۔

قبر انور کی زیارت پر قرآنِ حکیم سے دلائل۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿.....وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:٦٤

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ جب اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کے پاس حاضر ہوتے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے نیز ان کے لئے رسول (کریم) بھی مغفرت طلب کرتا تو وہ ضرور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا، نہایت رحم کرنے والا پاتے۔

Marfat.com

اس آیتِ کریمہ میں بارگاہِ رسالت کی حاضری، وہاں استغفار کرنے اور تاجدار کائنات ﷺ سے استغفار کرانے کی ترغیب ہے۔ یہ رتبہ وصال سے ختم ہونے والا نہیں ہے۔ آپ کو اللہ ﷻ کی طرف سے تمام اہل ایمان کے لئے استغفار کرنے کا حکم ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ .....﴾

القرآن الحکیم محمد ۱۹:۴۷

ترجمہ: نیز مومن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کریں۔

جب بارگاہِ رسالت کی حاضری ہوگی۔ ان کے لئے استغفار ہوگا تو توبہ اور رحمت کو واجب کرنے والے تمام امور پورے ہوں گے۔

اِسْتَغْفَرَ لَهُمْ، جَآءُوْکَ پر معطوف ہے۔ یہ اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کا استغفار ان کے استغفار کے بعد ہو۔ ہم یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ جب آپ کے وصال کے بعد آپ ﷺ پر آپ کے غلاموں کے اعمال پیش کئے جائیں گے تو استغفار نہیں فرمائیں گے۔ یہ بات آپ ﷺ کی کمالِ رحمت سے یقینی طور پر معلوم ہے کہ جب کوئی شخص آپ کی بارگاہ میں اپنے رب سے استغفار کرتا ہوا آئے گا تو آپ ہرگز اسے نظر انداز نہیں کریں گے۔

یہ کیسے ممکن ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَ یُحَدَّثُ لَکُمْ وَمَوْتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَاِنْ وَجَدْتُّ خَیْرًا حَمِدْتُّ اللّٰهَ وَاِنْ وَجَدْتُّ شَرًّا اِسْتَغْفَرْتُ لَکُمْ.

الطبقات الکبری، ۲:۲:۲ اتحاف السادة المتقین، ۹:۱۷۶۔۱۷۷

کنز العمال، ۳۱۹۰۳ المطالب العالیه لابن حجر، ۳۸۵۳

الحاوی للفتاوی، ۳:۲ البدایه و النهایه، ۵:۲۷۵ الکامل فی الضعفاء

Marfat.com

لابن عدی،۳:۹٤٥ کشف الخفا للعجلونی ، ۲:٤٤۲

مناھل الصفا ، ۳ مجمع الزوائد ، ۹:۲٤ مسند بزار ،

ترجمہ : میری زندگی بھی تمہاری لئے خیر ہے تم باتیں کرتے ہو اور تم سے باتیں کی جاتی ہیں۔ میرا وصال بھی تمہارے لئے خیر ہے۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے۔ اگر میں نے ان کو اچھا پایا تو اللہ ﷻ کی تعریف کروں گا اور اگر میں نے انہیں برا پایا تو تمہارے لئے استغفار کروں گا۔

اسے ابنِ سعد اور بزار نے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اسے قاضی اسمعیل اور حارث نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ہم سے وعدہ فرمایا کہ وصال کے بعد جب ان پر ہمارے اعمال پیش کئے جائیں گے تو ہمارے لئے استغفار فرمائیں گے چاہے ہم زمین کے آخری کنارے پر ہوں۔ تو کیا جو حاضری کے لئے آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو اس کے لئے استغفار نہیں فرمائیں گے۔

امام سمھودی نے وفاء الوفاء میں ارشاد فرمایا:

علماءِ کرام نے اس آیتِ کریمہ سے عموم سمجھا ہے۔ دونوں حالتیں وصال اور زندگی۔

انہوں نے اس امر کو مستحب کہا کہ جو آپ کی قبرِ انور پر حاضر ہو وہ اس آیت کی تلاوت کرے اور اللہ ﷻ سے استغفار کرے۔ اسی ضمن میں ایک اعرابی کی حکایت ہے جسے امام عتبی سے بہت سارے آئمہ نے نقل کیا ہے۔ ان کا نام محمد بن عبداللہ بن عمرو ہے۔ انہوں نے ابنِ عیینہ کا زمانہ پایا اور ان سے روایت کی ہے۔ یہ حکایت مشہور ہے۔ اسے تمام مذاہب کے مصنفین نے مناسکِ حج میں ذکر فرمایا ہے، اسے مستحسن خیال کیا ہے اور زائر کے ادب سے جانا ہے۔

اسے ابنِ عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

ابنِ جوزی نے مثیر الغرام الساکن میں اور ان کے علاوہ بھی اپنی اسانید

Marfat.com

سے ذکر کیا ہے یہ سند محمد بن حرب الھلالی تک جاتی ہے۔

انہوں نے ارشاد فرمایا:

میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا۔ قبر انور کی حاضری نصیب ہوئی۔ میں نے زیارت کا شرف حاصل کیا اور اس کی ایک طرف بیٹھ گیا۔

ایک اعرابی آیا۔ اس نے زیارت کی۔ پھر عرض کرنے لگا۔

اے رسولوں میں سب سے بہتر! اللہ ﷻ نے آپ پر سچی کتاب نازل فرمائی۔

اس میں ارشاد فرمایا:

﴿.....وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾

وَاِنِّیْ جِئْتُکَ مُسْتَغْفِرًا رَبَّکَ مِنْ ذُنُوْبِیْ مُسْتَشْفِعًا بِّکَ .

وَ فِیْ رِوَایَةٍ.....

وَ قَدْ جِئْتُکَ مُسْتَغْفِرًا مِنْ ذَنْبِیْ مُسْتَشْفِعًا بِّکَ اِلٰی رَبِّیْ ثُمَّ بَکٰی وَ اَنْشَأَ یَقُوْلُ

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظَمَه فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

نَفْسِیْ الْفِدَاءُ لِقَبْرِ اَنْتَ سَاکِنُهٗ فِیْهِ الْعَفَافُ وَ فِیْهِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ جب اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کے پاس حاضر ہوتے اور اللہ ﷻ سے مغفرت طلب کرتے نیز ان کے لئے رسول (کریم) بھی مغفرت طلب کرتا تو وہ ضرور اللہ ﷻ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا، نہایت رحم کرنے والا پاتے۔

میں آپ کی بارگاہِ اقدس میں آپ کی شفاعت طلب کرتے ہوئے آپ کے رب سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہوئے آیا ہوں۔

اور ایک روایت میں ہے۔

میں اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہوئے، اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کی

Marfat.com

شفاعت طلب کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں۔

پھر وہ اعرابی رویا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

اے دفن ہونے والوں میں سب سے عظیم
آپ کی خوشبو سے قاع اور اکم مہک اُٹھے ہیں
میری جان اس قبر پر قربان ہو جس میں آپ تشریف فرما ہیں۔
اس میں پاکیزگی ہے۔ اس میں سخاوت ہے۔ اس میں کرم ہے۔

اس کے بعد اس نے استغفار کیا اور چلا گیا۔

میں (عتبی) سو گیا۔ خواب میں مجھے تاجدارِ کائنات ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ارشاد فرما رہے تھے۔

اِلْحَقِ الرَّجُلَ وَ بَشِّرْهُ بِاَنَّ اللّٰهَ غَفَرَلَهٗ بِشَفَاعَتِیْ ۔

ترجمہ: اس شخص کو مل اور اسے بشارت دے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے میری شفاعت کی وجہ سے بخش دیا ہے

میں بیدار ہوا۔ اس اعرابی کو تلاش کیا مگر وہ مجھے نہ ملا۔

الدرة الثمينة، ٢٢٤

میں کہتا ہوں بلکہ حافظ ابو عبداللہ محمد بن موسی النعمان نے اپنی کتاب مصباح الظلام میں کہا:

حافظ ابو سعید سمعانی نے اس حکایت کو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

تاجدارِ کائنات کو دفن کئے ہوئے تین دن گذرے تھے۔ ایک اعرابی آیا۔ اس نے خود کو تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبر انور پر گرایا۔ قبر انور کی مٹی کو اپنے سر میں ڈالا۔ پھر عرض کرنے لگا۔

Marfat.com

اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول!

ہم نے آپ کا فرمان سنا اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے محفوظ کیا۔ آپ سے محفوظ نہیں کیا۔ آپ پر نازل کیا گیا۔

﴿.....وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾

وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَجِئْتُكَ تَسْتَغْفِرُلِيْ فَنُوْدِيَ مِنَ الْقَبْرِ اَنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ

ترجمہ : میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب آپ کی بارگاہ میں استغفار کرتے ہوئے حاضر ہوں۔

اس اعرابی کو قبر سے آواز آئی۔ بے شک تجھے بخش دیا گیا ہے۔

تفسیر ابنِ کثیر، ۲:۹۶۰

ابو الحسن علی بن ابراهیم بن عبد الله الکرخی نے علی بن محمد بن علی سے بھی روایت کیا ہے۔

ہم سے احمد بن محمد بن الهیثم الطائی نے بیان کیا ہے۔

مجھ سے میرے والدِ گرامی نے، انہوں نے سلمه بن کهیل سے، انہوں نے ابنِ صادق سے، اور انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے۔

اس کے بعد وہی ذکر کیا جو امام سمهودی نے نقل کیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿.....وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ م بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ.....﴾

القرآن الحکیم النساء ۴:۱۰۰

ترجمہ : اور جو شخص اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف نکلے پھر اس کو (راہ میں) موت آ لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا۔

Marfat.com

جس شخص کے پاس معمولی سا بھی علمی ذوق ہے۔اس کے لئے شک نہیں ہے کہ جو شخص تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبر انور کی زیارت کے لئے گھر سے نکلے گا اس پر یہ بات سچی ہوگی کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کی ہے۔ کیونکہ یہ زیارت اس شخص کی محبة فی اللّٰہ کے لئے ہی ہے۔تاجدارِ کائنات ﷺ کے ہم پر واجب حقوق اور عظیم احسان ہیں۔ اس لئے بھی کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبر انور کی وصال کے بعد زیارت ایسے ہی ہے جیسے آپ کی زندگی میں زیارت تھی۔ آنے والی احادیث کی نص کی شہادت اس پر موجود ہے۔ان احادیث کا ذکر ابھی آئے گا۔

جو شخص یہ کہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی طرف ہجرت صرف ان کی زندگی میں ہی تھی۔ہم اس سے پوچھیں گے کہ کیا ان کو زندگی میں ہی رسول کہا جاتا تھا۔کیا آپ ﷺ اپنے وصال کے بعد منصبِ رسالت سے معزول ہو گئے ہیں؟ کیا زیارت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہجرت کرنے والے نہیں کہا جائے گا۔

اس وضاحت کے بعد اس شخص کی جہالت ظاہر ہو جاتی ہے جس نے وصال کے بعد قبر انور کی زیارت کو حرام قرار دیا۔کہا کہ سفر زیارت سفر معصیت ہے اور زیارت کے لئے کجاوے کسنا حرام ہے۔

قبرِ انور کی زیارت پر سنت سے دلائل:

پہلی حدیث:دارِ قطنی ، بیہقی اور ان کے علاوہ محدثین نے سیدنا عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

الدارقطنی ، ۲:۲۷۸ اللآلی المصنوعه للسیوطی ، ۲:٦٤

مجمع الزوائد ، ۲:٤ تلخیص الحبیر ، ۲:۲٦۷

الدر المنثور ، ۱:۲۳۷ شفاء السقام ، ٦۔٥

Marfat.com

کنز العمال ، ٤٢٥٨٣ - اتحاف السادة المتقين ، ٤:٤١٧

تذكرة الموضوعات للفتنى،٧٥ الدرر المنثرة فى الاحاديث المشتهره ، ١٥٨

الكامل فى الضعفاء لابن عدى ، ٦: ٢٣٥٠

ترجمہ : جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

امام سبکی نے ارشاد فرمایا:

اس حدیثِ پاک میں التباس کا گمان نہیں ہے نہ سند کی جہت سے اور نہ ہی متن کی جہت سے۔

کیونکہ یہ نافع سے روایت ہے اور وہ اس میں خصوصیت کے حامل ہیں۔

متن اس حدیث کا انتہائی مختصر اور واضح ہے۔

اسے عبد الحق نے احکام الوسطی اور الصغری میں ذکر کیا ہے۔

آپ نے اسے صحیحة الاسناد اور معروفة عند النقاد قرار دیا ہے۔

امام سبکی نے ارشاد فرمایا:

پختہ لوگوں نے اسے نقل کیا ہے۔ثقہ لوگوں کے ہاں یہ متداول و مشہور ہے۔اس کی مثل وسطی جو آج کل کبری کے نام سے معروف ہے میں مذکور ہے۔تیسری حدیث کو صحیح قرار دینے میں امام سبکی نے سبقت کی ہے۔اس کا بیان عنقریب آئے گا۔

وہ حدیثِ پاک بھی اس کے معنی کو متضمن ہے۔اگر اس حدیث پاک میں جھگڑا کیا جائے تو کم از کم یہ حسن کے درجہ میں ہے۔اس کے شواہد عنقریب آئیں گے۔

احادیث کا ایک دوسرے کی مدد اور تائید کرنا ان کی قوت میں اضافہ کرتا ہے یہاں تک کہ حسن کبھی درجہِ صحیح کو پہنچ جاتی ہے۔

امام ذھبی نے ارشاد فرمایا:

اس حدیث کے تمام طرق لینہ ہیں۔وہ ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں کیونکہ ان کے راویوں میں سے کسی پر بھی جھوٹ کی تہمت نہیں ہے۔

Marfat.com

دوسری حدیث: بزار نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا:

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

شفاء السقام ،

ترجمہ: جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

امام سبکی نے ارشاد فرمایا:

یہ پہلی ہی حدیث ہے۔ اسی لئے عبد الخالق نے اسے دارِ قطنی اور بزار کی طرف منسوب کیا ہے۔

پہلی حدیثِ پاک میں وَجَبَتْ ہے اور اس حدیثِ پاک میں حَلَّتْ ہے۔

اسی لئے انہوں نے اسے جدا بیان کیا ہے۔ ان کا مقصد اس کے ساتھ پہلی کو تقویت دینا ہے۔

تیسری حدیث: طبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں، دار قطنی نے اپنی الامالی میں اور ابو بکر المقری نے اپنی معجم میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا لَا تَحْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

الدرة الثمینة ۲۲۱

ترجمہ: جو شخص میری زیارت کرنے کے لئے آئے اور اسے میری زیارت کے علاوہ کوئی اور حاجت نہ ہو۔ اس کا مجھ پر حق ہوگا کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کرنے والا ہوں۔

Marfat.com

ابن المقری کی معجم میں ہے۔

سیدنا عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ جَآءَ نِیْ زَائِرًا کَانَ لَهٗ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا مَ الْقِیَامَةِ.

ترجمہ : جو شخص میری زیارت کرنے کے لئے آئے گا۔ اس کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر حق ہوگا کہ امت کے دن میں اس کی شفاعت کرنے والا ہوں۔

الحافظ ابن السکن نے اس حدیث کو اپنی کتاب اَلسُّنَنُ الصِّحَاحُ مَاثُوْرَةُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب ثَوَابُ مَنْ زَارَ قَبْرَا لنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد کیا ہے اور یہ امام، حافظ اور ثقہ ہیں۔ ان کا وصال مصر میں 353 میں ہوا۔ ان کی اس کتاب میں ناد محذوف ہیں۔ خطبہ کے اندر بیان کی ہوئی شرطوں کے مطابق یہ ایسی حدیث ہے جس ی صحت پر اجماع ہے۔

سید سمھودی نے ارشاد فرمایا:

اسی لئے ان سے ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ ان میں سے حافظ زین الدین راقی ہیں۔ انہوں نے اس حدیث پاک کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور جس طرح انہوں نے اس ا باب باندھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس حدیث سے وصال کے بعد ہی یارت سمجھی ہے۔ یامَا بَعْدَ الْمَوْت عموم میں داخل ہے۔

امام سبکی نے ارشاد فرمایا:

یہ حدیث صحیح ہے۔

چوتھی حدیث : امام طبرانی، دارِ قطنی اور دوسرے محدثین نے سیدنا عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ.

مجمع الزوائد ، ٢:٤ المطالب العالیه لابن حجر ، ١٢٥٤

الدر المنثور ، ٢٣٧:١ کنز العمال ، ٤٢٥٨٢

المعجم الکبیر للطبرانی ، ٤٠٧:١٢

ترجمہ : جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

ابن الجوزی نے مثیر الغرام الساکن میں سیدنا عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَ صَحِبَنِیْ.

السنن الکبری للبیهقی ، ٢٤٦:٥ الکامل فی الضعفاء لابن عدی ٧٩٠:٢

مشکوة المصابیح ، ٢٧٥٦

ترجمہ : جس شخص نے میری موت کے بعد حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہے جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور میری سنگت کی۔

ابو الیمن بن عساکر نے کہا کہ "وَصَحِبَنِیْ" کہنے میں حسن بن طیب اور علی بن حجر متفرد ہیں۔ اور اس میں نظر ہے۔

امام سبکی نے ارشاد فرمایا:

اس میں ابن الطیب متفرد نہیں ہیں۔ ابن عدی نے اپنی کامل میں حسن ابن سفیان عن علی بن حجر سے اسی گذری ہوئی حدیث کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اسے ابو یعلی نے حفص بن سلیمان عن کثیر بن شنظیر عن لیث بن ابی سلیم عن مجاهد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ کے طریق سے وَصَحِبَنِیْ کے بغیر

Marfat.com

روایت کیا ہے۔

امام سمھودی نے ارشاد فرمایا:

''جس نے میری سنگت کی'' کی تشبیہ من کل الوجوہ نہیں ہے۔تا کہ اس فرمان کے مخالف ہو کہ

لَوْ اَنْفَقَ اَحَدُکُمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا.

السنة لابن ابی عاصم ، ٢:٤٧٨

ترجمہ :اگر تم میں سے کوئی ایک احد کی مثل سونا خرچ کرے۔

جس طرح کہ بعض نے گمان کیا ہے۔

پانچویں حدیث :ابن عدی نے الکامل میں محمد بن محمد بن النعمان کے طریق سے روایت کیا ہے۔

ان نے کہا: مجھ سے میرے دادا نے بیان کیا ہے۔

انہوں نے کہا: مجھ سے مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِىْ فَقَدْ جَفَانِىْ.

الکامل فی الضعفاء لابن عدی ، ٧: ٢٤٨٠ شفاء السقام ، ٢٣

ترجمہ :جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

ابن عدی نے کہا: میں نہیں جانتا کہ اسے مالک نے نعمان بن شبل کے علاوہ کسی سے روایت کیا ہے۔اور میں نے احادیث میں ایسی غریب حدیث نہیں دیکھی جو حد سے تجاوز کر جائے کہ جس کا میں ذکر کروں۔یعنی وہ جرح کا سبب بن جائے۔انہوں نے ترجمہ کی ابتداء میں عمران ابن موسیٰ سے روایت کی ہے۔بے شک وہ ثقہ ہیں اور موسیٰ بن ھارون سے اور ان پر جھوٹ کی تہمت ہے۔

امام سبکی نے ارشاد فرمایا: یہ تہمت مفسدہ نہیں ہے۔توثیق کا حکم اس پر مقدم ہے۔

Marfat.com

دارِ قطنی نے اس حدیث کو پہلی سند کے ساتھ غرائبِ مالک میں ذکر کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ شیخ اس میں متفرد ہیں اور وہ منکر ہے۔ظاہر یہ ہے کہ منکر کا حکم ان کے تفرد اور اسناد مذکور کی طرف نسبت کے عدمِ احتمال کی بنا پر ہے۔اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ متن منکر ہو یا موضوع ہو۔ابنِ جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے یہ ان کا اس سے شرف ہے۔

یہ امام سبکی نے کہا ہے۔

چھٹی حدیث: دار قطنی نے السنن فی الکلام میں ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ فِی الْمَدِيْنَةِ فَلْيَفْعَلْ.

ابن ماجه ، ٣١١٢ مسند احمد بن حنبل ، ٧٤:٢

الترغيب و الترهيب ، ٢٢٣:٢ مجمع الزوائد ، ٣٠٦:٣

شرح السنة للبغوی ، ٣٢٤:٧ تاريخ اصفهان لابی نعيم ، ١٠٣:٢

ترجمہ: جو مدینہ طیبہ میں مر سکے اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

محمد بن الحسن الجیلی سے، عبد الرحمٰن بن مبارک سے عون بن موسیٰ سے، ایوب سے، نافع سے، سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَنِیْ اِلَی الْمَدِيْنَةِ كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا وَّ شَفِيْعًا

اتحاف السادة المتقين ، ٤١٦:٤ - ٣٦٤:١٠ تاريخ جرجان للسهمی ، ٤٢٠

كنز العمال ، ٤٢٥٨٤

ترجمہ: جس شخص نے مدینہ طیبہ میں میری زیارت کی، میں اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا

الجیلی کے لئے کہا گیا کہ بے شک وہ سفیان بن موسیٰ ہیں۔

ان نے کہا: اس کو علی بن موسیٰ بناؤ۔

Marfat.com

السید السمھودی نے ارشاد فرمایا:

صحیح یہ ہے کہ بے شک سفیان بن موسیٰ سے روایت ہے۔ ابنِ حبان نے ان کا ثقات میں ذکر فرمایا ہے۔

ساتویں حدیث: ابو داؤد الطیالسی نے روایت کی۔

ہم سے سوار بن میمون الجراح العبدی نے بیان کیا۔

مجھ سے آلِ عمر میں سے ایک شخص نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

انہوں نے ارشاد فرمایا:

میں نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ آپ مجھ سے ارشاد فرما رہے تھے:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ اَوْ قَالَ مَنْ زَارَنِیْ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا اَوْ شَهِیْدًا وَ مَنْ مَّاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِی الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

السنن الکبری للبیهقی، ۵:۲۴۵ ... المطالب العالیه لابن حجر، ۱۲۵۳ ... الطیالسی لابی داؤد

ترجمہ: جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی۔ یا ارشاد فرمایا: جس نے میری زیارت کی میں اس کا شفیع ہوں گا یا گواہ۔ اور جو شخص دونوں حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن اسے امن پانے والوں میں اُٹھائے گا۔

امام سبکی نے ارشاد فرمایا:

سوار بن میمون سے شعبہ نے روایت کی ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ یہ ان کے ہاں ثقہ ہیں پس ایک ہی شخص ایسے ہیں جن کی طرف نظر کی ضرورت ہے جو آلِ عمر سے ہیں۔ اور معاملہ اس میں قریب ہے۔ خصوصاً اس طبقہ میں جو تابعین کا طبقہ ہے۔

آٹھویں حدیث: ابو جعفر العقیلی نے پہلے سوار بن میمون سے آلِ خطاب میں سے ایک شخص سے روایت کی ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جَوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ مَنْ مَّاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِی الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

اتحاف السبادة المتقین ، ٤:٤١٦ مشکوة الصابیح ، ٢٧٥٥

کنزالعمال ، ١٢٣٧٣ الدر المنثور ، ١:٢٣٧

ترجمہ : جس شخص نے ارادے سے میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔اور جو شخص دونوں حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے امن پانے والوں میں اُٹھائے گا۔

ایک اور روایت میں ھارون بن قزعہ سے، آل خطاب کے ایک شخص سے اس کی مثل مرفوع روایت ہے۔ابنِ حبان نے ھارون بن قزعہ کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔اور العقیلی نے اس سلسلہ میں امام بخاری کے قول سے زیادہ ذکر نہیں کیا۔پھر اس میں ایک ہی شخص مبہم رہ جاتا ہے۔اور اس روایت کا ارسال۔ان کا قول فیہ من آل الخطاب ان کے قول الطیالسی کی روایت من آل عمر سے موافق ہے۔ الطیالسی نے اس کا اسناد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کیا ہے۔لیکن امام البخاری نے جب اس کا التاریخ میں ذکر کیا۔کہا کہ ھارون بن قزعہ عن رجل من ولد حاطب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَّاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ.

ان سے میمون بن سوار نے بھی روایت کی ہے۔اس پر متابع نہیں ہے۔

ابنِ حبان نے کہا: ھارون بن قزعہ نے ایک شخص سے ولد حاطب سے روایت کی ہے۔

دونوں صورتوں میں یہ روایت مرسل جید ہے۔عنقریب ھارون بن قزعہ سے بھی مسنداً آئے گی۔دوسرے لفظوں کے ساتھ نویں حدیث میں۔

یہ امام سبکی نے فرمایا۔

نویں حدیث : دارِ قطنی اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے

Marfat.com

هارون بن قزعه عن رجل من آلِ خطاب عن حاطب سے روایت کیا:

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَ مَنْ مَّاتَ بِاَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بُعِثَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

دار قطنی ، ۲۷۸:۲ اتحاف السادة المتقین ،۴۱۶:۴

تلخیص الحبیر لابن حجر ، ۲۶۶:۲ کنز العمال ، ۱۲۳۷۲

الترغیب و الترهیب ، ۲۲۴:۲ کشف الخفا للعجلونی ، ۳۴۷:۲

الفوائد المجموعه للشوکانی ، ۱۱۷ کشف الخفا للعجلونی ، ۳۴۷:۲

الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتهره للسیوطی ، ۱۵۹

ترجمہ : جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی وہ ایسے ہے جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور جو دونوں حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا۔ اسے قیامت کے دن امن پانے والوں میں اُٹھایا جائے گا۔

اورایک روایت میں احمد بن مروان صاحب المجالسة عن هارون بن ابی قزعه مولی حاطب عن حاطب سے ہے۔

اورروایت عن رجل عن حاطب ہے جیسے پہلے گزری۔

دسویں حدیث: یحی بن الحسن بن جعفر الحسینی نے اخبار المدینة نعمان بن شبل کے طریق سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:

ہم سے محمد بن الفضل مدینی نے سن 74 میں عن جابر عن محمد بن علی سے روایت کیا ہے:

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ لَّمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ.

Marfat.com

المعجم الکبیر للطبرانی ، ۱۲:۴۰۶ مجمع الزوائد ، ۴:۲

ترجمہ : جس شخص نے میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی، گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ اور جس شخص نے میری زیارت نہ کی گویا اس نے مجھ سے بے وفائی کی۔

امام سبکی نے اس روایت پر کلام نہیں کیا۔

النعمان بن شبل پر پانچویں حدیث میں گفتگو ہو چکی۔ محمد بن الفضل کے بارے فرمایا: وہ مدینی ہیں۔ یہ محمد بن الفضل عطیہ نہیں ہیں جن کو محدثین نے جھٹلایا ہے۔ یہ بات ابن عبد الھادی کے قول کے خلاف ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہی ہیں۔ کیونکہ وہ کوفی ہیں اور مدینی ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ مروزی ہیں۔ بعد میں بخاری میں آ بسے۔

اور جابر اگر الجعفی ہوں جس طرح ابن عبد الھادی نے کہا۔ تو یہ ضعیف ہیں۔ اس میں بہت کلام ہے۔ ان کو امام شعبہ اور امام ثوری نے ثقہ قرار دیا ہے۔

محمد بن علی اگر ابو جعفر الباقر ہوں۔ تو سند منقطع ہے۔ کیونکہ ان تمام نے اپنے جدامجد سیدنا علی بن ابو طالب کے زمانہ کو نہیں پایا۔

اور اگر یہ ابن الحنفیہ ہیں تو انہوں نے اپنے باپ سیدنا علی المرتضیٰ کے زمانہ کو پایا ہے۔

تحقیق ابو سعید عبد الملک بن محمد بن ابراھیم النیسابوری الجرکوسی نے شرف المصطفیٰ میں فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ لَّمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ.

المعجم الکبیر للطبرانی ، ۱۲:۴۰۶ مجمع الزوائد ، ۴:۲

ترجمہ : جس شخص نے میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی، گویا اس نے میری

Marfat.com

زندگی میں میری زیارت کی۔اور جس شخص نے میری زیارت نہ کی گویا اس نے مجھ سے بے وفائی کی۔

یہ عبد الملک 406 میں نیشاپور میں فوت ہوئے۔ان کی قبر وہاں مشہور ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

امام سمھودی نے ارشاد فرمایا:

میں کہتا ہوں:

میں نے یحیٰ کی ایک کتاب میں اس کے بیٹے طاھر بن یحیٰ کی ایک روایت پہلی حدیث کے بعد دیکھی ہے۔جس کے یہ الفاظ ہیں۔

ہم سے ابو یحیٰ محمد بن الفضل بن نباتة النمیری نے بیان کیا۔

ہم سے جمال نے بیان کیا۔ہم سے امام ثوری نے عبد الله بن السائب عن ابن مسعود عن رسول الله ﷺ

گیارھویں حدیث یحیٰ نے روایت کیا ہے۔

ہم سے محمد بن یعقوب نے بیان کیا ہے۔

انہوں نے کہا ہم سے عبد اللّٰہ بن وھب نے ایک شخص سے،انہوں نے سیدنا بکر بن عبد اللّٰہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَتَی الْمَدِیْنَةَ زَائِرًا لِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ مَنْ مَّاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بُعِثَ آمِنًا.

ترجمہ : جو شخص مدینہ طیبہ میں میری زیارت کرنے کے لئے آیا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔اور جو کسی یک حرم میں فوت ہوا،وہ امن والا اُٹھایا جائے گا۔

اس پر بھی امام سبکی نے کلام نہیں فرمایا۔

السید السمھودی نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

محمد بن یعقوب وہ ابو عمر الزبیری المدنی سچے ہیں۔اور عبد اللّٰہ بن وھب ثقہ ہیں۔اس میں ایک شخص مبہم ہے۔بکر بن عبد اللّٰہ اگر المزنی ہیں تو وہ ایک جلیل تابعی ہیں۔پس یہ روایت مرسل ہوگی۔

اگر وہ بکر بن عبداللّٰہ بن الربیع الانصاری ہیں۔تو وہ صحابی ہیں۔

علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

پانچویں اور دسویں حدیث میں نبی کریم ﷺ کے الفاظ ''فَقَدْ جَفَانِیْ'' میں جفا سے مراد طبیعت کی سختی اور محبوب سے دوری اور اعراض ہے۔یعنی اس نے جافی کا کردار ادا کیا نہ کہ اس نے حقیقۃً جفا کی۔کیونکہ حقیقی جفا تو اذیت، استحقار اور تکبر ہے اور العیاذ باللّٰہ کفر ہے۔

اس باب میں ابھی بہت سی احادیث باقی ہیں۔ان کو میں نے ذکر نہیں کیا۔ان کا ذکر سید السمھودی نے اپنی کتاب وفاء الوفاء باخبار دار المصطفٰی میں کیا ہے۔یہ مذکورہ احادیث کی تائید کرتی ہیں۔احادیث جب ایک دوسرے کی تائید کریں تو اگرچہ وہ ضعیف ہوں، باہم مل کر قوی ہو جاتی ہیں۔جو ان احادیث کا تفصیل کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہے اسے اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

میرا ارادہ اختصار کا ہے اور امام السمھودی کی کتاب مطول ہے۔آپ نے ان احادیث کی تخریج فرمائی ہے اور ان کے راویوں، سند اور متن کے ذکر سے اعراض کیا ہے۔

احادیث طیبہ نے بالخصوص تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبر اقدس کی زیارت کی فضیلت کو بیان کر دیا ہے۔صحیح احادیث میں اتفاقی طور پر قبور کی زیارت کی مشروعیت بیان ہوئی ہے۔تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبرِ اقدس تو تمام قبروں کی سردار ہے اور اس عموم میں داخل ہے۔

بعض ظاہریہ نے کہا قبروں کی زیارت مطلقاً واجب ہے کیونکہ اس میں زیارت

Marfat.com

کے حکم کی تعمیل ہے۔

اجماع

قاضی عیاض نے ارشاد فرمایا:

تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبرِ اقدس کی زیارت اہل اسلام کے ہاں سنت ہے اس پر امت کا اجماع ہے۔اس کی ترغیب میں بہت فضیلت ہے دلیل کے اعتبار سے اجماع کافی ہے جو اس اجماع سے باہر نکلے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

یہ بات ثابت ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ شہداء کی قبروں کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ سے باہر نکلے تھے شہداء اور صالحین کے قبور کی زیارت کے لئے جب قریب کا سفر جائز ہوا تو دور کا بھی جائز ہوگا۔اور اس وقت تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبر اقدس کی زیارت کے لئے نکلنا بدرجۂ اَولیٰ جائز ہوگا۔اس امر پر سلف اور خلف کا اجماع منعقد ہے۔

حنفیہ نے کہا:

تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرنا مندوبات اور مستحبات میں سب سے افضل ہے بلکہ یہ واجبات کے درجہ کی عبادت ہے۔اس مسئلہ پر اسی طرح مالکیہ اور حنابلہ کی بھی نص وارد ہے۔امام سبکی نے ان کی نقول کو واضح کیا ہے۔انہوں نے اپنی کتاب کی زیارت کی بحث میں ان کو ذکر کیا ہے۔جب اس مسئلہ پر اجماع ہے تو اس تتبع کی حاجت نہیں ہے۔

قیاس

تاجدارِ کائنات ﷺ سے اہل بقیع اور شہداء بدر کی زیارت کرنا ثابت ہے۔ دوسرے کی قبر کی زیارت مستحب ہے۔تو تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبر انور کی زیارت بدرجۂ اولی مستحب ہے۔کیونکہ آپ کا حق اعظم اور تعظیم واجب ہے اور آپ کی قبر انور کی زیارت تعظیم اور تبرک کے لئے ہی ہے۔اور اس لئے تاکہ وہاں گھیرنے والے فرشتوں کی موجودگی میں صلوۃ وسلام کا نذرانہ پیش کریں تو ہمیں رحمتیں حاصل ہوں۔اور آپ کے لئے درود و

Marfat.com

سلام پڑھنا مشروع ہے۔

بعض علماء اہلِ اسلام کے اجماع سے باہر نکلے۔ انہوں نے تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبر انور کی زیارت کو حرام قرار دیا۔ انہوں نے اس حدیث سے دلیل پکڑی۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ. اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ ، وَ مَسْجِدِیْ هٰذَا وَالْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی.

الترمذی ، ٣٢٦ النسائی ، ٢:٧٣ مسند احمد بن حنبل ، ٢:٢٣٤

السنن الکبری ، ٥:٢٤٤ المعجم الکبیر ، ٢:٣١٠

شرح السنه للبغوی ، ٢:٣٣٧ مشکوة المصابیح ، ٦٩٣

کنز العمال ، ٣٤٦٤٨ مشکل الآثار للطحاوی ، ١:٢٤٢_٢٤٤

فتح الباری ، ٤:٢٤١ حلیة الاولیاء ٩:٣٠٨

تاریخ بغداد للخطیب بغدادی ، ٩:٢٢٢ مسند الحمیدی ، ٧٥_٩٤٣

جامع مسانید ابی حنیفه ، ١:٣٠٢ مسند ابی حنیفه ، ٣٨

البدایه و النهایه ، ٣:٢٢٠ الاسرار المرفوعه لعلی القاری ، ٤٥٨

المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ، ١:٢٤٥

ارواء الغلیل للالبانی ، ٣:٢٢٦_٤:١٤١

جمہور نے اس کا معنی بیان کیا ہے۔

کوئی مسلمان ان تین مسجدوں کے علاوہ نماز کے زیادہ ثواب کے لئے کسی اور مسجد کے لئے خود کو تکلیف نہ دے۔ کیونکہ ان کے علاوہ تمام مسجدیں فضیلت میں برابر ہیں۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے ہر مسجد میں ثواب کو بیان فرمادیا۔

کہا گیا ہے کہ مسجد قبا کی طرف بھی کجاوے کسنے چاہیے۔ کیونکہ یہ پہلی مسجد ہے جس کی تقوی پر بنیاد رکھی گئی اس میں نماز پڑھنے کی ترغیب میں احادیث وارد ہیں۔ تاجدارِ کائنات ﷺ خود ہر ہفتہ وہاں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں نماز ادا فرماتے تھے۔

Marfat.com

جب ان لوگوں نے ان تین مسجدوں کے علاوہ مطلقاً سفر کو ناجائز قرار دیا تو بہت بڑی رکاوٹ کھڑی کردی۔ تب تو علم کی طلب کے لئے سفر حرام ہوگا۔ حج کی ادائی لئے بھی سفر حرام ہوگا۔ صرف مسجد حرام کے لئے ہی حج کے دوران سفر جائز ہوگا۔ نہ عرفہ کی طرف جائز ہوگا نہ صفا اور مروہ کے لئے سعی کے لئے سفر جائز ہوگا۔ نہ اس کے علاوہ کسی اور رکن حج کی طرف۔ حج کا اہم ترین رکن وقوفِ عرفہ ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے کسی بھائی کی ملاقات کے لئے سفر بھی ناجائز ہوگا۔ رشتہ داروں کے ملنے کے لئے بھی سفر ناجائز ہوگا۔ تجارت کے لئے بھی سفر ناجائز ہوگا۔ دارِ کفر سے ہجرت کے لئے بھی سفر ناجائز ہوگا

امام قرطبی نے

وَ مَنْ يُّهاجِرُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدُ فِی الْاَرْضِ مُرَاغِمًا كَثِيْرًا وَاسِعَةً .

کی تفسیر میں ابن العربی سے ایک عظیم اور حسین فائدہ نقل کیا ہے۔

میں اس تمام کو بعض الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ نقل کرتا ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

علماءِ کرام نے زمین پر چلنے کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

ھرب اور طلب

پھر ہرب کی چھ قسمیں ہیں۔

(1) دارِ حرب سے ہجرت کرتے ہوئے نکلنا۔ اس حالت میں ہجرت قیامت کے دن تک باقی ہے۔ جو دارِ حرب میں باقی رہا، وہ گناہ گار ہوا اور اپنے حال میں مختلف ہوا۔

(2) بدعت کی سرزمین سے نکلنا، جس کی تبدیلی سے یہ عاجز ہو۔

(3) اس سرزمین سے نکلنا جس پر رزقِ حرام غالب ہو کیونکہ حلال روزی کمانا فرض ہے۔

(4) جسمانی تکلیف کی وجہ سے نکلنا۔ اس میں رخصت ہے۔

Marfat.com

اللہ ﷻ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ..... ﴾

القرآن الحکیم القصص ۲۸:۲۱

ترجمہ: پس آپ وہاں سے ڈرتے ہوئے نکلے (اپنی گرفتاری کا) انتظار کرتے ہوئے۔

(5) ان شہروں سے نکلنا جو جسم کے لئے نقصان دہ ہوں۔ جب عرنیون کو مدینہ طیبہ جسمانی جہت سے راس نہ آیا تو تاجدارِ کائنات ﷺ نے ان کو مدینہ سے نکل جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ طاعون کی وجہ سے نکلنا اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس پر دلیل قائم ہے۔

(6) اہل اموال میں نقصان کے خوف سے نکلنا۔ مسلمان کے مال کی حرمت اور مسلمان کے گھر والوں کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے بلکہ اہل کی حرمت مال کی حرمت سے زیادہ ہے۔

طلب کی دو قسمیں ہیں۔

طلبِ دین اور طلبِ دنیا

اس کی اپنی انواع کے تعدد کے ساتھ نو قسمیں ہیں۔

(1) عبرت کے لئے سفر۔

اللہ ﷻ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾

القرآن الحکیم الروم ۳۰:۹

ترجمہ: کیا انہوں نے زمین میں سیر وسیاحت نہیں کی تاکہ وہ دیکھتے ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے۔

یہ سفر مستحب ہے۔

(2) اگر توفیق ہو تو حج کے لئے سفر۔ یہ سفر فرض ہے۔

Marfat.com

(3) جہاد کے لئے سفر اور اس کے احکام ہیں۔

(4) علم کی طلب میں سفر۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ.

المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ، ۱:۹
جامع بیان العلم و فضله لابن عبد البر ، ۱:۸۲۷
۱:۱۰۰ کنز العمال ، ۲۸۶۹۷_۲۸۶۹۸
المجروحین لابن حبان ، ۱:۳۸۲
اتحاف السادة المتقین ، ۱:۹۸_۱۲۹_۱۴۳
الکامل فی الضعفاء لابن عدی ، ۱:۱۸۲
تذکرة الموضوعات لابن القیسرانی ، ۱۱۸
الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتهره ، ۳۹
تاریخ اصفهان لابی نعیم ، ۲:۱۵۶
میزان الاعتدال ، ۴۲۱
اللآلی المصنوعة للسیوطی ،
امالی الشجری ، ۱:۵۷
لسان المیزان ، ۱:۲۶۱۱
تاریخ بغداد للخطیب ، ۹:۳۶۴
الضعفاء للعقیلی ، ۱:۲۳۰
مسند الربیع بن حبیب ، ۱:۹
الموضوعات لابن جوزی ، ۱:۲۱۵
تنزیه الشریعه لابن عراق ، ۱:۲۵۸

ترجمہ : علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے۔

اس سفر کی فضیلت مشہور ہے۔

(5) حرمین شریفین کا سفر۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ.....

ترجمہ : کجاوے نہ باندھیں جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف.....

(6) سرحدوں پر جنگ کی تیاری کے لئے سفر۔ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

(7) بھائیوں کی زیارت کے لئے سفر کرنا اس کا نفع حاصل ہے اور اس کا ثواب ملنے والا ہے۔

Marfat.com

(8) رزقِ حلال کے لئے سفر جب مقیم رہ کر مشکل ہو۔ مثلاً شکار اور ایندھن اور گھاس وغیرہ کے لئے سفر۔

(9) زیادہ کمائی کے لئے تجارت کے لئے سفر۔ یہ اللہ ﷻ کی طرف سے فضل ہے۔ مسلمانوں کے نفع کی نیت سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں مسلمانوں کی ضروریات منتقل کرنے میں بہت زیادہ اجر ہے ناقل اپنی تمام کاوشوں میں ماجور ہے۔

اللہ ﷻ نے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿..... عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى لا وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ .....﴾

القرآن الحکیم المزّمّل ۷۳: ۲۰

ترجمہ: کیا وہ بھی جانتا ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ زمین میں سفر کرتے ہوں گے اللہ کے فضل (رزق حلال) کو تلاش کر رہے ہوں گے۔

بعض علماء نے یہ زیادہ کیا ہے۔

(10) صلہ رحمی کے لئے سفر جب اس کی استطاعت ہو یہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول کے ہاں عظیم ترین اور قابلِ تعریف سنت ہے۔ کیونکہ رحم اللہ ﷻ کی بارگاہِ اقدس میں مناجات کرتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صِلْ مَنْ وَصَلَنِىْ وَاقْطَعْ مَنْ قَطَعَنِىْ.

ترجمہ: صلہ رحمی کے موضوع پر تاجدارِ کائنات ﷺ کے بہت زیادہ فرمودات ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ ان تین مسجدوں تک سفر کو محدود کرنا فقط محرومی ہے اور بغیر گہری نظر وفکر اور تحقیق وتدقیق کے ایک بات ہے۔ ان عام فہم دلائل ان مخالفین کی حجت باطل ہو گئی اور ان کا جھگڑا ختم ہو گیا۔ کیونکہ یہ دلائل روزِ روشن کی طرح آشکارا ہیں اور اس لئے بھی کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے ان تین مسجدوں کے علاوہ ان میں نماز کی ادائی کے لئے سفر سے روکا ہے۔ ان کی زیارت، ان سے گزرنے اور ان میں لیٹنے سے نہیں روکا۔ ذوات اور

Marfat.com

منافع کی طرف کجاوے کسنے سے نہیں روکا۔

اگر آپ صاحبِ فہم ہیں تو سمجھیں۔زیادہ علم تو اللہ ﷻ کے ہی پاس ہے۔

ابنِ ابی شیبہ نے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے کہ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ طور میں نماز کی ادائی کا بھی ذکر کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُطِیِّ اَنْ تُشِدَّ رِحْلَهَا اِلٰی مَسْجِدٍ یَبْتَغِیْ فِیْهِ الصَّلٰوةَ غَیْرِ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ وَ مَسْجِدِیْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی.

مسند احمد بن حنبل ، ٦٤:٣ مجمع الزوائد ، ٣:٤

ترجمہ: سفر کرنے والے کے لئے نماز پڑھنے کے لئے جائز نہیں ہے وہ مسجدِ حرام ،میری اس مسجد اور مسجد اقصی کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف کجاوے کسے۔

اس مسئلہ میں یہ حدیث صریح ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کی مسجد دوسری تمام مسجدوں سے اسی لئے ممتاز ہے کیونکہ وہ آپ کے نشان سے ہے۔اور اس لئے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے اس کو اپنی برکات سے مشرف کیا ہے۔اگر اس کی یہ نسبتیں نہ ہوں تو یہ بقیہ تمام مسجدوں کی طرح ہے۔مسجد میں پتھر اور مٹی کے لئے کونسا شرف ہے۔اگر یہ آثارِ مصطفی ﷺ سے نہ ہو۔

مسجدِ اقصی کا شرف یہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ کے نبی سیدنا سلیمان علیہ السلام سیدنا ابن داؤد علیہ السلام کے آثار سے ہے۔اس میں آپ نے اور بہت سارے انبیاءِ بنی اسرائیل نے نماز ادا کی ہے۔اس لئے علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا کہ مسجد کو اس کے بنانے والے سے شرف نصیب ہوتا ہے۔انہوں نے اس کو فروع فقہ میں قواعد سے ایک قاعدہ قرار دیا ہے۔ان کی دلیل یہ ہے۔

﴿اَ فَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ .....﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۱۰۹

ترجمہ: تو کیا وہ شخص جس نے اللہ کے تقوی پر اپنی عمارت کی بنیاد رکھی اور (اس کی) رضا جوئی پر بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد دادی کے کھوکھلے دہانے کے کنارے پر رکھی جو گرنے والا ہے پس وہ اسے لے کر دوزخ کی آگ میں گر پڑا۔

تو کیا کافروں، فاسقوں، ظالمون اور انبیاءِ کرام کی رکھی ہوئی بنیادیں ایک جیسی ہیں۔

یہ قیاس میں بہت بعید ہے۔

﴿..... لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا.....﴾

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۱۰۸

ترجمہ: تو البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقوی پر رکھی گئی ہے وہ زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو صاف ستھرا رہنے کو پسند کرتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ مسجدِ قبا اور اس کے بسانے والوں کی شان میں نازل ہوئی۔ اس لئے کہ اس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی اور اس میں نماز ادا کرنے والے اللہ ﷻ کے نیک اور خوب پاکی چاہنے والے بندے ہیں۔ اللہ ﷻ نے ان کو شرف عطا فرمایا اور اس مسجد اور مسجد کو بسانے والے کی تعریف کی۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا۔

﴿ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۞ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴾

القرآن الحکیم البلد ۹۰:۲-۱

ترجمہ: میں اس (شہر) مکہ کی قسم کھاتا ہوں۔ درآنحالیکہ آپ اس شہر میں بس رہے ہیں۔

اللہ ﷻ نے شہرِ مکہ کی قسم یاد کی اور اس قسم کو تاجدارِ کائنات ﷺ کے وہاں رہنے کے ساتھ مقید کر دیا۔ تاکہ اس کا شرف زیادہ ہو اور یہ پتہ چل جائے کہ مکان کی قدر و

Marfat.com

منزلت مکین سے ہوتی ہے آبِ زمزم کی بھی یہی فضیلت ہے۔ یہ تمام پانیوں پر ممتاز ہے۔ اس سے بڑھ کر اس پانی کی فضیلت ہے جو تاجدارِ کائنات ﷺ کی انگلیوں سے جاری ہوا تھا۔ آب زمزم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نبی سیدنا اسمعیل علیہ السلام کے پاؤں کی حرکت سے نکلا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے جبرائیل علیہ السلام نے نکالا تھا اور یہ ان کے آثار سے ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک بندوں کے آثار سے ہے۔ مسجدِ حرام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دو نبی سیدنا اسمعیل علیہ السلام اور سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ ہے۔ اور اس میں بہت بڑی تعداد میں انبیاءِ کرام مدفون ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے سب سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کیا تھا۔ پھر سیدنا آدم علیہ السلام نے پھر سیدنا اسمعیل علیہ السلام اور سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے۔ انہوں نے اس میں عبادت کی۔

شہر مکہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے طلوع ہونے کی جگہ ہے۔ آپ خاتم النبیین والمرسلین، سید الاولین والاٰخرین ہیں۔ یہ آپ کی پیدائش کی جگہ ہے۔ آپ پر وحی اترنے کی جگہ ہے۔ آپ نے یہاں 13 سال عبادت کی۔ اس طرح مسجد حرام میں پہلے انبیاءِ کرام اور تاجدارِ کائنات ﷺ کی برکات جمع ہوگئیں ان برکات میں تاجدارِ کائنات ﷺ کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔ پس یہ تمام مسجدوں سے افضل ہے اور نماز کا سب سے زیادہ ثواب ہے۔

مسجدِ اقصیٰ میں بہت زیادہ انبیاءِ بنی اسرائیل ہیں۔ پس اماکن اور مساجد کو ان کے بنانے والوں اور بسانے والوں سے شرف ملا ہے۔

مفسرین کرام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ..... ﴾

القرآن الحکیم بنی اسرائیل ۱۷:۱

ترجمہ: (ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ

Marfat.com

میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ ہم نے جس کے گرد ونواح کو بابرکت بنادیا۔
کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہاں دین و دنیا کی برکتیں ہیں۔ یہ انبیاءِ کرام کی وحی اترنے کی جگہ ہے یہ انبیاءِ کرام کی عبادت گاہ ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نبی سیدنا سلیمان علیہ السلام بن سیدنا داؤد علیہ السلام کی تعمیر کردہ ہے۔

ہمارے نبی تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق تمام انبیاءِ کرام سے افضل ہیں۔ مدینہ منورہ آپ کی مہبطِ وحی ہے۔ اس شہر میں آپ کی مسجد ہے۔ آپ کی عبادت گاہ ہے۔ آپ کے صحابۂ کرام کی عبادت گاہ ہے۔ صحابۂ کرام انبیاءِ کرام کے بعد سب سے افضل ہیں۔ اس لئے وہاں نماز ادا کرنا مسجدِ اقصیٰ میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے۔ مسجدِ حرام میں نماز ادا کرنا مسجدِ نبوی میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے۔ مسجدوں کو شرف ان کے بنانے والوں اور ان کو بسانے والوں کی وجہ سے ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

Marfat.com

دسویں فصل

حیاتِ انبیاءِ کرام اور
حیاتِ اولیاءِ عظام

Marfat.com

حیاتِ انبیاءِ کرام اور حیاتِ اولیَاء عظام

اس فصل میں ہم حیاتِ شہداء کے درپے نہیں ہوئے۔ کیونکہ اس پر قرآنِ حکیم کی صریح نص موجود ہے اور اللہ ﷻ نے ان کو مردہ کہنے سے ہمیں روکا ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم البقرہ ۲:۱۵٤

ترجمہ : اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں انہیں نہ کہا کرو کہ وہ مردہ ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (اسے) سمجھ نہیں سکتے۔

اس فصل میں ہم صرف انبیاءِ کرام اور صالحین کی حیات پر گفتگو کریں گے جن کے جسموں کا فنا نہ ہونا قرآنِ حکیم اور تاجدارِ کائنات ﷺ کی سنت سے معلوم ہے۔ اور سنتِ صحیح سے ان کی حیات بھی معلوم ہے۔

میں اللہ ﷻ کی توفیق سے کہتا ہوں۔

انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ ان کے جسم بوسیدہ نہیں ہوئے۔ اللہ ﷻ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کے حق میں ارشاد فرمایا:

﴿ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ج فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴾

القرآن الحکیم سبا ۳٤:۱٤

ترجمہ : پس جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ نافذ کر دیا تو آپ کی موت کا پتہ جنات کو نہ بتایا، مگر زمین کے دیمک نے جو آپ کے عصا کو کھاتا رہا۔ پس جب آپ زمین پر آرہے تو جنات پر یہ بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو (اتنا عرصہ) اس رسوا کن

Marfat.com

عذاب میں نہ رہتے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نبی سیدنا سلیمان علیہ السلام اپنے عصا سے ٹیک لگائے نماز ادا کر رہے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسی حالت میں ان کی روح قبض کر لی۔ وہ ایک سال اپنے عصا کے سہارے سیدھے کھڑے رہے۔ ایک سال کے بعد سیونک نے ان کے عصا کو کھالیا اور وہ زمین پر آرہے۔ یہ دلیل ہے کہ انبیاءِ کرام کے اجسام موت کے بعد بوسیدہ نہیں ہوتے۔ لوگ کئی سو سالوں کے بعد صدیقین و صالحین کے اجسام پر مطلع ہوئے۔ اس موضوع پر انہوں نے کتابیں تدوین کیں۔ اھرام جیسے مشہور اسلامی رسائل میں ان خبروں کو نشر کیا۔ جب انہوں نے راستوں کو کھودا اور امیر المومنین عمر بن خطاب کے فتح مصر کے دنوں کے قبرستانوں کو کھودا۔ اسی طرح شام میں شہداءِ موتہ۔ الجامعۃ الاسلامیہ نے خبر دی کہ ان کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوئے تھے۔ الجامعۃ الاسلامیہ کے شمارہ ۲۰۱ جمعہ کے دن ۲۴ ذوالقعدہ ۱۳۵۱ھ ایک مقالہ آیا جس کا عنوان تھا۔ شہداءِ موتہ.

وہ وفد واپس آیا جو شہداءِ موتہ کے اجسام کے اکتشاف کے لئے گیا تھا۔ انہوں نے شہداء کو ایک قریۃ المزار کے ایک کمرہ میں دیکھا۔ یہ سیدنا جعفر بن ابی طالب کے پڑوس میں تھا۔ ان شہداء کے سر، ٹانگیں اور ہاتھ اپنی حالت میں تھے۔ ان میں انگلیاں اور ناخن بھی تھے اور خشک جلد بھی تھی ان دیکھنے والوں نے ان شہداء میں سے ایک کا سر دائیں اور بائیں طرف الٹا تو ان کے بال گرد آلود تھے اور ان پر نچڑتے ہوئے خون کے نشان تھے جب انہوں نے ان کو چھوا تو یہ جدا ہو گئے۔ ان کے کپڑے مختلف اقسام کے تھے۔ کچھ نے خام کھردرا سیاہ کپڑا پہن رکھا تھا۔ اور کچھ نے سفید۔ ان کے سروں پر سفید سبز اور سرخ عمامے تھے وفد نے سبز رنگ کے ایک عماہ کو کھولا تو وہ ایک میٹر تھا۔

1342 سالوں کے بعد بھی ان کے جسموں کا بوسیدہ نہ ہونا اتنا تعجب انگیز نہ تھا۔ تعجب تو اتنی لمبی مدت کے بعد ان کے کپڑوں کا بوسیدہ نہ ہونا تھا۔ اس کو کسی عقل مند کی عقل قبول نہیں کرتی۔ کیونکہ اس کو مٹی نے نہیں کھایا تھا۔ یہ عقل اور فطرت کے خلاف ہے۔ یہ

Marfat.com

اللہ ﷻ کی قدرت اور اس کی اس کے محبوب بندوں کی عظمت پر دلیل ہے کہ اللہ ﷻ نے ان کے جسموں کو محفوظ رکھا۔ پھر ان کے لباس کو بھی محفوظ رکھا تا کہ ان کے اجسام برہنہ نہ ہوں۔ اس سے بڑھ کر اللہ ﷻ کی وحدانیت اور تاجدارِ کائنات کی صداقت پر کیا دلیل ہو گی؟ اھرام جیسے کئی اسلامی جریدوں میں اس طرح کے بہت سے مضامین شائع ہوئے۔

اللہ ﷻ نے شہداء کی ان کی قبور میں زندگی کی خبر دی ہے۔ اور یہ تو تاجدارِ کائنات ﷺ کی امت کے شہداء تھے اور کوئی شخص بھی تاجدار کائنات ﷺ اور انبیاءِ کرام کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ نہ ان کی زندگی میں اور نہ ہی ان کے وصال کے بعد۔ جہاں بھی کوئی پہنچ جائے ان کی خصوصیات سے بڑھ کر اسے کوئی خصوصیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ انبیاءِ کرام کو اللہ ﷻ نے ایسی خصوصیات سے نوازا ہے جو خصوصیات کسی شخص کو بھی کسی عمل سے نصیب نہیں ہو سکتیں۔

بعض علماء نے ارشاد فرمایا:

تاجدارِ کائنات ﷺ کے وصال کے بعد ان کی حیات میں بالکل کوئی شک نہیں ہے۔ اس پر اجماع منعقد ہے۔ اسی طرح تمام انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ ان کی زندگی شہداء کی زندگی سے زیادہ کامل ہے۔ شہداء کی زندگی کی اللہ ﷻ نے اپنی کتاب عزیز میں خبر دی ہے۔ اور تاجدارِ کائنات ﷺ تو شہداء کے سردار ہیں۔ شہداء کے اعمال بھی آپ کے میزان میں ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عِلْمِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَعِلْمِیْ فِیْ حَیَاتِیْ.

الترغیب و الترھیب ،

ترجمہ: میرا علم میرے وصال کے بعد میری زندگی میں میرے علم کی طرح ہے۔

الحافظ المنذری نے اس کو روایت کیا ہے۔

صدیقین، انبیاءِ کرام کے بعد دوسرے مرتبہ پر ہیں۔ کیونکہ یہ انبیاءِ کرام کے

Marfat.com

وارث ہیں۔ پھران کے بعد شہداء تیسرے مرتبہ پر ہیں۔ پھر بقایا صالحین ہیں۔ اللہ ﷻ نے خودان کی یہ ترتیب رکھی ہے۔

﴿.....فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:٦٩

ترجمہ : تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ ﷻ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔

اللہ ﷻ کے حکم سے یہ ترتیب حتمی ہے۔ کسی کی یہ جرأت نہیں ہوسکتی کہ وہ ان چاروں اصناف میں کسی صنف کو فضل اور خصوصیت میں مقدم کرے۔ اللہ ﷻ خوب جانتا ہے کہ اسے اپنی رسالت کو کہاں رکھنا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرما لیتا ہے۔

یہ اللہ ﷻ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور وہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

انبیاءِ کرام کے قبروں میں زندہ رہنے پر بہت سے دلائل ہیں۔ ان میں جو میسر ہیں وہ ہم وارد کریں گے اور اِنْ شَاءَ اللّٰہ اس سے ہر روگی دل کو شفاء مل جائے گی۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ.

الامام البیھقی ، مسند ابو یعلی ،

مجمع الزوائد ، ٨:٢١١ المطالب العالیه ، ٣٤٥٢

میزان الاعتدال ، ١٩٣٣ لسان المیزان ، ٢:١٠٣٣

ترجمہ : انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ وہ نماز ادا کرتے ہیں۔

اسے امام بیہقی اور ابو یعلی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

Marfat.com

امام مناوی نے کہا: کیونکہ انبیاءِ کرام شہداء کی طرح ہیں۔
بلکہ انبیاءِ کرام کی زندگی، شہداءِ عظام کی زندگی سے اعلیٰ ہے۔ شہداء کو اپنے رب کے ہاں رزق ملتا ہے۔

عندیہ کی تقیید کا فائدہ ہے کہ پتا چلے ان کی زندگی ہمارے ہاں ظاہر نہیں ہے بلکہ فرشتوں کی زندگی کی طرح ہے۔ اسی طرح انبیاءِ کرام ہیں۔ اسی لئے انبیاءِ کرام کا ورثہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے شادی بھی نہیں کی جاتی۔

امام بیھقی نے کتاب الاعتقاد میں ارشاد فرمایا۔

انبیاءِ کرام کے وصال کے بعد ان کی ارواح لوٹا دی جاتی ہیں۔ وہ شہداء کی طرح اپنے رب کے ہاں زندہ ہوتے ہیں۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے معراج کی رات انبیاءِ کرام کی جماعت کو دیکھا۔ ہم نے مستقل طور پر ان کی حیات پر ایک کتاب ترتیب دی ہے۔

جس طرح امام سبکی نے ارشاد فرمایا۔ ابو داؤد نے سندِ صحیح کے ساتھ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

سنن ابو داؤد، المناسك ٩٦

ترجمہ: جو بھی مسلمان مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری روح مجھ پر لوٹا دی ہے میں اس پر سلام لوٹا دیتا ہوں۔

امام بیھقی نے اس حدیث کے ساتھ بَابُ زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ کی ابتداء کی ہے۔ اس حدیث پر آئمہ کرام کی ایک جماعت نے اعتماد کیا ہے۔ ان میں امام احمد بھی ہیں۔

امام سبکی نے ارشاد فرمایا:

یہ اعتماد صحیح ہے کیونکہ اس میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی روحِ پاک کی عظمت ہے

Marfat.com

۔تاجدارِ کائنات ﷺ کی روحِ پاک بہت ہی عظمتوں والی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ اس امر پر دلیل ہے کہ زندگی میں ہمیشگی نہیں۔

تو اس کا جواب کئی وجوہ سے ہے۔

امام بیھقی نے اس حدیث سے حیات پر استدلال کیا ہے۔آپ کی مراد ہے کہ تحقیق اللہ ﷻ نے آپ کی روح لوٹا دی ہے۔

اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے۔

امام سبکی نے ارشاد فرمایا:

کبھی لوٹنا معناً ہوتا ہے۔آپ کی روحِ مقدسہ تجلیات الٰہی کے مشاہدہ اور ملاء اعلیٰ میں مصروف رہتی ہے۔جب آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا جاتا ہے۔تو آپ کی روحِ اقدس ادھر متوجہ ہوتی ہے اور سلام کا جواب دیتی ہے۔

یعنی لوٹنے سے مراد التفاتِ روحانی ہے اور تجلیاتِ الٰہیہ میں استغراق سے دوائرِ بشریہ میں تنزل ہے۔

بعض علماءِ کرام نے یہ کہا کہ یہ خارجی دنیا میں مخاطبین کے فہم کے مطابق ہے۔ کیونکہ روح کا لوٹنا ضروری ہے۔تاکہ سنے اور جواب دے گویا فرمایا: میں کامل طور پر سنتا ہوں اور کامل طور پر جواب دیتا ہوں۔

اس روایت میں دلیل ہے کہ آپ کے وصال کے بعد جب پہلے مسلمان نے سلام پیش کیا تو یہ روحِ مقدس واپس لوٹ آئی۔اس کے بعد چھر قبض نہیں ہوئی۔اس کے بار بار پلٹنے کا کوئی قائل نہیں ہے۔اس طرح تو غیر محدود موتوں کا آنا ثابت ہوگا۔ہم تو تمام ادراکات علم، سماع وغیرہ کا تمام فوت شدہ لوگوں کے لئے اعتقاد رکھتے ہیں۔

انبیاءِ کرام کی تو بہت بلند شان ہے۔ہم قطعی طور پر جانتے ہیں کہ قبر میں سوال و جواب کے لئے ہر فوت شدہ کی زندگی لوٹ آتی ہے۔اسی طرح سنت سے ثابت ہے۔فوت

Marfat.com

شدہ لوگوں کے لئے ادراکات پر اسی طرح ایمان ہے جس طرح قبر کے عذاب اور ثواب پر ایمان ہے۔ یہ ادراکات زندگی کے ساتھ ہی مشروط ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم انہیں ضرور دیکھتے۔

ہم ان سے کہیں گے۔ بے شک فرشتے زندہ ہیں۔ شہداء زندہ ہیں۔ جنات زندہ ہیں۔ مگر ہم ان کو نہیں دیکھ پاتے۔ ان کی رویت ممکن ہے کیونکہ جو بھی موجود ہے اس کی رویت ممکن ہے۔ اس موضوع پر امام جلال الدین السیوطی نے ایک کتاب نُوْرُ الْحَلَکِ فِیْ جَوَازِ رُؤْیَةِ الْجِنِّ وَالْمَلَکِ لکھی ہے۔ اس میں آپ نے تاجدارِ کائنات ﷺ کی رویت کے جواز کو بیان کیا ہے اور اس کے دلائل بھی ذکر کئے ہیں۔

اللہ ﷻ ان کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّنْ یُصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا.

قِیْلَ وَ بَعْدَالْمَوْتِ ؟

قَالَ: وَ بَعْدَالْمَوْتِ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُرْزَقُ.

السنن للنسائی، ۱۳۷۵ سنن ابن ماجه، ۱۶۳۷ جلاء الافهام، ۶۳

ترجمہ: جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو۔ یہ دن مشہود ہے۔ اس دن فرشتے خصوصیت سے موجود ہوتے ہیں۔ مجھ پر درود پڑھنے والے کی فراغت سے پہلے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے عرض کی: اور وصال کے بعد؟

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

اور وصال کے بعد، بے شک اللہ ﷻ نے انبیاءِ کرام کے اجسام کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے اللہ ﷻ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ اُسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔

اسے ابن ماجہ نے اور امام طبرانی نے معجم الکبیر میں روایت کیا ہے۔

عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا درود پاک پڑھنے والے کی ابتداء سے ہی تاجدارِ کائنات ﷺ سنتے ہیں اور اس کے فارغ ہونے تک سنتے رہتے ہیں۔

پوچھنے والے نے تاجدارِ کائنات ﷺ سے کتنی اچھی وضاحت طلب کی۔ اس نے عرض کی: اور وصال کے بعد۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے اسے واضح کر دیا۔ درودِ پاک کی یہ پیشگی وصال کے بعد بھی ہوگی کیونکہ آپ حیات سے متصف ہوں گے۔ پھر اس کے بعد ایسا بیان فرمایا جس میں زیادہ وضاحت تھی۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ (پس اللہ ﷻ کا نبی زندہ ہوتا ہے)۔ آپ نے نبی کو صفتِ حیات سے متصف کیا اور اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ ارشاد فرمایا: یُرْزَقُ (اسے رزق دیا جاتا ہے)۔ رزق ہی زندہ اور فوت شدہ کے درمیان بہت بڑی حدِ فاصل ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے ہر الجھن کی وضاحت فرما دی۔

اللہ ﷻ اس سوال کرنے والے کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزاء دے۔

امام بیہقی نے اوس بن اوس سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ وَ فِیْهِ قُبِضَ وَ فِیْهِ النَّفْخَةُ وَ فِیْهِ الصَّعْقَةُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِیْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ.

قَالُوْا: وَ کَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَ قَدْ اَرَمْتَ؟ یَقُوْلُوْنَ بُلِیْتَ

قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ.

السنن ابو داؤد، الصلوة ۲۰۱ ابن ماجه، الاقامة ۷۹

ابن حبان مسند للحاکم، السنن الکبری للبیهقی، ۳:۲۴۸

Marfat.com

ترجمہ: جمعة المبارک تمہارے دنوں میں سب سے افضل ہے۔اس میں سیدنا آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔اسی دن آپ کا وصال ہوا۔اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن سب لوگ فوت ہوں گے۔اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

صحابۂ کرام نے عرض کی: ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا۔آپ تو بوسیدہ ہو جائیں گے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاءِ کرام کے جسموں کو کھائے۔

اس حدیث کو ابو داؤد نے، ابنِ ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔ امام حاکم نے بھی اسے بیان کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔ امام بیہقی نے اس کے کئی شواہد ذکر کئے ہیں۔پھر آپ نے یہ روایت ذکر کی۔

اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ عَنْ اُمَّتِي السَّلَامَ.

مسند احمد بن حنبل، ۱:۳۸۷ مجمع الزوائد، ۱۰:۱۳۲

کنز العمال، ۳۰۷۳۸

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں۔یہ فرشتے میری امت کا سلام مجھ پر پہنچاتے ہیں۔

اوس کی یہ حدیث صحیح ہے اور وہ پہلی حدیث کو مضبوط کرتی ہے۔جسے ابنِ ماجہ اور طبرانی نے ذکر کیا ہے۔

فائدہ

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تُعْرَضُ عَلَيَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا سِرّ اور جَہر میں برابر ہے۔جو شخص ہمیشہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا رہتا ہے اس کے لئے خوش خبری ہے کیونکہ وہ ہمیشہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مذکور رہتا

Marfat.com

ہے۔اس کے درود کو تاجدارِ کائنات ﷺ ،فرشتے اور اہلِ ایمان جن اور انسان ہر جگہ اور ہر وقت سنتے رہتے ہیں۔عرش سے لے کر فرش تک۔جب تک یہ ان پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں۔ہر شخص کا درود فارغ ہونے تک ان پر پیش کیا جاتا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہیں۔آپ کی روحِ اقدس کے ساتھ سماعت نے جہاں بھر کو بھر رکھا ہے۔کانوں کے ساتھ نہیں روح کے ساتھ۔اس بات کو سمجھیں اگر آپ اھل الرسوخ والفھم ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَا یُتْرَکُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً وَّلٰکِنْ یُّصَلُّوْنَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ حَتّٰی یُنْفَخَ فِی الصُّوْرِ.

کنز العمال، ۳۲۲۳۰ جمع الجوامع للسیوطی، ۵۳۹۷

الحاوی للفتاوی، ۲:۲۶۵ اللآلی المصنوعه للسیوطی، ۱:۱۴۷

التاریخ للحاکم السنن للبیھقی،

ترجمہ: بیشک انبیاءِ کرام چالیس راتوں کے بعد اپنی قبروں میں نہیں چھوڑے جاتے۔وہ صور پھونکنے تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں نماز ادا کرتے ہیں۔

اسے امام حاکم نے اپنی تاریخ میں اور بیھقی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

امام بیھقی نے ارشاد فرمایا: اگر یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ صحیح ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) اس سے مراد یہ ہے کہ اس قدر وہ قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں پھر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حریمِ ناز میں نماز ادا کرتے ہیں۔

ابنِ عدی نے اپنی الکامل عن ثابت عن انس روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ.

Marfat.com

مسند ابو یعلی ، البسنن للبیهقی ، مرقاة المفاتیح لعلی القاری ، ۲٤۱:۳

ترجمہ: انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ وہ نماز ادا کرتے ہیں۔

ابو یعلٰی نے اس کو ثقہ راویوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام بیقھی نے بھی اسے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔

یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ معراج کی رات گزرے تو **سیدنا موسٰی** علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَرَرْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی مُوْسٰی عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَ هُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ.

الکامل فی الضعفاء لابن عدی ، ۱٦۹٦:٥ السنن النسائی ، قیام اللیل ۱٥

مسند احمد بن حنبل ، ٥۹:٥ الصحیح للمسلم ،الفضائل ۱٦٥

کنز العمال ، ۳۲۳۸٦ الدر المنثور ، ۱٥۰:٤

تفسیر ابن کثیر ، ۸:٥ مسند ابن حبان

مسند ابن خزیمه ، الامام ابن عساکر

الامام الطبرانی

ترجمہ: معراج کی رات میں سرخ ٹیلے کے پاس **سیدنا موسٰی** علیہ السلام کے قریب سے گزرا وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔

اسے **ابنِ عساکر ، طبرانی ، نسائی ، ابنِ حبان ، ابنِ خزیمه ، مسلم** نے روایت کیا ہے۔ اس حدیثِ پاک سے پہلی حدیث کا معنی سمجھ آتا ہے کہ انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں نماز کے بغیر نہیں چھوڑے جاتے۔ بلکہ وہ اپنی قبروں میں کھڑے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نماز ادا کرتے ہیں۔ وہ اپنی قبر سے اور ہر چیز

Marfat.com

سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دیدار کے علاوہ غائب ہو جاتے ہیں۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے نماز کی لذت کو دنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔

یہ بات ثابت ہے کہ معراج کی رات تمام انبیاءِ کرام مسجدِ اقصٰی میں جمع ہوئے۔ وہ تمام اپنی اپنی حیات پر زندہ تھے۔ ان تمام انبیاءِ کرام کو تاجدارِ کائنات ﷺ نے امامت کروائی اور انہوں نے تاجدارِ کائنات ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَدْ رَأَيْتُنِيْ فِيْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ وَاِذَا بِاِبْرَاهِيْمَ عليه السلام قَائِمٌ يُّصَلِّيْ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُكُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَمْتُهُمْ.

الصحیح للمسلم، الایمان ۲۷۸

ترجمہ میں نے انبیاءِ کرام کی جماعت کو دیکھا۔ ان میں سیدنا ابراھیم علیہ السلام بھی تھے۔ یہ کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔ یہ لوگوں میں سب سے زیادہ تمہارے صاحب سے مشابہ تھے۔ جب نماز کا وقت قریب آیا تو میں نے ان تمام کی امامت فرمائی۔

فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ (نماز قریب ہوئی) اس بات پر دلیل ہے کہ انبیاءِ کرام نماز کے اوقات کا انتظار کرتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔ اس لئے تاجدارِ کائنات ﷺ نے معراج کی رات دیکھا کہ انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں کھڑے نماز ادا فرما رہے ہیں۔ پھر ان کو مسجدِ اقصٰی میں بھی دیکھا۔ پھر اوپر جاتے ہوئے ان کو ان کے مراتب کے مطابق پہلے آسمان سے ساتویں آسمان پر بھی اسی لحظہ دیکھا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر دیکھا۔ اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ..... ﴾

القرآن الحکیم السجدہ ۳۲:۲۳

ترجمہ: اور بیشک ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب عطا فرمائی تھی۔ تو آپ ایسی کتاب کے ملنے سے شک میں مبتلا نہ ہوں۔

Marfat.com

یعنی معراج کی رات، جس طرح مفسرین کرامؒ نے ذکر فرمایا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے معراج کی رات سیدنا موسٰی علیہ السلام، سیدنا عیسٰی علیہ السلام اور سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے سیدنا موسٰی علیہ السلام کے اوصاف کو بیان فرمایا:

سیدنا موسٰی علیہ السلام قبیلہ شنؤۃ کے لوگوں کی طرح لمبے قد کے ہیں۔

سیدنا عیسٰی علیہ السلام کے اوصاف کو بیان فرمایا:

سیدنا عیسٰی علیہ السلام درمیانے قد کے ہیں۔ گویا کہ وہ حمام سے نکلے ہیں۔

امام ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا:

تاجدارِ کائنات ﷺ نے دیکھا کہ سیدنا عیسٰی علیہ السلام نے آبِ زمزم سے غسل فرمایا ہے اور ان کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے سیدنا عیسٰی علیہ السلام کو عروہ بن مسعود کے مشابہ قرار دیا۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے اوصاف کو بیان فرمایا:

سیدنا ابراھیم علیہ السلام تاجدارِ کائنات ﷺ کے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی فِیْ هٰذَاالْوَادِیْ مُحْرِمًا عَلَيْهِ قُطْوَانِيَّتَيْنِ

الصحيح للمسلم ، الايمان ٢٦٨ ابن ماجه ، ٢٨٩١

مسند احمد ، ١:٢١٦

ترجمہ : گویا میں سیدنا موسٰی علیہ السلام کو اس وادی میں احرام باندھے دیکھ رہا ہوں۔ آپ کے اوپر دو اونی چادریں ہیں۔

امام احمد، امام مسلم اور امام ابنِ ماجہ کی روایت میں ہے۔

وَلَهٗ جُؤَارٌ

آپ بلند آواز سے تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔

Marfat.com

تاجدارِ کائنات ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے سیدنا یونس علیہ السلام کو بھی حج ادا فرماتے ہوئے دیکھا۔ آپ ایک گھاٹی سے تلبیہ پڑھتے ہوئے نیچے اتر رہے ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی عَلٰی نَاقَةٍ حَمْرَآءِ جَعْدَةٍ ، عَلَیْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ، خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِیْ مُلَبِّیًا.

الصحیح للمسلم ، الایمان ٢٦٨ ابنِ ماجه ، ٢٨٩١

مسنداحمد ، ١:٢١٦

ترجمہ : گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سیدنا یونس بن متی علیہ السلام گھنگھریالے بالوں والی سرخ رنگ کی اونٹنی پر ہیں۔ آپ نے صوف کا جبہ پہن رکھا ہے۔ ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کی رسی کی ہے۔ اس وادی سے تلبیہ پڑھتے ہوئے گذر رہے ہیں۔

صحیح احادیث میں ان وارد ہونے والے دلائل کے بعد انبیاءِ کرام کی حیات میں کیا کوئی شک رہ جاتا ہے؟

کیا یہ پڑھی جانے والی نمازیں، طواف، غسل، حج، تلبیہ، جوار، جبہ کا پہننا، اونٹنی پر سوار ہونا، قبر میں رزق دیا جانا اور جسموں کا بوسیدہ نہ ہونا محض خیال ہے؟ کیا یہ سارے اُمور عادتاً فوت شدہ لوگوں سے صادر ہوتے ہیں۔ کیا اس طرح کے کام جیسے نماز، طواف، غسل، اونٹنی پر سوار ہونا قبر میں رزق دیا جانا صرف اجسام سے مجرد ارواح سے واقع ہوتے ہیں۔ اموات اس طرح کے احوال پر قادر نہیں ہوتیں۔ اور ارواح اس طرح کے امور کی محتاج نہیں ہوتیں۔ اس طرح کے امور کے لئے اجسام اور ارواح کا اجتماع لازم ہے۔

یہ امر بھی انبیاءِ کرام کی حیات پر دلالت کرتا ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے **سیدنا ابراھیم علیہ السلام، سیدنا موسٰی علیہ السلام، سیدنا عیسٰی علیہ السلام اور سیدنا یونس علیہ السلام** کے ساتھ اجتماع کے ایسے اوصاف بیان کئے جو سیدنا عیسٰی علیہ السلام کے

Marfat.com

بیان کئے۔ سیدنا عیسٰی علیہ السلام کی حیات، نص اور اجماع سے ثابت ہے۔

ان انبیاءِ کرام اور سیدنا عیسٰی علیہ السلام کی حیات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ انبیاء کرام کی حیات اور ان کے اجسام کے بوسیدہ نہ ہونے کا وہی انکار کرے گا جو کتاب اور سنت سے ناواقف ہوگا۔ اور انبیاءِ کرام کی قدر ومنزلت اور ان کی ان خصوصیات سے جاہل ہوگا جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صرف ان کو عطا فرمائی ہیں اور ان کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تو اپنی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ کہنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ ان کو زندہ کہنے کا حکم دیا ہے۔ انبیاءِ کرام تو ان سے زیادہ اعلیٰ اور اجدر ہیں۔ کیونکہ شہداء کبھی بھی انبیاءِ کرام کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ بلکہ انہیں مرتبہ شہادت ان انبیاءِ کرام کی متابعت سے ہی نصیب ہوتا ہے۔ یہ شہداء تو انبیاءِ کرام کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ ان کا مرتبہ تو صدیقین سے بھی کم ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی لحظہ میں انبیاءِ کرام کو ان کی قبروں میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر ان کو مسجدِ اقصٰی میں دیکھا پھر ان کو آسمانوں میں دیکھا۔ اس امر میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ کیونکہ موت کے بعد ارواح کو غلبہ ہوتا ہے۔ ارواح کے افعال کو عقل پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اجسام موت کے بعد ارواح کے تابع ہوتے ہیں جس طرح ارواح اجسام کے تابع ہوتی ہیں۔ حالانکہ اجسام کثیف ہوتے ہیں۔

امام بیہقی نے ارشاد فرمایا:

انبیاءِ کرام کے وصال کے بعد ان کی حیات کے احادیثِ صحیحہ میں بہت سے شواہد موجود ہیں۔ پھر انہوں نے

مَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَ هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ.

الصحیح للمسلم ، کتاب ٤٣ ، باب ٤٢ ، حدیث ١٦٥ النسائی ، ٣:٢١٦

مسند احمد حنبل ، ٥:٥٩ الکامل فی الضعفاء لابن عدی ، ٥:١٦٩٦

تاریخ اصفهان لابی نعیم ، ٢:٣٢٨

Marfat.com

اوراس جیسی احادیث کا ذکر کیا، جن میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی انبیاءِ کرام سے ملاقات کا ذکر ہے۔ پھر صحیحین کی حدیث ذکر کی۔

فَاِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَ کَانَ فِیْ مَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَمْ کَانَ مِمَّنْ اِسْتَثْنَی اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ.

الصحیح البخاری، رقاق ٤٣ الصحیح للمسلم، فضائل، ١٦٠

ابو داؤد، سنه ١٨

ترجمہ: پس اچانک (میں نے دیکھا) موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارہ پکڑے کھڑے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آیا وہ بے ہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا وہ ان میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا۔

امام بیہقی نے ارشاد فرمایا:

یہ امر صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاءِ کرام کے وصال کے بعد ان کی ارواح کو لوٹا دیتا ہے۔ پس وہ شہداء کی طرح اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں۔ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا۔ تو ہر زندہ بے ہوش ہو جائے گا۔ پھر یہ تمام معانی میں موت نہیں ہو گی۔ اس حالت میں صرف شعور جائے گا۔

اور کہا گیا کہ شہداء ان سے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے استثناء فرمایا ہے۔ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ

اور شہداء کو انبیاءِ کرام سے کیا نسبت ہے۔

امام سمہودی نے ارشاد فرمایا:

یہ حدیث بھی انبیاء کرام کی حیات کی تائید کرتی ہے۔

اِنَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ علیہ السلام مَارٌّ بِالْمَدِیْنَةِ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا وَاِنْ سَلَّمَ عَلَیَّ لَاَرُدَّنَّ عَلَیْهِ.

ترجمہ: بے شک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بن مریم حج کرتے ہوئے یا عمرہ کرتے

Marfat.com

ہوئے مدینہ طیبہ سے گذریں گے اگر انہوں نے مجھ پر سلام کیا تو میں ضرور ان کے سلام کا جواب دوں گا۔

تاجدارِ کائنات ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔ جو ان کو سلام عرض کرتا ہے، اس کا سلام سنتے ہیں۔ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا قبر انور سے اذان اور اقامت سننے کا واقعہ مشہور ہے۔

یہ پہلے گزر چکا ہے۔

یحییٰ نے کہا:

ہم سے **ھارون بن عبدالملک بن الماجشون** نے بیان کیا ہے۔

خالد بن ولید ابن الحارث بن الحکم بن العاص اور وہ **ابن مطیرہ** ہیں۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کے منبر پر **جمعة المبارک** کے دن کھڑے ہوئے اور کہا:

تاجدارِ کائنات ﷺ نے **سیدنا علی بن ابی طالب** رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر فرمایا۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ (**العیاذ باللّٰہ**) خائن ہیں۔ لیکن آپ کی بیٹی **سیدہ فاطمہ** رضی اللہ عنہا نے ان کی سفارش کی تھی

داؤد بن قیس روضہ میں تھے۔ یہ کھڑے ہوئے اور ان سے فرمایا: خاموش ہو جا۔ لوگوں نے اس کی قمیص کو پھاڑ دیا اور اس کو زبردستی بٹھا دیا۔

فرمایا: میں نے دیکھا کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبر انور سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور وہ کہہ رہے تھے:

اے اللہ عزوجل کے دشمن! تو نے جھوٹ بولا ہے۔

اے کافر! تو نے جھوٹ بولا ہے۔ (کئی مرتبہ فرمایا)

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

وہ شام سے ڈاک لاتے تھے۔ وہ کہتے تھے۔

Marfat.com

تاجدارِ کائنات ﷺ کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا۔ اور یہ تابعین کے زمانہ کی ابتداء تھی ان سے امام ابو بکر بن عمر بن عاصم نے ذکر کیا ہے۔ ان کی وفات تیسری صدی میں ہے۔

انہوں نے فرمایا:

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ شام سے مدینہ طیبہ ایک قاصد بھیجتے تھے تا کہ وہ ان کا تاجدارِ کائنات ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں سلام عرض کرے اور پھر واپس لوٹ آئے۔

کیا آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ جو شام سے مدینہ طیبہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں سلام عرض کرنے کے لئے قاصد روانہ کرتے تھے یہ فضول تھا۔ اگر آپ یہ نہ جانتے کہ وہ زندہ ہیں تو وہ ایسا کبھی نہ کرتے۔ اور اتنے زیادہ سفر کی بغیر فائدہ کے ہرگز مشقت نہ دیتے۔

بزار نے صحیح رجال سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِىْ عَنْ اُمَّتِىْ.

الدارمی، الرقاق ٥٨ سنن النسائی، السهو ٤٦

مسند احمد، ١:٢٨٧، ١٤٤، ٤٥٢

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں۔ وہ میری امت کا مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

اسی طرح تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَيَاتِىْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَ يُحَدَّثُ لَكُمْ وَ وَفَاتِىْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَىَّ اَعْمَالُكُمْ فَمَا رَأَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُّ اللّٰهَ عَلَيْهِ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ لَكُمْ.

Marfat.com

الطبقات الکبری ، ۲:۲:۲ کنز العمال ، ۳۱۹۰۳

مسند بزار، المطالب العالیه لابن حجر ، ۳۸۵۳

الحاوی للفتاوی ، ۳:۲ البدایه و النهایه ، ۲۷۵:۵

الکامل فی الضعفاء لابن عدی،۳:۹٤٥ مناهل الصفا ، ۳

مجمع الزوائد ، ۲٤:۹ کشف الخفا للعجلونی ، ٤٤۲:۱

اتحاف السادة المتقین ، ۱۷٦:۹_۱۷۷

ترجمہ : میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے۔تم باتیں کرتے ہواور تم سے بات کی جاتی ہے۔میرا وصال بھی تمہارے لئے بہتر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے۔اگر وہ اچھے ہوئے تو میں اللہ ﷻ کی تعریف کروں گا اور اگر وہ برے ہوئے تو اللہ ﷻ کی بارگاہ سے معافی طلب کروں گا۔

سیاحت کرنے والے فرشتے وہ ہیں جو امت کا سلام تاجدارِ کائنات ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔یہ زندہ کو ہی پہنچاتے ہیں کیونکہ مردہ کو پہنچانے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔اور امت کے اعمال اسی صورت میں ہی پیش کئے جاتے ہیں کہ آپ زندہ ہیں۔وگرنہ پیش کرنے کا کیا فائدہ ہے۔احادیث طیبہ سے تاجدارِ کائنات ﷺ کی حیاتِ طیبہ ثابت ہے۔یہی سلف اور خلف کا عقیدہ ہے۔جو جدا ہوگا وہ آگ کی طرف ہی جدا ہوگا۔

امام البارزی نے توثیق عری الایمان میں سلیمان بن سحیم سے روایت کیا ہے۔

رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِی النَّوْمِ.

فَقُلْتُ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ! هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَاْتُوْنَکَ فَیُسَلِّمُوْنَ عَلَیْکَ اَ تَفْقَهُ سَلَامَهُمْ ؟

قَالَ: وَ اَرُدُّ عَلَیْهِمْ.

ترجمہ : میں نے تاجدارِ کائنات ﷺ کی خواب میں زیارت کی، میں نے عرض کی

Marfat.com

یَارَسُوْلَ اللّٰہ ۔ یہ لوگ آتے ہیں اور آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ ان کا سلام سمجھتے ہیں؟

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

ابن النجار، ابراھیم بن بشار سے روایت کرتے ہیں۔

میں حج کی ادائی کے لئے حاضر ہوا۔ قبر انور کی حاضری دی اور سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ کے اندر سے سنا:

وَعَلَیْکَ السَّلَام

اس طرح کی حکایات اولیاءِ کرام اور صالحین عظام کی ایک جماعت سے منقول ہیں۔

اسی طرح امام سمھودی نے اپنی کتاب وفاء الوفاء میں ذکر کیا ہے۔

صدیقون تو شہدائے جہادِ اکبر ہیں۔ جہادِ اکبر جہادِ نفس ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کفار سے جہاد کرتے ہوئے تلواروں اور نیزوں کی جنگ سے واپس تشریف لائے۔

رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ.

قَالُوْا : وَمَاالْجِھَادُ الْاَکْبَرُ ؟

قَالَ : مُجَاھَدَۃُ الْعَبْدِ لِھَوَاہُ.

ترجمہ : ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے ہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ بڑا جہاد کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات نے ارشاد فرمایا: بندے کا اپنی خواہشات کے خلاف جہاد۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے تیر وتفنگ اور شمشیر وسناں والے جہاد کو جہاد اصغر قرار دیا۔ اور جہاد نفس کو جہاد اکبر قرار دیا۔ اس لئے جہاد اکبر میں ثابت قدم رہنے والے کے لئے جہادِ اصغر میں ثابت قدم رہنے والے سے زیادہ ثواب ہے۔

Marfat.com

مجاہدِ اکبر اپنے محبوب دشمن سے جنگ کرتا ہے جس کا قتل کرنا اس پر دشوار ہوتا ہے۔ کافروں سے جہاد کرنے والا اپنے مبغوض دشمن سے جہاد کرتا ہے۔ اس سے جنگ کرنا اس پر آسان ہوتا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَکْثَرَ شُھَدَآءِ اُمَّتِیْ لَاَصْحَابُ الْفُرُشِ وَ رُبَّ قَتِیْلٍ بَیْنَ الصَّفَّیْنِ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِنِیَّتِہٖ

(اَلْفُرُش) میں فاء اور شین پر پیش ہے۔ یہ (اَلْفَرْش) کی جمع ہے۔ فا کی زبر اور راء ساکن ہے۔

مسند احمد بن حنبل، ۱: ۲۹۷

ترجمہ: بے شک میری امت کے اکثر شہداء صاحبِ فراش ہوں گے۔ اور کفار سے لڑنے والا اللہ ﷻ ہی اس کی نیت بہتر جانتا ہے۔

علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

وہ لوگ بستروں پر سونے سے مانوس ہوتے ہیں۔ یعنی بستروں پر سونا انہیں نفس اور شیطان سے جہاد سے مشغول نہیں رکھتا۔ یہ جہاد اکبر ہے۔ اور کفار سے لڑنے والے کی نیت اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی نیت اللہ ﷻ کے دین کی بلندی اور غلبہ ہے یا بہادر کہلانے کے لئے ہے۔ یا مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے ہے۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا یَضِنُّ بِھِمْ عَنِ الْقَتْلِ وَ یُطِیْلُ اَعْمَارَھُمْ فِیْ حُسْنِ الْعَمَلِ وَ یُحْسِنُ اَرْزَاقَھُمْ وَ یُحْیِیْھِمْ فِیْ عَافِیَۃٍ وَّ یَقْبِضُ اَرْوَاحَھُمْ فِیْ عَافِیَۃٍ عَلَی الْفَرْشِ فَیُعْطِیْھِمْ مَنَازِلَ الشُّھَدَآءِ.

Marfat.com

المعجم الکبیر، ۲۱۷:۱۰ مجمع الزوائد، ۲۰۳:۱۰

الترغیب و الترھیب، ۲۵۵:۲ کنز العمال، ۱۱۲۴۱_۱۱۲۴۵_۱۱۲۴۶

ترجمہ: اللہ ﷻ کے کچھ ایسے بندے ہیں اللہ ﷻ ان کے قتل کو پسند نہیں کرتا۔ اچھے عمل میں ان کی زندگی کو لمبا کرتا ہے۔ ان کو اچھا رزق عطا فرماتا ہے۔ ان کو خیریت سے زندہ رکھتا ہے۔ صحت میں بستر پر ان کی روحیں قبض کرتا ہے مگر ان کو شہداء کے منازل عطا فرماتا ہے۔

اسے امام طبرانی نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

یعنی ان کو قبروں میں زندہ رکھتا ہے اور ان کو رزق عطا فرماتا ہے۔

ان کی اور بھی خصوصیات ہیں۔ جن سے یہ میدانِ جہاد میں شہید ہونے والوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

ان کا قتل اللہ ﷻ کو ناپسند ہوتا ہے۔

ان کو لمبی عمریں عطا ہوتی ہیں۔

ان کے اعمال کو اچھا کیا جاتا ہے۔

ان کو اچھا رزق دیا جاتا ہے۔

ان کو دین اور دنیا کے فتنوں سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

ان کی روحیں نرم وگداز بستروں پر قبض کی جاتی ہیں۔

میدان جنگ میں شہید ہونے والے کو بسا اوقات اللہ ﷻ حسن عمل میں لمبی عمر عطا نہیں فرماتا۔ ان کی زندگی کا اختتام شہادت پر ہوتا ہے تاکہ ان کی شہادت ان کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ بسا اوقات ان کو رزقِ حسن نہیں دیا جاتا بلکہ ان کی زندگی تنگ ہوتی ہے۔ بسا اوقات ان کی زندگی میں عافیت نہیں ہوتی۔ لیکن اللہ ﷻ ان کو حسن اختتام عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ عنایت الٰہیہ سبقت کر جاتی ہے۔ بہر حال جب میدانِ جنگ میں قتل

Marfat.com

ہونے والے کی نیت یہ ہو کہ اسے بہادر کہا جائے یا اسے مالِ غنیمت سے حصہ ملے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

اللہ ﷻ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ایسی نیت سے پناہ عطا فرمائے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ ضَنَائِنُ مِنْ خَلْقِهٖ يَغْذُوْهُمْ فِیْ رَحْمَتِهٖ يُحْيِيْهِمْ فِیْ عَافِيَةٍ وَاِذَا تَوَفَّاهُمْ تَوَفَّاهُمْ اِلَى جَنَّتِهٖ اُولٰٓئِکَ الَّذِيْنَ تَمُرُّ عَلَيْهِمُ الْفِتَنُ كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ وَ هُمْ مِنْهَا فِیْ عَافِيَةٍ.

المعجم الكبير، ١٢:٣٨٥ — حلية الاولياء، ١:٦

مجمع الزوائد، ١٠:٢٦٥ — كنز العمال، ١١٢٤٢

الاولياء لابن ابی الدنيا، ٣

ترجمہ: اللہ ﷻ کے کچھ خاص بندے ہوتے ہیں ان کو وہ رحمت میں روزی دیتا ہے۔ ان کو عافیت کی زندگی عطا فرماتا ہے۔ جب ان کو مارتا ہے تو جنت عطا فرماتا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے اوپر سے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے گذرتے ہیں مگر یہ ان سے محفوظ رہتے ہیں۔

اس حدیث کو امام طبرانی نے الکبیر میں اور امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیثِ اول کے معنی میں ہے۔ اور حدیثِ حسن کی جب تائید ہو جائے تو یہ صحیح کے مرتبہ میں پہنچ جاتی ہے۔

اولیاء اللہ اللہ ﷻ کی مخلوق میں اس کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ وہ دنیا اور آخرت میں اللہ ﷻ کی غذائے رحمت سے شاد کام رہتے ہیں۔ ان کی زندگی پاکیزہ ہوتی ہے وہ دنیا اور آخرت کے فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ ان کا وصال حیاتِ ابدی، بلند مرتبہ اور اللہ ﷻ کے قربِ خاص کے ساتھ حسین ہو جاتا ہے۔ یہ دنیا سے اللہ ﷻ کی جنت کی طرف نکلتے ہیں۔ ان پر سے قواعدِ شرعیہ کے مخالف اقوال، افعال اور عقائد کے فتنے

Marfat.com

اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح گذرتے ہیں۔مگر یہ ان سے بالکل محفوظ رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل امورِ دین پر ایسے ثابت ہوتے ہیں۔جیسے پختہ پہاڑ جن کو تند و تیز آندھیاں بھی نہیں ہلا سکتیں۔نہ ان کو منہ پھاڑنے والے کا بلبلانا متزلزل کر سکتا ہے۔نہ ان کو فصیح و بلیغ اپنے میٹھے کلام سے اپنی طرف مائل کر سکتے ہیں۔اگر چہ ان کو زمانے والے حقیر جانیں اور وہ کہیں ان لوگوں کی عقلیں جامد ہیں۔اور یہ لوگ پرانے اندھیروں کی تقلید پر ڈٹے ہوئے ہیں کیونکہ وہ فتنہ پرور اپنے تئیں نور کی نئی دنیا میں ہوتے ہیں۔جو تقلیدِ اسلامیہ کی ضد ہے۔

اللہ ﷻ ہمیں ایسے نور سے سلامت اور محفوظ رکھے جو تباہ کرنے والے اندھیرے سے بھی اندھیرا ہے۔

اللہ ﷻ ایمان والوں کا دوست ہے وہ انہیں اندھیروں سے روشنیوں کی طرف نکالتا ہے۔کافروں کے دوست شیطان ہیں وہ انہیں روشنیوں سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا..... ﴾

القرآن الحکیم العنکبوت ۲۹:۶۹

ترجمہ : اور جو (بلند ہمت) ہمیں راضی کرنے کے لئے مصروف جہاد رہتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

جس شخص نے اللہ ﷻ میں کوشش کی اللہ ﷻ نے اس کی قرب اور وصال کے راستے کی طرف راہنمائی کی۔

سعید بن سنان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ عَدُوُّكَ الَّذِيْ اِذَا هُوَ قَتَلَكَ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ وَاِذَا قَتَلْتَهُ كَانَ

Marfat.com

لَکَ نُوْرًا وَاِنَّمَا اَعْدٰی عَدُوُّکَ نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ.

المعجم الکبیر ، ۳:۳۳٤ مجمع الزوائد ، ۱۰:۲٤٥

اتحاف السادة المتقین ، ۹:۳۳ الترغیب و الترهیب ، ٤:۱۸۲

کنز العمال ، ۱۰٤٤٥_۱۱۲٦٤_۱۱۲٦۳

تفسیر ابن کثیر ، ۸:۱٦٦ کشف الخفا للعجلونی ، ۲:۲٤۰

ترجمہ : تیرا دشمن وہ نہیں ہے کہ اگر وہ تجھے قتل کرے تو تجھے جنت میں داخل کرے اور اگر تو اسے قتل کرے تو وہ تیرے لئے نور ہو۔ تیرا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

اس حدیث سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ نفس سے جہاد، کفار کے ساتھ جہاد سے افضل ہے۔ کیونکہ کافر اگر تجھے قتل کرے تو تجھے جنت میں داخل کرے۔ اور اگر تو اسے قتل کرے تو وہ تیرے لئے نور ہو۔ ثواب کے اعتبار سے اور اللہ ﷻ کے قریب کرنے کے اعتبار سے بڑا جہاد، نفس کے ساتھ جہاد ہے کیونکہ یہ مشکل بھی ہے اور تلخ بھی۔ یہ اہل الصدق کا جہاد ہے جسے سے انہیں بہت بڑی سچائی نصیب ہو جاتی ہے۔

ابراھیم بن علنمہ نے ایک ایسی قوم سے کہا جو جہاد اصغر سے واپس لوٹے تھے۔ تم نے جہادِ اکبر کے ساتھ کیا کیا؟

انہوں نے پوچھا: جہادِ اکبر کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: دل کے ساتھ جہاد۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِی اللّٰهِ.

الجامع الترمذی ، فضائل الجهاد ۲ مسند احمد بن حنبل ، ٦:۲۰

ترجمہ : مجاہد وہ ہے جس نے اللہ ﷻ کے لئے اپنے نفس سے جہاد کیا۔

اسے ترمذی نے اور ابن حبان نے فضالہ بن عبید سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

اس روایت کے اسناد جید ہیں۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد اکبر کا شہید جہاد اصغر کے شہید سے افضل ہے۔ یہ امر بداہۃً اور ضرورۃً معلوم ہے کیونکہ بڑا بڑا ہے اور چھوٹا چھوٹا ہے۔

ان صالحین کی قبروں سے کس قدر زندگی کی علامات ظاہر ہوئیں! اور کس قدر ان کے اجسام ان کی قبروں سے کئی کئی سالوں 40یا50 سال کے بعد منتقل کئے گئے یا اس بھی زیادہ۔ اس قدر عرصہ گذرنے کے بعد یہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے جسم سلامت اور محفوظ رہے ہوں گے۔ اور بغیر کسی مادی دوا اور علاج کے جن سے اجسام محفوظ رہتے ہیں ان کے اجسام کو زمین نے نہ کھایا ہوگا۔ ہاں یہ صرف معنوی دوا تھی جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ حی و قیوم نے لگایا تھا۔ تا کہ ان کا اکرام ہو۔ وہ ذات جو ارادہ کرتی ہے کرے اور جسے چاہے اس پر قادر ہے۔ اور ایسا کیونکر نہ ہوتا۔ یہ صالحین انبیاءِ کرام کے وارث ہیں۔ ان کو اپنے مورثین سے حصہ ملا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے راضی ہوا اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے راضی ہوئے۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ یہ جہادِ اکبر کے شہداء بھی ہیں اور یہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ کی تعریف فرمائی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بھی اس مرتبہ کی تعریف فرمائی ہے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا..... ﴾

القرآن الحکیم العنکبوت ۲۹:۶۹

ترجمہ: اور جو (بلند ہمت) ہمیں راضی کرنے کے لئے مصروف جہاد رہتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

رہے شہداء، ان میں بہت سے ظاہر ہوئے اور ان کے جسم بوسیدہ نہ ہوئے تھے۔ بہت سے رسالوں میں ان کی کہانیاں چھپی ہیں۔ شہداءِ موتہ کے بارے الجامعۃ الاسلامیہ کے مضامین کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے احد سے ایک نہر جاری کی۔ یہ شہداء کے قریب سے گذری۔ اس میں حیاتِ شہداء کے معجزہ کا ظہور تھا۔

Marfat.com

ابن الجوزی نے اپنی مشکل میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جب سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے نہر جاری کی، تو ہمیں اپنے شہداء کی خبر ملی ہم نے ان کے اجسام کو 40 سال کے بعد نکالا۔

تَتَثَنّٰی اَطْرَافُھُمْ لِیْنَۃٌ اَجْسَادُھُمْ

ترجمہ :ان کے پہلو مڑے ہوئے تھے اور ان کے اجساد نرم تھے۔

بعض روایات میں ہے۔

کَاَنَّھُمْ نُوَّمٌ حَتّٰی اَصَابَتِ الْمِسْحَاۃُ قَدَمَ حَمْزَۃِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَانْبَعَثَ دَمٌ.

ترجمہ : گویا وہ سو رہے تھے ایک بیلچہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو لگا تو خون پھوٹ پڑا۔

امام واقدی نے بیان کیا ہے:

سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللّٰہ بن عمر بنِ حرام رضی اللہ عنہ کی قبر کے قریب سیلاب آ گیا۔ ان کی قبروں کو کھودا گیا۔ ان کے اوپر دھاری دار سفید وسیاہ چادریں تھیں۔ سیدنا عبد اللّٰہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ہاتھ میں زخم آیا تھا۔ ان کا ہاتھ ان کے زخم کے اوپر تھا۔ ان کا ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو خون پھوٹ پڑا۔ پھر ہاتھ واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا تو خون ٹھہر گیا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے اپنے باپ کو قبر میں دیکھا گویا کہ وہ سو رہے ہیں۔ حالانکہ ان کو وصال فرمائے 46 سال گزر گئے تھے۔

امام واقدی نے فرمایا:

بے شک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب الکظامہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو ایک منادی نے مدینہ طیبہ میں ندا دی جن کا کوئی فرد میدانِ احد میں شہید ہوا ہو وہ حاضر

Marfat.com

ہو۔لوگ اپنے شہداء کی طرف گھروں سے نکل آئے۔ان لوگوں نے ان شہداء کو تر و تازہ پایا۔ایک شخص کی ٹانگ کو بیلچہ لگا تو خون پھوٹ پڑا۔

سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

اس کے بعد کوئی منکر انکار نہیں کر سکے گا۔

یہ سب کچھ شہداء کی حیات کے لئے معجزہ کا ظہور تھا۔

السید السمھودی نے ارشاد فرمایا:

اس سارے مجموع سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والدِ گرامی کی قبر کو تین بار کھودا۔

پہلی بار چھ مہینہ کے بعد۔جب آپ کو یہ بات اچھی نہ لگی کہ ان کے والدِ گرامی کے ساتھ قبر میں کوئی اور شخص بھی ہو۔آپ نے دیکھا کہ ان کے جسم میں کوئی تبدیلی نہیں ہے سوائے کان کے قریب۔

اسی طرح امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

دوسری بار جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے 40 سال کے بعد ایک نہر جاری کی۔

تیسری بار جب سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن عمر بن حرام رضی اللہ عنہ کے قریب سیلاب کا پانی آ گیا تو ان قبروں کو کھودا گیا۔یہ واقعہ 46 سال کے بعد ہوا۔

بار بار ایسا ہونے کا راز معجزہ کا ظہور تھا۔

شہداء کی قبروں کو کھودتے وقت ان کے اجسام کا بوسیدہ نہ ہونا اور ان کی حیات واضح ہوگئی۔صدیقین کی قبور کو نہیں کھودا گیا۔صرف ان دو کے بارے ہی منقول ہے۔

اس میں صدیقین کی حیات کے لئے معجزہ کا ظہور ہے۔

جن لوگوں کے اجسام کا بوسیدہ نہ ہونا تواتر سے معلوم ہے۔ان میں سے الشیخ الجزولی مؤلف دلائل الخیرات ہیں۔70 سال کے بعد ان کے جسدِ خاکی کو فاس

Marfat.com

سے مراکش میں منتقل کیا گیا۔ان کا سرخی مائل سفید رنگ تھا۔ جب ان کوان کی قبر سے نکالا گیا تو جب لوگ اپنی انگلیاں ان کے رخسار پر رکھتے تھے تو نیچے سے خون بکھر جاتا تھا اور وہ حصہ سفید ہو جاتا تھا۔اور جب وہ اپنی انگلیاں اُٹھاتے تھے تو خون دوبارہ اپنی جگہ پر آجاتا تھا ۔جس طرح کہ انسان کی زندگی میں ہوتا ہے۔ یہ امر تواتر سے نسل در نسل منتقل ہوا ہے۔اور یہ کام اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ہرگز بھاری نہیں ہے۔شہداء میں سے ایک شخص کی ٹانگ کو جب پھاوڑا لگا تو ان کا خون پھوٹ پڑا۔

تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں۔ جو ہر چیز پر قادر ہے جو اپنے بندوں کو زندگی میں اور موت میں ممتاز رکھتا ہے۔

﴿ اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ نَّجۡعَلَهُمۡ كَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا سَوَآءً مَّحۡیَاهُمۡ وَ مَمَاتُهُمۡ ط سَآءَ مَا یَحۡكُمُوۡنَ ﴾

القرآن الحکیم الجاثیه ۴۵:۲۱

ترجمہ : کیا ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان (دونوں) کا جینا اور مرنا برابر ہو جائے۔ بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

اسی طرح امام محمد بن ابراهیم الوزیر کا واقعہ ہے۔ یہ صنعاء کے علماءِ اہل السنۃ میں سے تھے۔ یہ العواصم و القواصم کے مؤلف ہیں۔ان کو ایک طویل مدت کے بعد ان کی قبر سے دوسرے قبرستان المشهد منتقل کیا گیا۔ان کی ہیئت میں کوئی تبدیلی نہ تھی ۔ یہ اسی طرح تھے جس طرح اپنے وصال کے دن تھے یہ سب کچھ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی پیروی، ان سے محبت اور اس میں محنت ومشقت کا نتیجہ تھا۔

ایک مغربی عالم کا ہم نے ذکر کیا ہے اور یہ یمن کے ہیں۔اس میں خبریں متواتر ہیں۔ان کو کتابوں اور طبقات میں مدوّن کیا گیا ہے۔

عالمِ اسلام کا کوئی گوشہ اس طرح کے واقعات سے خالی نہیں ہے۔ یا ظاہر و مشہور

Marfat.com

ہیں ۔ یا پوشیدہ اور مخفی ہیں ۔ یہ کیونکر نہ ہو۔ یہ وہ خوش نصیب لوگ ہیں کہ ان کی وجہ سے اللہ ﷻ بلاؤں کو ٹالتا ہے، ان کے وسیلہ سے دشمنوں پر فتح عطا کرتا ہے، ان کے وسیلہ سے بارشیں ہوتی ہیں ۔ زمین کا کوئی گوشہ اس طرح کے لوگوں سے خالی نہیں ۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے اپنی بہت سی احادیث میں ان اُمور کی خبر دی ہے۔ ان میں سے کافی گذر چکی ہیں ۔ یہ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ہدایت یافتہ لوگوں کے لئے کافی ہیں۔

عام اہلِ ایمان کی برزخی زندگی انبیاءِ کرام، صدیقین اور شہداء سے کمزور ہے۔ اور کافروں کی زندگی سے اوپر ہے۔ کیونکہ اہلِ ایمان کی ارواح صاف ہیں ۔ ان کی ارواح عِلِّیِیْن میں نعمتوں سے فیض یاب ہیں اور کافروں کی روحیں سِجِّیْن میں عذاب میں گرفتار ہیں ۔ اہلِ ایمان کی روحیں کافروں کی روحوں سے اس طرح صاف ہیں جس طرح بلور، ٹین سے صاف ہوتا ہے ۔ انسان کو اپنا چہرہ جس طرح بلور سے نظر آتا ہے، ایسے ٹین سے نظر نہیں آتا۔

اہلِ ایمان کی برزخی زندگی کے متعلق تاجدارِ کائنات ﷺ کی بہت سی احادیث ہیں۔

عبد الحق نے الاحکام الصغری میں روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ الرَّجُلِ کَانَ یَعْرِفُهٗ فِی الدُّنْیَا فَیُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰی یَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ.

اتحاف السادة المتقین، ۱۰:۳٦٥ الحاوی للفتاوی، ۲:۲ ۳۰

تفسیر ابن کثیر، ٦:۳۳۰

Marfat.com

ترجمہ : تم میں سے کوئی شخص جب کسی ایسے شخص کی قبر کے قریب سے گذرتا ہے جس کو وہ دنیا پہچانتا تھا پس اس کو سلام کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی روح کو لوٹا دیتا ہے کہ وہ اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔

امام عبد الحق نے کتاب العاقبة میں ارشاد فرمایا:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا **سے روایت ہے:**

مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُوْرُ قَبْرَ اَخِيْهِ فَيَجْلِسُ عِنْدَهٗ اِلَّا اسْتَاْنَسَ بِهٖ حَتّٰى يَقُوْمَ.

اتحاف السادة المتقين ، ١٠:٣٦٥ الحاوی للفتاوی ، ٢:٣٠٢

ترجمہ : جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور وہاں بیٹھتا ہے وہ اس کے اٹھنے تک اس سے مانوس رہتا ہے۔

ابن ابی الدنیا سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ **سے روایت کیا ہے۔**

اِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ يَعْرِفُهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَ عَرَفَهٗ وَاِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَا يَعْرِفُهٗ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

اتحاف السادة المتقين ، ١٠:٣٦٥

ترجمہ : جب ایک شخص ایسی قبر کے قریب سے گزرتا ہے جس کو یہ پہچانتا ہے اسے سلام عرض کرتا ہے۔ یہ قبر والا اسے پہچانتا بھی ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور اگر کسی ایسے شخص کی قبر کے قریب سے گزرتا ہے جس کو یہ پہچانتا نہیں اور سلام کہتا ہے تو وہ اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔

اس معنی میں آثار بہت زیادہ ہیں۔ ابنِ تیمیہ نے ان کو **اقتضاء الصراط المستقیم** میں ذکر کیا ہے۔ جس طرح ابن **عبد الھادی** نے ان کو نقل کیا ہے۔

بے شک شہداء بلکہ تمام اہل ایمان جب ایک مسلمان ان کی زیارت کرے اور ان کو سلام کہے یہ اس سلام دینے والے کو پہچانتے ہیں اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں

Marfat.com

۔جب ایسا ہر ایک اہل ایمان کے بارے میں ہے تو پھر صدیقین اور شہداء کا کیا مرتبہ ہوگا۔ پھر انبیاء کا کیسا مقام ہوگا اور سب سے بڑھ کر سید الانبیاء والمرسلین کی اس ضمن میں کیا شان ہوگی۔

اگر یہ کہا جائے کہ قبر سے سلام کا جواب کیسے آتا ہے۔قبر میں تو صرف جسم ہوتا ہے اور حیات تو روح میں ہوتی ہے۔

ہم کہیں گے روح اگر چہ جسم سے جدا ہوتی ہے مگر ایک شعاع سے ہمیشہ جسم کے ساتھ اس کا اتصال ہوتا ہے۔اسی شعاع کے واسطے سے صاحبِ قبر عذاب اور ثواب کو قبر میں محسوس کرتا ہے۔اسی سے وہ سلام کو سنتا اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ہر ایک روح کی شعاع اس کے جسم پر واقع ہوتی ہے۔اگر چہ جسم جل جائے اور راکھ میں تبدیل ہو جائے۔یا اس کو درندے کھا جائیں۔یا اس کے علاوہ کسی اور صورت میں ہو۔جیسے مقناطیس لوہے کے ذرات کو ریت اور باقی معدنیات سے کھینچ لیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے قبر پر رفعِ حاجت کے لئے بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا اُبَالِیْ قَضَیْتُ حَاجَتِیْ عَلَی الْقُبُوْرِ اَوْ فِی السُّوْقِ وَالنَّاسُ یَنْظُرُوْنَ.

السنن ابن ماجه ، الجنائز ٤٥

ترجمہ : مجھے کیا ہے کہ میں قبروں پر یا بازار میں رفع حاجت کروں اس حال میں کہ قبروں والے اور دیگر لوگ دیکھ رہے ہوں۔

ابن ماجہ نے اسے ایک طویل حدیث سے روایت کیا ہے۔

کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی بھرے بازار میں اپنی عورت کو کھولے۔تاجدارِ کائنات ﷺ نے بیان فرمادیا کہ قبروں والے اور بازار والے دیکھنے میں ایک جیسے

Marfat.com

ہیں۔ان سے اسی طرح حیاء کرنا چاہیئے جس طرح بازار والوں سے حیا کیا جاتا ہے۔ یہ قبر والوں کی زندگی پر دلیل ہے۔

کفار کو بھی برزخی زندگی ملتی ہے۔

دلیل یہ ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ بدر کے دن اہلِ قلیب کو لاجواب کیا۔ ان سے ارشاد فرمایا:

اِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا

قَالَ لَهُ اَصْحَابُهُ : وَ هَلْ يَسْمَعُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ

فَقَالَ ﷺ : وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ.

الصحيح البخارى ، المغازى ٨

ترجمہ : بے شک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ فرمایا تھا ہم نے اس کو حق پایا ہے۔ کیا تم سے تمہارے رب نے جو وعدہ فرمایا تھا تم نے بھی اسے حق پایا ہے؟

صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ: کیا یہ سنتے ہیں؟

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہَ قدرت میں میری جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔

اس میں دلیل ہے کہ کفار مرنے کے بعد اسی طرح سنتے ہیں جس طرح زندہ سنتے ہیں۔ کیونکہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔

آپ نے اس فرمان کو قسم سے پختہ فرمادیا اگر چہ ہم قسم کے بغیر ہی ان کی تصدیق کرتے ہیں کیونکہ وہ صادق اور امین ہیں۔

وہ سِجِّیْن میں رہتے ہوئے روح کی اسی شعاع کے واسطہ سے ہی سنتے ہیں۔

اور اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ انبیاء، صدیقین اور شہداء کی زندگی عام اہل ایمان کی زندگی

Marfat.com

سے اعلیٰ ہے۔ان کی زندگی روح اور جسم کے ساتھ حقیقی زندگی ہے۔ بلکہ یہ دنیا کی زندگی سے بہتر ہے کیونکہ شرعی تکالیف سے خالی ہے۔ان کو آزمائشوں اور دینی اور دنیاوی فتنوں سے نجات مل چکی ہے۔ یہ ثواب اور جزاء کی جگہ پہنچ چکے ہیں۔اور اپنے محبوب لوگوں سے مل چکے ہیں۔

اگر کہا جائے کہ یہ صرف روحوں کی زندگی ہے۔

ہم عرض کریں گے کہ اہل ایمان کی روحیں بلکہ کافروں کی روحیں سبھی زندہ ہیں۔ یہ بات ثابت ہے۔اس بات پر اجماع ہے کہ روحیں فنا نہیں ہوتیں۔فلاسفہ بھی ان کی حیات اور حشر کے قائل ہیں۔ بہت سے عیسائی علماء بھی ارواح کی زندگی کو اب تسلیم کر رہے ہیں۔ انہوں نے مقناطیسی تنویم سے بعض روحوں کو حاصل کیا تو ان کو زندہ پایا۔

انہوں نے اس موضوع پر کتابیں اور رسالے تصنیف کئے۔طنطاوی جوھری نے ان کی تائید بھی کی ہے اور ان کو نقل بھی کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا وُلِّیَ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ فَلْیُحْسِنْ کَفْنَهٗ فَاِنَّهُمْ یَتَزَاوَرُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ.

الترمذی، ۹۹۵ النسائی، ۴:۳۳

ابن ماجه، ۱۴۷۴ اللآلی المصنوعه ۲:۲۳۴

لسان المیزان، ۲:۱۷۹۷ تاریخ بغداد، ۴:۱۶۰

الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتهره، ۳۵

الکامل فی الضعفاء لابن عدی، ۵:۱۷۶۰

تذکرة الموضوعات للفتنی، ۲۱۹ الضعفاء للعقیلی، ۲:۵۵

الموضوعات لابن جوزی، ۳:۲۴۰ تاریخ اصفهان لابی نعیم، ۲:۳۴۶

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا والی بنے تو اسے اچھا کفن دے کیونکہ وہ قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔

Marfat.com

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی لختِ جگر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

اِغْسِلِیْ ثَوْبَیَّ هٰذَیْنِ وَ كَفِّنِیْنِیْ بِهِمَا، فَاِنَّمَا اَبُوْ بَكْرٍ اَحَدُ الرَّجُلَیْنِ اِمَّا مَكْسُوٌّ اَحْسَنُ الْكَسْوَةِ اَوْ مَسْلُوْبٌ اَسْوَاءُ السَّلْبِ.

ترجمہ : میرے ان دونوں کپڑوں کو دھونا اور مجھے ان میں غسل دینا۔ کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ دو مردوں میں سے ایک ہے۔

کفن کا حسن اور قبح وہ ہمارے دیکھنے میں ہے۔ یہ ویسے ہوگا جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے علم کے مطابق چاہے گا۔ جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شہداء کے بارے ارشاد فرمایا:

﴿..... بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ﴾

القرآن الحکیم آل عمران ۳:۱۶۹

ترجمہ : بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔

اور ہم انہیں دیکھتے ہیں کہ خون میں لتھڑے پڑے ہیں۔ وہ اس طرح ہمارے دیکھنے میں ہوتے ہیں۔ اور غیب میں وہ اس طرح ہوتے ہیں جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ اگر وہ ہمارے دیکھنے میں بھی اسی طرح ہوں جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے بارے خبر دی ہے تو غیب سے ایمان اٹھ جائے۔

امام بیہقی کا کلام ختم ہوا۔

فوت شدہ لوگوں کے باہمی ملاقات کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔ باہمی ملاقات زندوں میں ہوتی ہے۔ یہ لوگ جس طرح زندگی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تھے اسی طرح موت کے بعد بھی ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ پچھلی حدیث کی طرح حدیث میں آیا ہے۔ یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اسے حارث ابن ابی اسامہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابنِ عدی نے الکامل میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوعاً

Marfat.com

روایت کیا ہے۔

الخطیب نے التاریخ میں سیدناانس رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوعا روایت کیا ہے۔فوت شدہ صالحین ایک دوسرے سے غیب میں ملاقات کرتے ہیں۔اسی طرح تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے خبر دی ہے۔ان میں سے ہر ایک دوسرے کو پہچانتا ہے جس طرح دنیا میں پہچانتا تھا۔لیکن ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے اور نہ ہی ان کے ریشمی کپڑوں کو دیکھ سکتے ہیں۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے۔

امام السیوطی نے امام الیافعی سے نقل کیا ہے۔

امام یافعی نے روض الریاحین میں بعض صالحین سے حکایت کیا ہے۔

اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں اہل مقابر کے مقامات دکھانے کے لئے عرض کی۔میں نے ایک رات قبروں کو دیکھا کہ وہ پھٹ گئی ہیں اور ان میں کچھ لوگ چارپائیوں پر سو رہے ہیں۔کچھ لوگ ہنس رہے ہیں اور کچھ لوگ رو رہے ہیں۔

میں نے عرض کی: اے میرے رب اگر تو چاہے تو ان کو کرامت میں ایک جیسا کردے۔تو قبر والوں میں سے ایک منادی نے ندا دی: اے فلاں! یہ اعمال کے مقامات ہیں۔ریشمی بستروں پر بیٹھنے والے اچھے اخلاق والے لوگ ہیں۔حریر و دیباج والے شہداء ہیں۔ریحان والے روزہ دار ہیں۔نور والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے باہم محبت کرنے والے ہیں۔رونے والے گناہ گار ہیں۔

امام یافعی نے ارشاد فرمایا:

ایمان والے کو اچھی یا بری صورت میں دیکھنا ایک کشف ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ظاہر بشارت یا عبرت کے لئے، میت کے فائدہ کے لئے، یا اس کے لئے نیکی کروانے کے لئے اس کا قرض چکانے کے لئے یا کسی اور غرض کے لئے فرماتا ہے۔اکثر اوقات یہ مشاہدہ نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔اور کبھی کبھار بیداری میں بھی ہو جاتا ہے۔یہ مکاشفات اور مشاہدات

Marfat.com

صاحبِ حال اولیاءِ کرام کی کرامات سے ہوتے ہیں۔

آپ نے **کفایۃ المعتقد** میں ارشاد فرمایا:

بعض صالحین نے بیان فرمایا ہے کہ وہ اپنے والدِ گرامی کی قبر پر جاتے ہیں اور ان سے باتیں کرتے ہیں۔

طبقات الاولیاء والاصفیاء میں یہ اس قدر ہے جس کو صفحات نہیں سمیٹ سکتے۔ میں نے خود بھی اس کا مشاہدہ کیا ہے اور اس قدر سنا ہے جو اندازہ میں آنے والا نہیں ہے۔ میرے ساتھ بہت سارے اور لوگوں نے بھی دیکھا اور سنا۔

اور تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

میں اسی پر اکتفاء کیا ہے جو ثقہ لوگوں سے منقول ہے۔ اور یہ باتیں علم ضروری کی طرح ہیں۔

الشیخ ابنِ حبان نے کتاب الوصایا میں سیدنا قیس بن قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ لَّمْ يُوْصِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ فِي الْكَلَامِ مَعَ الْمَوْتٰى

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه : وَ هَلْ يَتَكَلَّمُ الْمَوْتٰى

قَالَ: نَعَمْ يَتَزَاوَرُوْنَ .

كتاب الوصايا لابن حبان، اتحاف السادة المتقين ، ١٥٨:٥

الحاوى للفتاوى ، ٢٧٢:٢ كنز العمال ، ٤٦٠٨٠ ، ٤٦٠٨٦

ترجمہ : جو وصیت نہیں کرے گا اسے فوت شدہ لوگوں کے ساتھ گفتگو کی اجازت نہیں ملے گی۔

عرض کی: کیا فوت شدہ لوگ گفتگو کرتے ہیں؟

ارشاد فرمایا: ہاں وہ ایک دوسرے سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔

Marfat.com

ان کا باہم گفتگو کرنا اور ایک دوسرے سے ملاقات کرنا ثابت ہے۔اور یہ ان کی حیات کے شواہد سے ہے۔

امام الیافعی نے ارشاد فرمایا:

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارادہ فرماتا ہے تو بسا اوقات ارواح علیین اور سجین سے قبروں میں اجسام میں لوٹا دی جاتی ہیں۔خصوصا جمعہ کی رات۔وہ باہم بیٹھتے ہیں۔ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں۔ثواب والے ثواب پاتے ہیں اور عذاب والے عذاب پاتے ہیں۔جب تک وہ علیین یا سجیین میں ہیں۔قبر میں روح اور جسم مشترک ہوتا ہے۔

امام یافعی کا کلام ختم ہوا۔

انبیاء،صدیقین،شداء،صالحین اور تمام فوت شدگان کی حیات سے یہ لازم نہیں ہے کہ یہ دنیا کی حیات کی طرح ہو کہ ان کے جسم بھی ان کے ساتھ ہوں۔جیسے دنیا میں ہے اور انہیں کھانے اور پینے اور دوسرے جسمانی حاجت ہوں جیسا کہ دیکھا جاتا ہے بلکہ ان فوت شدہ لوگوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔

جاننا اور سننا تو تمام فوت شدگان کے لئے ثابت ہے۔

یہ امام سبکی کا کلام ہے۔

امام السیوطی نے احوال برزخ میں ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔جس میں انہوں نے انتہائی عجیب وغریب باتیں ذکر کی ہیں۔

امام مسلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ فِیْ حَوَاصِلِ الطَّيْرِ خَضْرٍ تُسَرِّحُ فِی الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَ تْ ثُمَّ تَأْوِیْ اِلٰی قَنَادِيْلَ تَحْتَ الْعَرْشِ.

الصحیح المسلم، الاماره ۱۲۱

Marfat.com

ترجمہ : شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں یہ جنت میں جہاں چاہیں اڑتی پھرتی ہیں پھر عرش کے نیچے قندیلوں میں چلی جاتی ہیں۔

امام احمد ،امام ابو داؤد ،امام الحاکم اور امام بیھقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے:

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَمَّا اُصِيْبَ اَصْحَابُكُمْ بِاُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ اَرْوَاحَهُمْ فِيْ حَوَاصِلِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ وَ تَاْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَ تَاْوِيْ اِلٰى قَنَادِيْلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ.

سنن ابو داود ، جهاد ٢٥ الجامع الترمذی ، تفسیر سوره ٣:١٩

الحاوی للفتاوی ، ٢:٣٠٦ ابن ماجه ، جهاد ١٦

اتحاف السادة المتقين ، ١٠:٣٨٨ مسند احمد ، ٢٣٩٢

المستدرك للحاكم ، ٢٤٤٤ ، ٣١٦٥ شعب الايمان للبيهقی ،

ترجمہ : احد میں تمہارے ساتھیوں کو تکلیف پہنچنے کے بدلے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کی پوٹ میں رکھا ہے۔ یہ جنت کی نہروں پر وارد ہوتے ہیں۔ جنت کے پھل کھاتے ہیں۔ عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں پناہ لیتے ہیں۔

الشیخ اسمعیل الحقی نے تفسیر روح البیان میں ارشاد فرمایا ہے:

تاجدارِ کائنات ﷺ کا فرمان کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔ یہ ارواح کی سبز پرندوں کے ساتھ تمثیل ہے۔ اگر یہ روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں حقیقی طور پر ہوں اور وہ پرندے جنت میں لطف اندوز ہوں تو تناسخ کا قول لازم آئے گا۔ اور تناسخ کا عقیدہ بالا جماع باطل ہے۔ بے شک ارواح بِنَفْسِهَا سبز پرندوں کی شکل میں متشکل ہوتی ہیں۔ اس پر تاجدارِ کائنات ﷺ کا فرمان دلالت کرتا ہے۔ اسے امام مالک نے موطا میں امام احمد نے اور امام نسائی نے سندِ صحیح کے ساتھ سیدنا

Marfat.com

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَا نَسْمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرُهَا يَتَعَلَّقُ فِیْ شَجَرَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰی يَرْجِعَهُ اللّٰهُ اِلٰی جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهٗ.

المؤطا للامام مالك، الجنائز ٤٩ مسند احمد، ٣:٤٥٥

النسائی، الجنائز ١١٧

ترجمہ: بے شک اہل ایمان کی روح ایک پرندہ ہے جو جنت کے درخت کے ساتھ لٹکا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن اسے جسم میں لوٹا دیتا ہے۔

امام طبرانی نے، امام بیہقی نے شعب الایمان میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ كَالزَّرَازِيْرِ تَأْكُلُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ.

الطبرانی، شعب الایمان،

ترجمہ: اہل ایمان کی روحیں ایک بڑے پرندے کی طرح ہیں۔ یہ جنت کے پھل کھاتی ہیں۔

ابن المبارک نے کتاب الزھد میں سعید بن المسیب عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِیْ بَرْزَخٍ مِنَ الْاَرْضِ تَذْهَبُ حَيْثُ شَاءَتْ وَ اَنْفُسُ الْكَافِرِيْنَ فِیْ سِجِّيْنٍ.

الزھد لابن المبارك

ترجمہ: اہل ایمان کی روحیں زمین میں برزخ میں رہتی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ اور کافروں کی روحیں سجین میں ہوتی ہیں۔

Marfat.com

امام ابو القاسم نے ارشاد فرمایا:

برزخ دو چیزوں کے درمیان پردہ کو کہتے ہیں۔ گویا زمین میں یہ دنیا اور آخرت کے درمیان ہے

یہ اس بات پر دلالت ہے کہ روحیں سبز پرندوں میں متشکل ہوتی ہیں۔

ابن المبارک نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ جَوْفِ طَیْرٍ بِیْضٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ.

الزهد لابن المبارك ، اتحاف السادة المتقين ، ٩:٢٣٥_١٠:٣٨٦

كنز العمال ، ٤٢٦٨٨

ترجمہ : اہل ایمان کی روحیں سفید پرندوں کے پیٹ میں عرش کے نیچے ہوتی ہیں۔

امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں وھب بن منبہ سے روایت کیا ہے۔

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی دَاراً فِی السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ یُقَالُ لَهَا الْبَیْضَاءُ فِیْهَا اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِیْنَ، فَاِذَا مَاتَ الْمَیِّتُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا تَلَقَّتْهُ الْاَرْوَاحُ یَسْأَلُوْنَهُ عَنْ اَخْبَارِ الدُّنْیَا كَمَا یَسْأَلُ الْغَائِبُ اَهْلَهُ اِذَا قَدِمَ عَلَیْهِمْ.

حلیة الاولیاء ، ٤:٤٧٥٨

ترجمہ : بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ساتویں آسمان میں ایک گھر ہے جسے بیضاء کہا جاتا ہے۔ اس میں اہلِ ایمان کی روحیں جمع ہوتی ہیں۔ جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اس سے روحیں ملاقات کرتی ہیں۔ وہ روحیں اس سے دنیا کی خبریں پوچھتی ہیں۔ جس طرح غائب اپنے گھر والوں کے بارے پوچھتا ہے۔ جب ان کے پاس آئے۔

ابن القیم نے کہا:

تحقیق یہ ہے کہ اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ روحیں برزخ میں ایک دوسری سے بہت زیادہ متفاوت ہوتی ہیں۔ ان دلائل میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

بے شک یہ سب کچھ لوگوں کے درجات کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ بہر

Marfat.com

صورت روح کو بدن کے ساتھ ایسا اتصال ہوتا ہے کہ اسے خطاب کرنا اور سلام کہنا صحیح ہوتا ہے۔

روح کی ایک دوسری ساخت بھی ہے۔ وہ رفیقِ اعلیٰ میں ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے بدن سے بھی متصل ہوتی ہے کہ جب کوئی اسے سلام دیتا ہے تو وہ سلام کا جواب دیتی ہے۔ حالانکہ وہ اپنی جگہ پر بھی ہوتی ہے۔ غائب کو شاہد پر قیاس کرنے کی بنا پر غلطی ہوتی ہے۔ وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ روح جب بدن سے جدا ہو کر دوسری جگہ چلی جاتی ہے تو پھر اس کا دوسری جگہ ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ یہ محض غلطی ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے معراج کی رات سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ایک ہی وقت اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے بھی دیکھا۔ چھٹے آسمان پر بھی دیکھا۔ روح وہاں بدن کی مثال میں تھی۔ اس کا بدن کے ساتھ اتصال تھا کہ وہ قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔ اور سلام کو لوٹاتے تھے۔ حالانکہ روح رفیقِ اعلیٰ میں تھی۔ ان دونوں امور میں کوئی تباین نہیں ہے۔ ارواح ابدان کی طرح نہیں ہیں۔ بعض لوگوں نے روح کو سورج کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ سورج آسمان میں ہوتا ہے مگر اس کی شعاع زمین پر ہوتی ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا بُلِغْتُهٗ.

اتحاف السادة المتقين، ٣:٢٨٩_١٠:٣٦٥ مشكوة المصابيح، ٩٣٤

كنز العمال، ٢١٦٥_٢١٩٧_٢١٩٨ تفسير ابن كثير، ٦:٤٦٦

تذكرة الموضوعات للفتنى، ٩٠ الدر المنثور، ٥:٢١٩

اللآلى المنصوعه للسيوطى، ١:١٤٦ الحبائك فى الملائك للسيوطى، ٩٩

ترجمہ: جس شخص نے میری قبر کے پاس درود پڑھا۔ میں نے اس کو سن لیا اور جس نے دور سے مجھ پر درود پڑھا، وہ مجھے پہنچا دیا گیا۔

یہ بات تو یقینی ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی روحِ پاک تو دوسرے انبیاءِ کرام

Marfat.com

کے ساتھ اعلیٰ علیین میں ہے اور وہ رفیقِ اعلیٰ کے پاس ہے۔

پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس میں کوئی منافات نہیں ہے کہ روح عِلّیین میں ہو، آسمان اور زمین کے درمیان ایک پردے میں ہو، سجین میں ہو۔ یا اسے بدن کے ساتھ ایسا اتصال حاصل ہو کہ وہ ادراک کرے، سنے، نماز ادا کرے، تلاوت کرے۔ یہ بات دنیوی معاملات پر قیاس کرنے کی وجہ سے عجیب لگتی ہے۔ کیونکہ روحوں کی دنیا کو جسموں کی دنیا سے کوئی مشابہت نہیں ہے۔ آخرت اور برزخ کے امور دنیوی امور سے بالکل مختلف ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بد بخت اور خوش بخت روحوں کا مقام ایک جیسا نہیں ہے۔ اختلافِ درجات کے باوجود ان تمام روحوں کا اپنے جسموں کے ساتھ قبروں میں اتصال ہوتا ہے۔ اس اتصال کی بنا پر یہ بدن عذاب اور ثواب کو محسوس کرتے ہیں۔

ابن القیم کا کلام ختم ہوا۔

انبیاءِ کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کی حیات روحوں اور جسموں دونوں کے ساتھ ہے۔ اگر انبیاءِ کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کی حیات بھی فقط روحوں کے ساتھ ہو تو پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں انبیاءِ کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کی برزخی زندگی اور کافروں، گناہ گاروں اور فاسقوں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

یہ اعتقاد بہت بڑی جہالت ہے جو عقلاً اور نقلاً مردود ہے۔ جس نے یہ حکم لگایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو بے وقوف قرار دیا۔

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لاسَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ط سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الجاثیہ ۴۵:۲۱

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان

Marfat.com

(دونوں) کا جینا اور مرنا برابر ہو جائے۔ بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

اس شخص کے لئے یہ کافی ہے جو کہتا ہے کہ اللہ ﷻ کے دوستوں اور دشمنوں کی زندگی ایک جیسی ہے۔ اگر یہ عقل والے ہوں تو سمجھ لیں کہ اللہ ﷻ نے ان کا رد کیا ہے۔ اللہ ﷻ سے بڑھ کر کون فیصلہ کرنے والا ہے اللہ ﷻ کا فیصلہ اعلیٰ اور اجل ہے۔ اللہ ﷻ کے دوست نہ تو اپنی زندگی میں ایک جیسے ہیں نہ اپنی موت میں ایک جیسے ہیں۔ جو اس کے خلاف کہے وہ قرآن اور عقل دونوں کا مخالف ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

گیارھویں فصل

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

خواب میں اور بیداری میں

Marfat.com

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں اور بیداری میں

تاجدارِ کائنات ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر دلائل ذکر کرنے کے بعد مناسب ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی خواب میں زیارت کو بیان کیا جائے۔ اور یہ بیان کیا جائے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی بیداری میں بھی زیارت ممکن ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ

مسند احمد بن حنبل ، ٣٠٦:٥ الصحیح البخاری ، العلم ٣٨

الترمذی رؤیا ٤

ترجمہ : جس شخص نے مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا بیشک شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

اسے امام احمد، امام بخاری اور امام ترمذی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَزَایَا بِیْ

الصحیح البخاری، التعبیر ١٠ الصحیح للمسلم ، مسند احمد ،

ترجمہ : جس شخص نے مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

اسے امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَأَنِی الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَایَتَکَوَّنُ بِیْ

الصحیح البخاری ، التعبیر ۱۰ الصحیح للمسلم مسند احمد ، ۳:۵۵

ترجمہ : جس شخص نے مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

اسے امام مسلم اور امام بخاری نے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے:

فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَزَایَا بِیْ

مسند احمد بن حنبل الصحیح البخاری ، التعبیر ۱۰

الصحیح للمسلم

ترجمہ : پس بے شک شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

اسے امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

پس تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہیں۔ آپ سے جو بھی سنا جاتا ہے وہ حق ہی ہوتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَآنِیْ فَاِنِّیْ اَنَا هُوَ فَاِنَّهٗ لَیْسَ لِلشَّیْطَانِ اَنْ یَتَمَثَّلَ بِیْ

الجامع الترمذی رؤیا ٤

ترجمہ : جس شخص نے مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ اِنَّهُ لَا یَنْبَغِیْ لِلشَّیْطَانِ اَنْ یَتَمَثَّلَ فِیْ صُوْرَتِیْ

مسند احمد بن حنبل ۱:۳۷۵ الصحیح للمسلم رؤیا ۱۰۔۱۱
ابن ماجه رؤیا ۲

ترجمہ: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

اسے امام احمد، امام مسلم اور امام ابن ماجه نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقَظَةِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ

الصحیح البخاری تعبیر ۱۰ الصحیح للمسلم رؤیا ۱۱
السنن ابو داوٗد ادب ۸۸

ترجمہ: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جاگتے ہوئے ضرور دیکھے گا۔ شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

اسے امام بخاری، امام مسلم اور امام ابو داوٗد نے سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ تمام احادیث صحت کے اعلیٰ درجہ میں ہیں۔ جن احادیث پر امام بخاری اور امام مسلم متفق ہوں، علماء نے کہا ہے کہ وہ احادیث متواتر سے ملحق ہوتی ہیں۔ ان احادیث کو امام مسلم اور امام بخاری نے روایت کیا اور ان کے ساتھ امام احمد، امام ترمذی، امام ابنِ ماجه اور امام ابو داوٗد ہیں۔ پس یہ احادیث صحت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئیں اور متواتر کے ساتھ جا ملیں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔

Marfat.com

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ ، وَ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّ اَرْبَعِیْنَ جُزْءاً مِّنَ النُّبُوَّةِ.

الصحیح البخاری ، ٦٩٩٤ مسند احمد بن حنبل ٣:٢٦٩

الصحیح للمسلم ، کتاب ،٤٢ ـ باب ،١ ـ حدیث ،١١ ـ ١٠

ترجمہ : جس شخص نے مجھے دیکھا تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا۔ بے شک شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔ اہلِ ایمان کی خوابیں نبوت کا 46واں حصہ ہیں۔

احادیثِ طیبہ میں شیطان کی عدمِ مماثلت کو مختلف الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ

لَا یَتَکَوَّنُنِیْ

لَا یَتَزَایَا بِیْ

لَا یَتَخَیَّلُ بِیْ

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیل کا کوئی لفظ نہیں چھوڑا۔ سب کو ذکر فرما دیا۔ اب اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے کہ شیطان خواب میں اور بیداری میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

ابن الباقلانی نے ارشاد فرمایا:

احادیث کا معنی یہ ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت صحیح ہوتی ہے۔ یہ خواب نہ تو جھوٹے ہوتے ہیں اور نہ شیطان کے تشبہات ہوتے ہیں۔

کسی اور نے کہا:

مراد یہ ہے کہ جس نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اس نے حقیقتاً آپ کی ہی زیارت کی۔ کوئی مانع نہیں ہے جو یہ معنی مراد لینے سے منع کرے اور عقل اس کے

Marfat.com

خلاف ہے تا کہ اس کو ظاہری معنی سے کسی اور معنی کی طرف پھیر دیں۔

علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

تاجدارِ کائنات ﷺ کو ان کی صفت کے خلاف بھی دیکھا گیا، دو جگہوں پر بھی ایک ساتھ دیکھا گیا، کئی ایک جگہوں پر بھی دیکھا گیا۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کی صفات میں دیکھنے والے کے خیال میں خلط ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کی ذات تو مرئی ہے۔ آنکھوں کے خلاف ادراک کی یہاں شرط نہیں ہے۔ نہ ہی مسافت کا قرب، نہ ہی یہ کہ مرئی زمین میں دفن ہے۔ صرف اس کا موجود ہونا شرط ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کے جسم کے فناء ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ احادیث میں یہ آیا ہے کہ باقی انبیاءِ کرام کے ساتھ تاجدارِ کائنات ﷺ کا جسم سلامت ہے۔ بلکہ یہ وارد ہوا ہے کہ انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں۔ ان کی زندگی کی طرح نیکی کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

یہ بھی وارد ہوا ہے کہ ایامِ حرہ میں سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں بند ہو گئے تھے اور حجرہ مقدسہ کے اندر سے اذان سن کر نماز کے اوقات کو پہچانتے تھے اور یہ بعید نہیں کہ یہ انبیاءِ کرام اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خاص بندوں کی خصوصیات ہوں۔

علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

ایک ہی رات میں تمام زمین والوں کو بھی تاجدارِ کائنات ﷺ کی زیارت ممکن ہے۔ کیونکہ کائنات شیشے کی طرح ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ سورج کی طرح ہیں۔ جب سورج ان تمام آئینوں پر چمکتا ہے تو ہر آئینہ میں اس آئینہ کے چھوٹے، بڑے، صفائی، گدلہ پن، لطافت اور ثقافت کے اس سورج کی تصویر نظر آتی ہے۔ یا یہ کائنات بلور کی طرح ہے۔ یا کسی اور دھات کی طرح ہے، کنستر کی طرح ہے۔ اور اسے آئینہ کی شکل کے مطابق نظر آتا ہے۔ گول، تکونہ یا چوکور۔ اسی طرح شکلیں اور رنگ۔

جو شخص بھی تاجدارِ کائنات ﷺ کی زیارت کرتا ہے۔ وہ اپنی ذات کے مطابق

Marfat.com

اور اپنے دل کے آئینہ کے موافق زیارت کرتا ہے۔ اگر دیکھنے والے صفتِ کمال کے ساتھ زیارت کرے تو یہ دیکھنے والے کا کمال ہے۔ اگر کوئی انہیں صفتِ نقص کے دیکھتا ہے تو یہ دیکھنے والے کا نقص ہوتا ہے۔

تاجدارِ کائنات کا فرمان:

مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقَظَةِ

الصحیح البخاری، ٦٩٩٣

علماءِ نے کہا ہے کہ یقینی طور پر دنیوی زندگی کے بارے ہے اگر چہ یہ سعادت موت کے وقت ہی نصیب ہو۔

جس شخص نے اس کی آخرت میں دیدار کے ساتھ تاویل کی ہے علماءِ کرام نے اس کا رد کیا ہے۔ کیونکہ آخرت میں تو ہر ایمان والا دیکھے گا۔ چاہے اس نے خواب میں دیکھا ہو یا خواب میں نہ دیکھا ہو۔ اسی طرح بہت ساری احادیث میں وارد ہے۔ بلکہ آخرت میں تو تاجدارِ کائنات ﷺ کو کفار اور منافق بھی دیکھیں گے اور آپ کی عظیم قدر و منزلت اور شان وشوکت پہچانیں گے۔

اہلِ ایمان میں سے اہلِ کمال جن کو صفائے قلب نصیب ہے ان کو دنیا میں بھی زیارت ہوتی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں کی صفائی اور ان کے معارف کو بیان فرمایا ہے:

﴿ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ لا يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ﴾

القرآن الحکیم النور ٢٤:٣٥

ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو

Marfat.com

اس میں چراغ ہو، وہ چراغ شیشہ (کے ایک فانوس) میں ہو۔ وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے جو موتی کی طرح چمک رہا ہے جو برکت والے زیتون کے درخت سے روشن کیا گیا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی ہے۔ قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔ (یہ) نور ہی نور ہے۔

یہ اس بات کی مثال ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مومن کے دل کو نورِ ایمان کے بعد علوم و معارف سے منور کیا ہے یہ عارف کے دل اور دل کے معارف کی تمثیل ہے۔ یہ اس دل کی مثال ہے جو بیداری میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور تمام مغیبات کا اہل ہے۔

بعض علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت باطنی بصیرت اور خاص نور کی اعانت سے ہوتی ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

انہوں نے فرمایا:

میں نے امام جلال الدین السیوطی کا نبی اور فرشتہ کی زیارت کے موضوع پر ایک رسالہ دیکھا جس میں عام نصوص وارد کی ہیں۔ الحمد للہ مجھے بعض صحابہ کی اس سعادت کے حصول پر صحیح روایات پر اطلاع ہوئی ہے۔

امام طبرانی نے اسنادِ حسن سے سیدنا ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ، ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے:

اَنَّهُ اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ : اُدْعُ اللّٰهَ لِیْ بِالشَّهَادَةِ۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم :اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ دَمَ ابْنِ ثَعْلَبَة عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ وَالْکُفَّارِ

قَالَ : فَکُنْتُ اَحْمِلُ فِیْ عَرْضِ الْقَوْمِ فَیَتَرَاءَی لِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَلْفَهُمْ

فَقِیْلَ لَهُ : یَا ابْنَ ثَعْلَبَةَ ! اِنَّکَ لَتُغَرِّرُ فَتَحْمِلُ عَلَی الْقَوْمِ

Marfat.com

فَقَالَ : اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ یَتَرَاءَ ی لِیْ خَلْفَهُمْ فَاَحْمِلُ عَلَیْهِمْ حَتّٰی اَقِفُ عِنْدَهُ ثُمَّ یَتَرَاءَ ی لِیْ اَصْحَابِی فَاَحْمِلُ حَتّٰی اَکُوْنَ مَعَ اَصْحَابِیْ.

قَالَ: فَعُمِّرَ زَمَانًا طَوِیْلًا مِنْ دَهْرِهٖ بَعْدَ مَوْتِ النَّبِیِّ ﷺ

الطبرانی ، مجمع الزوائد ، ۹:۳۷۹

ترجمہ : یہ صحابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میرے لئے شہادت کی دعا فرمائیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

اے اللہ ! کافروں اور مشرکوں پر ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا خون حرام کردے۔

فرمایا: میں قوم کے سامنے سے حملہ کرتا تھا، مجھے ان کے پیچھے تاجدارِ کائنات ﷺ دکھائی دیتے تھے۔

ان سے کہا گیا؛ اے ثعلبہ! تم دھوکا کھاتے ہو اور قوم پر حملہ کردیتے ہو۔

انہوں نے جواب دیا: مجھے ان کے پیچھے تاجدارِ کائنات ﷺ دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں ان کے پاس کھڑا ہوتا ہوں۔ پھر مجھے میرے اصحاب نظر آتے ہیں۔ میں اُن پر حملہ کرتا ہوں یہاں تک میں ان کے پاس کھڑا ہوتا ہوں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کے وصال کے بعد کافی عرصہ تک ثعلبہ رضی اللہ عنہ زندہ رہے۔

اسے حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں روایت کیا ہے اور فرمایا ہے: اس کی اسناد حسن ہیں۔

یہ وصال کے بعد تاجدارِ کائنات ﷺ کی بیداری میں زیارت پر دلیل ہے۔ جس طرح کہ اس صحابی کو زیارت ہوتی رہی۔ یہ طویل زمانہ تک اسی حالت پر زندہ رہے۔ یہ سعادت اس کو نصیب ہوتی ہے جس کی بصیرت پرنور ہو اور اس سے حجاب اُٹھ جائیں۔ جو شخص اس طرح نہ ہو وہ کبھی خواب میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی زیارت کرتا ہے اور کبھی بیداری میں زیارت کرتا ہے لیکن یہ پہچانتا نہیں کہ یہ تاجدارِ کائنات ﷺ ہیں۔

Marfat.com

بے شک تاجدارِ کائنات ﷺ زندہ ہیں، موجود ہیں اور موجود کی زیارت ناممکن نہیں ہوتی۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

جس شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا، وہ بیداری میں بھی ضرور آپ کی زیارت کرے گا۔ آپ ایسے سچے ہیں کہ جب اپنی خواہش نفس سے کلام ہی نہیں کرتے بلکہ وہ وحی ہوتی ہے۔ کبھی ایک شخص آپ کو دیکھتا ہے، آپ ﷺ سے کلام کرتا ہے، آپ ﷺ کو سلام عرض کرتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ آپ تاجدارِ کائنات ﷺ ہیں۔

جس شخص نے کہا ہے کہ بیداری میں زیارت کرنے سے لازم آئے گا کہ شرفِ صحابیت منقطع نہ ہو۔ علماءِ کرام نے اس کا رد فرمایا ہے کہ شرف صحابیت کے لئے ضروری ہے کہ دنیا میں حالتِ حیات میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی زیارت کی جائے نہ کہ برزخ کی زندگی میں۔ بے شک تاجدارِ کائنات ﷺ نے وصال فرمایا اور آپ ﷺ کو حقیقتاً دفن کیا گیا۔

اللہ ﷻ نے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الزمر ۳۹:۳۰

ترجمہ: بیشک آپ نے بھی (دنیا سے) انتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔

لیکن یہ زندگی انبیاءِ کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کو لوٹا دی جاتی ہے۔ ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ انہوں نے وصال ہی نہیں فرمایا۔ موت تو ان پر اور اللہ ﷻ کے علاوہ ہر شئی پر واقع ہوئی۔ اللہ ﷻ کی ذات کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ لیکن خصوصی طور پر عالم برزخ میں ان کی روحیں ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں۔ یہ عالم برزخ میں فرشتوں کی طرح زندہ ہوتے ہیں۔ پھر قیامت سے پہلے نَفْخَۃُ اُوْلٰی کے وقت ان پر موت طاری ہوگی۔

اسی طرح عام اہل ایمان اور کافروں کی کچھ زندگی ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہے

Marfat.com

کہ اس زندگی کی وجہ سے قبر کی نعمتیں اور اس کا عذاب محسوس کرتے ہیں۔لیکن ان کی زندگی انبیاءِ کرام کی زندگی اور صدیقین کی زندگی کی طرح نہیں ہوتی۔ یہ جہادِ نفس ..... جہادِ اکبر کے شہداء ہیں۔نہ ہی ان عام اہلِ ایمان اور کافروں کی زندگی جہادِ کفار میں اللہ ﷻ کی راہ میں قتل ہونے والوں کی زندگی کی طرح ہوتی ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلُ مَا یُرْفَعُ الرُّکْنُ وَالْقُرْآنُ وَ رُؤْیَةُ النَّبِیِّ ﷺ فِی الْمَنَامِ بَلَاغًا

تاریخ مکه ، الامام ازرقی

ترجمہ :سب سے پہلے رکن،قرآن حکیم اور خواب میں زیارت نبی ﷺ کو اُٹھالیا جائے گا۔

اسے الازرقی نے تاریخِ مکۃ میں عثمان بن ساج سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث میں دلیل ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی زیارت منقطع ہو جائے گی اور یہ قیامت کی علامات سے ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کی روحِ مقدسہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتی جس میں کتا ہو یا تصویر ہو یا جو ایسے گھر میں سو رہا ہو وہ بھی اس زیارت سے محروم رہتا ہے۔مجسمے جیسے درندے، بندر، خنزیر، کتے گھوڑے، پرندے اور بلیاں جو آج کل بازاروں میں بچوں کے لئے بکتی ہیں وہ اس باب میں اَوْلیٰ ہیں کیونکہ یہ بالا جماع حرام ہیں۔تاجدارِ کائنات ﷺ ہر اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

Marfat.com

Marfat.com

بارھویں فصل

صحابہؓ کے بارے عقیدۂ اھلِ سنت

Marfat.com

صالحین کے بارے عقیدۂ اھلِ سنت

ولی کے لئے سچا ہونا ضروری ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ اِذَا قَالَ صَدَقَ

کشف الخفا للعجلونی ، ۲:۴۰۳ الاسرار المرفوعه لعلی القاری ، ۳۶۳

ترجمہ : مومن جب بولے سچ کہتا ہے۔

ولی کے لئے امین ہونا بھی ضروری ہے۔ جس طرح کہ سچا ہونا اس کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

خیانت کرنے والا اور جھوٹ بولنے والا اللہ ﷻ کا ولی نہیں ہوسکتا۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا اِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ.

مسند امام احمد بن حنبل ۵:۲۵۲ الترغیب و الترهیب ، ۳:۵۹۵

کنز العمال ، ۸۳۳ مشکوۃ المصابیح ، ۴۸۶۰

الدر المنثور ، ۳:۲۹۰ مسند بزار ،

مسند ابو یعلی ،

ترجمہ : اہل ایمان کی فطرت میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ ہر خصلت ہوسکتی ہے۔

اسے امام احمد نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

اسے بزار اور ابو یعلٰی نے بھی روایت کیا ہے۔

ولی سے جھوٹ، خیانت اور ملاوٹ ممکن نہیں ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ج وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

Marfat.com

الْكَاذِبُوْنَ ۞

القرآن الحكيم النحل ١٦:١٠٥

ترجمہ: وہی لوگ جھوٹ تراشا کرتے ہیں جو اللہ ﷻ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ سے روایت ہے:

سُئِلَ يَوْمًا هَلْ يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا؟

قَالَ : قَدْ يَكُوْنُ ذَالِكَ.

قِيْلَ: هَلْ يَكُوْنُ بَخِيْلًا ؟

قَالَ: قَدْ يَكُوْنُ ذَالِكَ.

قِيْلَ : هَلْ يَكُوْنُ كَاذِبًا

قَالَ: لَا

ثُمَّ قَرَءَ : (اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ) اِلٰى آخِرِ الْآيَةِ

المؤطا، الكلام ١٩

ترجمہ: آپ ﷺ سے ایک دن سوال کیا گیا: کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟

ارشاد فرمایا: کبھی ایسا ہوتا ہے۔

عرض کی گئی: کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟

ارشاد فرمایا: کبھی ایسا ہوتا ہے۔

عرض کی گئی: کیا مومن جھوٹا ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا: نہیں۔ اور پھر اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی۔

ایک روایت میں ہے:

سُئِلَ ﷺ هَلْ يَزْنِى الْمُؤْمِنُ ؟

قَالَ: قَدْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ.

Marfat.com

قِیْلَ : هَلْ یَسْرِقُ ؟

قَالَ : قَدْ یَکُوْنُ ذٰلِکَ.

قِیْلَ هَلْ یَکْذِبُ.

قَالَ: لَا

تاریخ ابن عساکر ، مساوی الاخلاق ،

ترجمہ: تاجدارِ کائنات ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مومن زنا کرتا ہے؟

ارشاد فرمایا: کبھی ایسا ہوتا ہے۔

عرض کی گئی: کیا مومن چوری کرتا ہے؟

ارشاد فرمایا: کبھی ایسا ہوتا ہے۔

عرض کی: کیا مومن جھوٹ بولتا ہے؟

ارشاد فرمایا: نہیں۔

اس کے بعد اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ۔۔۔۔۔۔۔آیت تلاوت فرمائی۔

اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ اور الخرائطی نے مساوی الاخلاق میں بیان کیا ہے

اسی طرح تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ غَشَّنَا لَیْسَ مِنَّا

الصحیح للمسلم، الایمان ١٦٤

ترجمہ: جس شخص نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

یہ احادیث کی اکثر کتابوں میں ہے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے روایت کیا:

یَطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَی الْخِلَالِ کُلِّهَا اِلَّا الْخِیَانَةَ وَالْکَذِبَ.

مسند امام احمد بن حنبل ٥:٢٥٢ الترغیب و الترهیب ، ٣:٥٩٥

Marfat.com

کنز العمال ، ۸۳۳ مشکوۃ المصابیح ، ٤٨٦٠

الدر المنثور ، ۳: ۲۹۰ مسند بزار ،

مسند ابو یعلی ،

ترجمہ : اہل ایمان کی فطرت میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ ہر خصلت ہو سکتی ہے۔

ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ولی سے جھوٹ ، خیانت اور ملاوٹ ممکن نہیں ہے۔

اگر کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو امام شافعی نے توریہ کو جائز قرار دیا ہے۔ امام احمد نے جھوٹ کو مطلقا حرام قرار دیا ہے چاہے یہ توریہ کے ساتھ ہو۔

ولی کو تمام عوارضِ بشریہ عارض ہو سکتے ہیں۔ عام اور قابل نفرت بیماریاں بھی جیسے جذام، برص نامردی اور جنون جو انبیاءِ کرام پر محال ہوتے ہیں۔

انبیاءِ کرام کے بعد ان پر سخت آزمائشیں آتی ہیں۔ لوگوں کی اذیتیں، مذاق، قتل، مار پیٹ، گالی گلوچ اور اہانت ان پر واقع ہوتے ہیں۔ جیسے انبیاءِ کرام پر واقع ہوتے ہیں۔ جب اللہ ﷻ کسی بندے کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اپنے کسی ولی پر مسلط فرما دیتا ہے اور پھر اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ ابھی اس کے دین میں نقصان ہوتا ہے جو العیاذ باللہ شدید سزا ہے اور کبھی اس کی دنیا جیسے مال، گھر والے یا اولاد میں نقصان ہوتا ہے جو ہلکا عذاب ہے۔

یہ آزمائشیں ان (اولیاءِ کرام) کے حق میں نقص نہیں ہوتیں۔ ان سے اللہ ﷻ کے ہاں ان کے شرف میں اضافہ ہوتا ہے۔

عصمت، اولیاءِ کرام کی شان نہیں ہے بلکہ یہ انبیاءِ کرام کی عظمت ہے۔

اللہ ﷻ اولیاءِ کرام کو ہر اس چیز سے محفوظ رکھتا ہے جو انہیں اس کی بارگاہ سے دور کر دینے کا سبب ہو۔ جس طرح کوئی شخص اپنے بیمار کو کھانے اور پینے سے بچاتا ہے۔ اللہ ﷻ ان کو دنیا اور شہوات چھوڑا دیتا ہے جس طرح ماں بچے کو دودھ چھڑا دیتی ہے۔ اللہ ﷻ ان پر شیطان کو مسلط نہیں ہونے دیتا۔ یہ اللہ ﷻ کی ان پر بہت بڑی نعمت

Marfat.com

ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ..... ﴾

القرآن الحکیم الحجر ۱۵:۴۲

ترجمہ :بیشک میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلتا۔

اللہ ﷻ کا ان کی نگرانی اور حفاظت کرنے کی بحث متعلقہ باب میں پہلے گزر چکی ہے۔

ہمارے انکار کرنے والے بھائیوں (اللہ ﷻ ان کو ہدایت عطا فرمائے) کو جاننا چاہیے کہ مسلمان عقیدہ رکھتے ہیں کہ معجزہ اور کرامت جو انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے ہاتھوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ ان کی زندگی اور موت کے بعد خرقِ عادت کے طور پر ہوتی ہے۔ فی الحقیقت یہ اللہ ﷻ کا فعل ہوتا ہے ان کے اکرام کے لئے اللہ ﷻ اس کی تخلیق کرتا ہے اور ان کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ یہ ان کی تخلیق نہیں ہوتا۔ یہ ذاتی طور پر اپنے کسی نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہوتے۔

﴿..... وَلَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَیٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا ﴾

القرآن الحکیم الفرقان ۲۵:۳

ترجمہ :اور اپنے آپ کو نقصان (سے بچانے) کی اور نفع پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اور کسی کو مارنے اور زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ مرنے کے بعد جلانے کی۔

یہ وہی لیتے ہیں جو ان کو اللہ ﷻ عطا فرماتا ہے اور اسی سے بچتے ہیں جس سے انہیں اللہ ﷻ بچاتا ہے۔

ان کے ہاتھوں سے ان کی زندگی میں جن معجزات اور کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ اللہ ﷻ کے دین کی اقامت اور اس کے دلائل اور بینات کے اظہار کے لئے ہوتا ہے۔ یہ اللہ ﷻ کے فرمان کے مطابق ہے۔

Marfat.com

صَدَقَ عَبْدِیْ فِیْ دَعْوَی النُّبُوَّۃِ وَالْوِلَایَۃِ

ترجمہ :میرا بندہ اپنی نبوت اور ولایت کے دعویٰ میں سچا ہے۔

جن معجزات اور کرامات کا ظہور ان کے وصال کے بعد ہوتا ہے یہ اس امر پر دلالت ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں بلند شان ہے اور اس کے ہاں انہیں خاص امتیاز حاصل ہوتا ہے۔ یہ ان بشارات میں سے ہیں جو ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا اور آخرت کی زندگی میں دیتا ہے۔ ان سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ولی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دشمنوں، جادوگروں اور کاہنوں سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔

جادوگر اور کاہن کے ہاتھ سے جو ان کی زندگی میں ظاہر ہوتا ہے۔ خرقِ عادت ہونے میں یہ معجزہ اور کرامت کے مشابہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ ان کی موت کے ساتھ منقطع ہو جاتے ہیں اور ان کے زوال سے زائل ہو جاتے ہیں۔

نبی اور ولی کی خصوصیات ختم نہیں ہوتیں اور نہ ان کے معجزات اور کرامات کمزور ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بقاء کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں باقی رہتے ہیں بلکہ آخرت میں یہ اولی ہیں کیونکہ وہ جزاء اور بدلہ کی جگہ ہے اور وہاں ان کی حکومت اور سلطنت کا زمانہ ہے۔ وہ مخلوق کے لئے ان کی شان کی عظمت کی جگہ ہے۔ ان کی سچائیوں پر دلائل قائم ہونے کی جگہ ہے۔ کاہن اور ساحر کے خلاف کہ ان کی موت کے ساتھ ان کی چال بازیاں ختم ہو جاتی ہیں ان کے جھوٹے ہتھکنڈے کمزور ہو جاتے ہیں۔ پھر صرف واضح حق اور ظاہر امر ہی رہ جاتا ہے۔

﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَاالرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِیْنَ﴾

القرآن الحکیم ال عمران ۳:۵۳

ترجمہ :اے ہمارے رب! ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے نازل فرمایا اور ہم نے رسول کی تابعداری کی تو ہمیں (حق پر) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔

﴿وَمَا لَنَآ لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَ نَا مِنَ الْحَقِّ لا وَ نَطْمَعُ اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ

Marfat.com

الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴾

القرآن الحکیم المائدہ ۵:۸٤

ترجمہ : اور کیا وجہ ہے کہ ہم اللہ پر اور جو ہمارے پاس حق آچکا ہے اس پر ایمان نہ لائیں، حالانکہ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک گروہ میں داخل فرمائے۔

یہ علم کے دعویدار جو عام لوگوں کو اس بنیاد پر اولیاء اللہ کی زیارت سے روکتے ہیں کہ وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ لوگ نفع دیتے ہیں اور نقصان دیتے ہیں۔ یہ ان کی جہالت اور باطل پر تعصب کی بنا پر ہے۔ یہ اپنے مسلمان بھائیوں کو کافر قرار دینے کا ہتھکنڈا ہے۔ وگرنہ کوئی اجہل ترین مسلمان بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ کوئی نبی یا ولی، زندہ ہو یا فوت شدہ بنفسہ کوئی نفع اور نقصان نہیں دے سکتے۔

بے شک اللہ ﷻ اپنے بندوں میں سے جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے نفع اور نقصان دیتا ہے نبی ہو یا ولی، بادشاہ ہو یا امیر، نیکوکار ہو یا دھتکارا ہوا شیطان ہو۔

کسی تاثیر میں بھی اللہ ﷻ کے علاوہ کوئی اور مؤثر نہیں ہے۔ یہ اہل السنّت کا مذہب ہے۔ یہ انبیاء اور اولیاء کی زیارت اللہ ﷻ کی بارگاہ میں توسل کے لئے کرتے ہیں۔ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بذاتہ یہ گناہ گار ہیں۔ ان کے گناہ ان کی دعاؤں اور ان کی قبولیت میں رکاوٹ ہیں۔ یہ اللہ ﷻ کے محبوب بندے ہیں۔ دنیا اور اس کی کوئی چیز، ان کے مال اور ان کی اولاد انہیں اللہ ﷻ کی عبادت اور فرماں برداری سے غافل نہیں کرتے۔ ان کی شفاعت مقبول ہے اور اللہ ﷻ کے ہاں ان کی وجاہت معلوم اور مسلمہ ہے۔ وہ ہمارا اللہ ﷻ کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں جس طرح وہ اللہ ﷻ کا ہماری طرف وسیلہ ہیں۔ ان کی وجہ سے ہمیں ہدایت نصیب ہوئی وہ اللہ ﷻ کی بارگاہ سے ہماری طرف آئے۔ ان سے ہی دین ہم تک پہنچا۔ رسل کرام بندوں کی طرف اللہ ﷻ کے وسائط ہیں اور اولیاءِ کرام قیامت تک ان کے ورثاء اور خلفاء ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا:

Marfat.com

ہم انبیاء کے ابدال سے مدد طلب کریں۔ان سے ہم بارشیں طلب کریں جو ہمارا رزق ہیں اور ان کے وسیلہ سے خود بلاؤں کو دور کریں۔ یہ دین اور دنیا کے امور میں ہمارا وسیلہ ہیں۔ان کے وسیلہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ امت سے بلاؤں کو دور فرماتا ہے۔

اس لئے امت ان کو اہل التصریف کہتی ہے۔ کیونکہ ان خصائل کے ساتھ یہ ممتاز ہوتے ہیں۔اس میں کوئی غرابت نہیں ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں کے بارے ارشاد فرمایا:

﴿ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴾

القرآن الحکیم النزعٰت ۵:۷۹

ترجمہ : پھر (حسب حکم) ہر کام کا انتظام کرنے والے ہیں۔

﴿ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴾

القرآن الحکیم الذاریات ۴:۵۱

ترجمہ : (قسم) پھر فرشتوں کی جو حکم (الٰہی) سے بانٹنے والے ہیں۔

حالانکہ حقیقی طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی مدبر وقاسم ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُن کے اِن افعال کی قسم یاد کی حالانکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے ہیں۔ان کے جو آگے یا پیچھے ہے سبھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہے۔ان کے بعد انبیاء اور اولیاء کو اہل التصریف کہنا اسی قبیل سے ہے۔ان کی طرف سے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد کرنا، ہمیں بارشیں عطا کرنا، ہم سے بلاؤں کو دور کرنا یہ سب کچھ ان کے واسطہ سے مجازی طور پر ہے۔حقیقتاً یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہی فعل ہے۔

﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ط اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ۞ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ج بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ﴾

القرآن الحکیم الملك ۶۷:۲۱-۲۰

ترجمہ : (اے منکرو!) کیا تمہارے پاس کوئی ایسا لشکر ہے جو تمہاری مدد کرے (اللہ)

Marfat.com

رحمٰن کے علاوہ۔ بے شک منکرین دھوکا میں مبتلا ہیں۔ اگر اللہ ﷻ اپنا رزق بند کر لے تو کیا کوئی ایسی ہستی ہے جو تمہیں رزق پہنچا سکے؟ لیکن یہ لوگ سرکشی اور حق سے نفرت میں بہت دور نکل گئے ہیں۔

اسی قبیل سے اللہ ﷻ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ ..... ﴾

القرآن الحکیم السجدہ ۳۲:۱۱

ترجمہ: فرمایئے جان قبض کرے گا تمہاری موت کا فرشتہ۔

یہ مجاز ہے۔

﴿ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا ..... ﴾

القرآن الحکیم الزمر ۳۹:۴۲

ترجمہ: اللہ ﷻ جانوں کو موت کے وقت قبض کرتا ہے۔

یہ حقیقت ہے۔

اللہ ﷻ کے بندوں اور اس کی مخلوق کی طرف جو بھی افعال منسوب ہوتے ہیں وہ عَلٰی سَبِیْلِ الْمَجَاز ہوتے ہیں۔ حقیقی فاعل صرف اللہ ﷻ ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ص وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ﴾

القرآن الحکیم الانفال ۸:۱۷

ترجمہ: پس تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ انہیں اللہ نے قتل کیا۔ اور (اے محبوب) آپ نے (وہ مشت خاک) نہیں پھینکی جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ ﷻ نے پھینکی۔

کافروں کو تاجدارِ کائنات ﷺ کے صحابۂ کرام نے قتل کیا تھا۔ یہ مجاز تھا۔ حقیقتاً یہ قتل اللہ ﷻ کی طرف سے تھا۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کا ریت کی مٹھی کا کفار کی طرف سے پھینکنا مجاز تھا۔ حقیقتاً یہ فعل اللہ ﷻ کا تھا۔ آپ اللہ ﷻ کے بندوں کی طرف تصرف کی

Marfat.com

نسبت کو اب سمجھ جائیں۔

اللہ ﷻ کے نیک بندوں، فرشتوں اور انسانوں کے بارے اھل السنہ کا یہی عقیدہ ہے۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ ان کی یہی برائی کافی ہے کہ ان منکروں نے اللہ ﷻ کے دوستوں اور محبوبوں کی دشمنی مول لی ہے۔ ان کا گمان ہے کہ یہ توحید ہے۔ حالانکہ انہوں نے اللہ ﷻ کے ساتھ جنگ چھیڑی ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حدیثِ قدسی ہے:

مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

الصحيح البخارى ، الرقاق ٦٥٠٢

ترجمہ: جس نے میرے دوست کے ساتھ دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔

ہم اللہ ﷻ پر ایمان رکھتے ہیں وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، وہی ایک الٰہ ہے، وہی ہر جگہ موجود پروردگار ہے۔ ہم اللہ ﷻ کے فرشتوں، رسولوں اور اس کے دوستوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اس کے بندوں میں سے پسندیدہ ہیں۔ اس کی بارگاہ میں مقرب ہیں۔ ہم اللہ ﷻ کی بارگاہ میں ان کی شفاعت پیش کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ کی محبت میں ان سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ کے لئے ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ ان سے اور ان کے آثار سے برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ یہ اسی کی فرماں برداری ہے جس کی طرف اللہ ﷻ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت نے ہماری راہنمائی کی ہے۔

جس طرح کہ اس رسالہ میں ہم نے بیان کیا ہے۔ جو اس کے دوستوں سے دشمنی کرتا ہے بسا اوقات سزا کے طور پر اللہ ﷻ اپنے دشمنوں کی ان کو دوستی عطا کر دیتا ہے۔

فائدہ:

بعض لوگ جن کا میلان عقل کے ساتھ فیصلہ کرنے کا ہے۔ وہ اس واقعہ کے

Marfat.com

بارے پوچھتے ہیں جسے مسعودی کی طرح مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں اپنا ایک مخصوص پیغامبر امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بھیجا۔ اس نے کئی بار تکبیر کہی۔ وہ عظیم حادثہ کے وقت ہی ایسا کرتے تھے۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟

اس نے کہا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں۔

آپ نے فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم وہ فوت نہیں ہوئے اور اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک وہ اس کے مالک نہیں ہو جاتے جو میرے پاؤں کے نیچے ہے۔

اس علم کا فائدہ کیا ہے؟ جب وہ ان سے جنگ کرنے سے نہیں رکے اور وہ مسلمانوں کا خون بہانے سے کیسے راضی ہو گئے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ انجام ان کے ساتھ ہے۔ اس سب کچھ پر عقل راضی نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ غیبی علوم جن کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ انبیاءِ کرام اور اولیاء عظام کو اطلاع دیتا ہے۔ جیسے کسی شخص کی تاریخ اور اس کے حال اور استقبال کے واقعات کی خبر دیتا ہے۔ نہ ہی ان پر عمل کرنے کا حکم دیتا ہے نہ ان سے روکتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی عزت اور منقبت کے لئے ان کو یہ خصوصیت عطا فرماتا ہے تا کہ نبی اور ولی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں اپنی شان وشوکت کو جان لیں کہ وہ ان کو علومِ غیبیہ سے مطلع کرتا ہے جو فی الحقیقت اسی کے ساتھ خاص ہیں۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے عہد توڑنے والوں، حق سے تجاوز کرنے والوں اور دین سے نکل جانے والے باغیوں کو قتل کرنے کا حکم دے کر شریعت کے قیام کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جسے علومِ غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے وہ نبی ہو یا ولی، انہیں اگرچہ ایسی بات کی اطلاع ہو جس سے انہیں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو وہ نہ تو اس کو خود سے دور کرنے کی تدبیر کرتے ہیں اور نہ اس سے دور بھاگتے ہیں۔

Marfat.com

﴿..... وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَيٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا﴾

القرآن الحکیم الفرقان ۲۵:۳

ترجمہ : اور اپنے آپ کو نقصان (سے بچانے) کی اور نفع پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اور کسی کو مارنے اور زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ مرنے کے بعد جلانے کی۔

اللہ ﷻ کے ان خاص بندوں نے اپنی مشیت اللہ ﷻ کی مشیت میں، اپنا ارادہ اللہ ﷻ کے ارادہ میں اور اپنا اختیار اللہ ﷻ کے اختیار میں فنا کر دیا ہے۔ یہ اسی سے محبت کرتے ہیں جس سے اللہ ﷻ محبت کرتا ہے اور وہیں کھڑے ہوتے ہیں جہاں اللہ ﷻ انہیں کھڑا کرتا ہے۔

ان کی حرکات وسکنات شریعت کے دائرے میں ہیں۔ اللہ ﷻ کی قضا اور قدر میں بندھی ہوئی ہیں۔ پس سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا ان عہد توڑنے والے، ظلم کرنے والے اور حد سے تجاوز کرنے والے مسلمانوں سے جنگ کرنا اللہ ﷻ کے لئے تھا اپنی ذات کے لئے نہ تھا۔ اس جنگ کا قیام اللہ ﷻ کے ساتھ تھا ان کی ذات سے نہ تھا۔ اگر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ ان تین گروہوں سے جنگ نہ کرتے تو آپ کے بعد کوئی مسلمان امام کسی مسلمان گروہ سے جنگ کرنے کے درپے نہ ہوتا۔ چاہے وہ عہد کو توڑنے والے ہوتے یا ظالم اپنے معاملہ میں احکامِ شرعیہ نبویہ سے تجاوز کرنے والے ہوتے۔ یا دین اور اسلامی بنیادوں سے نکلنے والے ہوتے۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے یہ افعال بعد والے مسلمان آئمہ کے لئے تشریع بن گئے۔ کیونکہ آپ ان افعال میں مَأمُوْر مِنَ اللّٰہ تھے۔ پس نبی اور ولی کو وحی اور الہام سے جو انجام معلوم ہوتے ہیں، ان کی طرف نظر نہیں کرتے۔ وہ اس وقت اللہ ﷻ کی مراد کو دیکھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ ان کا قیام ظاہر شریعت پر ہوتا ہے۔

مثلاً اگر شرعاً ان پر جہاد واجب ہو اور ان کو علمِ غیب سے معلوم ہو کہ اگر وہ

Marfat.com

جہاد کی طرف نکلے تو ان کو اور ان کے ساتھ مسلمانوں کو شکست ہوگی۔ تو پھر بھی واجب کو بجا لانے کے لئے جہاد کے لئے نکلیں گے کیونکہ وہ اس حکم کے ساتھ مکلّف ہوتے ہیں۔ وہ اپنے غیبی علم کی طرف نہیں دیکھتے کیونکہ یہ تکلیف کے دائرہ سے باہر ہوتا ہے۔ جس طرح کہ تاجدارِ کائنات ﷺ غزوۂ احد کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھار میں رخنہ تھا۔ میں نے اس کی تعبیر شکست سے کی۔ مگر اس علم کی وجہ سے آپ جنگ سے نہیں رکے۔ میں عنقریب آپ کے لئے ایک مثال بیان کروں گا کہ آپ یہ فلسفہ سمجھ جائیں گے۔

ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے جس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ چوری کرے گا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ وہ شخص ایک معبر کو اپنی خواب بیان کرتا ہے اور وہ اسے تعبیر دیتا ہے کہ وہ چوری کرے گا اور اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے۔ پھر اس سے چوری کا وقوع ہوتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے تو کیا اس واقعہ کے علم نے اسے واقعہ کے وقوع سے روک دیا۔ اللہ ﷻ کی قضاء کو کوئی ٹالنے والا نہیں ہے۔

قوی قادر اور بادشاہ قاہر کی قدرت سے عارف باللہ تو اور زیادہ واقف ہوتا ہے۔

سائل نے کہا:

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے **حکومت سیدنا معاویہ** رضی اللہ عنہ کے کیوں حوالے کردی۔ ان کی بیعت کی اور ان کے حق میں منصبِ حکومت سے سبک دوش ہوگئے۔ خون نہ بہانے کو اچھا سمجھا۔ اس راہ کو اختیار نہیں کیا جس راہ پر ان کے والدِ گرامی چلے تھے۔

میں جواب دوں گا:

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو یہی حکم تھا جو آپ نے کیا۔ اس وقت وہی اللہ ﷻ کی مراد تھی یہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے فرمان کی تصدیق تھی۔

اِنَّ اِبْنِیْ هٰذَا لَسَیِّدٌ وَسَیُصْلِحُ اللّٰهُ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ

Marfat.com

الْمُسْلِمِيْن.

الصحيح البخارى ، الفتن ٢٠ سنن ابو داؤد ،سنه ١٢

سنن الترمذى ،المناقب ٢٥

ترجمہ : بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اس کی وجہ سے اللہ ﷻ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا۔

معلوم ہوا کہ اس وقت اللہ ﷻ کی یہی مراد تھی کہ مصالحت ہو اور خون نہ بہے اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے خلاف کہ وہاں اللہ ﷻ نے وعدہ توڑنے والوں، ظلم کرنے والوں اور حد سے نکلنے والوں سے جنگ کا حکم دیا۔ دونوں نے ہی وہی کام کیا جس کا انہیں حکم دیا گیا اور جس کا اللہ ﷻ نے ان کے وقت میں ارادہ کیا۔ اسی پر انبیاء کرام کے ان اُمور کو قیاس کریں جن پر آپ کو اشکال واقع ہو۔

اور اللہ ﷻ ہی زیادہ جانتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

تیرھویں فصل

اولیاء اللّٰہ کی زندگی میں ان کی کرامات

Marfat.com

اولیاء اللّٰہ کی زندگی میں ان کی کرامات

اولیاء اللہ کی کرامات کتاب وسنت سے ثابت ہیں ۔ ان کا انکار جائز نہیں ہے۔علماءِ کرام نے فرمایا ہے: ان کا انکار کرنے والے فاسق اور بدعتی ہیں کیونکہ ان کرامات کے دلائل قطعی ہیں۔

اتفاقی قاعدہ یہ ہے کہ جو امر ایک نبی کے لئے معجزۃً جائز ہے وہ چیز ایک ولی سے کرامتاً جائز ہے کیونکہ معجزہ کا خالق ہی کرامت کا خالق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دعوؤں کی تصدیق ہے اور انکار کرنے والے پر برہان کی اقامت ہے۔ جو ذات نبی کو معجزہ عطا فرماتی ہے وہی ذات ولی کو کرامت عطا فرماتی ہے تا کہ بندوں کو معلوم ہو کہ اس کے محبوبوں کی اس کے ہاں کیا قدر ومنزلت ہے کہ ان کے لئے عادت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے اور وہ کام ایک انسان کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ ہر کرامت جو ایک ولی کے ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہے یہ فی الحقیقت اس نبی کا معجزہ ہوتا ہے جس کی امت سے وہ ولی ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے وہی فضل عظیم کا مالک ہے۔

یہ کرامات چونکہ اچھے حسب ونسب والوں اور علم وعبادت والوں کو عطا ہوتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ..... ﴾

القرآن الحکیم آل عمران ۳:۷٤

ترجمہ: جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے۔

تا کہ کوئی بھی ان کے استحقاق کا دعوی نہ کرے۔ یہ کرامات اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہوتی ہیں ان سے صادقین کی تائید ہوتی ہے۔ اس میں بنیاد اللہ تعالیٰ کی قدیم عنایت ہے۔ جس کے لئے یہ عنایت سبقت کر جائے اسے ہی ہدایت کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ یہی توفیق اصطفائیت کی علامت ہے۔ چونکہ کرامت کا صدور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا

Marfat.com

ہے اور اس کے لئے کوئی چیز بھی ناممکن نہیں ہے نہ ہی وہ کسی فوق العقل اور خارق العادت چیز کو پیدا کرنے یا معدوم کرنے سے عاجز ہے۔

قرآنِ حکیم میں وارد ہونے والی کرامات

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کے حق میں ارشاد فرمایا۔ یہ سیدنا داؤد بن سلیمان علیہما السلام کے ایک فرماں بردار امتی تھے۔ یہ صدیقین میں سے تھے۔

﴿ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ..... ﴾

القرآن الحکیم النمل ۲۷:۴۰

ترجمہ : اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا (اجازت ہو تو) میں اسے آپ کے پاس لے آتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔

یہ پلک جھپکنے میں یمن سے شام میں ملکہ بلقیس کا تخت لے آئے۔

مجھے نہیں معلوم کہ کرامات کا انکار کرنے والے قرآن حکیم کی اس آیت کے بارے کیا کہتے ہوں گے۔

اصحاب کہف کے حق میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴾

القرآن الحکیم الکہف ۱۸:۲۵

ترجمہ : اور (اہل کتاب کہتے ہیں کہ) وہ ٹھہرے رہے اپنے غار میں تین سو سال اور زیادہ کئے انہوں نے (اس پر) نو سال۔

پھر ارشاد فرمایا:

﴿.....وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ق وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ ط لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴾

القرآن الحکیم الکہف ۱۸:۱۸

Marfat.com

ترجمہ : اور ہم ان کی کروٹ بدلتے رہتے ہیں (کبھی) دائیں جانب اور (کبھی) بائیں جانب اور ان کا کتا ان کی دہلیز پر اپنے دونوں بازو پھیلائے بیٹھا ہے۔ اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے منہ پھیر کر بھاگ کھڑا ہو اور تو ان کے (منظر) کو دیکھ کر ہیبت سے بھر جائے۔

پھر ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِذِاعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۞ وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَاطَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمْ فِىْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ط ذٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ ..... ﴾

القرآن الحکیم الکھف ۱۸:۱۷۔۱۶

ترجمہ : اور جب تم ان (کفار) سے اور ان معبودوں سے جن کی یہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں، سے الگ ہو گئے ہو تو اب غار میں پناہ لو تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت (کا دامن) پھیلا دے گا اور تمہارے لئے تمہارے اس کام میں آسانیاں مہیا فرما دے گا اور تو سورج کو دیکھے گا کہ جب وہ ابھرتا ہے تو وہ ان کی غار سے دائیں جانب ہٹ کر گذرتا ہے اور جب وہ ڈوبتا ہے تو وہ بائیں طرف کتراتا ہوا ڈوبتا ہے اور وہ ایک کشادہ جگہ غار میں (سو رہے) ہیں۔ (سورج کا) یوں (طلوع وغروب) اللہ ﷻ کی نشانیوں میں سے ہے۔

اصحابِ کہف کا کھانے اور پینے کے بغیر 309 قمری سال تک سوئے رہنا، دائیں اور بائیں کروٹیں بدلتے رہنا تا کہ ایک پہلو زخمی نہ ہو جائے، 309 سال تک ان کے کتے کا کلائیاں بچھا کر بیٹھے رہنا، ان پر اطلاع پانے کا ارادہ کرنے والے پر ان کا رعب و دبدبہ پڑ جانا، غار میں ان کا پناہ لینا، اتنی لمبی مدت تک لوگوں کا ان سے بے خبر رہنا، سورج کا طلوع اور غروب کے وقت دائیں اور بائیں طرف مڑ جانا، اس قدر لمبے عرصے کے بعد ان کا بیدار ہونا تا کہ لوگ ان کے بارے پوچھیں، لوگوں کا ان کے بارے باخبر ہونا تا کہ وہ

Marfat.com

جان لیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دوبارہ زندہ کرنے کا وعدہ سچا ہے۔ جھٹلانے والوں پر ان کے اس لمبے عرصے تک سوئے رہنے اور بیدار ہونے سے برہان کا قائم ہونا، ان کے وصال کے بعد لوگوں کا وہاں مسجد تعمیر کرنا تا کہ اس میں ان کے قریب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کریں کیونکہ وہاں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول ہے اور ان کی حقیقی تعداد سے اکثر کا لاعلم رہنا، یہ سب کچھ ان کی کرامات سے ہے۔

سیدنا خضر علیہ السلام کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کرامات واقع ہوئیں۔ یہ عادت کے موافق نہ تھیں۔ یہ ایسے پوشیدہ علوم ومعارف تھے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی عقلِ کامل بھی انہیں قبول نہ کرسکی۔ یہ نفس الامر میں حق کے مطابق تھے مگر ان عقلوں کو حیرت زدہ کر دیا اور مضبوط لوگوں کو ایک طرف کھڑا کر دیا۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تمنا کی کہ کاش سیدنا موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے حتی کہ (سیدنا خضر علیہ السلام) ہمیں مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیاں اور اولیاء اللہ کے حیرت انگیز علوم دکھاتے۔

اسی طرح ایک نیک شخص سکندر ذوالقرنین رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے۔ ان کی نبوت میں اختلاف ہے مگر ان کی ولایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ان کو ساری زمین میں تمکن عطا فرمانا کرامت ہے اور اپنی ساری بادشاہی میں پختہ قدم رکھنا کرامت ہے۔ ان کو ہر چیز عطا کرنا اور اپنی ہر مراد تک پہنچنے کی سبیل عطا کرنا، کرامت ہے۔ ان کی تائید کرنا حتی کہ یہ سورج غروب ہونے کی جگہ پر پہنچ گئے، کرامت ہے ان کے کام کا آسان کرنا حتی کہ یہ سورج نکلنے کی جگہ پہنچ گئے، کرامت ہے اور ان کا ایسی عظیم دیوار کا بنانا اور مضبوط رکاوٹ کھڑی کرنا کہ جو زمین میں فساد بپا کرنے والوں کے لئے حجاب ہو، کرامت ہے۔ ان کے شرف کے بیان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہی قول کافی ہے۔

﴿ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ ﴾

القرآن الحکیم الکھف ۱۸:۸۶

ترجمہ: ہم نے کہا: اے ذوالقرنین!

Marfat.com

اس میں آپ کی قدر ومنزلت کی بلندی کا بیان ہے اور یہ بیان ہے کہ انہوں نے کوئی کام اللہ ﷻ کے الہام کے بغیر نہیں کیا۔ یہ ملہمین اور محدثین میں سے تھے۔

اور اللہ ﷻ نے پردہ کے پیچھے سے کرامتاً اپنی قدرت کا اظہار فرمایا:

جیسے اللہ ﷻ نے سیدہ مریم رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

﴿ وَ هُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ﴾

القرآن الحکیم مریم ۱۹:۲۵

ترجمہ: اور اپنی طرف کھجور کے تنے کو ہلاؤ۔ تم پر پکی ہوئی کھجوریں گرنے لگیں گی۔

یہ تازہ کھجوروں کا موسم نہ تھا۔ نہ ہی یہ کھجوروں کے درختوں پر کھجوریں لگنے کا وقت تھا۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ یہ بالکل خشک کھجور تھی۔ اللہ ﷻ اس پر بھی قادر تھا کہ آپ کو بغیر کھجور کے درخت کے کھجوریں عطا فرما دیتا۔ لیکن اللہ ﷻ کی اکثر عادت یہ ہے کہ پردہ کے پیچھے سے اپنی قدرت ظاہر فرماتا ہے اور اس پردے کو سبب بناتا ہے۔ اللہ ﷻ نے کھجور کے خشک تنے کو ہلانا تازہ کھجوروں کی ایجاد کا سبب بنا دیا۔

عدم سے کسی چیز کو ایجاد کرنا بھی کرامات کی اقسام سے ہے۔ جیسے سیدنا عیسی علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے بنی اسرائیل پر خوان اترتا تھا۔ یہ کن فیکون کے قبیل سے تھا۔ ان کو نہ کوئی ہاتھ بناتا تھا نہ کوئی آگ پکاتی تھی۔ نہ یہ اس قبیل سے تھا کہ کسی تھوڑی چیز میں برکت حاصل ہو جائے بلکہ یہ عدم سے ایجاد کا معجزہ تھا۔ ہر وہ چیز جو نبی کے لئے معجزتاً ہو سکتی ہے وہ ولی سے کرامتاً بھی ہو سکتی ہے۔

سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کو عالم غیب سے جو رزق ملتا تھا، یہ بھی کرامت تھی۔

اللہ ﷻ نے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ لا وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ج قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ط قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴾

القرآن الحکیم آل عمران ۳:۳۷

Marfat.com

ترجمہ : جب بھی زکریا مریم کے پاس عبادت گاہ میں جاتے تو ان کے پاس کھانے کی چیزیں موجود پاتے۔ (ایک بار) بولے: اے مریم! یہ تمہارے لئے کہاں سے آتا ہے؟ مریم بولیں: یہ اللہ ﷻ کے پاس سے آتا ہے۔ بیشک اللہ ﷻ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

آپ نے اس کلام کا اضافہ فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾

ترجمہ : بیشک اللہ ﷻ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

اس سے بتلا دیا کہ یہ کرامت آپ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

یہ کرامت۔۔۔۔۔عدم سے ایجاد۔۔۔۔۔کن فیکون کے قبیل سے ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامات کے ثبوت میں یہ قرآن حکیم کے دلائل تھے۔

احادیث میں اولیاء اللّٰہ کی کرامات کے ثبوت میں دلائل

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کو جاسوسی کے لئے روانہ کیا۔ ان پر سیدنا عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ یہ چلے۔ جب یہ عسفان اور مکہ کے درمیان الھَدَاۃ پر تھے۔ ھذیل کے ایک قبیلہ بنو لحیان کو پتہ چلا۔ ان کے تقریبا ایک سو شخص نکلے۔ ان کے تقریباً دوسو تیرانداز نکلے..... انہوں نے اس قافلہ پر تیر پھینکے اور سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ تین شخص خبیب ، زید بن دثنہ اور ایک اور شخص ان کی طرف عہد اور میثاق کے ساتھ آئے۔ جب انہوں نے اِن پر قابو پالیا تو اپنی کمانوں کی رسیوں کو کھولا اور ان تینوں کو باندھ دیا اور باقی سات لوگوں کو انہوں نے باندھ کر قتل کر دیا۔

ان تینوں میں سے ایک نے کہا یہ پہلا غدر ہے۔ بے شک ان مقتولوں میں میرے لئے اُسوہ ہے۔ انہوں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ یہ خبیب اور زید بن دثنہ کو لے

Marfat.com

گئے ان دونوں کو واقعہ بدر کے بعد بیچ دیا۔ حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا. سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کو غزوۂ بدر میں قتل کیا تھا۔ جب یہ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے لگے۔ تو حارث کی ایک بیٹی کہنے لگی:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم میں نے خبیب سے اچھا قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم! میں نے ایک دن دیکھا کہ خبیب اپنے ہاتھ سے انگوروں کے ایک خوشہ سے کھا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے اور مکہ میں کوئی پھل نہ تھا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ رزق خبیب کو دیا تھا

الصحیح البخاری ، کتاب الجهاد و السیر ۳۰٤٥

یہ انگور اسی طرح تھے جس طرح سیدہ مریم رضی اللہ عنہ کو عالمِ غیب سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ رزق عطا فرماتا تھا۔

اسی طرح کا واقعہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا۔ جسے محمد عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

اصحاب صفہ بہت ہی تنگدست لوگ تھے۔ ایک بار تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو، وہ تیسرے کو لے جائے۔ جس شخص کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے کو لے جائے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تین لوگوں کو لے آئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم ہم جو بھی لقمہ اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے اس سے بڑا پیدا ہو جاتا تھا۔ سب لوگ سیر ہو گئے مگر کھانا پہلے سے زیادہ ہو گیا۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو اپنی رفیقۂ حیات سے فرمایا:

اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟

انہوں نے عرض کی: میری آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ تو پہلے سے بھی تین گنا زیادہ

Marfat.com

ہے۔انہوں نے کھایا اور تاجدارِ کائنات ﷺ کو بھی پیش کیا۔

الصحیح البخاری ، المناقب ٢٥ الصحیح للمسلم ، اشربه ١٧٦

یہ قصہ بخاری میں ہے۔

اسی طرح سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا۔آپ مدینہ طیبہ میں جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔آپ نے فارس کے شہر نھاوند میں مسلمانوں اوران کے دشمنوں کو دیکھا۔دشمنوں نے پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ کیا۔اگر یہ پہاڑ پر چڑھ جاتے۔تو مسلمانوں کو شکست ہوتی اور وہ انتہائی نقصان اُٹھاتے۔اس وقت مسلمان فوج کے امیر ساریہ بن حصن تھے۔اورکہا گیا ہے کہ ابنِ زنیم تھے۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر ہی خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلْجَبَل یَا سَارِیَه !

ساریه نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی آواز سن لی اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔اس طرح مسلمان کامیاب ہوئے اور کافروں کو شکست ہوگئی۔

حجة اللّٰه علی العلمین ، ٦١٢

اس روایت میں دو کرامتیں ہیں۔ایک مہینہ سے زیادہ مسافت سے دیکھنا اور اتنی دور سے سنانا۔

سیدنا عمر بن عاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر نے سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا۔دریائے نیل میں ہر سال ایک کنواری خوبصورت لڑکی ڈالی جاتی ہے تو وہ چلتا ہے ورنہ وہ رکا رہتا ہے۔

سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا۔

اَلْاِسْلَامُ یَجُبُّ مَا قَبْلَهٗ

اسلامی پہلی غلط رسموں کو مٹا دیتا ہے۔

پھر ان کی طرف ایک پرچہ لکھا بھیجا اس پر لکھا ہوا تھا۔

Marfat.com

اللہ ﷻ کے نام سے بہت مہربان، بہت رحمت والا!

عبد اللہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دریائے نیل کی طرف!

اے دریا اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں ہے اگر تو اللہ ﷻ کے حکم سے چلتا ہے تو اللہ ﷻ کے نام سے چل۔

آپ نے حکم دیا کہ اس پرچہ کو دریا میں ڈال دیا جائے۔ سیدنا عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے یہ پرچہ ڈالا۔ دریا چل پڑا اور اس بار دس ہاتھ پانی زیادہ تھا۔ پھر یہ قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔

حجة الله على العلمين ، ٦١٢

یہ بہت بڑی کرامت ہے۔ اس کے ساتھ کئی جانوں کو زندگی عطا ہوئی۔ اور اللہ ﷻ نے اپنی خوبصورت قدرت ظاہر کی کہ جس نے اللہ ﷻ کی اطاعت کی، ہر چیز نے اس کی فرماں برداری کی۔

اسی قبیل سے ہے کہ ایک شخص راستہ میں ایک عورت کے پاس سے گذرا وہ عورت اسے بھلی لگی۔ وہ نظریں چرا چرا کر اسے دیکھنے لگا۔ جب وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ نے فرمایا:

مَا بَالَ اَقْوَامٌ يَدْخُلُوْنَ عَلَيَّ وَعَلٰى عُيُوْنِهِمْ اَثَرُ الزِّنَا .

ترجمہ : اس قوم کا کیا حال ہوگا۔ وہ میرے پاس آتے ہیں اور ان کی آنکھوں پر زنا کا اثر ہوتا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ عِبَادًا يَعْرِفُوْنَ النَّاسَ بِالتَّوَسُّمِ

مجمع الزوائد ، ١٠:٢٦٨ تفسير ابن كثير ، ٤:٤٦١

تفسير الطبرى ، ١٤:٣٢ الدر المنثور ، ٤:١٠٣

اللآلى المصنوعه ، ٢:١٧٧ مسند الشهاب ، ١٠٠٥

Marfat.com

کنز العمال ، ۳۰۷۳۲ اتحاف السادة المتقين ، ٦:٥٤٥

مسند بزار ، تذكرة الموضوعات للفتنى ، ١٩٥

السلسلة الصحيحه للالبانى ، ١٦٩٣

ترجمہ : بے شک اللہ ﷻ کے بندے لوگوں کو نشانات سے پہچان لیتے ہیں۔

اسے حکیم اور بزار نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

شیخ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

عزیزی نے کہا:

یہ لوگ اپنی فراست سے لوگوں کے ضمائر اور احوال سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔

امام مناوی نے ارشاد فرمایا:

یہ لوگ شہود کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں تو ان کے بصائر سے پردہ اٹھتا ہے اور یہ لوگوں کے اندر کے حالات جان جاتے ہیں۔

روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے دن تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَاُعْطِيَنَّ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدِهٖ لَيْسَ بِفَرَّارٍ

الصحيح البخارى ،الجهاد ١٠٢ الصحيح للمسلم ، فضائل الصحابه ٣٤

ترجمہ : کل ضرور میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا۔ جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اللہ ﷻ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔ وہ ہرگز فرار ہونے والا نہیں ہے۔

ابو رافع مَولٰی رسول اللّٰہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب تاجدارِ کائنات ﷺ نے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، ہم ساتھ تھے۔ آپ جب قلعے کے قریب آئے تو قلعے کے لوگ باہر آئے، آپ نے ان کو قتل کیا۔ ایک یہودی نے آپ پر وار کیا ڈھال آپ کے ہاتھ سے گر گئی۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قلعے

Marfat.com

کے پاس پڑے ہوئے ایک دروازہ کو اٹھالیا۔ اور اسے ڈھال کے طور پر استعمال کرنے لگے۔ وہ دروازہ لوہے کا تھا۔ وہ دروازہ آپ کے ہاتھ میں ہی رہا۔ آپ لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ ﷻ نے فتح عطا فرمادی۔ فارغ ہونے کے بعد آپ نے اسے ہاتھ سے کمر کے پیچھے پھینک دیا۔ وہ دروازہ 80 بالشت تھا۔

ابو رافع رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں نے دیکھا کہ 7 آدمی اسے الٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آٹھواں میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ مگر وہ دروازہ نہیں الٹتا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

انہوں نے اس کے بعد تجربہ کیا۔ 40 آدمی بھی اسے نہیں اٹھا سکے۔

بیھقی کی روایت ہے:

70 آدمی اکٹھے ہوئے۔ ان کی کوشش تھی کہ واپس اس دروازہ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا جائے۔

شرح المواقف میں ہے:

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

مَاخَلَعْتُ بَابَ خَيْبَرَ بِقُوَّةٍ جَسْمَانِيَّةٍ وَلٰكِنْ بِقُوَّةٍ اِلٰهِيَّةٍ

ترجمہ: میں نے خیبر کا دروازہ جسمانی قوت سے نہیں اکھاڑا تھا۔ یہ میری الٰہی قوت تھی۔

اسے حافظ ابنِ حجر نے الصواعق المحرقہ میں بھی ذکر کیا ہے۔

نہروان کے دن سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے خوارج کو قتل کرنے کے لئے ان کا پیچھا کیا جب نہروان میں لشکر کے ساتھ ملے تو ان کے اصحاب نے انہیں کہا:

شاید وہ گذر چکے ہیں۔ ہم ان کا پیچھا کرتے ہیں۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

اللہ ﷻ کی قسم! وہ نہیں گذرے۔ میں ان کی قتل گاہیں اس جگہ دیکھ رہا ہوں۔

Marfat.com

تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ خوارج وہاں آ گئے۔ آپ نے ان کو وہاں قتل کیا اور وہیں ان کی قتل گاہیں بنیں جہاں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

یہ کرامت تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے ملحق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غزوۂ بدر کے دن ارشاد فرمایا تھا:

میں ان کافروں کی قتل گاہیں یہاں دیکھ رہا ہوں۔

امام علامہ بدرالدین حسین بن الصدیق بن حسین بن عبدالرحمن الاھدل نے اپنی کتاب مجلس زھر الریاض۔ وتحف القلوب المراض میں حکایت فرمایا ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سیاہ شخص لایا گیا۔ لوگوں نے کہا:

اس نے چوری کی ہے۔

آپ نے اس سے پوچھا:

کیا تو نے چوری کی ہے؟

اس نے جواب دیا:

ہاں! سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

باہر نکلا تو اس کا سامنا سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

آپ نے پوچھا:

تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟

اس نے جواب دیا:

اہلِ ایمان کے امیر، دین کی قوت، دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ فاطمة الزھراء رضی اللہ عنہا کے شوہر نے۔

Marfat.com

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

انہوں نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے۔

اس نے عرض کی:

ہاں! انہوں نے میرا ایک ہاتھ کاٹ کر مجھے آخرت کے دردناک عذاب سے بچالیا۔

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو بتادی۔ آپ نے حبشی کو بلایا، اس کا کٹا ہوا ہاتھ کٹی ہوئی جگہ پر رکھا، اور رومال سے لپیٹ دیا۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ وہ اس کے ہاتھ کو لوٹا دے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس کٹے ہوئے بازو کو صحیح کر دیا۔

آپ کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔ ان کو مسعودی اور دوسرے اہل سیر اور تاریخ نے ذکر کیا ہے۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَشَفَ عَنِّي الْغِطَا مَازْدَدْتُّ يَقِيْنًا

ترجمہ: اگر مجھ سے پردہ ہٹ بھی جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہو۔

یہ بہت بلند کلام ہے۔ اس سے اوپر کوئی کلام نہیں ہے جو انکشافِ حقائق کی خبر دیتا ہے۔ یہ کیوں نہ ہو، تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہیں اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی بارگاہِ رسالت سے ایک اندھیری رات میں آئے۔ ان کے سامنے دو چراغ تھے۔ جب وہ جدا ہوئے۔ تو ان کے ساتھ ایک ایک چراغ ان کے گھر تک رہا۔

اسے امام بخاری نے مختلف طرق سے روایت کیا ہے۔

بعض روایات میں ہے:

Marfat.com

یہ دونوں صحابی سیدنا اُسَیْد بن حُضَیْر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ تھے۔

سیدنا جابر بن سَمُرَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اہلِ کوفہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے شکایت کی آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔

اے ابو اسحاق! بے شک یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے..... یہاں تک کہ راوی نے کہا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے قاصد کے ساتھ ایک مرد یا چند مرد بھیجے تا کہ وہ اہل کوفہ سے ان کے بارے پوچھے۔ وہ قاصد ہر مسجد میں گیا۔ لوگوں سے پوچھا۔ لوگوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی تعریف کی۔ جب یہ بنو قیس کی مسجد میں گئے۔ تو ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس کا نام اسامہ بن قتادہ تھا۔ اور کنیت ابو سُعدَہ تھی۔ یہ کھڑا ہو کر کہنے لگا:

سعد سریہ میں نہیں جاتے، برابر تقسیم نہیں کرتے اور مقدمات میں عدل نہیں کرتے۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم میں تین دعائیں کروں گا۔

اے اللہ تعالیٰ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے۔ ریا کاری اور دکھلاوے کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ تو اس کی عمر دراز کر، اس کے فقر کو لمبا کر اور اسے فتنوں میں مبتلا کر۔

سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

میں نے بعد میں اس شخص کو دیکھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بھنویں گر گئی ہیں مگر راستے میں لڑکیوں کو ملتا ہے تو انہیں آنکھیں مارتا ہے۔ جب اس سے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے:

میں ایک فتنہ زدہ بوڑھا شخص ہوں مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔

Marfat.com

الصحیح البخاری ، اذان ۹۵

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ **سے روایت ہے:**

اروی بنت اوس، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے اپنا جھگڑا مروان بن الحکم کے پاس لائی۔اس نے دعوی کیا کہ سعید نے ان کی کچھ زمین لے لی ہے۔

سیدنا سعید رضی اللہ عنہ **نے عرض کی۔**

کیا میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم **کے اس فرمان کے بعد اس کی زمین لے سکتا ہوں۔**

مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَ اللّٰهُ اِلٰى سَبْعِيْنَ اَرَضِيْن

الصحیح البخاری ، بدء الخلق ۲ . الصحیح للمسلم ، مساقات ۱۳۷

ترجمہ : جس شخص نے ظلم سے ایک بالشت جگہ بھی لی اللہ سبحانہ وتعالیٰ **اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالے گا۔**

مروان نے کہا:

میں اس کے بعد آپ سے کوئی شہادت طلب نہیں کرتا۔

سیدنا سعید رضی اللہ عنہ **نے کہا:**

اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر اور اس کی زمین میں قتل کر۔

مرنے سے پہلے وہ عورت اندھی ہوگئی۔اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک دن وہ ایک گڑھے میں گر کر مرگئی۔

الصحیح للمسلم ، مساقات ۱۳۹

مسلم میں محمد بن زید بن عبد اللّٰه بن عمر رضی اللہ عنہ **سے اس کے ہم معنی روایت ہے۔**

آپ نے اسے اندھا دیکھا کہ دیواریں ٹٹولتی پھرتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھے سعید کی بددعا

Marfat.com

لگی ہے۔جس زمین کے بارے اس کا جھگڑا تھا اس پر واقع ایک کنویں سے گذری، اس میں گری اور مرگئی۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضروری نہیں ہے کہ اللہ ﷻ کے ولی کی دعا فوراً قبول ہو۔کبھی ایک عرصہ کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔اسی طرح اللہ ﷻ کے نبی کی دعا ہوتی ہے۔

سیدنا موسی علیہ السلام اور سیدنا ھارون علیہ السلام نے فرعون کے خلاف اللہ ﷻ سے دعا کی تو اللہ ﷻ نے ان سے ارشاد فرمایا:

﴿ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم یونس ۱۰:۸۹

ترجمہ : اللہ ﷻ نے فرمایا تمہاری دعا قبول کر لی گئی پس تم ثابت قدم رہو اور ہرگز اس طریقہ پر نہ چلنا جو جاہلوں کا (طریقہ) ہے۔

یعنی ان نادان لوگوں کا راستہ نہ تلاش کریں جو چاہتے ہیں کہ ان کی دعا فوراً قبول ہو جائے۔ان کی دعا کی قبولیت کے 40 سال بعد فرعون ہلاک ہوا۔عظمت جلدی میں نہیں ہے۔عظمت تو قبولیت میں ہے۔جس وقت اللہ ﷻ چاہتا ہے نہ کہ اس وقت جس میں بندہ چاہتا ہے۔

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے جب بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرماتے ہیں بے شک میں اس طرح گمان کرتا ہوں تو اسی طرح ہو جاتا تھا جیسے وہ گمان کرتے تھے۔

الصحیح البخاری مناقب الانصار ۳۵

یہ اس لئے تھا کہ اہل کشف محدث اولیاء اللہ سے تھے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدِّثُوْنَ فَاِنْ يَّكُ فِيْ

Marfat.com

اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ.

الصحیح البخاری ، فضائل اصحاب النبی ۳٦۸۹

الصحیح للمسلم ، فضائل الصحابه ۲۳

ترجمہ : بے شک تم سے پہلے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے۔ اگر کوئی میری امت میں ہے تو وہ عمر ہے۔

یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

ابن الوھب نے فرمایا: محدث وہ لوگ ہیں جن پر الہام ہوتا تھا۔

اور اس اعتبار سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ کی اتباع میں خیر الامم ہے، تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خیر الانبیاء ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے محدث پہلی امتوں کے محدثین سے افضل ہیں۔ اور آپ کی امت کے صدیقین پہلی امتوں کے صدیقین سے افضل ہیں۔

اور تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہی ہیں۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک شخص جنگل میں جا رہا تھا۔ اس نے ایک بادل سے آواز سنی۔ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر۔ وہ بادل ایک طرف ہو گیا۔ اس نے ایک جگہ اپنا پانی انڈیل دیا۔ نالیوں میں سے ایک نالی نے وہ سارا پانی سمیٹ لیا۔ اس شخص نے اس پانی کا پیچھا کیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہے اور وہ شخص اپنے پھاوڑے سے پانی کو گھیر رہا ہے۔

اس شخص نے اس سے پوچھا۔ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے! تیرا کیا نام ہے۔

اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا۔

اس شخص نے پوچھا: آپ میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو؟

Marfat.com

اس نے جواب دیا: میں نے اس بادل سے آواز سنی تھی کہ اس شخص کے باغ کو سیراب کرو۔تم بتاؤ کہ تم کیا کرتے ہو؟

اس شخص نے جواب دیا:

جب آپ یہ کہتے ہیں تو سنیں۔میں اپنی پیداوار کا انتظار کرتا ہوں۔ایک تہائی کو صدقہ کر دیتا ہوں۔ایک تہائی میں اور میرے گھر والے استعمال کرتے ہیں اور ایک تہائی کی پھر بجائی کر دیتا ہوں۔

الصحیح للمسلم، زهد ٤٥

اس حدیث میں دو کرامتیں ہیں۔ایک سننے والے کی اور ایک باغ والے کی۔ دونوں ہی اولیاء اللہ سے تھے۔اپنے ولی کے باغ کو سیراب کرنے کی عنایت اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کی نگرانی کرنے کے قبیل سے ہے۔اس کا پہلے بھی اس کے باب میں ذکر گذر چکا ہے۔

سیدنا ابو هریره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین بچوں نے پنگھوڑے میں کلام کیا۔

عیسی ابن مریم علیہ السلام، **صاحبِ جُرَیج** اور.....

جریج ایک عبادت گذار شخص تھا۔اس نے ایک عبادت گاہ بنا رکھی تھی اس میں عبادت کرتا تھا ایک دن اس کی ماں اس کے پاس آئی۔اس وقت وہ نماز ادا کر رہا تھا۔

اس نے آواز دی: اے جریج!

جریج نے کہا: اے میرے پروردگار! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے۔وہ نماز کی طرف متوجہ رہا اور اس کی ماں واپس چلی گئی۔

دوسرے دن وہ پھر آئی۔جریج نماز ادا کر رہا تھا۔اس نے آواز دی: اے جریج!

Marfat.com

جریج نے کہا: اے میرے پروردگار! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے وہ نماز کی طرف متوجہ رہا۔

اس کی ماں نے کہا: اے اللہ! اسے نہ مار یہاں تک کہ بدکار عورتوں کے چہروں کو دیکھے۔

بنو اسرائیل میں جریج اور اس کی عبادت کا خوب چرچا ہوا۔ اس وقت ایک بدکار عورت تھی جو اپنے حسن میں بے مثال تھی۔ اس نے لوگوں سے کہا: اگر تم چاہو تو میں جریج کو فتنہ میں مبتلاء کر دوں۔ اس بدکار عورت نے خود کو جریج پر پیش کیا۔ مگر اس نے بالکل ادھر توجہ نہ کی۔ ایک چرواہا اس عبادت گاہ کے قریب ریوڑ چراتا تھا۔ وہ بدکار عورت اس کے پاس آئی۔ اس چرواہے کو بدکاری کی دعوت دی۔ اس نے بدکاری کی۔ یہ بدکار عورت اس چرواہے سے حاملہ ہوگئی۔ جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا: یہ جریج کا بچہ ہے۔ بنو اسرائیل نے سنا تو وہ جریج کی عبادت گاہ میں آئے۔ اس کو نیچے اتارا۔ اس کی عبادت گاہ کو گرا دیا اور اسے پیٹنا شروع کر دیا۔

جریج نے ان مارنے والوں سے پوچھا: تمہیں کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: تو نے اس بدکار عورت سے زنا کیا اور اس کے ہاں تجھ سے بچہ پیدا ہوا۔

جریج نے کہا: وہ بچہ کہاں ہے؟

بنو اسرائیل اس بچے کو لے آئے۔ جریج نے کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں نماز ادا کر لوں۔ نماز سے فارغ ہو کر جریج بچہ کے پاس آیا اور اس کے پیٹ میں کچوکا لگا کر کہا:

اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟

بچے نے جواب دیا: فلاں چرواہا۔

اب لوگ جریج کو عقیدت سے چومنے لگے اور اسے برکت کے لئے چھونے

Marfat.com

بنو اسرائیل کہنے لگے: ہم آپ کے لئے سونے کی عبادت گاہ بنا دیتے ہیں۔
جریج نے کہا: نہیں تم مٹی کی ہی بنا دو۔ بنو اسرائیل نے دوبارا اس کی عبادت گاہ بنا دی۔

اسی طرح ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا۔ ایک شخص ایک خوبصورت تیز جانور پر سوار گذرا۔

ماں نے کہا:

اے اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح بنا۔

بچے نے پستان چھوڑا۔ اسی کی طرف متوجہ ہوا اور اسے دیکھا پھر کہا اے اللہ! مجھے اسی کی طرح نہ بنا۔ پھر بچہ اپنی ماں کا دودھ پینے لگا۔

گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تاجدارِ کائنات ﷺ اپنی شہادت کی انگلی منہ میں ڈال کر چوستے ہوئے بچے کے دودھ پینے کی حکایت فرما رہے ہیں۔

پھر کہا: وہ ایک لڑکی کے پاس سے گذرے۔ لوگ اسے پیٹ رہے تھے۔ اور ساتھ کہہ رہے تھے تو نے بدکاری کی۔ تو نے چوری کی۔ وہ لڑکی کہہ رہی تھی۔ مجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔ اس بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بچے کو اس طرح کا نہ بنانا۔ بچے نے پھر دودھ چھوڑا۔ اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ اے اللہ مجھے اس کی طرح بنا۔ یہاں ان دونوں کے درمیان بات چیت ہوئی۔

اس نے کہا کہ ایک خوبصورت شخص گذرا۔ میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس طرح کا بنا۔ تو نے کہا اے اللہ مجھے اس کی طرح نہ بنا۔ پھر ہم اس لڑکی کے پاس سے گذرے۔ لوگ اسے مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ تو نے زنا کیا تو نے چوری کی۔ میں نے کہا اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ میرے بیٹے کو اس طرح کا نہ بنا تو نے کہا اے اللہ مجھے اس طرح کا بنا۔

بچے نے جواب دیا: وہ شخص ظالم تھا۔ میں نے کہا۔ اے اللہ مجھے اس کی طرح نہ بنا۔ اور جس لڑکی کو وہ لوگ کہہ رہے تھے۔ تو نے بدکاری کی۔ تو نے چوری کی۔ وہ بے گناہ

Marfat.com

تھی۔پس میں نے کہا اے اللہ عزوجل مجھے اس کی طرح بنا۔

الصحیح البخاری ، انبیاء ٤٨ الصحیح للمسلم ، البر ٨

میں کہتا ہوں: اس حدیث میں دلیل ہے کہ سعادت دنیا کی عزت میں نہیں ہے بلکہ آخرت کی عزت میں ہے۔اور دنیا کی عزت کبھی بدبختی ہوتی ہے اور ایسی ذلت ہوتی ہے جس سے پناہ مانگی جاتی ہے جیسے کہ وہ مرد تھا۔اور بے شک دنیا کی رسوائی اور ذلت کے ساتھ جب ایمان، معرفت اور خوش بختی ہو تو وہ عزت ہوتی ہے۔

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا۔اس کا ایک جادوگر تھا۔جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا: میں بوڑھا ہو گیا ہوں ایک لڑکا میری طرف بھیج تا کہ میں اسے جادو سکھا دوں۔بادشاہ نے اس جادوگر کی طرف ایک لڑکا بھیجنا شروع کیا۔اس لڑکے کی راہ میں ایک راہب تھا۔لڑکا اس کے پاس بیٹھ گیا۔اس کی بات سنی۔پھر وہ لڑکا جب بھی جادوگر کے پاس جاتا۔راہب کے پاس سے گذرتا اور اس کے پاس بیٹھ جاتا۔جادوگر دیر سے پہنچنے کی وجہ سے اسے مارتا۔لڑکے نے راہب سے شکایت کی۔

راہب نے لڑکے کو سمجھایا: جب تجھے جادوگر کا ڈر ہو تو کہو مجھے گھر والوں نے روک لیا تھا۔اور جب تجھے گھر والوں کا ڈر ہو تو کہو مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔وہ اسی طرح کر رہا تھا کہ ایک دن اس نے دیکھا کہ راستہ میں ایک بہت بڑا موذی جانور ہے اور اس نے لوگوں کو روک رکھا ہے۔

لڑکے نے کہا: آج میں دیکھتا ہوں کہ جادوگر افضل ہے یا راہب۔

لڑکے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا: اے اللہ! اگر تیری بارگاہ میں راہب جادوگر سے محبوب ہے تو اس جانور کو قتل کرتا کہ لوگ گذر جائیں۔پھر اس نے پتھر پھینکا۔وہ جانور مر گیا اور لوگ گذر گئے۔

Marfat.com

لڑکا راہب کے پاس آیا۔اسے سارے واقعہ کی خبر دی۔

راہب نے لڑکے سے کہا: اے بیٹے آج تو مجھ سے افضل ہے۔ تیرا مقام بہت اونچا ہو گیا ہے عنقریب تو آزمایا جائے گا۔اگر تجھ پر آزمائش آئے تو میرا ہرگز نہ بتانا۔

لڑکا مادرزاد اندھوں اور کوڑھوں کو درست کرنے لگا۔لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کرنے لگا۔بادشاہ کے ایک مصاحب نے لڑکے کے بارے سنا۔یہ اندھا ہو گیا تھا۔یہ شخص بہت سارے تحفے لے کر لڑکے کے پاس آیا۔اس سے کہنے لگا۔اگر تو مجھے شفاء دے دے تو یہ سب کچھ تیرے لئے ہے۔

لڑکے نے کہا: میں کسی کو شفا نہیں دیتا۔شفاء تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔اگر تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا اور وہ تجھے شفاء دے گا۔وہ شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء عطا فرما دی۔وہ بادشاہ کے پاس واپس آیا اور اسی طرح اس کے پاس بیٹھا جیسے بیٹھا کرتا تھا۔

بادشاہ نے اس سے سوال کیا: تیری بینائی کس نے لوٹائی ہے۔

اس نے جواب دیا: میرے پروردگار نے۔

بادشاہ نے پوچھا: کیا میرے علاوہ تیرا کوئی اور پروردگار ہے؟

اس نے جواب دیا: تیرا اور میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔

بادشاہ نے اسے پکڑ لیا اور اسے عذاب دیتا رہا یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا بتا دیا۔

لڑکا بادشاہ کے پاس لایا گیا۔

بادشاہ نے کہا: اے لڑکے مجھے پتہ چلا ہے کہ تو جادو سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھوں کو تندرست کرتا ہے۔

لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفاء نہیں دیتا۔شفاء تو صرف اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

بادشاہ نے لڑکے کو پکڑ لیا اور اسے عذاب دیتا رہا یہاں تک کہ لڑکے نے راہب کا بتا دیا۔

راہب سے کہا گیا: اپنے دین کو چھوڑ دو۔راہب نے انکار کیا۔بادشاہ نے ایک

Marfat.com

آرا منگوایا۔ اس راہب کے سر کے درمیان رکھا اور دو حصوں میں چیر دیا۔

پھر لڑکے کو بلایا گیا اور اسے کہا گیا کہ اپنے دین سے لوٹ آؤ۔ لڑکے نے بھی انکار کیا۔ بادشاہ نے لڑکے کو اپنے لوگوں کے ساتھ بھیجا اور ان سے کہا کہ اس کو فلاں پہاڑ پر لے جاؤ۔ اسے لے کر پہاڑ پر چڑھو۔ جب اس کی چوٹی پر پہنچ جاؤ تو اگر یہ اپنے دین سے لوٹ آئے تو ٹھیک وگرنہ اسے نیچے گرا دو۔ بادشاہ کے لوگ لڑکے کو اس پہاڑ پر لے کر چڑھے۔

اس لڑکے نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی:

اے اللہ! اگر تو چاہے تو ان سے مجھے کافی ہو جا۔

پہاڑ کانپا اور بادشاہ کے سارے لوگ پہاڑ سے نیچے گر گئے۔ یہ لڑکا چلتا ہوا بادشاہ کے پاس آیا۔

بادشاہ نے اس پوچھا: تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟

اس نے کہا: ان سے مجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کافی ہو گیا۔

بادشاہ نے کچھ اور لوگ تیار کیے ان سے کہا: اس لڑکے کو کشتی میں بٹھاؤ۔ سمندر کے درمیان لے جاؤ۔ اگر یہ اپنے دین سے لوٹ آئے تو بہتر وگرنہ اسے دریا میں پھینک دو۔

یہ لوگ اس لڑکے کو لے گئے۔ لڑکے نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی:

اے اللہ! مجھے ان سے کافی ہو جا۔

کشتی پھٹ گئی اور وہ سب لوگ ڈوب گئے۔ لڑکا پھر بادشاہ کے پاس آ گیا۔

بادشاہ نے پوچھا: تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا۔ لڑکے نے کہا۔ ان سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے کافی ہو گیا۔

لڑکے نے بادشاہ سے کہا:

تو اس وقت تک مجھے قتل نہیں کر سکتا جب تک اس بات پر عمل نہ کرے جو میں بتاؤں۔

Marfat.com

اس لڑکے نے کہا:

لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر۔ مجھے کھجور کے سوکھے تنے پر سولی دے پھر میری ترکش سے ایک تیر لے تیر کو کمان میں رکھ۔ پھر کہہ: اللہ، لڑکے کے رب کے نام سے۔ پھر تیر چلا۔ اگر تو ایسا کرے گا تو مجھے قتل کر سکے گا۔ بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا۔ لڑکے کو درخت پر سولی دی۔ لڑکے کے ترکش سے ایک تیر نکالا۔ اسے کمان میں رکھا اور کہا۔ اللہ..... لڑکے کے رب کے نام سے۔ پھر تیر پھینکا۔ تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا۔ لڑکے نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر رکھا اور شہید ہو گیا۔

لوگوں نے کہا: ہم لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے۔

بادشاہ آیا تو اسے کہا گیا۔ جس سے تو ڈرتا تھا۔ اللہ ﷻ کی قسم وہی تیرے لئے واقع ہوا۔ تمام لوگ اللہ ﷻ پر ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے چوراہوں پر خندقیں کھودنے کا حکم دیا۔ خندقیں کھودی گئیں ان میں آگ بھڑکا دی گئی۔ بادشاہ نے حکم دیا جو ایمان سے واپس نہ لوٹے اسے ان میں ڈال دیا جائے۔ وہ ایسا کرتے رہے۔ آخر میں ایک عورت آئی۔ اس کے پاس ایک چھوٹا بچہ تھا۔ وہ آگ میں کودنے سے ہچکچائی۔ وہ بچہ بول اٹھا:

امی جان! صبر کریں! آپ ہی حق پر ہیں۔

الصحیح للمسلم، زهد ۷۳

اس حدیث میں صوفیاءِ کرام کے لئے بہت سے فائدے اور مضبوط قاعدے ہیں۔

1۔ اللہ ﷻ کی بارگاہ سے قرب اللہ ﷻ کی خصوصی عنایت سے حاصل ہوتا ہے۔ غلام کو حکم ملا تھا کہ جادو سیکھو مگر اللہ ﷻ نے اسے راہب کی طرف پھیر دیا۔ لڑکے کے دل میں پہلی بار ہی راہب کی سچائی اور جادوگر کا جھوٹ بیٹھ گیا۔ اس لئے وہ جادوگر کی مار پر صبر کرتا تھا۔ یہ اللہ ﷻ کی خصوصی عنایت سے تھا۔ وہ راہب سے اس اذیت کی شکایت کرتا تھا جو اسے جادوگر دیتا تھا۔

2۔ طالبِ حق کو شیخ کی حاجت ہوتی ہے۔ جو اس کی تربیت کرے، اس کو ہدایت

Marfat.com

دے اور اپنے اقوال اور افعال سے اللہ ﷻ کی راہ دکھائے۔ اس لئے اللہ ﷻ نے لڑکے کی راہب کی طرف راہنمائی کی اور اس راہب کو لڑکے کا شیخ اور مرشد بنایا۔

اسی طرح اللہ ﷻ صاحبِ عنایت کو شیخِ کامل اور انبیاءِ کرام کے ورثاء میں سے کسی پہنچے ہوئے کی بارگاہ میں لے جاتا ہے۔ یہ اسے معارف کی غذا دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ منزلِ کمال پر فائز ہو جاتا ہے

مرید پر لازم ہے کہ صدقِ دل سے شیخ کے افعال اور اقوال کی پیروی کرے۔ وگرنہ شیخ کی صحبت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اگر وہ پیروی میں سچا نہ ہو۔ جب وہ کامل ہو جائے تو شیخ کہتا ہے کہ اب تو ہے اور تیرا رب۔ اس وقت مرید بھی اپنے شیخ کی طرح تربیت اور ارشاد کا اہل ہو جاتا ہے۔

3۔ شیخ پر لازم ہے کہ مرید کو مشکلات کا حل بتائے۔ جیسے جب لڑکے نے راہب سے جادوگر کے مارنے کی شکایت کی۔ تو راہب نے اسے سمجھایا: اگر گھر والے پوچھیں تو کہہ دیا کر کہ مجھے جادوگر نے روک رکھا تھا اور اگر جادوگر سے خدشہ ہو تو کہہ دیا کر کہ مجھے گھر والوں نے روک رکھا تھا۔

4۔ مرید پر لازم ہے کہ اللہ ﷻ کی طرف اگر اسے کوئی مشکل درپیش ہو تو اس کی شیخ سے شکایت کرے اور شیخ سے کوئی چیز نہ چھپائے۔ شیخ کو چاہیئے کہ وہ اسے اس کے نفع سے آگاہ کرے اور اس مشکل کو اس سے دور کرے۔

5۔ مرید پر لازم ہے کہ اللہ ﷻ جو اس پر فضل فرمائے۔ اس سے اپنے شیخ کو با خبر کرے تا کہ شیخ جان لے کہ یہ کہاں پہنچا ہے۔ جس طرح لڑکے نے اس موذی جانور اور پتھر کے ساتھ اسے قتل کرنے سے راہب کو آگاہ کیا۔

6۔ کبھی تابع متبوع سے مرتبہ میں اعلیٰ بھی ہو جاتا ہے جیسے کہ یہاں ہے کہ راہب نے لڑکے سے کہا: آج تو مجھ سے افضل ہے۔

متبوع اگر نبی ہو تو پھر تابع کبھی بھی متبوع سے آگے نہیں ہو سکتا۔ مرید شیخ سے

Marfat.com

افضل ہوسکتا ہے اگر اس کا شیخ اس وقت قطب الغوث الفرد نہ ہو۔ اگر اس پر بہت بڑی عنایت ہو اور یہ اپنے شیخ کے بعد بھی زندہ رہے تو ممکن ہے کہ اپنے شیخ کے مقام پر فائز ہو جائے۔ کیونکہ قطب الفردیہ ایک وقت میں ایک ہی ہوتا ہے۔ یہ ایک قطب کے بعد دوسرا قطب قیامت کے قریب ولایت منقطع ہونے تک فائز ہوتا رہے گا۔

7۔ شیخ پر کبھی مرید کی حالت آخر امر تک منکشف ہوتی ہے۔ جیسے کہ راہب نے لڑکے کو بتادیا کہ تجھے عنقریب آزمایا جائے گا۔

8۔ اولیاء اللہ کا اللہ ﷻ کی طرف دعوت کے علاوہ کوئی اور کام نہیں ہوتا کیونکہ وہ انبیاءِ کرام کے وارث ہوتے ہیں۔ انہیں بڑی بڑی قوتوں کے مالک ظالم بادشاہ بھی ان کی راہ سے موڑ نہیں سکتے۔ چاہے ان کو پیس دیا جائے، چیر دیا جائے۔ جو ذمہ داری انہیں اللہ ﷻ نے سونپی ہوتی ہے اس پر ڈٹے رہتے ہیں۔ کسی چیز کی پرواہ کرتے ہیں نہ کسی چیز سے متردد ہوتے ہیں۔

9۔ یہ منصب .....انبیاء کرام کی وراثت کا جس کو بھی ملتا ہے اس کی ضرور مخالفت ہوتی ہے۔

10۔ انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام سے اہل دعوت کے سامنے بادشاہ، جابر، اور دولتمند متکبر کھڑے ہوتے ہیں۔ جب وہ لوگوں کو ان کی طرف متوجہ دیکھتے ہیں۔ وہ ان کو دین میں فساد ڈالنے والے قرار دیتے ہیں۔ لوگوں کو ان سے دور بھگانا چاہتے ہیں۔ یا وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بادشاہت کے طالب ہیں۔

اللہ ﷻ نے جیسے سیدنا موسی علیہ السلام کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ ج اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴾

القرآن الحکیم . المومن ۴۰:۲۶

ترجمہ : اور فرعون نے (جھنجھلا کر) کہا: مجھے چھوڑ دو میں موسی کو قتل کر دوں اور وہ (اپنی

Marfat.com

مدد کے لئے) اپنے رب کو بلائے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تمہارا دین نہ بدل دے یا ملک میں فساد نہ پھیلائے۔

اور اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قَالُوْٓا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ط وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴾

القرآن الحکیم یونس ۱۰:۷۸

ترجمہ: کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو تا کہ ہمیں اس (دین) سے ہٹا دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ اور صرف تم دونوں کے لئے سرزمین (مصر) میں بڑائی ہو جائے اور ہم لوگ تو تم کو نہیں مانیں گئے۔

ہر ایک شخص اپنی حیثیت سے کلام کرتا ہے۔ حالانکہ انبیاء اور اولیا ان کے ان گمانوں سے بہت دور ہوتے ہیں۔

11۔ اس سبب سے انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام پر بڑی کڑی آزمائشیں آتی ہیں مگر ان کے پاؤں ہرگز نہیں لڑکھڑاتے۔

12۔ ان کے ماننے والے بھی کبھی ان پر ایمان لانے کی وجہ سے آزمائے جاتے ہیں۔ جس کے دل میں ایمان پختہ ہو جائے وہ ہرگز متزلزل نہیں ہوتا۔ چاہے اسے آرے سے چیر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے۔ جیسے اس لڑکے کے ساتھی، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی اور تاجدارِ کائنات ﷺ کے اصحاب۔ ان میں سے بہت ساروں جیسے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان کی ماں اور باپ، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابۂ کرام کو قریش نے شدید عذاب دیا۔ یہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ ایمان اسی طرح ہوتا ہے جب یہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔

13۔ اہل عنایت کے دلوں میں اگر معمولی سی جھجک یا ہچکچاہٹ پیدا ہو تو اللہ ﷻ ان کو ثابت قدم رکھنے کے لئے تا کہ ان کی موت باطل پر نہ ہو جہاں سے چاہے کرامت

Marfat.com

ظاہر فرماتا ہے۔ چاہے بچے کی زبان سے کیوں نہ ہو۔ جو عادتاً بولنے کی عمر میں نہ ہو۔ یہ ان کی حفاظت اور اللہ ﷻ کی غیرت کے سبب سے ہوتا ہے جیسے کہ اس حدیث میں اس عورت کے ساتھ واقعہ پیش آیا۔

14۔ متقی لوگ اگر حق پر ثابت قدم رہیں تو عاقبت انہی کے لئے ہے اگر چہ وقتی طور پر باطل کو غلبہ حاصل ہو۔

15۔ جابر لوگ جب دلائل میں عاجز ہو جاتے ہیں اور ان کی حجتیں ناکام ہو جاتی ہیں تو وہ جبر سے حق کو دبانا چاہتے ہیں۔ جس طرح کہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے ساتھ ہوا جب انہوں نے بتوں کو توڑا

﴿ قَالُوْٓا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۞ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ق كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانبیاء ۲۱:۶۳۔۶۲

ترجمہ: لوگوں نے پوچھا: اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟ فرمایا: بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ حرکت کی ہوگی۔ سو ان سے پوچھو اگر یہ گفتگو کی سکت رکھتے ہوں۔

انہوں نے جان لیا کہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام کا کلام حق ہے۔

وہ جواب اور عذر تلاش کرتے ہیں۔ پس وہ کہنے لگے:

﴿ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ج لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانبیاء ۲۱:۶۵۔۶۴

ترجمہ: (لاجواب ہو کر) اپنے دلوں میں غور کرنے لگے۔ پھر بولے بلاشبہ تم ہی زیاں کار ستمگار ہو۔ پھر وہ اوندھے ہو کر (اپنی سابقہ گمراہی کی طرف) پلٹ گئے اور کہنے لگے تم خوب جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں۔

Marfat.com

۞ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۞ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۞

القرآن الحکیم الانبیاء ۲۱:۶۷_۶۶

ترجمہ : آپ نے فرمایا: (نادانو!) کیا تم اللہ ﷻ کو چھوڑ کر ان (بے بس بتوں) کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ تمہیں ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ تف ہے تم پر نیز ان بتوں پر جن کو تم پوجتے ہو اللہ ﷻ کے سوا۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے؟

جب **سیدنا ابراھیم** علیہ السلام کی دلیل غالب آ گئی، ان کی حجت باطل ہو گئی اور ان کو کوئی جواب میسر نہ آیا۔

۞ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۞

القرآن الحکیم الانبیاء ۲۱:۶۸

ترجمہ : (سب یک زبان ہو کر) بولے اس کو جلا ڈالو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو

عقلی دلائل سے ان کا رخ طاقت کی طرف ہو گیا۔

اسی طرح **فرعون** کا واقعہ ہے۔ جب **سیدنا موسی** علیہ السلام اس کے پاس آئے اور اسے اللہ ﷻ کی طرف دعوت دی۔

۞ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

القرآن الحکیم الشعراء ۲۶:۲۳

ترجمہ : فرعون نے پوچھا رب العالمین کی کیا حقیقت ہے؟

اللہ ﷻ کیا چیز ہے اور اس کی ماہیت کیا ہے۔ چونکہ مخلوق اللہ ﷻ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس لئے **سیدنا موسی** علیہ السلام نے اللہ ﷻ کا تعارف صفات کے ذریعے کروایا۔

۞ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ط اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۞ قَالَ لِمَنْ

Marfat.com

حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۞

القرآن الحکیم الشعراء ۲۶:۲۵۔۲۴

ترجمہ : آپ نے فرمایا (رب العالمین وہ ہے جو) آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا مالک ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ فرعون نے اپنے اردگرد بیٹھنے والوں سے کہا کیا تم سن نہیں رہے؟

اس کا جواب سوال کے مطابق نہیں ہے۔ میں اللہ ﷻ کی ذات کے بارے سوال کر رہا ہوں اور یہ اللہ ﷻ کی صفات سے جواب دے رہا ہے۔

۞ قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۞ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۞

القرآن الحکیم الشعراء ۲۶:۲۷۔۲۶

ترجمہ : آپ نے فرمایا وہ جو تمہارا بھی مالک ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی۔ فرعون بولا بلاشبہ تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ تو دیوانہ ہے۔

میں ان سے کچھ سوال کرتا ہوں اور یہ کچھ جواب دیتے ہیں۔

۞ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وما بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞

القرآن الحکیم الشعراء ۲۶:۲۸

ترجمہ : آپ نے فرمایا: جو مشرق ومغرب کا رب ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو۔

جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ ﷻ کی ایسی صفات بیان کیں۔ جسے عقل قبول کرتی ہے فرعون پہچان گیا کہ اب کوئی حجت باقی نہیں ہے۔

۞ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۞

القرآن الحکیم الشعراء ۲۶:۲۹

ترجمہ : اس نے (رعب جماتے ہوئے) کہا (یاد رکھو!) اگر تم نے میرے سوا کسی کو خدا

Marfat.com

بنایا تو میں تمہیں ضرور قید یوں میں داخل کردوں گا۔

اب یہ قوت سے دبانے کی طرف آ گیا۔

یہی واقعہ اس لڑکے، راہب اور بادشاہ کے مصاحب کے ساتھ پیش آیا۔

16۔ بے شک نبی اور ولی جب سمجھتا ہے کہ یہ منشأ الٰہی ہے تو منشاء الٰہی کے سامنے جھکتے ہوئے، اس کا قرب چاہتے ہوئے، اس سے ملاقات کی خاطر قربانی دیتے ہوئے اور مصیبت کو برداشت کرتے ہوئے وہ خود کو اپنے دشمن کے سپرد کر دیتا ہے اور یہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اسی طرح سیدنا زکریا علیہ السلام، سیدنا یحی علیہ السلام، سیدنا شعیا علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ اسی طرح اس راہب اور بادشاہ کے مصاحب کے ساتھ ہوا۔

17۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا نبی اور ولی کبھی کبھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ دشمنوں کا شر ان سے دور ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ اس طرح بہت سارے انبیاءِ کرام جیسے سیدنا ابرھیم علیہ السلام، سیدنا موسٰی علیہ السلام، سیدنا ھارون علیہ السلام سیدنا عیسی علیہ السلام اور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا۔ اولیاءِ کرام میں اسی طرح اس لڑکے کے ساتھ ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان کا خود کو دشمن کے حوالے کرنا اور دشمن سے سلامت رکھنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہوتا ہے۔

18۔ وہ لڑکا جب بھی بادشاہ کے لوگوں سے بچا۔ بادشاہ کے پاس آیا اور بالکل نہ ڈرا اور نہ بھاگا اس سب کچھ کا مطلب اس ذمہ داری کو ادا کرنا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو سونپی ہو۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو ان کے سبب سے ہدایت عطا فرمادے۔ وہ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ حتی کہ اس نوجوان نے ایسی تدبیر کی کہ ساری قوم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئی۔ وہ اپنی ہلاکت کی پرواہ نہیں کرتے۔ جب ان کو معلوم ہو کہ ان کی ہلاکت کے نتیجے میں ان کا مقصود حاصل ہو جائے گا۔ وہ فقط اسی چیز سے محبت کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور پسند کرتا ہے۔

19۔ انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کبھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی

Marfat.com

جانیں بھی قربان کر دیتے ہیں ۔ انہیں اللہ ﷻ کی فرماں برداری سے کوئی چیز نہیں روک سکتی ۔ نہ قتل نہ ہتک اور نہ لوٹ مار۔

20 ۔ لڑکے نے بالآخر لوگوں کے ایمان کی مصلحت کی خاطر اپنی جان قربان کر دی۔ یہی اولیاءِ کرام اور انبیاءِ عظام کا بڑا مقصد ہوتا ہے۔ جس طرح کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ یہ لوگ منصب صدیقیت پر فائز ہوتے ہیں ۔ جو شہادت سے بڑا مرتبہ ہے۔ صدیقیت سے بڑا مرتبہ صرف نبوت کا ہے۔ ان پر کوئی مسلط نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا تو اس وقت تک مجھے قتل نہیں کرسکتا جب تک تو میرے حکم پر عمل نہیں کرے گا ۔ کیونکہ وہ اللہ ﷻ کی آنکھ ہو چکا تھا اور جو اللہ ﷻ کی آنکھ ہو جائے ۔ اللہ ﷻ پھر اس کی ایسی حفاظت کرتا ہے کہ روئے زمین کی کوئی چیز بھی اس کا نقصان نہیں کر سکتی ۔ بے شک وہ اللہ ﷻ کے کان سے سنتا ہے اور اس کی آنکھ سے دیکھتا ہے ۔ اگر اللہ ﷻ ان سے ان کی ذات کی قربانی طلب کرے تو وہ لطف اندوز ہوتے ہوئے جان قربان کر دیتے ہیں۔

21 ۔ تصدیق سعادت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ توفیق کے انوار میں سے ایک نور ہے۔ عنایت کے اسرار میں سے ایک سر ہے۔ اس لئے جو شخص اس لڑکے پر اور لڑکے کے رب پر ایمان لایا اور تصدیق کی، اسے ابدی کامیابی اور سرمدی عزت نصیب ہوگئی اور تکذیب کرنے والوں کو ایسی بدبختی ملی جس سے بڑی کوئی بدبختی نہیں ہے۔ ایسی ذلت ملی جس سے بڑی کوئی ذلت نہیں ہے۔ لہذا بادشاہ اور اس کے ان ہم نشینوں کو جو ایمان نہ لائے، بدنصیبی اور رسوائی نصیب ہوئی جس طرح اس سے پہلے ابلیس کو ملی تھی اور یہ عدمِ توفیق ہے۔

22 ۔ اللہ ﷻ کی عنایت محض اس کا فضل اور رحمت ہے۔ یہ کسی ایسے سبب اور علت سے نہیں ہوتی جو بندے کی طرف سے آگے بھیجی گئی ہو۔

یہ اللہ ﷻ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔ وہی فضل عظیم کا مالک

Marfat.com

ہے۔

کبھی بندے کی طرف سے کوئی علم، کوئی عمل، کوئی شرف، کوئی نسب بھی نہیں ہوتا مگر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت سے شاد کام ہوتا ہے۔ عنایت جس کے لئے سبقت کر جائے اسے ہدایت نصیب ہو جاتی ہے۔ جس طرح اس لڑکے کو نصیب ہوئی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

۞ يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ ۞

القرآن الحکیم المائدہ ۵:۵٤

ترجمہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت سبقت کرتی ہے تو یہی بندے کی محبت کا سبب بن جاتی ہے۔ یہی اس کے لئے علت ہوتی ہے۔

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے نقصان اور نفع خاص اپنے لئے ہی بنایا ہے۔ جس کو وہ ہدایت عطا فرمائے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

پاک ہے وہ ذات جو اپنی ذات صفات اور افعال میں یکتا ہے۔ اس کے تصرفات میں اس کی مخلوق میں سے کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جب کسی سے محبت کرے تو اسے اپنی طرف ایسے کھینچتا ہے کہ وہ سراسر اس کی فرماں برداری کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جیسے الشیخ احمد بن ناصر ابن بنت المیلق نے قصیدۃ السلوک الی ملک الملوک میں کہا ہے۔

وَالْجَذْبُ اَخْذَةُ عَبْدٍ بَغْتَةً بِيَدِىْ عِنَايَةٍ نَحْوَ اَمْرٍ لَيْسَ يَنْوِيْهِ

جذب بندے کو اپنی عنایت کے دونوں ہاتھوں سے اس امر کی طرف کھینچنا ہے جس کی بندہ نیت بھی نہیں رکھتا۔

اس حدیثِ پاک نے اہلِ عنایت، حق الشیخ، حق المرید، جملہ کرامات اور آدابِ

Marfat.com

تصوف کو جمع کر دیا ہے۔اور اللہ ﷻ ہی زیادہ جانتا ہے۔

سیدنا ابو عبد الرحمن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

میں نے تاجدارِ کائنات ﷺ کو فرماتے سنا۔

تم سے پہلے لوگوں سے تین شخص سفر پر نکلے۔رات بسر کرنے کے لئے انہوں نے ایک غار میں پناہ لی۔وہ اس غار کے اندر داخل ہوئے۔پہاڑ کے اوپر سے ایک چٹان گری اور اس نے غار کا دہانہ بالکل بند کر دیا۔

وہ کہنے لگے۔یہاں سے نکلنے کی ایک ہی سبیل ہے کہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کریں۔

ان میں سے ایک شخص نے کہا:

اے اللہ ! بے شک میرے والدین بہت بوڑھے تھے۔میں ان سے پہلے اپنے اہل وعیال کو کبھی بھی کھانا نہ کھلاتا تھا۔ایک دن درختوں کی تلاش مجھے دور لے گئی۔میں شام کو گھر لوٹا تو وہ میرے آنے سے پہلے سو چکے تھے۔میں نے ان کو جگانا بھی پسند نہ کیا اور ان سے پہلے اپنے اہل وعیال کو دودھ پلانا بھی مناسب نہ جانا۔میں اپنے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ لئے صبح تک ان کا انتظار کرتا رہا۔رات بھر بھوکے بچے میرے پاؤں میں لوٹتے رہے۔وہ از خود بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنا شام کا دودھ پیا۔

اے باری تعالیٰ ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے لئے تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔

چٹان دہانہ سے تھوڑی سی ہٹ گئی مگر ابھی نکلنا ممکن نہ تھا۔

اب دوسرے شخص نے کہا:

اے اللہ ! میری ایک چچازاد بہن تھی۔لوگوں میں وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔

ایک روایت میں ہے:

Marfat.com

میں اس سے اس طرح شدید محبت کرتا تھا جس طرح مرد عورتوں سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے اسے گناہ کی دعوت دی مگر اس نے انکار کر دیا۔ پھر ایک سال اس پر مشکل آیا۔ وہ میرے پاس آئی۔ میں نے اس کو 120 دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے ساتھ تنہا ہوگی۔ اس نے یہ شرط مان لی۔ جب میں نے اس پر قابو پالیا۔

اور ایک روایت میں ہے۔

میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا۔

وہ کہنے لگی۔

اللہ ﷻ سے ڈر اور مہر کو ناحق نہ کھول۔

میں اس سے جدا ہو گیا حالانکہ وہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے جو دینار اسے دیئے وہ بھی اس سے واپس نہ لئے۔

اے باری تعالیٰ! اگر یہ سب کچھ میں نے تیری رضاء کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔

چٹان تھوڑی سی اور ہٹ گئی مگر اب بھی اس غار سے نکلنا ممکن نہ تھا۔

اب تیسرا شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا:

اے اللہ ! میں نے ایک بار مزدور لگائے۔ میں نے تمام لوگوں کو ان کی اجرت دے دی۔ صرف ایک شخص اجرت لئے بغیر چلا گیا۔

اس کی اجرت بڑھتی رہی۔ یہ بہت زیادہ مال میں تبدیل ہو گئی۔ وہ شخص ایک مدت کے بعد آیا اور کہنے لگا:

اے اللہ کے بندے! میری اجرت مجھے ادا کر۔

میں نے اسے کہا:

یہ اونٹ، گائیں، بھیڑیں، بکریاں اور غلام جو تجھے نظر آ رہے ہیں یہ سب تیرا اجر ہے۔

Marfat.com

وہ مزدور کہنے لگا:

اے بندۂ خدا! میرا مذاق نہ اڑا۔

میں نے کہا:

میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔

اس مزدور نے اپنا سارا مال لے لیا اور پیچھے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔

اے باری تعالیٰ! اگر یہ سب کچھ میں نے تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مشکل سے نجات عطا فرما۔ وہ چٹان مکمل طور پر منہ سے ہٹ گئی اور وہ چلتے ہوئے باہر نکل گئے۔

الصحیح البخاری ،الانبیاء ٥٣ حدیث ٣٤٦٥

کرامات طاعات کا ثمرہ ہوتی ہیں۔ کیا اولیاء اللہ سے اہل عنایت کے علاوہ کسی کو ایسی طاعت کی توفیق مل سکتی ہے؟

ابن الحجر اور دوسرے علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

جب طاعات سے توسل جائز ہے جو اعراض ہیں تو طاعات کرنے والی ذوات سے توسل بدرجۂ اَولیٰ جائز ہے کیونکہ یہ طاعات کے محل ہیں اور طاعات ان کی صفات ہیں۔ عرض تو بنفسہ قائم ہی نہیں ہوتی۔ یہ جوہر کی طرح نہیں ہو سکتی جو قائم بالذات ہوتا ہے۔

اور اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے۔

ان لوگوں پر تعجب ہے جو قلیل چیز میں برکت کی کرامت اور معجزہ کو ممکن سمجھتے ہیں مگر معدوم کی ایجاد کے منکر ہیں۔ حالانکہ قلیل میں برکت ڈالنے والا اور معدوم کو موجود کرنے والا اللہ ﷻ ہے۔ نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی ولی ہے۔ جیسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے خوان بنی اسرائیل پر اترتا تھا۔ یہ کُنْ فَیَکُوْنُ کے قبیل سے تھا۔ یہ نہ کسی ہاتھ نے بنایا تھا اور نہ کسی آگ نے پکایا تھا۔ نہ ہی یہ کسی قلیل چیز میں برکت تھی۔ بلکہ یہ معدوم سے موجود کا معجزہ تھا۔

Marfat.com

اسی طرح وہ رزق جو سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کو دیا جاتا تھا۔ یہ بھی معدوم سے موجود کی کرامت تھی۔ اسی طرح مکہ میں اسیری کے دنوں میں سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو انگوروں کا ملنا تھا۔ یہ تمام روایتیں اس شخص کا رد ہیں جو کہتا ہے معجزہ اور کرامت میں صرف قلیل چیز میں برکت ہوتی ہے۔ یہ کبھی بھی اِیْجَاد مِنَ الْعَدْم کے درجہ کو نہیں پہنچتی۔ اگر یہ لوگ ان افعال کو انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کو ان معجزات اور کرامات کا خالق سمجھتے ہیں، تو ایسا عقیدہ رکھنے والے مشرک ہیں۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق نہیں ہے۔ اگر وہ ان افعال کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی چیز سے بھی عاجز نہیں۔ ایجاد ہو، اعدام ہو یا قلیل چیز میں برکت ڈالنا ہو۔

یہ فیضان ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک بندوں پر رہتا ہے اور یہ کیسے نہ ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی زبان پر فرماتا ہے:

﴿ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا ط قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴾

القرآن الحکیم ال عمران ۳:۳۷

ترجمہ: یہ تمہارے لئے کہاں سے آتا ہے؟ مریم بولیں: یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس سے آتا ہے۔ بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

وہ ذات ایسا رزق جسے چاہے گی اسے ہمیشہ سے عطا فرماتی رہی ہے اور فرماتی رہے گی۔ جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مشیت اور اس کے نیک بندے رہے، اس میں نقص واقع نہیں ہوگا۔ کون اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے تصرفات میں حائل ہوسکتا ہے۔

ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمیشہ صدق اور تصدیق سے شاد کام رکھے کیونکہ یہی توفیق کی سب سے بڑی علامت ہے۔

Marfat.com

چودھویں فصل

اولیاءِ کرام کے وصال کے بعد ان کی کرامات

Marfat.com

اولیاءِ کرام کے وصال کے بعد ان کی کرامات

پچھلی فصل میں ہم نے قرآنِ حکیم اور احادیثِ طیبہ سے زندہ اولیاءِ کرام کی کرامات ذکر کی ہیں جو اہلِ توفیق وہدایت کے لئے کافی ہیں۔ اب ہم فوت شدہ اولیاءِ کرام کی کرامات ذکر کریں گے۔ بعض لوگ ان کا انکار کرتے ہیں اور زندہ اولیاءِ کرام کی کرامات کا اقرار کرتے ہیں۔ بعض لوگ زندہ اور فوت شدہ اولیاءِ کرام کی کرامات کا انکار کرتے ہیں۔ جو لوگ صرف زندہ اولیاءِ کرام کی کرامات کا اقرار کرتے ہیں وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ زندہ لوگ خود میں قوتِ حیات کی بدولت کرامت کی خلق پر قدرت رکھتے ہیں۔ موت کے بعد اس سے عاجز ہو جاتے ہیں کیونکہ قوتِ حیات ان سے جدا ہو جاتی ہے۔ اسی قوتِ حیات کی بدولت وہ خلقِ کرامت پر قادر تھے۔ یہ بعینہ شرک ہے کیونکہ انہوں نے ایجاد واعدام کے خلق کی نسبت مخلوق کی طرف کر دی۔ اھل السنۃ تو یہ سب کچھ اللہ ﷻ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اللہ ﷻ ہی نبی اور ولی کے لئے معجزہ اور کرامت پیدا کرتا ہے اور صرف ان کی تکریم، تعظیم اور تشریف کے لئے ان کرامات اور معجزات کو ان اولیاءِ کرام اور انبیاءِ عظام کی طرف منسوب فرما دیتا ہے۔ تاکہ خبیث اور طیّب، قریب اور بعید اور محبوب اور مکروہ جدا جدا ہو جائیں۔

سیدنا جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

جب احد کا معرکہ درپیش ہوا تو رات کو میرے والدِ گرامی نے مجھے بلایا اور فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ اصحابِ رسول ﷺ میں سب سے پہلے میں شہید ہو جاؤں گا۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کے بعد تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔ مجھ پر کچھ قرض ہے وہ ادا کر دینا۔ میں تجھے تیرے بھائیوں کے ساتھ اچھائی کی وصیت کرتا ہوں۔ صبح ہوئی تو وہی سب سے پہلے شہید ہوئے۔ ایک اور صحابی کے ساتھ انہیں دفن کیا گیا۔ میرا دل اس پر مطمئن نہ ہوا کہ میں ان کو کسی اور کے ساتھ مدفون چھوڑ دوں۔ 6 ماہ کے بعد میں نے ان کو

Marfat.com

نکالا۔آپ اسی کیفیت میں تھے جس کیفیت میں آپ کو قبر میں رکھا تھا سوائے کان کے نزدیک ایک چھوٹے سے نشان کے۔اب میں نے ان کے لئے ایک علیحدہ قبر بنائی۔

الصحیح البخاری ، جنائز ۷۷

اس روایت میں دو کرامتیں ہیں۔

ایک زندگی میں ہے اور وہ ان کا اطلاع دینا ہے کہ وہ اور دوسرے صحابہ کرام صبح قتل ہو جائیں گے اور میں پہلے قتل کیا جاؤں گا۔

دوسری کرامت موت کے بعد ہے کہ 6 ماہ بعد بھی جسم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

ایک گروہ کو تاجدارِ کائنات ﷺ نے ایک سریہ پر جاسوس بنا کر بھیجا تھا۔ان کے امیر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ان کی شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لئے بھڑوں کا ایک جتھہ بھیجا تھا۔ان بھڑوں نے قریش کے لوگوں سے ان کی حفاظت کی۔جب وہ ان کی پہچان کے لئے ان کے بدن کا کچھ حصہ کاٹنے کے لئے آئے۔وہ ان سے کچھ کاٹنے پر قادر نہ ہو سکے۔رات کو ایک سیلاب ان کو اُٹھا کر لے گیا۔

الصحیح البخاری ، جهاد. ۱۷۰۔ مغازی ۱۰۔۲۸

یہ بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے دوستوں کی ان کی زندگی اور موت کی بعد ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ایسا کیوں نہ ہو یہ لوگ اسے زندگی اور وصال کے بعد ساری مخلوق سے عزیز ہوتے ہیں۔

امام ترمذی ، امام حاکم ،ابن مردویه، ابن نصیر اور امام بیهقی نے دلائل النبوة میں روایت کیا ہے۔کسی صحابی نے غلطی سے ایک قبر پر خیمہ لگالیا۔ اسے یہ خبر نہ تھی کہ یہ ایک انسان کی قبر ہے۔پس اچانک اس نے سنا کہ صاحبِ قبر سورة الملک پڑھ رہا ہے۔اور اس نے اس سورت کو ختم کیا۔اس صحابی نے اس واقعہ کی تاجدارِ

Marfat.com

کائنات ﷺ کو خبر دی۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

هِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيْكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

الجامع الترمذی ، ثواب القرآن ٩ مشكوة المصابيح ، ٢١٥٤

الترغيب و الترهيب ، ٢:٣٧٧ الدر المنثور ، ٦:٢٤٦

المسند للحاكم ، حلية الاولیا ، ٣:٨١

دلائل النبوة للبيهقی، ابن مردويه ، ابن نصير ،

ترجمہ : یہ (سورت) روکنے والی ہے۔ یہ (سورت) نجات دینے والی ہے۔ یہ تجھے عذابِ قبر سے نجات دے گی۔

ابو القاسم نے کتاب الافصاح میں ارشاد فرمایا:

یہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی طرف سے تصدیق ہے کہ اہل ایمان صاحبِ قبر تلاوت کرتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے تاجدارِ کائنات ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی تو آپ نے ان کی تصدیق کی۔

میں کہتا ہوں۔

انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کے اہم ترین اوصاف سے تصدیق ہے۔ ان کی اقتداء اور متابعت ہم پر لازم ہے۔ ہمارا کوئی نقصان نہیں ہے کہ ہم تاجدارِ کائنات ﷺ کی تصدیق کی اتباع کریں اور آپ کی تکذیب کی مخالفت کریں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

ابنِ منده نے سیدنا طلحه بن عبید الله رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

میں نے جنگل میں اپنے مال کا ارادہ کیا۔ مجھے رات نے آلیا۔ میں سیدنا عبد اللہ بن عمر بن حرام رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس چلا گیا۔ میں نے انتہائی خوبصورت آواز میں انہیں تلاوت کرتے ہوئے سنا میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور

Marfat.com

اس واقعہ کی اطلاع آپ کودی۔آپ نے ارشادفرمایا:

ذٰلِکَ عَبْدُاللّٰہِ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ قَبَضَ اَرْوَاحَھُمْ فَجَعَلَھَا فِیْ قَنَادِیْلَ مِنْ زَبَرْجَدْ وَیَاقُوْتٍ ثُمَّ عَلَّقَھَا وَسْطَ الْجَنَّۃِ فَاِذَا کَانَ اللَّیْلُ رُدَّتْ اِلَیْھِمْ اَرْوَاحُھُمْ فَلَا تَزَالُ کَذَالِکَ حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ فَاِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ رُدَّتْ اَرْوَاحُھُمْ اِلٰی مَکَانِھَا الَّذِیْ کَانُوْا فِیْہِ.

ترجمہ : وہ عبداللہ ہیں۔تمہیں خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھا ہے۔پھران کو جنت کے درمیا لٹکا دیا ہے۔جب رات ہوتی ہے تو ان کی روحیں لوٹا دی جاتی ہیں۔طلوعِ فجر تک وہاں رہتی ہیں۔جب فجر طلوع ہو جاتی تو جس جگہ تھیں وہاں واپس چلی جاتی ہیں۔

اس روایت میں بھی وصال کے بعد صالحین کی کرامت کی تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تصدیق ہے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْد

اس سے اھل السنۃ کی خوشی میں اضافہ ہوتا ہے اور منکرین کی رسوائی میں۔

امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

آپ نے فرمایا:

اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے ہم نے ثابت البنانی کو لحد میں اتارا۔حمید الطویل بھی میرے ساتھ تھے۔جب ہم قبر برابر کر چکے تو ایک اینٹ گر گئی۔پس اچانک ہم نے دیکھا وہ قبر میں نماز ادا کر رہے تھے اور وہ دعا میں فرمایا کرتے تھے:

اے اللہ تعالیٰ اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز کرنے کی توفیق دی تو مجھے ضرور عطا کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو رد نہیں فرمایا۔

حلیۃ الاولیاء،

Marfat.com

یہ کرامت انبیاءِ کرام کے قبر کے اندر نماز ادا کرنے سے ملحق ہے۔ جو چیز کسی نبی کے لئے معجزۃً جائز ہو وہی چیز ولی سے کرامتاً بھی ممکن ہے۔

جبیر اور حمید اس روایت کے راوی ہیں اور ان کی توثیق پر تمام اھل السنن کا اجماع ہے۔ ابو نعیم نے ہی حلیۃ الاولیاء میں ابراھیم بن عبد الصمد بن مھدی سے روایت کیا ہے۔ مجھ سے ان لوگوں نے بیان کیا جو سحری کے وقت قلعوں کے قریب سے گذرتے تھے۔

جب ہم ثابت البنانی کی قبر کے قریب سے گذرتے تو ہم قرآن سنتے۔

ابنِ مندہ نے روایت کیا ہے۔

صاحبِ ایمان کو قبر کے اندر مصحف دیا جاتا ہے۔ وہ اس سے تلاوت کرتا ہے۔

امام سھیلی نے بعض صحابہ سے دلائل النبوہ میں روایت کیا ہے۔

ایک جگہ ایک قبر پر حاضر ہوئے۔ قبر کا ایک تختہ کھلا۔ انہوں نے دیکھا کہ قبر میں ایک شخص پلنگ پر بیٹھا ہے۔ اس کے سامنے قرآنِ حکیم ہے اور وہ تلاوت کر رہا ہے۔ اس کے سامنے ایک سبز باغ ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ شخص شہدا میں سے ہے۔

یہ بات ثابت ہے کہ سیدنا یحی علیہ السلام نے ذبح ہونے کے بعد گفتگو کی۔

اور حبیب نجار نے جب کہا:

یَا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ..... آیت کے آخر تک

سیدنا جعفر بن الطیار رضی اللہ عنہ نے پڑھا:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴾

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

﴿ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَنْقَلِبُوْنَ ﴾

جب سیدنا زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ وصال کے بعد ان کے منہ سے کپڑا ہٹایا۔ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ وَ خَاتَمُ النَّبِیّنَ ذَالِکَ فِی الْکِتَابِ الْاَوَّلِ

پھر فرمایا:

صَدَقَ صَدَقَ

پھر انہوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا۔

پھر عرض کی:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔

پھر دوبارہ فوت ہو گئے۔

شامی ثقات لوگوں نے نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے۔

کوفی ثقات لوگوں نے یزید بن نعمان بن بشیر عن ابیہ روایت کیا ہے۔

یحی بن سعید الانصاری نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح ابن عبد البر نے الاستیعاب میں نقل کیا ہے۔ پھر کہا۔

یحی بن سعید نے کہا۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا:

بنو حطمہ کا ایک شخص فوت ہوا۔ اسے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ اس کے سینے سے گرگراہٹ کی آواز آئی پھر اس نے گفتگو کی اور کہا:

بے شک بنو الحارث بن الخزرج کے بھائیوں نے سچ کہا۔

یعنی زید بن خارج جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ ان کا وصال سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا تھا۔

ابنِ عبدِ البر نے ہی کہا۔ اسی طرح کا واقعہ ربعی بن حراش کے بھائیوں سے پیش آیا۔

انہوں نے کہا:

ہمیں محمد بن عبد اللّٰہ بن محمد بن عبد المؤمن نے خبر دی۔

Marfat.com

انہوں نے کہا: ہم سے اسماعیل بن محمد بن عبد المؤمن نے بیان کیا ہے۔

انہوں نے کہا: ہم سے اسمعیل قاضی نے بیان کیا ہے۔

انہوں نے کہا: ہم سے علیؓ بن المدینی نے بیان کیا۔

انہوں نے کہا: ہم سے سفیان بن عُیَیْنَہ نے بیان کیا۔

انہوں نے کہا: میں نے عبدالملک بن عمیر کو کہتے سنا۔

مجھ سے ربعی بن حراش نے بیان کیا کہ

میرے بھائی فوت ہوئے۔ وہ ہم سے لمبی نماز پڑھتے تھے اور گرمیوں میں زیادہ روزے رکھتے تھے۔ ہم نے ان کو ڈھانپ دیا اور ان کے پاس بیٹھ گئے۔ ہم اسی طرح تھے کہ اچانک اس نے اپنے چہرہ سے کپڑا ہٹایا پھر کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

میں نے کہا:

سُبْحَانَ اللّٰہ! کیا موت کے بعد؟

اس نے کہا:

بے شک میں اپنے رب سے ملا۔ وہ مجھے روح اور ریحان کے ساتھ ملا۔ وہ ناراض نہیں تھا۔ اس نے مجھے سبز سندس اور استبرق کے کپڑے پہنائے۔ مجھے جلدی سے اللہ ﷻ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں لے جاؤ۔ بے شک اس نے قسم اٹھائی کہ وہ ہرگز انہیں پائے بغیر نہیں ٹلے گا۔ بے شک جس امر کی طرف تم جا رہے ہو وہ ہلکا ہے۔ پس دھوکے میں نہ پڑھنا۔ پھر اللہ ﷻ کی قسم! گویا ان کا بدن ایک کنکر تھا جو تھال میں گر پڑا۔

علی ابن المدینی نے کہا:

یہ حدیث عبد الملک بن عمیر سے بہت لوگوں نے بیان کی ہے۔ ان میں جریر بن عبد الحمید اور زکریا بن یحی بن عمارہ بھی ہیں۔

Marfat.com

علی نے کہا: حمید بن ھلال نے اسے ربیع بن الحراش سے روایت کیا ہے۔ جیسے اسے عبدالملک بن عمیر نے روایت کیا ہے۔ اسے حمید بن ھلال ایوب السختیانی اور عبداللّٰہ بن عون نے بھی روایت کیا ہے۔ اور علی نے تمام احادیث ذکر کیں۔

سیدنا ثابت بن قیس بن شماس جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ جب یہ قبر میں داخل ہوئے تو لوگوں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ عُمَرُ الشَّهِيْدُ عُثْمَانُ الْبِرُّ الرَّحِيْم

اسے دیارِ یمنیہ کے محدث عماد الدین یحی بن ابی بکر العامری، صاحب الریاضة المستطابه نے روایت کیا ہے۔

استاذ ابو سعید الواعظ نے فرمایا:

ہمیں ابو سھل بشر بن احمد بن بشر بن جابر نے خبر دی۔

انہوں نے کہا: مجھ سے عطا خراسانی نے بیان کیا۔

انہوں نے فرمایا:

جنگِ یمامہ کے دن ثابت بن قیس بن شماس، خالد بن ولید کے ساتھ مُسَیْلَمَه کذاب کی طرف نکلے۔ جب جنگ ہوئی تو یہ منکشف ہو گئے۔

ثابت اور سالم مولی حذیفه نے کہا:

یہ کیا ہے؟ ہم تاجدارِ کائنات ﷺ کے دور میں جنگ کرتے تھے۔ پھر ان دونوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک گڑھا کھودا۔ اس میں اتر گئے، لڑتے رہے حتی کہ یہ دونوں شہید ہو گئے۔ اس دن سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ پر ایک خوبصورت زرہ تھی۔ ایک مسلمان ان کے قریب سے گذرا۔ اس نے اس زرہ کو پکڑ لیا۔ ایک مسلمان شخص سو رہا تھا۔ جب اس کے پاس (خواب میں) ثابت بن قیس تشریف لائے اور فرمایا:

Marfat.com

میں تجھے ایک وصیت کر رہا ہوں۔اسے یاد رکھنا۔اسے خواب سمجھ کر بھلا نہ دینا۔ کل جب میں شہید ہوا تو ایک مسلمان شخص میرے قریب سے گذرا اور اس نے میری زرہ اتار لی۔اس شخص کی جائے قیام لوگوں کے آخری کنارے پر ہے۔اس کے خیمے کے قریب ایک گھوڑا بندھا ہوا ہے۔اس نے زرہ پر پتھر کی ہانڈی ڈال رکھی ہے۔پتھر کی ہانڈی کے اوپر کجاوہ ہے۔تم خالد بن ولید کے پاس جاؤ۔ان سے کہو کہ وہ کسی کو بھیجیں اور میری زرہ لے لیں اور جب تم مدینہ طیبہ میں تاجدارِ کائنات ﷺ کے خلیفہ کے پاس پہنچو۔تو انہیں بتاؤ کہ فلاں فلاں شخص کا مجھ پر اس قدر قرض ہے۔اور میرا فلاں فلاں غلام آزاد ہے۔ یہ شخص خالد بن ولید کے پاس گیا اور اس کو بتایا۔خالد بن ولید نے ایک شخص کو بھیجا اور زرہ منگوالی۔ مدینہ طیبہ جا کر یہ خواب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سنائی۔آپ نے ان کی وصیت کو جاری فرما دیا۔ہم نہیں جانتے کہ ثابت بن قیس کے علاوہ کسی کی وصیت کو ان کی موت کے بعد جاری کیا گیا ہو

سید علامہ عیسٰی بن لطف اللّٰہ بن الامام المطہر بن الامام شرف الدین نے تاریخ روح الروح فی المغازی والفتوح میں ایک حادثہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ حادثہ ان کے قریبی زمانہ 917 ہجری میں ظہور پذیر ہوا. ملک عامر بن عبد الوھاب کا یمن میں ایک ہاتھی و، اس کا سائیس تھا۔یہ سائیس اس ہاتھی کے ساتھ بستیوں میں گھومتا تھا اور بستی والوں سے اپنی اور ہاتھی کی کفایت وصول کرتا تھا۔ایک دن یہ سائیس جبل حبشی کے قریب الرکز کی بستی میں پہنچا۔اس بستی کے ایک درویش جو شیخ احمد بن علوان کے فقراء سے تھا،اس سے اپنی اور ہاتھی کی کفایت طلب کی۔

اس درویش نے کہا: میں ایک فقیر شخص ہوں۔میرے پاس تمہاری کفایت نہیں ہے۔

سائیس نے ہاتھی کو اس فقیر پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا۔ہاتھی نے ارادہ کیا کہ اس فقیر کو پکڑ لے لوگ دیکھ رہے تھے کہ اچانک اس ہاتھی کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔

Marfat.com

ہاتھی آہستہ آہستہ زمین میں دھنسنا شروع ہوگیا۔ ہاتھی چلا رہا تھا۔کوئی شخص بھی اس ڈوبتے ہوئے ہاتھی کو بچانہ سکا۔ ہاتھی کا سارا بدن ڈوب گیا۔لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔وہ ڈوبتا رہا حتی کہ وہ نظروں سے غائب ہوگیا۔لوگ اس سارے حادثہ کو دیکھ رہے تھے۔یہ شیخ احمد بن علوان کی کرامت ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ان سے نفع عطا فرمائے۔ان کا وصال 665 ہجری میں ہوا اور یہ واقعہ 917 ہجری میں لوگوں کے سامنے ہوا۔اسے سید عیسیٰ مذکور نے درج کیا ہے حالانکہ یہ اولیاء کرام کی کرامات کے معتقد نہیں ہیں۔لیکن چونکہ یہ کرامت تھی لوگوں کی موجودگی میں ظہور پذیر ہوئی۔ان کے زمانہ میں واقع ہوئی۔ یہ اس سال کے عجیب ترین حادثات سے ہے جن کو انہوں نے اپنی کتاب روح الروح کا مبداء تاریخ بنایا ہے۔900 ہجری سے لے کر ان کی آخری عمر تقریباً 110 ہجری تک۔

اس کرامت کو خلف، سلف سے تواتر کے ساتھ نقل کرتے آئے ہیں۔موافق اور مخالف سبھی نے اس کا اقرار کیا ہے۔آج بھی اس جگہ سوراخ کا نشان موجود ہے۔طبقات اور تاریخ میں جن اولیاء کرام کو مدون کیا ہے ہم نے ان کی کرامات کو ذکر نہیں کیا۔کیونکہ ان کے مدونین کا کرامات کے ظہور پر اعتقاد ہے اور مخالف کے لئے یہ تسلی بخش نہیں ہے۔اس کرامت کے منکرین کے گھر کے ایک شخص نے بیان کیا ہے۔جو خصوصا اولیاء کرام کی بعد از وصال کرامات کا اعتقاد نہیں رکھتے۔اس لئے ان کے کلام سے استشہاد کرتے ہوئے ہم نے اس کرامت کو بیان کیا ہے۔یہ یقیناً منکرین کے خلاف حجت ہے۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے۔

سلف صالح سے وارد ہوا ہے۔ ابن مندہ نے عاصم السقطی سے بیان کیا ہے۔ہم نے بلخ میں ایک قبر کھودی۔ایک دوسری قبر میں سوراخ ہوگیا۔ہم نے دیکھا کہ وہاں ایک بزرگ قبلہ رو تشریف فرما ہیں۔ان کے اوپر سبز رنگ کی چادر ہے۔ان کا ماحول بھی سبز ہے اور ان کی گود میں قرآنِ حکیم پڑا ہے۔

ابن مندہ نے ہی ایک گورکن ابو النضر النیشابوری سے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

ایک نیک اور متقی شخص تھے انہوں نے بیان فرمایا:

میں نے ایک قبر کھودی۔ اس قبر میں ایک دوسری قبر کھل گئی۔ میں نے دیکھا کہ اس قبر میں ایک خوش لباس، خوب رو، عطر بیز نوجوان چار زانو بیٹھا ہے۔ اس کی گود میں قرآن حکیم ہے۔ یہ انتہائی خوبصورتی سے لکھا ہوا ہے۔ میں نے زندگی میں ایسی کتابت نہیں دیکھی اور یہ نوجوان قرآنِ حکیم کی تلاوت کر رہا ہے۔ نوجوان نے میری طرف دیکھا تو پوچھا: کیا قیامت قائم ہوگئی ہے۔

میں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: پھر اس مٹی کو اپنی جگہ لگا دو۔

امام جلال الدین السیوطی نے احوالِ برزخ سے متعلقہ اپنی کتاب بُشْرَی الْکَئِیْب بِلِقَاءِ الْحَبِیْب میں ایک فصل قائم کی ہے۔ ذِکْرُ قِرَاءَۃِ الْمَوْتٰی فِیْ قُبُوْرِھِمْ

اس فصل میں آپ نے ان حکایات کو ذکر کیا ہے جن کو امام یافعی نے اپنی کتاب روض الریاحین میں حکایت کیا ہے۔ ان روایات کو ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے۔ طوالت کے خوف سے ان کے ذکر کی حاجت نہیں ہے۔

بے شک میں نے احادیث کے بعد سلف کی چند حکایات ذکر کی ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ، ان کے صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، سلف وخلف اسی اعتقاد پر تھے۔ اس راہ سے وہی شخص جدا ہوا جس کی بصیرت کو اللہ ﷻ نے اپنی نشانیاں دیکھنے سے اندھا کر دیا ہے۔ انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام اللہ ﷻ کی بڑی نشانیوں سے ہیں۔ جو ان سے اندھا ہو گیا۔ یقیناً اس کے برے عمل کو شیطان نے اس کے لئے بنا سنوار دیا ہے۔ اس لئے وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھا عمل کر رہے ہیں۔

امام جلال الدین السیوطی نے ایک تالیف میں ان تمام لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اپنے وصال کے بعد کلام کیا ہے۔ یہ صحابہ بھی ہیں اور غیرِ صحابہ بھی۔ وہ اولیاءِ

Marfat.com

کرام کے وصال کے بعد کی کرامات ہیں۔ جس شخص کو اللہ ﷻ اس کی زندگی میں کرامت سے نوازتا ہے۔ وہ اپنے وصال کے بعد اس کا زیادہ حقدار ہوتا ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اس کا وصال اسی عطا پر ہوا ہے جس سے اللہ ﷻ نے اسے زندگی میں اور وصال کے بعد بھی مشرف فرمایا ہے۔ اس لئے بھی کہ وصال کے بعد بندہ دارالجزاء میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اور دارلجزاء کرامت کے ظہور میں زیادہ احق ہے۔ اس لئے بھی کہ ساحر اور کاہن ممتاز ہو جائیں کیونکہ ان کی زندگی میں ان کے سامنے خوارق کا ظہور ہوتا ہے۔ لیکن ان کی موت کے بعد یہ مضمحل ہو جاتے ہیں۔ معجزہ اور کرامت اللہ ﷻ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اللہ ﷻ ہمیشہ باقی ہے اس لئے معجزہ اور کرامت بھی نبی اور ولی کے لئے باقی رہتے ہیں۔ صالحین کی زندگی بھی عام لوگوں سے مختلف ہے اور ان کی موت بھی عام لوگوں سے مختلف ہے۔

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ط سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الجاثیه ۲۱:٤٥

ترجمہ : کیا ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان (دونوں) کا جینا مرنا برابر ہو جائے بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

اللہ ﷻ نے مخالفین کی ناک خاک آلودہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ..... ﴾

القرآن الحکیم یونس ۱۰:٦٤

ترجمہ : انہیں کے لئے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں بشارت ہے۔ اللہ ﷻ کی باتیں نہیں بدلتیں

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۞ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ

Marfat.com

الدُّنیَا وَفی الْاٰخِرَةِ ﴾

القرآن الحکیم حٰمٓ السجدة ۴۱:۳۱:۳۰

ترجمہ : بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ﷻ ہے پھر وہ اس قول پر پختگی سے قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور انہیں کہتے ہیں) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو تمہیں جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں۔

قبر آخرت کی منازل سے پہلی منزل ہے۔ ان اولیاءِ کرام کے لئے خوش خبری جاری وساری ہے دنیا کی زندگی میں، موت کے وقت، برزخ میں، بعث کے وقت اور جنت میں داخل ہوتے وقت۔

انبیاءِ کرام اور اولیاء کی تعظیم کی فصل میں مَیں نے نقول کا احاطہ کیا ہے وہاں رجوع کریں۔ میں نے قرآنِ حکیم اور احادیث سے کافی صریح نصوص ذکر کی ہیں تا کہ منکرین کی حجت ختم ہو جائے اور جاہل کو معلوم ہو جائے کہ اولیاء کرام کی کرامات کے سلسلہ میں اھل السنہ کا اعتقاد صحیح ہے اور منکرین کا اعتقاد باطل ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر قیامت تک اولیاء کرام کی کرامات بہت ہی زیادہ ہیں۔ یہ اس وقت تک رہیں گی جب تک اولیاء اللہ سے زمین خالی نہیں ہو جاتی۔ قیامت کے روز اللہ ﷻ انبیاء کرام اور فرشتوں کے ساتھ انہیں شفاعت کرنے کا شرف دے گا۔

﴿ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ..... ﴾

القرآن الحکیم یونس ۱۰:۶۴

ترجمہ : انہیں کے لئے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں بشارت ہے۔ اللہ ﷻ کی باتیں نہیں بدلتیں

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ اَلْاَنْبِيَاءُ وَالْعُلَمَاءُ وَالشُّهَدَاءُ.

ابن ماجه ، زهد ٣٧

ترجمہ : قیامت کے دن تین لوگ شفاعت فرمائیں گے۔انبیاء کرام،اولیائے کرام اور شہداء کرام۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَشْفَعُ الشَّهِيْدُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ.

ابو داؤد ، جهاد ٢٦

ترجمہ : شہید اپنے گھر والوں سے 70 لوگوں کے لئے شفاعت کرے گا۔

شفاعت میں انبیاء عظام کے بعد علماءِ کرام ہوں گے اور علماء کے بعد شہداء ہوں گے۔

پہلے ذکر گزر چکا ہے کہ علماء سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور تاجدارِ کائنات ﷺ کے ہاں کون مراد ہوتے ہیں امام بخاری ،امام مسلم اور دوسرے محدثین نے ایک لمبی حدیث ذکر کی ہے۔

پھر جہنم پر پل بچھا دیا جائے گا اور شفاعت کھول دی جائے گی۔

انبیاءِ کرام عرض کریں گے:

اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ

ترجمہ : اے ہمارے پروردگار! سلامتی عطا فرما۔سلامتی عطا فرما .....

اہلِ ایمان ،آنکھ جھپکنے میں ،بجلی کی طرح ،آندھی کی طرح ، پرندوں کی طرح ، تیز رفتار اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کی طرح اور بعض اونٹوں کی طرح گزر جائیں گے۔یہ سب صحیح سلامت پار پہنچ جائیں گے،اور بعض مسلمان کانٹوں سے الجھتے ہوئے پار پہنچ جائیں گے۔ اور بعض مسلمان کانٹوں سے زخمی ہو کر جہنم میں گر جائیں گے۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو اہل ایمان جہنم سے خلاصی حاصل کرلیں گے وہ

Marfat.com

اپنے حق کو استعمال کرتے ہوئے اپنے ان مسلمان بھائیوں کو جو جہنم میں پڑے ہوں گے جہنم سے چھڑانے کے لئے ایسا جھگڑا کریں گے جیسا جھگڑا کوئی شخص اپنا حق مانگنے کے لئے بھی نہیں کرتا۔

یہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! یہ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے۔ یہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، یہ ہمارے ساتھ حج کرتے تھے۔

ان سے کہا جائے گا: جن کو تم پہچانتے ہو ان کو نکال لو یہ ایسے بہت سے لوگوں کو نکال لیں گے جن کی نصف پنڈلیوں تک اور گھٹنوں تک جہنم کی آگ پہنچ چکی ہوگی۔

یہ پھر عرض کریں گے:

اے ہمارے پروردگار! جن کا تو نے فرمایا تھا ان میں سے کوئی بھی جہنم میں باقی نہیں رہا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا: لوٹ جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے، اس کو بھی نکال لو۔

یہ پھر بہت سے لوگوں کو جہنم سے نکال لیں گے۔

پھر عرض کریں گے:

اے ہمارے پروردگار! جن کا ہمیں تو نے حکم دیا تھا۔ ان میں سے ہم نے کسی کو بھی جہنم میں نہیں چھوڑا۔

پھر ان سے کہا جائے گا:

لوٹ جاؤ اور جس کے دل میں نصف دینار کے برابر بھی خیر ہے، اسے بھی نکال لو۔ یہ پھر بہت سے لوگوں کو نکال لیں گے۔

پھر عرض کریں گے:

اے ہمارے پروردگار! جن کا ہمیں تو نے حکم دیا تھا۔ ان میں سے ہم نے کسی کو بھی جہنم میں نہیں چھوڑا۔

Marfat.com

پھران سے کہا جائے گا:

لوٹ جاؤ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہو، اسے بھی نکال لو۔ یہ پھر بہت سے لوگوں کو نکال لیں گے۔

پھر عرض کریں گے:

اے ہمارے پروردگار! جن کا ہمیں تو نے حکم دیا تھا۔ ان میں سے ہم نے کسی کو بھی جہنم میں نہیں چھوڑا۔

الصحیح للمُسلم ، ایمان ، اثبات رؤیة المؤمنین فی الاخرة لربهم ٣٦٢

الصحیح البخاری ، توحید ٢٤

ہمارے ان منکر بھائیوں کو (اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے) دیکھنا چاہیئے کہ کس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اولیاء کرام کے ہاتھوں پر خیر رکھی ہے تا کہ وہ اس کرامت اور انتخاب کے ذریعے دوسروں سے ممتاز ہو جائیں۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اہل ایمان بندوں جو جہنم میں ہوں گے کے درمیان آتے جاتے رہیں گے۔ بالآخر ایک بھی مومن کو جہنم میں نہیں چھوڑیں گے۔ یہ سب سے بڑی کرامت ہے جس کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو مشرف فرمایا ہے۔ وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ کسی واسطہ کے بغیر ہی اپنے گناہ گار بندوں کو جہنم سے نکال لے۔ اس سے مقصود صرف اپنے اولیاءِ کرام کی کرامت کا اظہار ہے تا کہ وہ لوگ جان لیں جو پہلے نہیں جانتے تھے اور ان کی قدر ومنزلت نہیں پہچانتے تھے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اپنے اولیاء کے ساتھ دنیا اور آخرت میں کس قدر بڑی عنایت ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا:

شَفَعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ شَفَعَ النَّبِيُّوْنَ وَ شَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

الصحیح للمسلم ، ایمان ٣٠٢ مسند احمد بن حنبل ، ٣:٩٤

ترجمہ: فرشتوں نے شفاعت کی، انبیاء کرام نے شفاعت کی، اہل ایمان نے شفاعت

Marfat.com

کی۔اب صرف اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن ہی باقی ہے۔

پھر اللہ ﷻ جہنم سے ایک قبضہ بھرے گا۔ایسے لوگوں کو نکالے گا جنہوں نے کبھی خیر کو جانا ہی نہیں۔ یہ کوئلے بن چکے ہوں گے۔اللہ ﷻ ان کو جنت کے دہانوں پر بہنے والی ایک نہر میں پھینک دے گا اس نہر کا نام زندگی کی نہر ہے۔یہ اس نہر سے اس طرح نکلیں گے جس طرح زرخیز سیلاب کی مٹی سے بیج سے سبزیوں کے خوشے پھوٹتے ہیں۔کیا آپ پتھر کی طرف اور درخت کی طرف نہیں دیکھتے کہ سورج کی طرف پیلے اور سبز ہوتے ہیں اور سایہ کی طرف سفید ہوتے ہیں۔

انہوں نے عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ! ایسا لگتے ہے کہ آپ دیہاتوں میں غلہ بانی کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وہ سفید موتیوں کی طرح باہر نکلیں گے۔ان کی گردنوں میں مہریں ہوں گی۔جنت والے ان کو پہچان جائیں گے کہ یہ اللہ ﷻ کے آزاد کردہ ہیں۔جن کو اللہ ﷻ نے بغیر کسی عمل اور اچھائی کے جنت میں داخل کیا ہے۔اب اللہ ﷻ ان سے فرمائے گا۔جنت میں داخل ہو جاؤ۔جو کچھ تمہیں نظر آرہا ہے یہ سب کچھ تمہارا ہے۔

یہ عرض کریں گے:

اے ہمارے رب! تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا ہے جو سارے جہانوں میں اور کسی کو بھی عطا نہیں کیا۔

اللہ ﷻ فرمائے گا: میرے پاس اس سے بھی افضل ہے۔

یہ عرض کریں گے: اس سے افضل کیا ہے؟

اللہ ﷻ فرمائے گا: میں تم پر راضی ہو گیا ہوں۔اب تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

یہ قرآنِ حکیم اور احادیث طیبہ میں وارد دلائل سے چند ایک ہیں جن میں اللہ ﷻ کے ہاں ان کی وجاہت، قدر و منزلت، قرب اور خصوصیت کا بیان ہے۔ان کے

Marfat.com

لئے ہی دنیا اور آخرت میں خوش خبری ہے۔ قیامت کے دن ان کے ہاتھوں پر ہی شفاعت واقع ہوگی۔ ان دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے بعد بھی ان کی عظمتوں کو جو نہیں مانتا وہ فہم سے محروم ہے۔ وہ ایسا شخص ہے جو نصف النہار کے وقت سورج کے وجود کا انکار کرے۔ لوگ اس پر ہنس رہے ہوں اور اسے اس کی کوئی پرواہ نہ ہو۔

جو شخص شفاعت کا انکار کرتا ہے میں اسے اس چیز کی بشارت دیتا ہوں جس کی تاجدارِ کائنات ﷺ نے بشارت دی ہے۔

ابنِ منیع نے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِهَا لَمْ یَکُنْ مِنْ اَهْلِهَا.

ابن منیع ،

ترجمہ : قیامت کے دن شفاعت میرا حق ہے اس کا وہی انکار کرے گا جو اس کا اہل نہیں ہے۔

علماءِ کرام نے اس حدیث کو متواتر شمار کیا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ وضاحت کردوں تا کہ وہ لوگ جان لیں جو اس کو نہیں جانتے۔ جو لوگ اس کے خلاف عقائد رکھتے ہیں وہ اپنی اصلاح کرلیں اور لوگ اِدھر اُدھر سے مسلمانوں پر سختیاں سمجھ جائیں اور اس شدت میں حق ان پر واضح ہو جائے اور ان کے اس بھاری روندنے کو وہ ہلکا محسوس کریں تا کہ ان کے ساتھ ایمان والوں کا ایمان زیادہ ہو جائے۔ بے شک یہ نور ہے۔

﴿ یَهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾

القرآن الحکیم المائدہ ۵: ۱۶

ترجمہ : اللہ ﷻ اس کے ذریعے انہیں سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی خوشنودی کی پیروی کرتے ہیں اور انہیں اپنی توفیق سے تاریکیوں سے اجالے کی طرف نکالتا ہے اور

Marfat.com

انہیں راہ راست دکھاتا ہے۔

اولیاءِ کرام کے فضائل ،کلام ،اور کرامات پر تاریخ ،طبقات اور تراجم رجال کی بہت سی کتابیں ہیں ۔ یہ چیزیں علم ضروری کی مانند ہوگئی ہیں ۔ہم نے اپنی اس مختصر سی زندگی میں اولیاء کرام کی زندگی اور وصال کے بعد جن کرامات کو جانا اگر ان کو جمع کریں تو کلام بہت ہی لمبا ہو اور بہت سے دفاتر ختم ہو جائیں۔

میرا ارادہ صرف نصوصِ قرآنیہ اور نبویہ پر اکتفاء اور منکرین پر حجت قائم کرنا تھا۔ اس لئے میں نے اختصار کے پیش نظر ان کرامات سے بھی چشم پوشی کی ہے جن کو میں نے اپنے آنکھوں سے دیکھا ہے اور میرے ساتھ بہت سے عوام نے دیکھا ہے۔ صاحبِ توفیق اور ہدایت کے لئے اسی میں کفایت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے۔

Marfat.com

پندرھویں فصل

تصدیق اصلِ ایمان ھے

Marfat.com

تصدیق اصلِ ایمان ھے

اللہ ﷻ کی آیات کی تصدیق بالعموم اوران سے انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کی بالخصوص اسی کا نصیب ہوتا ہے اللہ ﷻ نے جس کا اپنے گروہ میں رکھنے کے لئے انتخاب کر لیا ہو۔ وہ لوگ جو اللہ ﷻ اور اس کی توفیق سے دور ہیں یہ تصدیق ان کے لئے مشکل ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یہود پر یہ امر مشکل ہوگیا کہ وہ ایمان لائیں کہ سیدنا عیسی بن مریم علیہ السلام، روح الامین سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی پھونک سے معرضِ وجود میں آئے۔ کیونکہ ان سے پہلے عادتاً ایسا واقعہ نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے سیدنا عیسٰی علیہ السلام کو معاذ اللہ زنا کی طرف منسوب کیا اور اللہ ﷻ سے دور ہو گئے۔ اللہ ﷻ نے سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی تعریف کی کہ انہوں نے اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی۔

ارشاد فرمایا: سیدہ مریم رضی اللہ عنہا قَانِتِیْن میں سے ہیں۔

اللہ ﷻ نے اپنے نبی سیدنا زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری دی جن کی سب سے بڑی یہ صفت بیان کی کہ وہ اللہ ﷻ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ لا اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْیٰ مُصَدِّقًام بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾

القرآن الحکیم آل عمران ۳:۳۹

ترجمہ: پھر ان کو فرشتوں نے آواز دی جب کہ وہ (اپنی) عبادت گاہ میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ بے شک اللہ ﷻ آپ کو یحیٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ ﷻ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔ اور سردار ہوگا اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور صالحین سے نبی ہوگا۔

اللہ ﷻ نے سیادت، حصورت اور نبوت سے پہلے سیدنا یحیٰ علیہ السلام کا پہلا

Marfat.com

وصف یہ بیان کیا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ تصدیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فیوضات میں سے ایک فیض ہے اور اس کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ اس کی توفیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسی کو دیتا ہے، جسے وہ چاہتا ہے۔

تکذیب کرنے والے نبی یا ولی کی کیسے تکذیب کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف بڑھتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس کی راہ بتاتے ہیں۔ اس کے امر کو قائم کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ماسوا کے دشمن ہوتے ہیں۔ جس طرح سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے کہا:

﴿ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾

القرآن الحکیم الشعراء ۲٦:۷۷

ترجمہ: بے شک وہ سب رب العلمین کے علاوہ میرے دشمن ہیں۔

اپنے نفس سے بھی دشمنی کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے اس سے جہاد کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی خواہشات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مراد کے تابع ہو جاتی ہیں اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس کی یاد اور اس کی خوشنودی سے غافل نہیں ہوتے۔ وہ ظلم کرنے والوں، جادوگروں، کاہنوں، نجومیوں اور ان فلسفیوں کے دشمن ہوتے ہیں جو ہر چیز پر اپنی عقلوں سے حکم لگاتے ہیں۔

اس بات سے بچنا چاہیئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات، اس کی مقدورات یا اس کی بعض معلومات کے ادراک پر عقلوں کو حاکم بنایا جائے۔ اسی لئے بالغیب تصدیق اور ایمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نور میں سے ایک نور ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسولوں اور ولیوں کی تصدیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تصدیق ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سب سے بڑی آیات ہیں۔ ان کے ہاتھوں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ وہ خلقاً اور ایجاداً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہوتیں ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی خرقِ عادت پر قادر نہیں ہے۔ ان کی تکذیب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تکذیب ہوتی ہے۔ بے شک یہ لوگ

Marfat.com

دعوی نہیں کرتے کہ ان کو قدرت حاصل ہے۔ ان سے جو بھی نشانی ظاہر ہوتی ہے اسے وہ اللہ ﷻ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تکذیب کرنے والے ان کی کیسے تکذیب کرتے ہیں۔ جو ایسا کرے گا یقیناً وہ راہِ راست بھٹکا ہوا ہے۔

اللہ ﷻ نے تاجدارِ کائنات ﷺ کو جھٹلانے والوں سے اس طرح تسلی دی۔

﴿.....فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾

القرآن الحکیم الانعام ۶:۳۳

ترجمہ: وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم (دراصل) اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

اگر یہ تصدیق نہ ہوتی کہ اللہ ﷻ نے عالمِ ارواح میں تمام بنو آدم سے خود پر ایمان لانے کا پختہ وعدہ لیا ہے۔ تو کبھی بھی ہماری عقلیں اس کا ادراک نہ کر سکتیں اور عقلیں اس کا ادراک سوائے ایمان بالغیب کی جہت کے کیسے کر سکتی ہیں؟

تصدیق اللہ ﷻ کی بارگاہ میں پہنچانے والی ہے۔ عقلیں جس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔

﴿ وَ مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ج وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَ قَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

القرآن الحکیم الحدید ۵۷:۸

ترجمہ: آخر تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ (اس کا) رسول تمہیں دعوت دے رہا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور اللہ ﷻ تم سے وعدہ بھی کر چکا ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔

یعنی اس نے عالمِ ارواح میں ایمان لانے کا پختہ وعدہ لیا اگر تم اس پر ایمان لانے والے ہو۔

اگر تصدیق نہ ہوتی تو ہم شہداء کی زندگی، انبیاء کی زندگی اور تاجدارِ کائنات

Marfat.com

ﷺ کی زندگی پر کیسے ایمان لاتے۔ کیونکہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے اور زندہ شخص دیکھا جاتا ہے۔ اگر ہم سے پردہ اُٹھ جائے اور ہم ان کو دیکھ لیں تو ایمان بالغیب ختم ہو جائے۔

اگر تصدیق نہ ہوتی اور دلائل نظریہ سے اخذ نہ ہوتا تو ہم اللہ ﷻ کے وجود پر بھی ایمان نہ لاتے کیونکہ وہ بھی غیب ہے۔ تصدیق اہل عنایت کو ہی حاصل ہوتی ہے۔ جن کے بارے میں اللہ ﷻ نے اپنے علم ازلی کے مطابق لکھ دیا ہے کہ وہ مصطفین میں سے ہیں۔ اہلِ اصطفاء کے مختلف مراتب ہیں۔ امتِ مصطفیٰ کے تمام افراد کو اللہ ﷻ نے منتخب کیا ہے۔

اس لئے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ج فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج ﴾

القرآن الحکیم فاطر ۳۵:۳۲

ترجمہ : پھر ہم نے اس کتاب کا ان کو وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں سے چن لیا تھا۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں۔

یہ لوگ امتِ مصطفیٰ ہیں اور یہ کتاب قرآنِ حکیم ہے۔

﴿ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ج وَ مِنْهُمْ سَابِقٌ م بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ..... ﴾

القرآن الحکیم فاطر ۳۵:۳۲

ترجمہ : اور بعض درمیانہ رو ہیں۔ اور بعض اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔

پہلا طبقہ گناہ گاروں کا ہے۔ دوسرا طبقہ ان لوگوں کا جن کے گناہوں پر ان کی نیکیاں غالب ہیں تیسرا طبقہ صدیقین کا ہے۔ یہ اہلِ سبقت ہیں۔ یہی اہلِ قرب ہیں۔

اسی لئے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم الواقعه ۵۶:۱۱_۱۰!

ترجمہ : اور (تیسرا گروہ ہر کارِ خیر میں) آگے رہنے والوں کا، وہ (اس روز بھی) آگے آگے ہوں گے وہی مقرب بارگاہ ہیں۔

تصدیق دل کا فعل ہے۔ اعضاء کے اعمال اس کے برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ بہت بڑے مضبوط پہاڑوں کی مانند ہوں۔

اسی لئے صدیقین کا مرتبہ انبیاء کرام کے بعد ہے اور شہداء سے اوپر ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان کی وجہ سے ہی صدیقیت کے مرتبہ پر پہنچے تھے۔ اس مرتبہ تک ان کی قوم قریش کے داناؤں کی عقل کی رسائی نہ تھی۔

جب تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے۔ صبح آپ نے بیان فرمایا کہ آپ رات کے تھوڑے سے حصہ میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تشریف لے گئے۔ یہ آپ کے اسراء کا بعض حصہ تھا۔

کفار کہنے لگے: کیا یہ آپ لوگوں سے بیان کریں گے جب وہ آئیں۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔

کفار خوشی خوشی لوگوں کو اس بات کی خبر دینے لگے۔ ان کے ہاں یہ امر بعید تھا اس لئے ان کے ہاں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کا ایک بہت بڑا سبب ان کے ہاتھ آ گیا تھا۔

کفار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملے۔ ان سے کہنے لگے۔ کہ (تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) محمد گمان کرتے ہیں۔ کہ وہ رات کے تھوڑے سے حصہ میں وہ بیت المقدس گئے اور پھر صبح سے پہلے واپس مسجدِ حرام میں تشریف لے آئے۔ کیا تم اس بات کی صدیق کرتے ہو؟

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

میں تو اس سے بھی بڑی بات کی تصدیق کرتا ہوں۔ میں تو ان کی آسمانی خبروں کی

Marfat.com

بھی تصدیق کرتا ہوں۔ان کی زمینی خبروں کی تصدیق کیوں نہیں کروں گا؟

آپ کو صدیق کا لقب دیا گیا۔اور بعض کمزور مسلمان مرتد ہو گئے۔کیونکہ تصدیق تک رسائی مشکل ہے۔یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اسرار میں سے ایک سر ہے۔یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے انوار میں سے ایک نور ہے۔اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے احباب اور اولیاء.....اھلِ التوفیق والعنایۃ کے دلوں میں ودیعت فرماتا ہے۔اس لئے متقدمین اور متاخرین انبیاء اور اولیاء ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف بلانے والوں کی تصدیق اسے ہی نصیب ہوتی جس کی عقل ایمان بالغیب کو قبول کر لیتی ہے۔بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ غیب ہے۔اسی لئے پہلے فلاسفہ جو دہریہ تھے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وجود پر ایمان نہ لا سکے اگرچہ ان کی عقلیں پہاڑوں کی مانند تھیں۔پھر طبیعی فلاسفہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وجود پر نظر واستدلال سے ایمان لے آئے۔ان کی عقلیں تمام کائنات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے تصرفات کو قبول نہ کر سکیں۔انہوں نے ان تصرفات کی نسبت طبیعت کی طرف کر دی۔طبیعی فلاسفہ نے دہریوں کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے پر ان کا رد کیا۔

پھر الھی فلاسفہ وہ لوگ ہیں جو انبیاء کرام کی لائی ہوئی تمام چیزوں پر ایمان لے آئے۔انہوں نے صرف تین چیزوں کا انکار کیا۔انہوں نے کہا کہ عالم قدیم ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں ہے۔وہ کائنات کے صرف امورِ کلیہ کو جانتا ہے۔انہوں نے کہا کہ قیامت کے دن حشر صرف روحوں کا ہوگا جسموں کا نہیں ہوگا۔جب انہوں نے ان تین چیزوں کا انکار کیا تو کافر ہو گئے۔یہ فلاسفہ بھلا اپنی مخلوق قاصر عقلوں کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم کے حقائق کا ادراک کیسے کر سکتے تھے۔

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سیدنا خضر علیہ السلام کے ساتھ رہنے کی اجازت طلب کی تو سیدنا خضر علیہ السلام نے کیا کہا:

﴿ قَالَ لَهُ مُوسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴾

القرآن الحکیم الکھف ۱۸:٦٦

Marfat.com

ترجمہ : کہا موسیٰ نے اس بندے کو کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے رشد وہدایت کا خصوصی علم سکھائیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔

سیدنا خضر علیہ السلام نے جواب دیا:

﴿ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ۞ وَ کَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴾

القرآن الحکیم الکھف ۱۸:۶۸۔۶۷

ترجمہ : (اے موسیٰ) آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔

یعنی جس چیز کو آپ جانتے نہیں اور اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں اس پر صبر کیسے کر سکیں گے۔ جس چیز کی حقیقت سے انسان بے خبر ہے اس پر ایمان مشکل ہوتا ہے۔ اسی لئے سیدنا خضر علیہ السلام نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

﴿ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴾

کیونکہ وہ امور جن کو عقول ادراک نہیں کرتیں، بداھۃً ان کی تصدیق ان کی حقیقت جاننے سے پہلے مشکل ہوتی ہے۔ بالخصوص جب وہ ایسی صورت میں ظاہر ہوں جو شریعت کے مخالف ہو۔ اسی لئے سیدنا خضر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ کَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴾

بغیر علم کے جھٹلانے والوں کو ان کے جھٹلانے پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وعید سنائی ہے۔

﴿ اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطَانٍ اَتٰهُمْ ط کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا ط کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴾

القرآن الحکیم المؤمن ۴۰:۳۵

ترجمہ : (یونہی گمراہ کرتا ہے) انہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو۔ (یہ طریقہ) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک بڑی ناراضی کا باعث ہے اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر مغرور (اور) سرکش دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

Marfat.com

قبر ہی وہ سب سے بڑی مصیبت ہے جو لوگوں کو حق کی قبولیت سے روکتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا .....﴾

القرآن الحکیم النمل ۲۷:۸٤

ترجمہ: کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا حالانکہ تم نے انہیں اچھی طرح جانا بھی نہ تھا۔

انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کے ہاتھوں سے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیاں ظاہر ہوتیں ہیں، ان کے جانے بغیر ہی فوراً جھٹلا دینا پاگل پن ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔

﴿ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ط كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

القرآن الحکیم یونس ۱۰:۳۹

ترجمہ: بلکہ انہوں نے اس چیز کو جھٹلایا جسے وہ پوری طرح نہ جان سکے اور ان کے پاس اس کا انجام نہیں آیا۔ اسی طرح (بے علمی سے) انہوں نے جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے پھر دیکھ لو ظالموں کا کیسا انجام ہوا۔

جس شخص کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ توفیق اور ہدایت نہ دے، وہ انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کی تصدیق سے تکبر کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیوں سے کوئی چیز بھی اس کی عقل قبول نہیں کرتی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس شخص کو اپنی نشانیوں سے دور ہی رکھتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ج وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ج وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴾

القرآن الحکیم الاعراف ۷:۱٤٦

Marfat.com

ترجمہ : میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں (کی توجہ) کو پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق غرور کرتے پھرتے ہیں۔ اور اگر تمام نشانیوں کو دیکھ لیں (تو بھی) ان پر ایمان نہ لے آئیں اور راہ رشد و ہدایت دیکھ بھی لیں تب بھی اسے (اپنا) راستہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کے راستہ کو دیکھیں (تو جھٹ) اسے (اپنی) راہ بنا لیں۔ یہ (ساری غلط روی) اس لئے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور (ہمیشہ) ان سے غفلت برتنے والے رہے۔

صحابۂ کرام کی طرف دیکھیں! جب ان کے دلوں میں ایمان راسخ ہو گیا تو کس طرح انہوں نے اپنی جانیں اور اپنے مال قربان کئے۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنی قوتِ یقین کی بنا پر ارشاد فرمایا:

لَوْ کَشَفَ الْغِطَاءُ عَنِّیْ مَازْدَدْتُّ یَقِیْنًا.

ترجمہ : اگر مجھ سے پردہ اُٹھ بھی جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا۔

عقل مندوں کی عقلیں قبول نہیں کر رہی تھیں۔ لیکن کس طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے واقعہ معراج کی تصدیق کی۔ جب تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ قول بیان کیا۔

اَنَاالْجَبَّار. اَنَا الْجَبَّار

تو کس طرح صحابۂ کرام ایمان لائے کہ منبر کا کپکپانا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے ہے۔ اور جب تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اُحد پہاڑ پر چڑھے۔ تو کس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پہلی بار ہی ایمان لائے کہ پہاڑ میں کپکپاہٹ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے رسول سے مسرور ہونے اور شکر بجالانے کے سبب ہے۔ ان کو بالکل کوئی شک اور شبہ نہ ہوا کہ یہ کسی اور وجہ سے ہے۔ انہوں نے یہ امور قیامت تک کے اہل ایمان کے لئے بیان کر دیئے جس طرح ان کو ملے تھے۔ ان امور کی خبر دیتے ہوئے انہوں نے ایسا انداز ہرگز نہیں اپنایا جو ان کے وہم، شک اور توقف کو ظاہر کرے۔ ان سب نے ایک ہی بات کی۔ پس تو بھی اسی طرح ہو جا۔

Marfat.com

سب سے بڑی فضیلت اسی کے لئے ہے جو پہلی ہی بار ایمان لے آئے۔ اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ نُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَالَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ نَذَرُهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانعام ٦:١١٠

ترجمہ : اور ہم ان کے دلوں اور ان کی آنکھوں کو پھیر دیں گے جس طرح وہ اس کے ساتھ پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے تھے اور انہیں چھوڑ دیں گے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

یہی ایمان کی شان ہے اور یہی مومن کی صفت ہے۔ اس سے چمٹ جا تا کہ تو اسے خوب پہچان لے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے۔

سید الطائفة الصوفیه امام ابو القاسم الجنید نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّصْدِيْقُ بِطَرِيْقَتِنَا وِلَايَةٌ صُغْرٰى

ترجمہ : تصدیق ہمارے طریقے میں چھوٹی ولایت ہے۔

کیونکہ یہ ان کی محبت کو لازم کرتی ہے۔ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

اسی طرح حدیث میں وارد ہوا ہے۔ ان کے ساتھ حشر صالحین کے ساتھ ملا دے گا اگر چہ ان جیسا عمل نہ کیا ہو۔ ان کے طریقہ میں صرف تصدیق ہی ولایت ہے۔ پس اس میں داخل ہونا کیسا ہوگا۔

فَانْقُلْ وَلَوْ قَدَمًا عَلٰى اٰثَارِهِمْ تَلْقَ السَّعَادَةَ وَالْمُسَرَّةَ وَالْهَنَا

ترجمہ : ان کے قدموں کے نشانوں پر چل چاہے ایک ہی قدم ہو۔ تجھے یقیناً خوش بختی ،مسرت اور سکون میسر آئے گا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اسی کی توفیق عطا فرمائے جسے وہ چاہتا ہو اور پسند کرتا ہو۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

Marfat.com

لوگوں کی نظروں نے جن امور کا ادراک نہیں کیا، انہوں نے ان غیوب جیسے فرشتوں اور جنات کے وجود کا انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ پہلے نہیں جانتے تھے کہ جو پانی وہ پیتے ہیں اس کے اندر جراثیم ہیں۔ انہیں ان کی نظریں نہیں دیکھ سکتیں۔ اگر انہیں یہ بتایا جائے تو ہرگز اس کی تصدیق نہ کریں۔ اگر ان کو مائکروسکوپ سے دکھا دیا جائے تو بہت تعجب کریں۔

مخلوق کی تین قسمیں ہیں

محسوس قسم، جن کو انسان کے حواس بلاواسطہ ادراک کرتے ہیں۔

محسوس قسم، جن کا انسان کے حواس سائنسی آلات کے واسطہ سے ادراک کرتے ہیں۔ جیسے پانی میں جراثیم۔

تیسرے وہ قسم ہے جن کا انسان کے حواس سائنسی آلات سے بھی ادراک نہیں کر سکتے۔ جیسے ارواح، فرشتے اور جنات۔

سمجھنے کی کوشش کر، تجھے ہدایت نصیب ہوگی۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے۔

Marfat.com

خاتمہ

شرک کی اقسام

Marfat.com

شرک کی اقسام

اللہ ﷻ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ان سے اپنی پناہ میں رکھے۔

شرک کی بہت سی اقسام ہیں۔ان میں سے میں بعض کا ذکر کرنا چاہتا ہوں تا کہ واضح ہو جائے کہ شرک کیا ہے اور مشرک کون ہے۔جس طرح مقدمہ میں مَیں نے بیان کیا کہ ولایت کیا ہے اور ولی کون ہے۔اس طرح فائدہ مکمل ہو جائے گا۔جب آپ شرک کی اقسام سمجھ جائیں گے تو آپ اللہ ﷻ کا یہ فرمان بھی سمجھ آ جائے گا۔

﴿ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم یوسف ۱۲:۱۰۶

ترجمہ :اوران میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے۔

1۔مطلقا غیر اللہ جیسے فرشتے،انبیاء جیسے **سیدنا عیسی** علیہ السلام، **سیدنا عزیر** علیہ السلام بتوں،سورج،چاند،آگ،گائے اور شرم گاہوں کی عبادت کرنا۔یہ رکوع اور سجود والی عبادت ہے۔

2۔اللہ ﷻ کی طرف بیٹے کی نسبت کرنا جیسے عیسائیوں کا قول کہ **سیدنا عیسی** علیہ السلام اللہ ﷻ کے بیٹے ہیں اور یہودیوں کا قول کہ **سیدنا عزیر** علیہ السلام اللہ ﷻ کے بیٹے ہیں اور عرب کے کافروں کا قول کہ فرشتے اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں۔

ان سب چیزوں سے اللہ ﷻ بہت ہی بلند ہے۔

3۔اللہ ﷻ کی طرف بیوی کی نسبت کرنا۔اللہ ﷻ بیوی اور بیٹے سے پاک ہے۔

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ لا وَلَمْ يُوْلَدْ ۞ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم الاخلاص ۱۱۲:۴۔۳۔۲۔۱

ترجمہ: (اے حبیب!) فرما دیجئے وہ اللہ ہے یکتا۔ اللہ صمد ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ ہی اس کو کوئی ہمسر ہے۔

4۔ یہ کہنا کہ فرشتے عورتیں ہیں۔ یہ قول نصوصِ قرآنیہ کے مخالف ہونے کی بنا پر کفر ہے۔ جس نے ان کو مرد کہا وہ فاسق ہے۔ قرآن حکیم کی صراحت اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ فرشتے نہ عورتیں ہیں اور نہ ہی مرد ہیں۔

5۔ یہ کہنا کہ الہ دو ہیں۔ نیکی کا خالق اور ہے اللہ ﷻ ہے اور برائی کا خالق اور، وہ ابلیس ہے۔ بے شک اللہ ﷻ ہی تنہا الہ ہے۔ خیر وشر، سعادت وشقاوت سبھی کچھ اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی بادشاہی اور اس کے تصرفات میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں۔

6۔ یہ کہنا کہ نور، خیر کا رب اور اندھیرا، شر کا رب ہے۔ قیاساً یہ دونوں فرقے ایک دوسرے کے قریب ہیں۔

7۔ اطاعت کی جہت سے احبار کو رب بنالینا۔ وہ اللہ ﷻ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کریں اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حلال ٹھہرائیں۔ جو اللہ ﷻ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دے اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دے وہ بھی کافر ہے اور اس کی اطاعت کرنے والا بھی کافر۔ اس پر اجماع قائم ہے۔

8۔ یہ کہنا کہ اشیاء طبع اور علت سے حادث ہیں۔ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ عقیدہ کفر ہے۔ چیزوں کے وجود کے لئے اللہ ﷻ کے وجود کے علاوہ کوئی علت نہیں ہے۔ اگر اللہ ﷻ کا وجود نہ ہوتا تو کسی چیز کا بھی وجود نہ ہوتا۔

صَاحِبُ الْخَرِیْدَہ نے ارشاد فرمایا:

وَ مَنْ یَقُلْ بِالطَّبْعِ اَوْ بِالْعِلَّةِ فَذَاکَ کُفْرٌ عِنْدَ اَهْلِ الْمِلَّةِ

ترجمہ: طبع اور علت کی بات کرنا مسلمانوں کے اجماع سے کفر ہے۔

Marfat.com

فلاسفہ: اوران کی تین قسمیں ہیں:

دھریے :یہ پہلے فلاسفہ ہیں جو اللہ ﷻ کے وجود کا مطلقاً اعتراف نہیں کرتے۔

طبیعی : یہ اللہ ﷻ کے وجود کا اقرار کرتے ہیں۔مگر چیزوں میں اللہ ﷻ کا تصرف طبیعت کے واسطہ سے مانتے ہیں۔

الھی : یہ رسولوں کی لائی ہوئی تمام چیزوں کو مانتے ہیں۔صرف تین چیزوں کا انکار کرتے ہیں۔

اللہ ﷻ کو جزئیات کا علم نہیں ہے۔

عالم قدیم ہے، حادث نہیں۔

حشر صرف ارواح کا ہوگا، اجسام کا نہیں ہوگا۔

اس فرقہ نے پہلے طبیعیوں اور دہریوں کا خوب رد کیا ہے۔اہل ایمان کے قتال سے اللہ ﷻ کافی ہوگیا۔

امام ابو حامد الغزالی نے تھافۃ الفلاسفۃ میں اس رد کو وارد کیا ہے۔اور اس فرقہ الھیہ کا ان تین چیزوں کے انکار پر خوب رد کیا ہے۔

اللہ ﷻ ان کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے اچھی جزاء دے۔

9۔اسباب پر نظر اور اسباب کے پاس وقوف۔جیسے کوئی کہے کہ بارش فلاں ستارے کی وجہ سے ہے۔یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ بارش اس لئے ہے کہ فلاں ستارہ فلاں برج اور 28 منازل میں سے فلاں منزل میں ہے۔اگر ایسا نہ ہوتا تو بارش نازل نہ ہوتی۔

اس طرح صحیح حدیثِ قدسی میں ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ایک بارش والی رات کی صبح ارشاد فرمایا:

اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَ کَافِرٌ فَمَنْ قَالَ مَطَرْنَا بِنَوْءِ الْکَوْکَبِ

Marfat.com

فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ وَ كَافِرٌ بِيْ وَ مَنْ قَالَ مَطَرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ .

الصحیح البخاری،اذان ۱۵۶ الصحیح للمسلم ، ایمان ۱۲۵

ابو داؤد ، طب ۲۲

ترجمہ : میرے بندوں نے مجھے مانتے ہوئے اور میرا انکار کرتے ہوئے صبح کی۔ جس شخص نے کہا کہ ہماری بارش ستارے کی وجہ سے ہے وہ ستارے پر ایمان رکھنے والا ہے اور میرا انکار کرنے والا ہے۔ اور جس شخص نے کہا کہ ہماری بارش اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل اور رحمت کی بنا پر ہے وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے۔

10۔ جو یہ کہے کہ ہماری بارش بخارات کے فضل سے ہے۔ مومن وہ جو کہے کہ بارش محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل اور رحمت سے ہے۔ مومن اسباب کی طرف نہیں دیکھتا وہ صرف مسبب کی طرف دیکھتا ہے۔ ستارے اور بخارات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خلق سے ہیں۔ ان کا کسی کام میں کوئی دخل نہیں ہے جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ چاہتا ہے بارش نازل فرماتا ہے اور جب چاہتا ہے، بارش روک دیتا ہے۔

11۔ کس قدر سال ستاروں اور بخارات کے باوجود خشک رہتے ہیں۔ سمندر سوکھتے ہی نہیں ان کے بخارات منقطع نہیں ہوتے۔ کئی ملکوں میں کئی سالوں تک بارش رکتی ہی نہیں۔ یہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ارادہ کے تابع ہے۔

کئی زمینوں میں ایک مدت تک بارش رکی رہی۔ اہل زمین نے سنت کے مطابق نماز استسقاء ادا کی اور وہ گھروں کو نماز کی ادا کرنے کے بعد لوٹے ہی نہیں تھے کہ بارش شروع ہوگئی۔ کیا اسی لمحے ستارے کی گردش بدل گئی یا اسی لمحے طبیعت نے بخارات پیدا کر دیئے۔

اس شخص کا قصہ اس امر پر بہت بڑی دلیل اور واضح برہان ہے جس نے تاجدارِ

Marfat.com

کائنات ﷺ سے شکایت کی۔ بارش نہیں ہے اور جانور ہلاک ہورہے ہیں۔ اس وقت تاجدارِ کائنات ﷺ منبر پر جمعة المبارک کے دن خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا۔ آپ کی دعا ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ آسمان بادلوں سے بھر گیا۔ موسلا دھار بارش برسنے لگی اور برستی رہی۔ اگلے جمعة المبارک تاجدارِ کائنات ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، وہی شخص عرض کرنے لگا۔

بارش بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ جانور ہلاک ہورہے ہیں۔ راستے بند ہوگئے ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ منبر پر جلوہ افروز رہتے ہوئے اللہ ﷻ کی بارگاہ میں عرض کی:

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الضِّرَابِ وَالْاٰكَامِ وَ بُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَ مَنَابِتِ الشَّجَرِ.

ابن ماجه ، اقامه ١٥٤ ابو داؤد ، استسقاء ٢ النسائی ، استسقاء ٩

ترجمہ : اے باری تعالیٰ! ہمارے اردگرد، ہمارے اوپر نہیں۔ اے اللہ! ٹیلوں پر، وادیوں میں کھیتوں میں۔

اسی وقت بادل چھٹ گیا۔ سورج نکل آیا۔ گویا کہ ابھی گہرے بادل اور موسلا دھار بارش تھی ہی نہیں۔ اہلِ طبیعت اس بارے کیا کہیں گے؟

پہاڑوں کی طرح عقلیں، مگر ان کے پیدا کرنے والے نے ان کو گمراہ کردیا ہے۔

﴿ وَ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ م بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ یَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ط وَ هُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴾

القرآن الحکیم الشوری ٢٨:٤٢

ترجمہ : اور وہی ہے جو برساتا ہے مینہ اس کے بعد کہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں اور

Marfat.com

پھیلا دیتا ہے اپنی رحمت کو اور وہی کارساز حقیقی (اور) سب تعریفوں کے لائق ہے۔

تین روزے رکھنے کے بعد روزے کی حالت میں مسلمانوں کا نمازِ استسقاء کے لئے نکلنا اور بارش کا ہو جانا قیامت تک کے لئے ایک امت کے بعد دوسری امت کے لئے بڑی واضح دلیل ہے۔

12۔ کافروں کو حاکم بنانا۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... وَ مَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ .....﴾

القرآن الحکیم المائدہ ۵:۵۱

ترجمہ: اور جس نے تم میں سے انہیں دوست بنایا وہ انہیں میں سے ہے۔

جب مسلمان اپنے اختیار سے کافروں کی صف میں پایا جائے تو وہ کافر ہے۔

13۔ جس نے مسلمان کو کافر قرار دیا وہ خود کافر ہے۔ اسی طرح احادیث نبویہ میں ہے۔ ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی تکفیر جائز نہیں ہے۔ جب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو تب ہی ایسا کرے گا۔ وگرنہ اس کے قدم پھسل جائیں گے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا فَاِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ

الصحیح البخاری، ادب ۷۳ الصحیح للمسلم، ایمان ۱۱۱

الترمذی، ایمان ۱۶

ترجمہ: جب ایک شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو یہ کلمہ ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ لوٹے گا۔ اگر وہ کافر ہوا تو ٹھیک ورنہ یہ کفر اس کی طرف لوٹ آئے گا۔

ہم نے ان کی صحیحین میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

انہوں نے تاجدارِ کائنات ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا:

مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ يَاعَدُوَّ اللّٰهِ وَ لَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ.

الصحيح للمسلم ، ايمان ١١٢ مسند احمد بن حنبل ، ١٦٦:٥

ترجمہ: جس شخص نے کسی انسان کو کافر کہا یا کہا اے اللہ کے دشمن! اور وہ ایسا نہیں تھا تو یہ کلمات اس پر لوٹ آئیں گے۔

یہ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں۔ اور صحیح بخاری کے لفظ اس کے ہم معنی ہیں۔

اور اللہ ﷻ بہتر جانتا ہے۔

ایسے مسلمان کی تکفیر جو اس کا محل نہ ہو کفرِ صریح ہے۔ ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس سے آگاہ ہونا چاہیئے اور اس تکفیر سے بچنا چاہیئے۔

14۔ فقہ، حدیث، تفسیر اور دوسری دینی کتابوں کا مذاق اُڑانا۔ اسی طرح قولًا یا فعلًا علماء شریعت کا مذاق اڑانا۔

15۔ اسی طرح علماء کرام، واعظین، دینی معلمین کی ایسی ھیئت اختیار کرنا تاکہ لوگوں کو جمع کر کے ہنسایا جائے اور استخفافًا ان کا مذاق اُڑایا جائے۔ یا کسی عالم کے فتوی کو پھینک دینا۔ یا کہنا یہ شرع کیا چیز ہے اور ان کو ہلکا جاننا۔ یہ سب کچھ کفر ہے۔

16۔ مخلوقات میں اللہ ﷻ کے حلول کا اعتقاد رکھنا۔ اللہ ﷻ اس امر سے بہت بلند ہے کہ وہ کسی چیز میں حلول کرے یا کوئی چیز اس میں حلول کرے یا وہ کسی جگہ میں سمٹ جائے یا اس پر زمانہ گذرے

حدیث شریف میں ہے۔

كَانَ اللّٰهُ وَلَا شَيْءَ مَعَهٗ

Marfat.com

اتحاف السادة المتقين ، ٢:١٠٥ الاسرار المرفوعه لعلى القارى ، ٢٦٣

كشف الخفا للعجلونى ، ٢:١٨٩

ترجمہ : اللہ ﷻ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی۔

یعنی عرش، کرسی، آسمان، زمین، ارواح، اجسام، جواہر اور اعراض کی تخلیق سے پہلے وہ جس طرح تھا اسی طرح اب بھی ہے۔ اپنی مخلوق میں سے کسی چیز کا محتاج نہیں ہے اور ساری مخلوق اس کی محتاج ہے۔ عرش اور اس کے حاملین اس کی قدرت پر محمول ہیں۔

17۔ یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ ﷻ جسم ہے۔ ایک جہت میں محصور ہے۔ اس کے حقیقتاً ہمارے جسموں جیسے اعضاء ہاتھ اور پاؤں وغیرہ ہیں۔ اللہ ﷻ جسم ہونے سے بہت بلند ہے۔ اگر وہ جسم ہو تو اس پر وہ تغیرات طاری ہوں جو جسم پر طاری ہوتے ہیں۔ یہ محال ہے۔

﴿ .....لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ج وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾

القرآن الحكيم الشورى ٤٢:١١

ترجمہ : اس کی مانند کوئی چیز نہیں ہے اور وہی سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

18۔ ایسا کام کرنا جس پر سارے مسلمانوں کا اجماع ہو کہ ایسا کام کافر سے ہی صادر ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ شخص اپنے اسلام کی تصریح کرے جیسے کافروں کی ھیئت کے کپڑے پہن کر اپنے اہل خانہ سمیت عیسائیوں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں میں جانا۔

19۔ قرآن پاک یا کسی دینی کتاب کا ورقہ یا ایسا کاغذ جس پر اللہ ﷻ کا نام یا کسی نبی کا نام یا کسی فرشتہ کا نام نجاست میں پھینکنا۔

20۔ جس نبی کی نبوت پر اجماع ہو اس کی نبوت میں شک کرنا۔ سیدنا خضر علیہ السلام اور سیدنا خالد بن سنان رضی اللہ عنہ کے بارے نہیں کیونکہ ان کی نبوت پر اجماع نہیں ہے۔ کسی آسمانی کتاب جیسے تورات زبور، انجیل، سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے

Marfat.com

صحائف اور قرآنِ حکیم کے نزول میں شک کرنا۔ ایسے شخص کی تکفیر میں شک کرنا جس کا قول امت کو گمراہ کرنے کا سبب ہو، صحابہ کی تکفیر کرتا ہو یا دین احکام میں سے کسی ایسے حکم کا انکار جس کا دین سے ہونا بداہۃ معلوم ہو۔ حج کی صفت اور اس کی معروف ھیئت میں شک کرنا۔ کسی نماز اور روزہ میں شک کرنا، قرآنِ پاک کی کسی آیت کا، اس کے کسی حرف کا یا اس کے احکام میں سے کسی حکم کا انکار کرنا یا قرآنِ پاک میں کسی ایسی چیز کا داخل کرنا جو اس سے نہیں ہے۔

21۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا انکار کرنا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا۔ کیونکہ ایسا شخص قرآن پاک کو جھٹلانے والا ہے۔

22۔ جو شخص کہے میں اللہ ہوں اگرچہ مزاحاً ہو یا یہ دعوی کرے کہ اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اسی دنیا میں اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

23۔ جو شخص مذاق اڑاتے ہوئے حرام جیسے شراب کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نام رکھے یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف عجز یا ظلم منسوب کرے۔

علامہ محقق ابنِ حجر ھیثمی نے مکفرات میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ جو چاہے اس کی طرف رجوع کرے اس سے کوئی طالب علم بے نیاز نہیں ہے۔

24۔ کفر کی بدترین قسم انبیاء کرام اور ان کے کلام کا مذاق اڑانا ہے۔ قرآن حکیم یا اس کی شانِ اعجازی کا مذاق اڑانا۔ قرآن پاک جیسا یا اس سے بلیغ کلام کرنے کا دعوی کرنا جس طرح اس زمانہ کے بعض زنادقہ کہتے ہیں۔ وہ بے دین ہیں مگر خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ یہ پیرس اور لندن کی یونیورسٹیوں سے نکلے ہیں۔ انہوں نے اسلامی رنگ کو مغربی رنگ سے تبدیل کر لیا ہے۔ یہ مرتد ہو گئے ہیں اور اپنی ایڑیوں پر لوٹ آئے ہیں۔ یہ لوگ اسلامی ممالک میں کثیر تعداد میں ہیں۔ بالخصوص وہ ممالک جہاں اجنبی استعمار داخل ہے۔ ان کے یمن کے اندر بھی گروہ ہیں جو پھل پھول رہے ہیں۔ یہ دوزخ کی طرف

Marfat.com

بلانے والے آئمہ ہیں۔کافروں کے افعال کو اچھا جانتے ہیں۔دینی تقالید کو برا جانتے ہیں۔امامِ اعظم ابو حنیفه ، امام شافعی ، امام مالک امام احمد بن حنبل اور امام غزالی جیسے ائمہ دین کا انکار کرتے ہیں ان کی نظر میں یہ علماء مغرب کی نسبت جاہل ہیں۔ بلکہ اگر تاجدارِ کائنات ﷺ کا کوئی کلام کسی مغربی عالم کے معارض ہو تو یہ مغربی عالم کے کلام کو مقدم سمجھتے ہیں۔

اللہ ﷻ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

۞..... وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۞اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ط وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۞

القرآن الحکیم النساء ٤:٥٢_٥١

ترجمہ : اوران کے بارے میں کہتے ہیں جنہوں نے کفر کیا کہ یہ کافر زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں یہی وہ (بدنصیب) ہیں جن پر اللہ ﷻ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ ﷻ لعنت بھیجے تو تُو اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

۞ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْم بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَ سَآءَ تْ مَصِيْرًا ۞

القرآن الحکیم النساء ٤:١١٥

ترجمہ : اور جو شخص (اللہ کے) رسول کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس کے لئے ہدایت کی راہ روشن ہوگئی اور اس راہ پر چلے جو مسلمانوں کی راہ سے الگ ہے تو پھر ہم اسے پھرنے دیں گے جدھر وہ خود پھرا ہے اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

اس کی دنیا کی زندگی میں ہم اس جن کی طرف یہ پھرتا ہے ان ہی کا دوست بناتے

Marfat.com

ہیں اور موت کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم بناتے ہیں۔

اس وعید کے بعد ان کے لئے کونسی کامیابی، کونسی کامرانی اور کونسی راحت ہے۔

کیا ان لوگوں نے اللہ ﷻ کا کلام نہیں سنا؟

۞..... واتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ج ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞

القرآن الحکیم لقمٰن ۳۱:۱۵

ترجمہ : اور اس کے راستہ کی پیروی کرو جو میری طرف مائل ہوا۔ پھر میری طرف ہی تمہیں لوٹنا ہے۔ پس میں تمہیں ان کاموں سے آگاہ کروں گا جو تم کیا کرتے تھے۔

اللہ ﷻ کی طرف رجوع کرنے والے کون ہیں؟ آئمہ دین ہیں یا کافر علماء۔

۞ افَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ط لَا يَسْتَوٗنَ ۞

القرآن الحکیم السجدہ ۳۲:۱۸

ترجمہ : تو کیا جو شخص ایماندار ہو وہ اس کی مانند ہو سکتا ہے جو فاسق ہو؟ (نہیں) یہ یکساں نہیں۔

ان لوگوں نے معمولی سی آسانی کے بدلے دین کو فروخت کر دیا اور اسی پر قناعت کر لی۔

ان علماءِ دین کی تقلید کرنا ان کے ہاں ان کی تحقیر ہے۔ ان کے ہاں شرف صرف ان مغربی علماء کے عقائد ونظریات کو اچھا سمجھنا اور مسلمانوں کے معتقدات پر تنقید کرنا ہے۔

وہ ایسے ہیں جیسا ان کے بارے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

۞ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞

القرآن الحکیم حٰمٓ سجدہ ۴۱:۸۳

Marfat.com

ترجمہ : پس جب ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے تو انہوں نے کفر کیا اور اس علم پر نازاں رہے جو ان کے پاس تھا اور (آخرکار) انہیں گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

امورِ دنیا کے بارے اپنی معلومات پر خوش ہیں۔ رسولوں کے علم کو حقیر سمجھتے ہیں۔ دنیا میں ان کے لئے یہ عذاب ہے کہ یہ اللہ ﷻ سے دور ہیں اور ان لوگوں کے قریب ہیں جن پر اللہ ﷻ نے لعنت فرمائی ہے۔ اور آخرت میں ان کے لئے بڑا سخت عذاب ہے۔

وہ ایسے ہیں جیسا کہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴾

القرآن الحکیم الزخرف ۴۳:۳۶

ترجمہ : اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے (دانستہ) اندھا بنتا ہے تو ہم اس کے لئے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ پس وہ ہر وقت اس کا رفیق رہتا ہے۔

ان کی ظاہری زندگی اگرچہ خوشحالی کی زندگی ہے مگر اولیاء اللہ کے ذکر کی لذت کی نسبت ان کی معیشت تنگ ہے۔

بعض اولیاء کرام نے فرمایا:

لَوْ عَلِمَ الْمُلُوْكُ مَا عِنْدَنَا مِنَ لَذَّةِ الذِّكْرِ لَنَزَلُوْا عَنْ اُسْرَتِهِمْ وَ وَقَفُوْا عَلٰى اَبْوَابِنَا.

ترجمہ : اگر بادشاہوں کو معلوم ہو کہ ہمیں کیسی لذتِ ذکر حاصل ہے تو وہ اپنے خاندان کو چھوڑ دیں اور ہمارے دروازوں پر کھڑے ہو جائیں۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ..... ﴾

القرآن الحکیم طٰہٰ ۲۰:۱۲۴

Marfat.com

ترجمہ : اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اس کے لئے زندگی (کے جامہ) کو تنگ کر دیا جائے گا۔

اور فرمایا:

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ط سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الجاثیہ ۴۵:۲۱

ترجمہ : کیا ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان (دونوں) کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

ان مردود انسانوں کی زندگی بھی نیکو کار اہل ایمان کی طرح نہیں ہے اور ان کی موت بھی ان کی موت کی طرح نہیں ہے۔ ان کا کفر اور ان کی اپنے اقوال اور افعال کے ساتھ دین کی مخالفت اللہ ﷻ کے لئے بالکل نقصان دہ نہیں ہے۔ ان کا انجام بہت برا ہے۔ یہ اس وقت نادم اور شرمندہ ہوں گے جب ان کو ندامت اور شرمندگی بالکل فائدہ نہیں دے گی۔ ان کے اور ان کے عذاب کے درمیان صرف موت ہے۔ پھر یہ قرآنِ پاک کی ساری وعیدیں دیکھ لیں گے۔ موت سے فرار پر ان کو ہرگز قدرت نہیں ہے۔ یہ خود کو مسلمان قرار دیتے ہیں حالانکہ ان کے افعال منافقوں جیسے ہیں۔ اسلام ظاہر کرتے ہیں کفر چھپاتے ہیں

﴿ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا ۙ نِ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ﴾

القرآن الحکیم النساء ۴:۱۳۹-۱۳۸

ترجمہ : منافقوں کو خوشخبری سنا دو کہ بلاشبہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ منافق

Marfat.com

جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست بناتے ہیں کیا وہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں؟ تو (وہ سن لیں) عزت تو سب کی سب صرف اللہ کے لئے ہے۔

ان لوگوں نے اہلِ ایمان اور اپنے بھائیوں کی دوستی کو اہل، کفر اور ان کے بھائیوں کی دوستی سے تبدیل کرلیا ہے۔ یہ یقیناً اللہ ﷻ کی نگاہ سے گر چکے ہیں۔

﴿ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ج وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ ..... ﴾

القرآن الحکیم آل عمران ۳:۲۸

ترجمہ : مومن مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں جس نے یہ کام کیا پس (اس کا) اللہ سے کوئی تعلق نہ رہا۔

یہی اللہ ﷻ کی نگاہ سے گرنا ہے۔

﴿ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً ط وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ ط وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ ﴾

القرآن الحکیم آل عمران ۳:۲۸

ترجمہ : اس حالت میں کہ تم ان سے اپنا بچاؤ کرنا چاہو اور اللہ ﷻ تمہیں اپنی ذات سے (یعنی غضب سے) ڈراتا ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے۔

یہ گمراہ گروہ کس قدر جاہل ہے۔ ان کی عقلیں کس قدر بھٹک چکی ہیں۔ عقل مند تو وہ ہے جو اپنے انجامِ کار میں غور وفکر کرے۔ اپنی عاقبت کی اچھائی کی تدبیر کرے۔ ان لوگوں کو اپنے انجام کی پرواہ ہی نہیں ہے حالانکہ یقینی طور پر ان کو علم ہے کہ یہ اس دنیا سے کوچ کرنے والے ہیں۔ بہت جلد اپنے افعالِ سوء اور جرائم کا انجام دیکھ لیں گے۔ انہوں نے دنیا کی خوشحالی سے دھوکا کھا گئے ہیں۔ اسی کو انہوں نے سعادت اور دائمی شرف گمان کرلیا ہے۔ انہوں نے اللہ ﷻ کے فرمان کی طرف کبھی توجہ ہی نہیں کی جو گویا اس دور کے ملحدین کے لئے نازل ہوا ہے۔

Marfat.com

﴿ لَا يَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِی الْبَلَادِ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:١٩٧ ـ ١٩٦

ترجمہ : (اے سننے والے) تجھے ان کا چلنا پھرنا دھوکہ میں نہ ڈالے جنہوں نے ملکوں میں کفر کیا۔ یہ لطف اندوزی تھوڑی مدت کے لئے ہے۔ پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

وہ بادشاہی جس کا انجام جہنم ہو اس کی مٹھاس کرواہٹ ہے۔ اس کی لذت عذاب ہے۔ اگر چہ یہ دراز ہو جائے مگر کفار اس حقیقت سے غافل ہیں۔ جب یہ مریں گے تو آگاہ ہوں گے۔

﴿ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الشعراء٢٦:٢٢٧

ترجمہ : جنہوں نے ظلم وستم کئے عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس (بھیانک) جگہ لوٹ کر آرہے ہیں۔

ان نام نہاد مسلمانوں کو اپنے ان مغربی بھائیوں کو کہنا چاہیئے۔

﴿ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِی الْاَرْضِ ز فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ م بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَ نَا ﴾

القرآن الحکیم المؤمن ٤٠:٢٩

ترجمہ : اے میری قوم! مانا آج حکومت تمہاری ہے (نیز تمہیں) اس ملک میں غلبہ حاصل ہے (لیکن مجھے یہ تو بناؤ) ہمیں خدا کے عذاب سے کون بچائے گا اگر وہ ہم پر آجائے۔

اپنی کمزور عقلوں کے سبب جب ان لوگوں نے دیکھا کہ کافروں کی بادشاہی بڑی وسیع ہے تو انہوں نے اپنے دلوں میں کہا یہی لوگ حق پر ہیں۔ اگر یہ باطل پر ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو اس بادشاہی پر مقرر نہ رکھتا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف نظر نہیں کی۔

Marfat.com

۞ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ط اِنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ج وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞

القرآن الحکیم ال عمران ۳:۱۷۸

ترجمہ : اور جو کفر کر رہے ہیں یہ خیال نہ کریں کہ ہم جو انہیں مہلت دے رہے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے۔ ہم تو انہیں صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں کہ وہ اور زیادہ گناہ کر لیں اور ان کے لئے ذلیل وخوار کرنے والا عذاب ہے۔

یہ لوگ اسلام کے لئے کافروں سے زیادہ نقصان دہ ہیں۔ اسلام نے ان کے خون کو اور ان کے قتل کو اعظم القربات قرار دیا ہے۔ اگرچہ یہ بلاد اسلامیہ میں ہوں اور اللہ ﷻ اور شریعتِ مصطفوی کے مطابق حکم دیتے ہوں۔

میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو ان کی کتابیں اور مقالات کے پڑھنے سے روکتا ہوں۔ ان میں یہ اسلام اور عمائدینِ اسلام کی مخالفت کرتے ہین۔ مغربی علماء اور ان کی آراء کی تائید کرتے ہیں۔ مومن جو بھی سنے اور پڑھے، میزانِ شرع میں اسے تولنا چاہیئے۔ اگر یہ شریعتِ اسلامیہ کے مطابق ہے تو قولاً اور فعلاً اس کو اپنا لینا چاہیئے۔ اگر یہ دین کے معارض ہوں تو اپنے قلب ودماغ سے اعراض کرنا چاہیئے۔ اگر یہ علماءِ دین ہوں اور اپنی زبان اور قلم سے ان کا رد کر سکیں تو کرنا چاہیئے جیسے مصر کے رسائل دینیہ کر رہے ہیں۔

اللہ ﷻ ان رسائل کی روح القدس کے ساتھ تائید فرمائے۔ یہ فی سبیل اللہ عظیم جہاد ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ایسے جھوٹوں کے قیامت کے قریب ظاہر ہونے کی ہمیں خبر دی ہے اور ان سے ڈرایا ہے۔

اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ

Marfat.com

الصحیح للمسلم ، الاماره ۱۰ ابن ماجه ، فتن ۹

مسند احمد بن حنبل ،۲:۴۲۹

ترجمہ : بے شک دوزخ سے پہلے جھوٹے ظاہر ہوں گے، ان سے بچ کر رہنا۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور امام مسلم نے جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث صحیح کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔ یہ نامراد بدبخت اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ بابرکت دور میں ہیں۔ یہ روشنی اور علم کے زمانے میں ہیں۔ پہلے دینی زمانوں کے لوگ جہالت اور ظلمت میں تھے۔ ان کو یہ خبر نہیں ہے کہ فی الحقیقت یہ جہالت اور ظلمت میں ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے پیٹھ پھیرنے کا دور ہے اور دنیا کی طرف متوجہ ہونے کا زمانہ ہے۔ یہ اس سے مل رہے ہیں جس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حتمی طور پر ڈرایا ہے۔ علم ونور کا زمانہ تو زمانۂ نبوی تھا۔ دنیا کی ابتداء سے لے کر انتہاء تک وہی روشن زمانہ تھا۔ اس کی طرح اس سے پہلے بھی زمانہ نہ تھا اور بعد والا زمانہ بھی اس جیسا نہ ہوگا۔ اس کے بعد صحابہ کا زمانہ ہے۔ پھر تابعین کا زمانہ ہے۔

اسی لئے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

• خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ .

الترمذی ، ۲۲۰۲_۲۳۰۳ فتح الباری ، ۷:۶_۱۳:۲۱

تفسیر ابن کثیر ، ۷:۴۹۳ البدایه و النهایه ، ۶:۲۸۶

اتحاف السادة المتقین ، ۲:۲۲۳ تاریخ بغداد ، ۲:۵۳

تلخیص الحبیر لابن حجر ، ۴:۲۰۴ الاسرار المرفوعه لعلی القاری ، ۲۷۱

ترجمہ : سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر جو اس کے ساتھ پھر جو اس کے ساتھ ہے۔

اسی طرح تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَيَّامًا يَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَ يَرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَ

Marfat.com

يَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ

الصحيح البخاری، علم ٢٤ الصحيح للمسلم، علم ١٠

مسند احمد بن حنبل، ١:٣٨٩

ترجمہ : بے شک قیامت کے قریب ایسے دن ہوں گے جن میں جہالت اترے گی، علم اٹھ جائے گا اور فتنہ وفساد کی کثرت ہوگی۔

اسے امام بخاری ، امام مسلم اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔

آج کے اس دور میں امتِ مصطفیٰ ﷺ کے کثیر لوگوں پر جہالت نازل ہو چکی ہے۔ یہ جہالت خیمہ زن ہو چکی ہے۔ اسی کا رعب ہے۔ علم دینی اُٹھ گیا ہے کئی لوگ اپنا اسلام ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے باطن میں کفر ہے۔ ان لوگوں نے پیـــــرس ،روس اور دوسرے مغربی ممالک سے زہر لیا اور اسلامی ملکوں کی طرف لوٹ آئے تا کہ ان میں دین کو قتل کرنے والے جراثیم پھیلائیں جن کو غذا ان لعنتی مدارس سے ملتی ہے پھر یہ دین دار لوگوں اور دین کو قتل کریں۔ یہ اپنی صحبتیں اور شامیں اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور سخط میں کر رہے ہیں۔

﴿..... وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ط وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا﴾

القرآن الحكيم النساء ٤:٥٢_٥١

ترجمہ : اور ان کے بارے میں کہتے ہیں جنہوں نے کفر کیا کہ یہ کافر زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں یہی وہ (بدنصیب) ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجے تو تُو اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے ہر وہ شخص جو تقالیدِ اسلامیہ سے وحشت زدہ ہے اور تقالیدِ کفریہ سے مانوس ہے وہ کافر ہے یہی علماءِ اسلام کا عقیدہ ہے۔

Marfat.com

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ آخری وقت میں امت اس ٹیڑھی نہج پر قائم ہوگی۔

خِيَارُ اُمَّتِیْ اَوَّلُهَا وَاٰخِرُهَا نَهْجٌ اَعْوَجُ لَيْسُوْا مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْهُمْ

الطبرانی ، مجمع الزوائد ، ۱۰:۱۷ کنز العمال ، ۳۲٤٤۸

ترجمہ : میری امت کے بہترین لوگ پہلے ہیں ان کے آخری ٹیڑھے ہوں گے میں ان سے نہیں ہوں۔

اسے امام طبرانی نے عبد اللّٰہ بن علی سے روایت کیا ہے۔

عزیزی نے کہا:

شیخ نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

یہ امت کے بدترین لوگ ہیں۔ یہ طرح طرح کے کھانوں اور کپڑوں کا اہتمام کریں گے۔ چبا چبا کر کلام کریں گے۔ جس طرح تاجدارِ کائنات ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے۔ یہ عروہ بن رویم رضی اللہ عنہ کی حدیث اس لفظ اور معنی میں ہے۔

آپ ان کا اس طرح کا کلام اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اخباروں، رسالوں اور کتابوں میں دیکھیں گے یہ دین کے دشمن ہیں۔

﴿ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ط وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ط كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ط يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ط هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ط قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ز اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم المنافقون ٦۳:٤

ترجمہ : اور جب آپ انہیں دیکھیں تو ان کے جسم آپ کو بڑے خوشنما معلوم ہوں گے۔ اور اگر وہ گفتگو کریں تو آپ ان کی بات توجہ سے سنیں گے (درحقیقت) وہ (بیکار) لکڑیوں کی مانند ہیں جو دیوار کے ساتھ کھڑی کر دی گئی ہوں گمان کرتے ہیں کہ ہر گرج ان کے

Marfat.com

خلاف ہی ہے یہی حقیقی دشمن ہیں پس آپ ان سے ہوشیار رہیئے۔ اللہ ﷻ انہیں ہلاک کرے کیسے سرگرداں پھرتے ہیں۔

جو شخص ان سے تلوار سے یا زبان سے یا قلم سے جنگ کرے اسے ضرور کرنی چاہیئے۔ بے شک ایسا شخص مجاھد فی سبیل اللّٰہ اور اللہ ﷻ کے دین کا مددگار ہے۔

﴿.....رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ ط اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

القرآن الحکیم المجادلہ ۵۸:۲۲

ترجمہ: اللہ ﷻ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے۔ یہ (بلند اقبال) اللہ ﷻ کا گروہ ہیں۔ سن لو! اللہ ﷻ کا گروہ ہی دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہے۔

25۔ فرقۂ قرآنی۔ یہ فرقہ ہندوستان میں ہے۔ اس کے پیروکار عدن میں بھی ہیں۔ یہ گمان کرتے ہیں کہ قرآن پاک کے علاوہ سنت پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ ان لوگوں نے سنت کی تکذیب کی ہے ان کا کفر اجماعی ہے۔ بہت سارے احکام قرآنِ حکیم میں وارد نہیں ہوئے۔ ان کو صرف سنت نے ہی بیان کیا ہے۔ پانچ فرض نمازوں کی تعداد کہاں ہے؟ فرض نمازوں کی رکعات کی تعداد کہاں ہے؟ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں کی زکوۃ کا بیان کہاں ہے؟ سونے اور چاندی کی زکوۃ کی مقدار کہاں بیان ہوئی ہے؟ سامانِ تجارت کی زکوۃ کہاں بیان ہوئی ہے؟ پھلوں کی زکوۃ کا بیان کہاں ہے؟ حج اور اس کے اعمال کی ھیئت کا ذکر کہاں ہے؟ بہت سارے احکام صرف سنت نے ہی بیان کئے ہیں۔ ان لوگوں نے کفر کو پسند کیا۔ کفر ان پر عاشق ہوا اور ان کے دلوں سے چمٹ گیا۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ کس طریق سے اس کی طرف جائیں کیونکہ ظاہر میں یہ مسلمان ہیں۔ شیطان اور ان کی خواہشاتِ نفس نے ان کو اکسایا کہ یہ سنت کا انکار کریں اور قرآن کا اقرار کریں تا کہ

Marfat.com

مسلمان بداھۃً ان پر کفر کا قول نہ کرسکیں۔ حالانکہ یہ قرآنِ حکیم سے جاہل ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ قرآن حکیم ان کی ضد ہے۔ ان کا رد کرتا ہے۔ اگر یہ قرآنِ حکیم کے عالم ہوتے تو انکارِ سنت کی کبھی بھی جرأت نہ کر سکتے۔ کفر کی طرف اس کے علاوہ کوئی اور طریق تلاش کرتے ان کا ارادہ ہے کہ یہ قرآن کے پیچھے چھپ جائیں۔ یہ ان کی رسوائی ہے۔ اسی قرآن حکیم نے ان پر کفر کی حجت قائم کی ہے۔

ان کو چاہیئے کہ قرآنِ حکیم کو سنیں تا کہ یہ شرمندہ ہوں اور غیض سے مرجائیں۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ق وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا .....﴾

القرآن الحکیم الحشر ۵۹:۷

ترجمہ: اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔

ان کافروں کے لئے کہاں گنجائش ہے کہ سنت کو جھٹلائیں جبکہ قرآنِ حکیم نے ان کو حکم دیا ہے کہ اللہ ﷻ کا رسول جو دے وہ لے لو اور جس سے اللہ ﷻ کا رسول روکے اس سے رک جاؤ۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۞ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾

القرآن الحکیم النجم ۵۳:۴-۳

ترجمہ: اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔ نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کی ساری گفتگو ہی اللہ ﷻ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ یہ قرآنِ حکیم نے بیان فرمایا۔ ان قرآنی لوگوں سے اس سے حیا کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ..... ﴾

القرآن الحکیم ال عمران ۳:۳۱

ترجمہ : (اے محبوب!) آپ (انہیں) فرمائیے کہ اگر تم (واقعی) اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو (تب) اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دے گا۔

اگر یہ لوگ تاجدارِ کائنات ﷺ کی فرمان برداری نہیں کریں گے تو ان لوگوں میں سے ہوں گے جن سے اللہ ﷻ نفرت کرتا ہے اور ان سے محبت نہیں کرتا۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ..... ﴾

القرآن الحکیم الاحزاب ۳۳:۲۱

ترجمہ : بیشک تمہاری رہنمائی کے لئے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔ یہ نمونہ اس کے لئے ہے جو اللہ ﷻ سے ملنے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کے سارے افعال اور اقوال تمام اہلِ ایمان کے لئے خوبصورت نمونہ ہیں۔ بے ایمانوں کے لئے نہیں ہیں۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:٦٥

ترجمہ : پس (اے مصطفیٰ) تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ

Marfat.com

آپ کو حاکم بنائیں ہر جھگڑے میں جوان کے درمیان پھوٹ پڑا۔ پھر اپنے نفسوں میں اس سے تنگی نہ پائیں جو فیصلہ آپ نے کیا اور دل وجان سے تسلیم کرلیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:٥٩

ترجمہ : پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑنے لگو تو اسے اللہ اور (اپنے) رسول (کے فرمان) کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

علماء کرام نے ارشاد فرمایا ہے:

فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کا معنی ہے کہ اسے قرآن اور سنت پر پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾

القرآن الحکیم الشوری ٤٢:٥٢

ترجمہ : اور بلاشبہ آپ صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فرماتے ہیں۔

ان لوگوں کو کیا ہے کہ یہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی راہ سے بھاگتے ہیں حالانکہ یہ بعینہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴾

القرآن الحکیم النور ٢٤:٦٣

ترجمہ : پس انہیں ڈرنا چاہیئے جو رسول کریم کے فرمان کی خلاف ورزی کرتے ہیں کہ

Marfat.com

ہیں کوئی مصیبت نہ پہنچے یا انہیں دردناک عذاب نہ آئے۔

بے شک اس گمراہ فرقہ نے خود کو بہت بڑے فتنہ پر پیش کیا ہے۔ یہ کفر اور قیامت کے دن کا دردناک عذاب ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ..... ﴾

القرآن الحکیم الاحزاب ۳۳:۳٤

ترجمہ : اور اللہ ﷻ کی آیتوں اور حکمت کی باتوں کو یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں۔

آیات اللہ ﷻ کی کتاب ہے اور حکمت تاجدارِ کائنات ﷺ کی سنت ہے۔

اس باب میں بہت سی آیاتِ کریمہ ہیں۔ احادیث تو اس باب میں بہت ہی زیادہ ہیں۔ ہم نے صرف آیاتِ قرآنیہ ہی پیش کی ہیں کیونکہ اس فرقۂ باطلہ کا کہنا ہے کہ یہ قرآنی ہیں۔ تاکہ یہ لوگ اپنی جہالت کی کیفیت اور تاجدارِ کائنات ﷺ پر اپنی جرأت کو سمجھ سکیں۔ اس طرح کہ لوگ اگر اسلامی حکومت میں ہوں تو شریعت ان کو قتل کرنے کا حکم دیتی ہے۔ ہم ان کے رد میں صرف ایک ہی حدیث وارد کریں گے۔ تاکہ مسلمان اس پر آگاہ ہو جائیں۔ اور اس باطل فرقہ کی جہالت کو جان جائیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَيَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ فَيَقُوْلُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْآنِ اِلَّا وَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَ وَعَظْتُ وَ نَهَيْتُ عَنِ اَشْيَاءِ اِنَّهَا كَمِثْلِ الْقُرْآنِ اَوْ اَكْثَرَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَلَا اُكْلَ ثِمَارِهِمْ اِذَا اَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ.

Marfat.com

السنن ابو داؤد، سنه ٥ الترمذی، العلم ١٠ ابن ماجه ، مقدمه ٥

ترجمہ : کیا تم میں کوئی گمان کرتا ہے کہ اپنے تکیہ پر سہارا لئے کوئی کہہ رہا ہے۔ ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان صرف اللہ ﷻ کی کتاب ہے۔ اللہ ﷻ نے جو بھی حرام کیا ہے وہ قرآنِ حکیم میں ہے۔

خبردار! میں نے حکم دیا ہے۔ میں نے سمجھایا ہے۔ میں نے روکا ہے۔ یہ امور قرآن جتنے یا اس سے بھی زیادہ ہیں۔

اللہ ﷻ نے تمہارے لئے اہل کتاب کے گھروں میں بغیر اجازت کے داخلے کو حلال نہیں کیا۔ نہ ہی ان کی عورتوں کو مارنے کا۔ نہ ہی ان کے پھل کھانے کا۔ جب تم ان کو دے دو جو ان پر ہے۔

اسے ابو داؤد نے کتاب الخراج میں سیدنا عرباض رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ کافروں کے احمق فرقوں میں سے فرقۂ یزیدیہ ہے۔ یہ موصل میں ہے ان کا دعوی ہے کہ یہ بنو امیہ میں سے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ ان کا رب ابلیس ہے اور ان کا نبی یزید بن معاویہ ہے۔ کس قدر برا یہ رب اور یہ نبی ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے انہوں نے اپنے لئے اپنے مناسب رب اور نبی کا انتخاب کیا ہے۔ میں گمان کرتا ہوں اور زیادہ علم تو اللہ ﷻ کے پاس ہی ہے۔ بے شک سفیانی جس نے تاجدارِ کائنات ﷺ کو خبر دی تھی کہ وہ آخری زمانہ میں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نکلے گا۔ مدینۃ منورہ میں پہلے آئے گا۔ ایک چٹیل میدان میں وہ زمین کے اندر دھنس جائیں گا۔ کیونکہ اس نے خود کو سفیان جو یزید بن معاویہ کے دادا ہیں ان کی طرف منسوب کیا ہے۔

تحقیق علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا ہے۔ سفیانی ان کی طرف ہی منسوب ہے۔

قبیح اور خبیث ترین کافروں کا فرقہ فرقۂ احمدیہ ہے۔ یہ خود دجال مرزا

Marfat.com

غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ تاتاری مغل تھا۔ یہ یاجوج ماجوج کی طرف منسوب ہے۔ اس نے نبوت کا دعوی کیا۔ آیات قرآنیہ کو چیلنج کیا۔ اپنی وحی کو قرآن بتایا جس طرح اس کی کتابوں میں تصریح ہے۔ اس نے ایک قبرستان بنایا جس کا نام اس نے جنت رکھا اور کہا جو اس میں دفن ہوا وہ جنتی ہے۔ اس نے اپنی بیویوں کو امہات المؤمنین قرار دیا۔ اپنے پیروکاروں کو اپنی امت قرار دیا۔ مسلمانوں سے جو اس پر ایمان نہ لایا انہیں کافر قرار دیا۔ ہندوستان کے بہت سے لوگوں نے اس کی پیروی کی۔ یہ خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ جو شخص اس کی کتابوں کا مطالعہ کرے اور اس کی وحی کو دیکھے جس کے نازل ہونے کا اس نے دعوی کیا وہ جان لے گا کہ اس نے اللہ ﷻ پر کیسی بے حیائی جرأت کی ہے۔

﴿ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ط وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانعام ۶:۹۳

ترجمہ: اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو اللہ ﷻ پر جھوٹا بہتان باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں کی گئی اور (کون زیادہ ظالم ہے اس سے) جو کہے کہ میں (بھی) ایسا ہی (کلام) نازل کروں گا جیسے اللہ ﷻ نے نازل کیا ہے۔ کاش تم دیکھو جب ظالم موت کی سختیوں میں (گرفتار) ہوں اور فرشتے ان کی طرف اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں (اور انہیں کہیں کہ) اپنی جانوں کو نکالو۔ آج تمہیں ذلت کا عذاب اس وجہ سے دیا جائے گا کہ تم اللہ ﷻ پر ناحق بہتان لگاتے تھے اور تم اس کی آیتوں (کے ماننے) سے تکبر کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

اس نے یہ دعوی بھی کیا کہ یہ عیسٰی بن مریم ہے۔غلام احمد کے بارے مشہور ہے کہ بعد میں اس نے خدا ہونے کا دعوی بھی کیا۔اللہ ﷻ اس پر لعنت بھیجے۔

بہت سے رسائل اسلامیہ میں موجود ہے کہ اللہ ﷻ کی طرف سے اس کی پہلی اہانت اللہ ﷻ کے اس قول کی تصدیق تھی۔

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذِالظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ﴾

القرآن الحکیم الانعام ۹۳:٦

ترجمہ : کاش تم دیکھو جب ظالم موت کی سختیوں میں (گرفتار) ہوں۔

وہ اس طرح کہ مرزا غلام احمد قادیانی 1326ھ میں بیت الخلاء میں فوت ہوا۔اس کے بعد اس کے دین پر اس کے خلفاء ہیں۔ہندوستان کے شہر لاھور میں یہ خود کو احمدی کہتے ہیں۔

ہائے افسوس کس قدر اندھے فتنے،اندوہناک مصیبتیں مسلمانوں پر نازل ہورہی ہیں۔جو شخص بھی اس کا کلام پڑھے گا اسے اس کے کلام کے اندر ایسے مناقضات ملیں گے کہ اسے رد کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔بلکہ عقل منداس کے کلام سے سمجھ جائے گا۔پہلے اس نے مطلق نبوت کا دعوی کیا پھر اس نے کہا کہ وہ عیسٰی بن مریم ہے۔پھر اس نے کہا کہ عیسٰی طبعی موت فوت ہوئے تھے۔یہ آسمانوں کی طرف نہیں اُٹھائے گئے تھے۔یہ سب کچھ کھلا تناقض ہے۔اس کا دعوی کہ سیدنا عیسٰی علیہ السلام فوت ہوئے ہیں بہت بڑی جرأت ہے۔یہ نصوصِ قرآنی اور احادیثِ نبویہ اور اجماعِ امت کی کھلی مخالفت اور معارضت ہے۔

اس نے کہا: کہ سیدنا عیسٰی علیہ السلام کی صرف روح ہی آسمانوں کی طرف اُٹھائی گئی ہے۔جس طرح سارے لوگوں کی روحیں موت کے وقت آسمانوں کی طرف اُٹھائی جاتی ہیں۔

Marfat.com

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿..... وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ..... ﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:١٥٧

ترجمہ : حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے بلکہ ان کے لئے مشتبہ ہو گئی (حقیقت)۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے قتل اور سولی دیئے جانے کی نفی کی ہے۔ سولی جسم کو دی جاتی ہے۔ تشبیہ بھی اسی طرح جسم کی ہوتی ہے۔ سولی روح کو نہیں دی جاتی۔ اس نفی کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی روح اور جسم دونوں آسمانوں کی طرف اُٹھائے گئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:١٥٧

ترجمہ : اور انہوں نے اسے یقیناً قتل نہیں کیا۔

یعنی یقیناً ان کو قتل نہیں کیا گیا اور یہ گدھا کہتا ہے کہ انہیں یقیناً قتل کیا گیا ہے۔ اختلاف اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بات میں سچا کون ہو سکتا ہے؟

اس نے اللہ تعالیٰ کے فرامین مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کی جو موت کے ساتھ تاویل کی ہے۔ یہ تاویل فحش غلطی ہے۔ ایسی بات مسلمانوں میں سے کسی نے بھی نہیں کی۔ مُتَوَفِّيْكَ کا معنی یہ ہے کہ ہم آپ کی عمر پوری کرنے والے ہیں اور آپ کو قتل سے بچا کر اور اپنی جانب اُٹھا کر مقرر اجل تک اسے مؤخر کرنے والے ہیں۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کا معنی ہے۔ آپ نے مجھے اپنی طرف اُٹھا کر دنیا میں میرے دنوں کو پورا کر دیا ہے۔

Marfat.com

اَلتَّوَفِّیُ کا معنی ہے ''کسی چیز کو پورا لینا''۔ اگر اس شخص میں معمولی سی بھی عقل ہوتی تو یہ سوچتا۔ یہ بات بَدَاھَۃً معلوماتِ دین سے ہے کہ روح تو انسان کی اُٹھائی جائے گی۔ کسی کی اَعْلٰی عِلِّیِیْن میں، کسی کی سِجِّیْن میں۔ اگر یہاں سیدنا عیسٰی علیہ السلام کی بھی روح ہی اُٹھائی گئی تو وَرَافِعُکَ فرمانے کا کونسا فائدہ باقی بچتا ہے۔

شاید اس جنگلی گدھے کو زندہ سیدنا عیسٰی علیہ السلام کا عروج مشکل لگا۔ کاش یہ اس بات کو تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج پر ہی قیاس کر لیتا۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عروج آپ کے دشمنوں کے قتل سے بچانے کے لئے نہ تھا۔ بلکہ اس لئے تھا کہ آپ دونوں جہانوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بڑی نشانیاں دیکھیں اور واپس زمین کی طرف لوٹ کر اپنا وظیفہ رسالت نبھائیں۔

موت کو تَوَفِّیُ مَجَازاً کہا جاتا ہے۔ حقیقت مجاز پر مقدم، بالخصوص جب یہ مجاز کتاب، سنت اور اجماع کے خلاف ہو۔ اس یاجوج ماجوج کے ساتھی کی کہاں یہ قسمت کہ کتاب، سنت اور اجماع کی حقیقت کو سمجھے۔ یہ بات معلوم ہے کہ دجال ممالک اجنبیہ کے پیروکاروں میں سے ہوگا اور مسیحی دین کی بشارت دینے والوں سے ہوگا۔ عیسائیوں نے کئی بار کوشش کی کہ وہ اپنے مبشرین سے اسلام میں کچھ تبدیلی کر سکیں۔ لیکن وہ نہ کر سکے۔

﴿ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَ یَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۳۲

ترجمہ: (یہ لوگ) چاہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ انکار فرماتا ہے مگر یہ کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے اگرچہ کافر (اس کو) ناپسند کریں۔

Marfat.com

تمام عالم اسلام جب تک علماءِ کرام ہماری پشتوں پر موجود ہیں ان لوگوں کی تاثیر ممکن نہیں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ ﷻ نے جہنم کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

نیکی کرنے کی قوت اور بدی سے بچنے کی طاقت بلند، عظمتوں والے اللہ ﷻ کی طرف سے ہے

صوفیہ کے نزدیک کوئی عمل لوگوں کو دکھانے کے لئے کرنا بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ کسی کام کو لوگوں کے لئے چھوڑ دینا یہ ریا کاری ہے۔ کسی کام کو لوگوں کے لئے نہ کرنا چاہیئے اور نہ کسی کام کو لوگوں کے لئے چھوڑنا چاہیئے۔ اس کا کام لوگوں کے درمیان اس طرح ہونا چاہیئے جس طرح بچوں کے درمیان ہوتا ہے۔ وہ اسے دیکھتے ہی نہیں نہ اس کے عمل کو نہ اس کے ترک کو۔ جس شخص نے دنیاوی مال، عزت اور شرف کے لئے علم سیکھا، وہ مشرک ہے۔ جس نے کرامت کے حصول کے لئے اللہ ﷻ کی عبادت کی، وہ بھی مشرک ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَ اِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوِ امْرَءَةٍ یَنْکِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ.

الصحیح البخاری ، بدء الوحی ١ الصحیح للمسلم ، اماره ١٥٥
الترمذی فضائل الجهاد ، ١٦ ابو داؤد ، طلاق ١١
النسائی ، طهارة ٥٩ ابن ماجه ، زهد ٢٦

ترجمہ : بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی جس کی ہجرت اللہ ﷻ اور اس کے رسول کے لئے ہے، اس کی ہجرت اللہ ﷻ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہے۔ جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہے اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے، جس کے

Marfat.com

لئے اس نے ہجرت کی۔

اس حدیث کو امام بخاری ، امام مسلم اور تمام ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴾

القرآن الحکیم الکھف ۱۸:۱۱۰

ترجمہ : پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

پس انسان جو عمل بھی اللہ ﷻ کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے کرتا ہے وہ شرک ہے۔ چاہے ولایت اور کرامت کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ ﷻ صرف خالص عمل ہی قبول کرتا ہے۔ عامل اپنے عمل میں جہاں بھی پہنچ جائے اگر اس کا عمل شہرت کے لئے ہے تو وہ مشرک ہے۔ مجاہد اگر یہاں تک جنگ کرے کہ تلوار اس کے ہاتھ میں ٹوٹ جائے۔ اگر اس کا مقصد بہادر کہلوانا تھا یا مالِ غنیمت کو حاصل کرنا تھا تو وہ مشرک ہے۔ صدقہ کرنے والا اگر زمین بھر صدقہ بھی سخی کہلوانے کے لئے کرے تو مشرک ہے۔ شرک کی اس طرح کی اقسام کے بارے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم یوسف ۱۲:۱۰۶

ترجمہ : اور ان میں سے اکثر اللہ کے ساتھ ایمان نہیں لاتے مگر اس حالت میں کہ وہ شرک کرنے والے ہوتے ہیں۔

کفر کی ساری قسموں میں بڑا کفر اور گمراہ گروہوں میں سے بڑا گروہ لادینی فرقہ

Marfat.com

ہے۔ یہ لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وجود، کتابوں کے نازل کرنے، رسول کے بھیجنے اور دوسرے ربانی احکام کے منکر ہیں۔ اس زمانہ میں یہ لوگ بھی کافی ہیں۔ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

میرے دماغ میں جو آئے وہ مکفرات اور اس زمانہ کے کافر گروہ، اپنے مسلمان بھائیوں کو ان کے دھوکے سے بچانے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب اور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تذکیر کے لئے میں نے ذکر کر دیئے ہیں۔ تاکہ اختلافِ مذاہب کے باوجود میرے مسلمان بھائی ان سے بچیں۔

بے شک نصیحت اہلِ ایمان کو فائدہ دیتی ہے۔ جس کے لئے ازلی شقاوت لکھی ہوئی ہے اسے نہ کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت فائدہ دیتی ہے نہ کسی جھڑکنے والے کی جھڑک۔ نصیحت کرنے اور جھڑکنے کے لئے قرآن ہی کافی ہے۔ جس میں قرآن ہی اثر نہ کرے اس میں کسی اور چیز کا اثر کرنا محال ہے۔

ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہدایت اور عافیت اور ولایت کا سوال کرتے ہیں۔ وہ اپنے دوستوں کو رسوا نہیں کرتا اور اپنے دشمنوں کی عزت افزائی نہیں کرتا۔

﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ ط وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾

القرآن الحکیم یوسف ۱۲:۱۰۸

ترجمہ: آپ فرما دیجئے یہ میرا راستہ ہے میں تو صرف اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں واضح دلیل پر ہوں اور (وہ بھی) جو میری پیروی کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا

Marfat.com

خاتمۃ الخاتمہ

اس مقام کا تقاضا ہے کہ ہم آئمہ کرام کی تقلید کرنے والوں کی تکفیر کرنے والوں کے رد میں اس زمانہ کے بعض آئمہ دین اور علماءِ عاملین کا کلام وارد کریں۔

کہتے ہیں کہ تقلید کفر ہے۔ ہر مسلمان مرد اور عورت پر مطلق اجتہاد واجب ہے۔

میں نے عالم العصر، حافظ الزمان، ملک البیان مصطفی ابو یوسف الحمامی حَفِظَهُ اللّٰهُ کے کلام کو بتمامہ نقل کیا ہے۔ اس کا عنوان ہے..... مومن پر کفر کا حکم لگانا۔

آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تقلید کفر اور ملت سے نکلنا ہے یا یہ خالص ایمان ہے؟

کسی صاحبِ ایمان پر کفر کا حکم لگانے کا معنی یہ ہے کہ کہنے والے کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ محکوم علیہ کے دل سے ایمان کا نور بجھ گیا ہے۔ اس کے دل میں صرف کفر، اس کا اندھیرا اور اس کی گمراہی ہے۔ اس سے اس محکوم علیہ کا خون مباح ہو گیا۔ جب اسے قتل کر دیا جائے تو نہ اسے غسل دیا جائے۔ نہ اسے کفن دیا جائے اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ اس سے، اس کے خاص دوستوں سے اور اس کے والدین اور ورثاء سے تعلقات ختم کر لئے جائیں۔ اس کے کفر کی وجہ سے اس کے وہ وارث نہیں ہوں گے۔ کسی کے لئے جائز نہیں ہوگا کہ اس کے لئے بخشش یا رحمت طلب کرے۔ یہ سب کچھ دنیا میں ہے۔

رہی بات آخرت کی تو اس میں ان پر کفر کا حکم لگانے والے کو اللہ ﷻ ہی کافی ہے کہ یہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے اور اس سے کبھی بھی نہ نکلیں گے۔ جب بھی ان کی جلد پگھل جائے گی تو ان کی جلد تبدیل کر دی جائے گی تاکہ یہ مسلسل عذاب میں مبتلاء

Marfat.com

رہیں۔ جب بھی آگ کے شعلے ان پر بھڑکیں گے تو ان کے عذاب میں اضافہ ہو جائے گا۔ یہ عذاب اس شخص کا ہے جو اہلِ ایمان کو کافر کہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتداء سے لے کر آج تک اس امت کے علماء اہلِ ایمان پر کفر کا حکم لگانے میں بہت زیادہ حرج سمجھتے ہیں۔ ان پر اس وقت تک کفر کا حکم نہیں لگاتے جب تک ان کا کفر سورج کی طرح روشن نہ ہو جائے اور ان کے کفریہ عمل اور قول کی کوئی بھی تاویل نہ ہو سکے۔ تکفیر کے باب میں صدیوں سے ان کا یہی عمل محفوظ ہے۔ یہ لوگ اہلِ ایمان کے خون کے تحفظ کے بہت زیادہ حریص ہیں۔ اس لئے انہوں نے بعد والوں کو بتایا ہے کہ کسی اہلِ ایمان پر کفر کا حکم اسی وقت لگایا جائے گا جب اس پر ایمان کے سارے دروازے بند ہو جائیں ایک بھی دروازہ ایسا نہ رہ جائے کہ ان پر ایمان کا حکم لگایا جا سکے۔

معاملہ اسی طرح ہے جس طرح ہم نے بیان کیا ہے۔ آج اسلام ایسے لوگوں کی طرف سے آزمائش میں ہے جو اہلِ ایمان کے بارے اکثر سوءِ ظن میں مبتلاء رہتے ہیں یا یہ لوگ بے سمجھ ہیں اور چیزوں کی اقدار سے ناواقف ہیں۔ ان کے لئے اہلِ ایمان پر کفر کا حکم لگانا بہت آسان ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ گزر گئے مگر آج کل بہت زیادہ ہیں۔ یہ اہلِ ایمان کی چھوٹی سی بات سنتے ہیں اور معمولی سا عمل دیکھتے ہیں اور فوراً ان پر کفر کا حکم لگا دیتے ہیں۔ اگر یہ قادر ہوں تو ان اہلِ ایمان کو قتل کرنے میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہ کریں اور اس قتل کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں بہت بڑی قربت شمار کریں کہ انہوں نے کافروں کے وجود سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی زمین کو پاک کر دیا ہے۔ اس عمل کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان کی جہت سے یہ لوگوں میں بہت عظیم ہیں اور ان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اس کے دین اور اس کے رسول کے معاملے میں بہت زیادہ غیرت ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین سے ناواقفوں کا حال ہے۔

یہ ان لوگوں کا حال ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین سے ناواقف ہیں۔ علماءِ دین کا

Marfat.com

معاملہ اس سے مختلف ہے۔ جب ان تک کسی شخص کی ایسی بات یا ایسا فعل پہنچے جو کفر کا وہم ڈالتا ہو تو وہ اس کی خوب تحقیق کرتے ہیں۔ جب انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ کفر کا وہم صحیح نہیں تھا تو وہ بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اس شخص کو اجلال اور احترام سے چھوڑ دیتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ اس شخص کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ آئندہ کوئی ایسی بات نہ کرے اور ایسا کام نہ کرے جس سے اس کے بارے بدگمانی پیدا ہو اور اس پر ایسے کفر کی تہمت لگے جس سے وہ بری الذمہ ہو۔ ان علماءِ دین کو خوب تحقیق کے بعد اگر معلوم ہو کہ وہ واقعتاً کفر میں واقع ہوا ہے تو وہ اس شخص کے معاملے میں خوب غور کریں گے۔ اگر انہیں معلوم ہو کہ وہ شخص جاہل ہے اور اس کا اس قول اور فعل سے وہ مقصود نہیں ہے تو اسے تعلیم دیتے ہیں اور کبھی بھی اس کی تکفیر نہیں کرتے۔ اگر انہیں معلوم ہو کہ وہ اپنی بات اور فعل کو سمجھنے والا ہے مگر اسے کوئی شبہ لاحق ہے تو وہ بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ اس کا شبہ زائل کر دیں۔ اگر اس شخص کا شبہ زائل ہو جائے اور یہ طریق کارگر ثابت ہو اور وہ اپنی بات اور اپنے فعل سے واپس لوٹ آئے تو وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کو گمراہی سے بچا لیا۔ اگر یہ علاج کارگر ثابت نہ ہو اور وہ یہ جان کر بھی کہ اس کی یہ بات اور یہ عمل کفر یہ ہے، اپنی ہٹ پر قائم رہے تو وہ اس شخص کی تکفیر کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی زمین کو اس کے ناپاک جسم سے پاک کرنے کا حکم دیتے ہیں کیونکہ یہ ایک جرثومہ کی مانند ہوتا ہے جس میں فساد ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا تھا اور یہ اس وظیفہ کو ادا کرنے سے قاصر ہو گیا ہے۔ یہ علماءِ دین ایسا حکم تین دن کے بعد دیتے ہیں۔ اس سے توبہ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بعض آئمہ نے تو یہ کہا ہے کہ اس سے ہمیشہ توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر اس شخص کا انجام اسی بدنصیبی پر ہی ہو جائے اور ان علماءِ کرام کا حکم اس پر نافذ ہو جائے تو اس کی بدنصیبی پر وہ ہمیشہ دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ علماءِ دین اس

Marfat.com

سلسلہ میں تاجدارِ کائنات ﷺ کے اخلاق کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ نے کافروں کے ایمان نہ لانے پر تاجدارِ کائنات ﷺ کو اس طرح تسلی دی۔

﴿ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ﴾

القرآن الحکیم الکهف ۱۸:۶

ترجمہ : تو کیا آپ (فرطِ غم سے) اپنی جان کو ان کے پیچھے تلف کر دیں گے اگر وہ ایمان نہ لائے؟ اس قرآن کریم پر افسوس کرتے ہوئے۔

اس سلسلے میں تاجدارِ کائنات ﷺ جدِ امجد سیدنا ابراهیم علیہ السلام کے خلق کی پیروی کرتے ہیں۔ فرشتے سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کے لئے آئے تو آپ ان فرشتوں سے جھگڑنے لگے اور اس وقت تک خاموش نہیں ہوئے جب تک ان فرشتوں نے یہ عرض نہ کی۔

﴿ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ج اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّکَ ج وَاِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ ﴾

القرآن الحکیم هود ۱۱:۷۶

ترجمہ : اے ابراہیم! اس بات کو رہنے دیجئے۔ بے شک تیرے رب کا حکم آ گیا اور ان پر عذاب آ کر رہے گا۔ جو پھیرا نہیں جا سکتا۔

اللہ ﷻ نے فرشتوں کے ساتھ سیدنا ابرهیم علیہ السلام کے جھگڑے پر نہ تو ان کی مذمت کی اور نہ ہی ان پر عتاب کیا بلکہ انتہائی پیارے اور دلکش انداز سے ان کی تعریف کی۔

﴿ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ ﴾

القرآن الحکیم هود ۱۱:۷۵

Marfat.com

ترجمہ : بیشک ابراھیم بڑے بردبار، رحم دل (اور) ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرنے والے تھے۔

یقیناً سیدنا ابراھیم علیہ السلام کا یہ جھگڑا مجرموں کی حمایت کے لئے نہیں تھا۔ آپ کو امید تھی کہ ان کافروں کے دلوں سے گمراہی کے بادل چھٹ جائیں گے۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارادے کی تصریح فرمادی۔ جب طائف کے لوگ سرکشی پر ڈٹے رہے اور انہوں نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی اور ذہنی اذیت بھی دی۔ تو پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوا اور پہاڑوں کو ٹکرا کر اس قوم کی ہلاکت کی اجازت چاہی۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارادہ کی تصریح کی۔

یہ لوگ ایمان قبول نہیں کرتے مگر ان کی نسلیں ضرور ایمان لے آئیں گی۔ بلکہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ.

ترجمہ : اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما۔ بے شک یہ حقیقتِ حال سے بے خبر ہیں۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی یہی رفعت ہے اور یہی حلم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جچتا ہے۔ ان کافروں کے لئے بخشش طلب کرنے کا معنی یہ نہیں ہے کہ ان کو ان کے کفر کے باوجود بخش دیا جائے۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب علماء کے سردار ہیں اور بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کافروں اور مشرکوں کی بخشش نہیں فرمائے گا۔ یہ حکم آپ پر ہی نازل ہوا ہے۔ اس بخشش طلب کرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان بدنصیبوں کو ایمان عطا فرمادے۔ اگر یہ ایمان لے آئیں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے سارے پہلے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ ایمان پہلے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور جدِ امجد سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام سے

Marfat.com

پہلے ان کے جدامجد سیدنانوح علیہ السلام اپنی قوم کو 950 سال تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اس کی توحید، اس کی اطاعت اور فرمان برداری کی طرف رات دن اور علانیہ اور چھپ کر بلاتے رہے۔ اس کے باوجود اس دعوت سے تنگ دل نہیں ہوئے۔ ان کے لئے رحمت اور شفقت بھی کم نہیں ہوئی حالانکہ وہ مسلسل ان کو اذیتیں ہی دیتے رہے اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کو پیدا فرمایا ہے۔ ان تمام میں ایک جیسے ہی اخلاقِ کریمہ ہیں۔ یہ انبیاء کرام تعمیر کرنا چاہتے ہیں تخریب نہیں کرنا چاہتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو اسی لئے ہی بھیجا ہے۔ اسی لئے ان کو یہ عظیم حلم عطا فرمایا ہے اور یہ انتہائی رحمت عطا فرمائی ہے۔ ہم اس قدر رحمت اور حلم کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

آپ کہیں گے کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے تو اپنی قوم کی ہلاکت اور تباہی و بربادی کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا فرمائی۔ اس کے جواب میں مَیں عرض کروں گا۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت اور بربادی کے لئے دعا اس وقت فرمائی جس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر واضح فرمادیا جو غیب اور شہادت کو خوب جاننے والا ہے۔

﴿وَ اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِکَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ..... ﴾

القرآن الحکیم هود ۱۱:۳٦

ترجمہ : اور وحی کی گئی نوح (علیہ السلام) کی طرف کہ آپ کی قوم سے ایمان نہیں لائیں گے بجز ان کے جو ایمان لا چکے۔

اب آپ ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو ان کی ہلاکت کے لئے دعا فرمائی تا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی زمین ان کے ناپاک وجود سے پاک ہو جائے۔

انبیاءِ کرام کے فرائض اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ یہ قیادت کے بلند ترین منصب پر فائز ہیں۔ ان کی امتوں پر لازم ہے کہ وہ اخلاق میں ان کی پیروی اور اتباع

Marfat.com

کریں۔یہی وجہ ہے کہ اس امت کے علماءِ کرام ان اہل ایمان سے رحمت، شفقت، لطف اور بردباری کا سلوک کرتے ہیں جن پر کفر کی تہمت ہوتی ہے۔ یہ علماءِ زمانہ جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں جو تکفیر اور قتل میں بہت زیادہ جلد بازی سے کام لیتے ہیں یہ ان علماءِ صالحین اور انبیاءِ کرام کی سیرت سے بہت دور ہیں۔ اللہ ﷻ کی قسم مجھے خوف ہے کہ علماءِ زمانہ قیامت کے دن بھی ان صالحین اور انبیاءِ کرام سے دور ہوں گے۔

اللہ ﷻ ہم پر اور ان پر اپنا لطف وکرم فرمائے۔ ہمیں راہِ حق دکھائے۔ ہمیں اسی راہِ حق پر زندہ رکھے اور اسی پر موت عطا فرمائے۔

ان علماءِ زمانہ نے صرف زبانی احکام تک ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے ان سادہ لوح مسلمانوں کی تکفیر میں کتابیں لکھی ہیں تا کہ بعد میں آنے والے لوگ قیامت تک ان کی پیروی کرتے رہیں یہ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

نیکی کرنے کی تمام تر قوتیں اور بدی سے بچنے کی تمام تر طاقتیں بلند اور عظیم اللہ ﷻ کی طرف سے ہی ہیں۔

میں نے ان لوگوں میں سے کثیر کو دیکھا ہے کہ اہل ایمان کے معاملے میں غور وفکر ہی نہیں کرتے اور اہلِ ایمان پر کفر کا حکم لگانے میں تردد نہیں کرتے جو فروع میں مجتہد اماموں میں سے کسی امام کی تقلید کریں۔ وہ اس امت پر پہلے دن سے ہی کفر کا حکم لگاتے ہیں۔ کیونکہ ساری امت ہی مقلد ہے سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ ﷻ نے اجتہادِ مطلق کا مرتبہ عطا فرمایا ہے اور یہ بہت ہی تھوڑے لوگ ہیں۔ یہ استثنا واقع کی تحری میں مبالغہ ہے وگرنہ امت کے سوادِ اعظم کی رعایت کرتے ہوئے یہ اطلاق صحیح ہے۔

کیا قاری جانتا ہے کہ اس خطرناک حکم پر ان کی دلیل کیا ہے؟ ان کی دلیل یہ آیتِ کریمہ ہے۔

Marfat.com

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ج وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ج لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۳۱

ترجمہ : انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے پادریوں اور اپنے راہبوں کو (اپنے) پروردگار بنا لیا ہے اور مسیح فرزند مریم کو بھی۔ حالانکہ انہیں بجز اس کے حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ (صرف) ایک خدا کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ اس سے پاک ہے جسے وہ اس کا شریک بناتے ہیں۔

اس مقام پر یہ تاجدار کائنات ﷺ کا فرمان بھی پیش کرتے ہیں۔

یہ یہود ان احبار اور رہبان کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ یہ جب کسی چیز کو ان کے لئے حلال کرتے تھے تو اسے حلال جانتے تھے اور جب حرام کرتے تھے تو اسے حرام جانتے تھے۔

اس وقت یہ کہتے ہیں کہ ان مقلدین کا اپنے اماموں کے ساتھ بھی یہ وطیرہ ہے جو ان یہود کا اپنے احبار اور رہبان کے ساتھ تھا۔ اس لئے یہ مقلدین سارے ہی کافر ہیں۔

ان پہلے مؤلفین میں سے ایک بہت بڑے کو میں نے دیکھا ہے جو اسی توضیح اور تشریح کو وارد کرنے کے بعد کہتا ہے۔

اس امت کے مقلدین کا یہی وطیرہ ہے یہ ان یہود کے ساتھ ایسے ہی مشابہ ہیں جیسے انڈے کے ساتھ انڈا، کھجور کے ساتھ کھجور اور پانی کے ساتھ پانی۔

اس شبہ کی بنا پر اس امت کی تکفیر میں اس شخص کا یہ کلام ہے یہ شیخ ایک مثال ہے ان کے پہلے اور بعد والے اسی نغمہ کو ہی دہراتے ہیں۔

یہ ان لوگوں سے بہت ہی عجیب بات ہے اس امت کے بارے ان کے رب

Marfat.com

نے گواہی دی ہے کہ انسانوں میں یہ بہترین امت ہے۔ان کے بارے تاجدارِ کائنات ﷺ نے شہادت دی ہے کہ جنت میں تمام امتوں میں زیادہ لوگ اس امت کے ہوں گے۔ یہ امت تمام کی تمام ہی مقلد ہے۔تو کیا یہ ساری امت ہی کافر ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر یہ امت ساری امتوں سے بہترین امت کس طرح ہے؟ اور جنت میں سب سے زیادہ لوگ اس امت سے کس طرح ہوں گے؟

کیا یہ بات اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے فرمودات کے خلاف نہیں ہے؟ اب تو مسئلہ ان لوگوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے درمیان مختلف فیہ ہو گیا۔اب یہ لوگ ہمیں بتائیں کہ ہم ان کی تصدیق کریں یا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی تصدیق کریں؟ ہم تو بہر حال اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی ہی تصدیق کریں گے۔ان کے اقوال کی طرف نگاہ بھی نہ کریں گے اور ان کو دیوار پر دے ماریں گے۔

اس کے بعد ہم ان کی دلیل کے درپے ہوتے ہیں۔اگر اس دلیل میں غور وفکر کے بعد وہی نتیجہ نکلے جو یہ کہتے ہیں تو ہم ان کی پیروی کریں گے اور اگر یہ نتیجہ نہ نکلے تو ہم ان سے چشم پوشی کریں گے اور ان کو ہم ان کے حال پر ہی چھوڑ دیں گے۔

ہم کہتے ہیں بے شک آیتِ کریمہ میں کہ یہود نے اپنے احبار اور رہبان اور سیدنا مسیح ابنِ مریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنا رب بنالیا۔اس آیتِ کریمہ میں ان احبار اور رہبان کو ارباب یعنی اللہ تعالیٰ کی طرح الٰہ کہا گیا۔ان کو اور سیدنا مسیح ابنِ مریم علیہ السلام کو برابر قرار دیا گیا۔عیسائی سیدنا مسیح ابنِ مریم علیہ السلام کی حقیقتاً عبادت کرتے ہیں۔ان کے بارے ربوبیت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔جب آیتِ کریمہ نے ان کے درمیان اور ان احبار اور رہبان کے درمیان مساوات قائم کر دی تو یقینی طور پر یہ نتیجہ

Marfat.com

نکلا کہ یہود ان احبار اور رہبان کے بارے ربوبیت کا اعتقاد رکھتے تھے۔ بقیہ آیت اسی معنی پر نص ہے۔ اس میں تاویل کا احتمال نہیں ہے۔ اس کے بعد آیتِ کریمہ میں ہے۔

''حالانکہ انہیں بجز اس کے حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ (صرف) ایک خدا کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ اس سے پاک ہے جسے وہ اس کا شریک بناتے ہیں۔''

ان لوگوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت وتوحید کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ اس حکم سے نکل گئے اور ان احبار، رہبان اور سیدنا مسیح ابنِ مریم علیہ السلام کے الہ ہونے کا اعتقاد کر کے شرک کرنے لگے۔ آیتِ کریمہ کی نص سے یہ پکے مشرکین تھے جو متعدد معبودوں پر اعتقاد رکھتے تھے۔

ان لوگوں کا اور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا کیا مقابلہ ہے جن کا ایک عام فرد بھی توحید میں پختہ ہے۔ کیا اس امت کے پہلے شخص سے آخری شخص تک کوئی یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ معبود ہیں اور ان کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ عبادت کی جائے گی۔ یا ایسا اعتقاد کوئی سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ، یا سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ، یا سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے بارے رکھتا ہے؟

تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں۔ یہ تو بہتانِ عظیم ہے۔

بے شک تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان کی تعمیل کرتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

القرآن الحکیم النحل ۱۶:۴۳

ترجمہ: پس اہل علم سے دریافت کرلو اگر تم خود نہیں جانتے۔

Marfat.com

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿..... وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ .....﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:٨٣

ترجمہ :اوراگراسے رسول (کریم) کی طرف اوراپنی جماعت سے بااقتدارلوگوں کی طرف لوٹادیتے تووہ لوگ اس خبر (کی حقیقت) کوجان لیتے جوبات میں سے ان کانتیجہ اخذ کرسکتے ہیں۔

اسی طرح تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَا سَأَلُوْا اِذْ لَمْ يَعْلَمُوْا فَاِنَّمَا شِفَاءُ الْعَيِّ السُّوَال.

ابو داود، طهاره ١٢٥ ابن ماجه، طهارة ٩٣

ترجمہ :انہوں نے اسے قتل کردیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں قتل کرے۔ جب وہ جانتے نہیں تھے تو اُنہوں نے پوچھا کیوں نہیں؟ بیشک عاجز کی شفا سوال ہے۔

اس کے بعدان کی نادانی کی تشریح فرمادی۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک زخمی کے بارے انہوں نے فتویٰ دیا کہ اسے غسل دیاجائے۔اس کے زخموں کو دھویا گیا تو ان کے فتویٰ پرعمل کرنے کی وجہ سے وہ مرگیا۔ان کوسوال کرنا چاہیئے تھا۔کیا اس کے لئے رخصت ہے کہ اس کے زخموں کو پانی سے نہ دھویاجائے۔

پہلی آیتِ کریمہ نے اس بات کا مکلّف ٹھہرایا کہ جونہ جانتا ہووہ جاننے والے سے پوچھ لے دوسری آیتِ کریمہ نے ان کوعیب دار ٹھہرایا جوکسی بات کونہ جانیں تو اسے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اوران صاحبانِ علم کی طرف نہ لوٹائیں جومسائل کا حکم نکال سکتے

Marfat.com

ہیں۔حدیثِ پاک میں ان کے لئے غضبناک دعا ہے کہ وہ ہلاک ہو جائیں جو کسی بات کو نہیں جانتے اور پھر بھی سوال نہیں کرتے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو اس امت پر راضی ہے کہ انہوں نے اپنے رب کے فرمان کی تعمیل کی کہ جس حکم کا انہیں علم نہیں تھا، انہوں نے کتاب اور سنت سے جاننے کی کوشش کی۔پس انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کی اتباع کے لئے علماء کرام سے سوال کیا، نہ کہ انہوں نے علماء کے حکم کا تتبع کیا۔اپنے رب کے عیب لگانے سے اجتناب کیا اور جن معاملات کو نہ جانتے تھے ان کو ان علماءِ کرام کی طرف لوٹا دیا جو اسے پہچانتے تھے۔انہوں نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی غضبناک دعا سے بچنے کی سبیل کی کہ جس سے لاعلم تھے اس کے بارے سوال کیا کیونکہ عاجز کے لئے سوال میں ہی شفاء ہے۔

اسی طرح تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اس امت کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان پر راضی ہو جائے کہ انہوں نے تقلید کا راستہ اختیار کیا۔ان لوگوں نے جب سمجھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان کے سمجھنے سے یہ قاصر ہیں تو انہوں نے جاننے والے علماءِ کرام کی پیروی کی۔میرے نزدیک اور علماءِ ملتِ اسلامیہ کے نزدیک ایسا ہی ہے لیکن ان لوگوں کے ہاں یہ مقلدین کافر و فاجر ہیں اور جہنم کے سرمدی عذاب کے مستحق ہیں۔

قارئینِ کرام! آپ غور فرمائیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب، اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پاک اور علماءِ دین کا فرمان کہاں ہے اور یہ مسکین لوگ کہاں ہیں؟ انہوں نے یہ باتیں صرف اس لئے لکھیں تاکہ یہ اپنے متعلق یہ ظاہر کریں کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کو کس قدر جانتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہمیں مزید گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آیتِ کریمہ

Marfat.com

نے خود اپنے معانی کی تشریح کردی ہے۔ حدیثِ پاک اگر کتاب کے معانی کے موافق ہو تو فبہا، وگرنہ اس کی قیمت واضح ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں اس کی وضاحت کے درپے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بے شک تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بے شک یہود اور عیسائی ان چیزوں کو حلال جانتے تھے جن کو ان کے احبار اور رہبان حلال کرتے تھے اور ان چیزوں کو حرام سمجھتے تھے جن کو ان کے احبار اور رہبان حرام کرتے تھے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ ان احبار اور رہبان کے بارے اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ ان کے حق میں مستقل طور پر تشریعی استحقاق رکھتے ہیں۔ وہ جسے چاہیں حلال کر سکتے ہیں اور جسے چاہیں حرام کر سکتے ہیں۔ لوگوں پر اس سلسلہ میں ان کی فرماں برداری کرنا ضروری ہے اور ان کی نافرمانی کرنا حرام ہے۔ یہ ان احبار اور رہبان کو تشریعی اعتبار سے اللہ ﷻ کے قائم مقام کرنا ہے۔ یہ بات بغیر کسی اختلاف کے شرک ہے۔ اس وقت ہم کہہ سکتے ہیں کہ حدیثِ پاک آیت کے موافق ہے۔

یہ اندھی فرمان برداری بعینہ عبادت ہے۔ آیتِ کریمہ اسی کی تعیین کرتی ہے۔ بلکہ اس حدیث پاک کی بعض روایات اسی معنی کی تصریح کرتی ہیں۔

امام احمد، ترمذی اور ابنِ جریر نے اس حدیث کے راوی عدی بن حاتم کے دوسرے طرق سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ اسی آیتِ کریمہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ عدی بن حاتم حاضر ہوئے اور عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ! یہود ان کی عبادت تو نہ کرتے تھے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

کیوں نہیں! ان احبار ورہبان نے ان کے لئے حلال کو حرام کیا اور حرام کو حلال کیا پس انہوں نے ان کی پیروی کی۔ یہ ان یہود کی ان کے لئے عبادت ہی تھی۔

اس تفسیر نبوی سے موضوع ختم ہوا۔

اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے عدی بن حاتم کی موافقت کی کہ ان یہودیوں نے ان احبار اور رہبان کی عبادت نہ کی تھی یعنی ان کے لئے نماز ادا نہیں کی۔ ان کے لئے روزہ نہیں رکھا۔ ان کے لئے زکوۃ نہیں دی۔ ان کے لئے حج نہیں کیا اور اس طرح کی بدنی عبادات ان کے لئے نہیں کی۔ ان یہودیوں نے ان احبار اور رہبان کے لئے عبادتِ قلبی کی یعنی ان کے بارے یہ اعتقاد کیا کہ یہ حلال کرنے میں، حرام کرنے میں اور اس امر میں ان کی اتباع میں یہ اللہ تعالیٰ کے مساوی ہیں۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے اس امر کو عبادت قرار دیا جس کا کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر زیادتی اور کمی کے فرما دیا ہے۔

ہم ان لوگوں سے یہی عرض کرتے ہیں کہ تمہارا حال دو حال سے خالی نہیں ہے۔ یا تو تم اس سے جاہل ہو یا اسے جانتے ہو۔ اگر تم جاہل ہو تو تم سے یہ عجیب ترین بات ہے کہ تم ایسے مجتہد ہو کہ تمہارے اجتہاد کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہرتی۔ اور تم تقلید کو لوگوں کے لئے حرام کہتے ہو تا کہ وہ کافر نہ ہوں اگر ان میں کوئی ایسا ہو جس نے زندگی بھر دین نہ سیکھا ہو اگر چہ وہ دین کے فہم کے وسائل میں کچھ بھی نہ جانتا ہو۔ اگر تم اجتہاد کے اس درجہ پر ہو تو پھر عجیب ہے کہ جو ہم نے ذکر کیا تم اس سے جاہل ہو۔ اور اگر تم اس کو جانتے ہو جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اور اس کے باوجود تم وہ کہتے ہو جو تم کہتے ہو تو العیاذ باللہ پھر ان لوگوں سے ہو جو جاننے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے کلام کو اس کے مقام سے پھیر دیتے ہیں پھر تم تدلیس کرنے والوں میں ناپاک ترین ہو۔ بے شک ان دنوں ہم نہیں جانتے کہ کوئی ایسی

Marfat.com

تدلیس کرے جس کے نتیجہ میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی امت کافر قرار پائے حالانکہ وہ بہترین امت ہے۔ اس سے تو یہ بات معلوم ہوگی کہ تم اس بہترین امت اوران کے دین کے دشمن ہو۔ جو شخص دین کے ساتھ کھیلتا ہے یہاں تک کہ اس کے معانی کو ہی بدل دیتا ہے تو یقیناً وہ اس دین کا دشمن ہے۔ جو پوری کوشش کرتا ہے اور خود یہ ثابت کرنے میں خوب تھکا تا ہے کہ وہ دین میں ایسے نتیجے کو حاصل کرے کہ جس کی بنا پر وہ اس بہترین امت پر کفر کا حکم لگا سکے اور اس بنا پر ان کا خون، مال اور عزت کو حلال کر سکے تو وہ شخص بلا ریب اس دین کا دشمن ہے۔

یہ سوچ دل کو سکون دیتی ہے کہ یہ لوگ جو اس امت کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کے قتل کو مباح جانتے ہیں یہ ان کے فاسد فہم اور دین سے جہالت کی بنیاد پر ہے۔ رہی یہ بات کہ یہ ایسا جان بوجھ کر کرتے ہیں تو معاذ اللہ ہم ایسا اہل قبلہ کے بارے اعتقاد نہیں کرتے۔

اگر تقلید کفر ہوتی تو امتِ مسلمہ کے ہر ہر فرد پر اجتہاد واضح طور پر فرض ہوتا۔ یہی ان لوگوں کا صریح مذہب ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ مطلق اجتہاد ہر لوہار، بڑھئی، معالج اور ہر پیشہ والے پر فرض ہے۔ اس کی زندگی اسی پر موقوف ہے اس کے سوا کچھ اور کرنا اس کے لئے مستحسن نہیں ہے۔

یہ بات معروف ہے کتاب اور سنت کا فہم اور ان سے احکام کا استنباط بہت سارے علوم پر موقوف ہے۔ ان کا علماءِ اسلام نے ذکر فرمایا ہے۔ تمام امت سوائے ایک بہت ہی قلیل طبقہ کے ان علوم سے ناواقف ہے۔ ایسے لوگوں کو اجتہاد کا مکلف ٹھہرانا ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنا ہے اور تَکْلِیْف مَالَا یُطَاق ہمارے دین میں نہیں ہے۔

بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾

Marfat.com

القرآن الحکیم البقرہ ۲:۲۸۶

ترجمہ : اللہ ﷻ کسی شخص پر ذمہ داری نہیں ڈالتا مگر جتنی اس کی طاقت ہو۔

اس وقت اجتہاد کے بارے میں جوان لوگوں کا مذہب ہے ہمارا دین اس سے ناواقف ہے۔ اگر یہ لوگ یہ کہیں کہ اجتہاد ان علوم پر موقوف نہیں ہے اور ہر انسان پر اسی پر عمل کرنا واجب ہے جس کو وہ سمجھے ان میں سے بعض لوگوں نے ایسا ہی کہا ہے تو ہم ان لوگوں کے ایسے کلام کے سامنے خاموش ہو جائیں گے کیونکہ پھر یہ لوگ مناقشہ کے اہل نہیں ہیں۔

جو شخص فہم کے قانون سے ہی ناواقف ہے اس کے لئے کلام کے معانی کو سمجھنا محال ہے۔ ایسے شخص کے دل میں اگر اس کلام کا ایسا معنی آئے جو ایک کنارے پر ہو اور کتاب اور سنت دوسرے کنارے پر ہوں۔ جس قدر وہ شخص جہالت میں گہرا ہوگا اسی قدر دین کے معانی سے دور ہوگا۔ ایسی صورت میں یہ امت علمی اور عملی میدان میں مضحکہ خیز ہو جائے گی۔ یہ پھر شیطان کے دین پر ہوں گے۔ ہرگز رحمٰن کے دین پر نہیں ہوں گے۔ یہ دنیا اور آخرت کی بربادی ہوگی اور یہ مذہب دنیا اور آخرت کی بربادی کا داعی ہوگا۔

ہر عقل مند پر لازم ہے کہ وہ ایسے مذہب کو دور پھینک دے اور اس کی طرف توجہ بھی نہ کرے۔ بلکہ ہر عقل مند پر لازم ہے کہ وہ ایسے مذہب اور مذہب والوں سے دور بھاگے اور کون شخص بدبختی سے دور نہیں بھاگے گا؟

یہ چند کلماتِ مَیں ان لوگوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ لوگ اس میں خوب غور و فکر کریں گے۔ اگر وہ اس کلام کو سمجھ جائیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے معتقدات سے فوراً رجوع کر لیں اگر وہ حق کو چاہنے والے ہیں۔ اور اگر وہ حق کو چاہنے والے نہیں ہیں (ہم ایک مسلمان سے اس بات کو بہت دور جانتے ہیں) تو پھر ان کی

Marfat.com

نصیحت کے سلسلہ میں جو ہم پر واجب تھا وہ ہم نے ادا کر دیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی انہیں اور ہمیں حق کے قبول کرنے کی توفیق دینے والا ہے۔

شیخ مصطفیٰ بن یوسف حمامی رضی اللہ عنہ اس زمانہ کے مجدد، اہلِ سنت کے ایک عظیم عالم دین، جن کے کمال کی گواہی مصر میں علماءِ ازہر اور دوسرے علماء کرام نے دی ہے اور انہوں نے تسلیم کیا کہ وہ ملک البیان ہیں، یہی فرمایا ہے۔ خوب تر فرمایا ہے۔ کافی اور وافی فرمایا ہے۔ مخالف کے لئے کوئی راستہ باقی نہیں چھوڑا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے لوگوں کی کثرت فرمائے ان کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے منتخب بندوں پر ہمیشہ سلامتی نازل ہو!

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آل پاک اور ان کی اولاد پاک پر ہمیشہ درود وسلام ہو۔

یہ اور میں کتاب وسنت کے علماء سے امید کرتے ہیں کہ وہ اول سے آخر تک اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ جہاں تصحیح کی حاجت ہو وہاں تصحیح فرمائیں۔ کسی کتاب کی حقیقت کی پہچان اس وقت ہوتی ہے جب اس مکمل کتاب کا مطالعہ کیا جائے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کتاب کا نفع تمام مسلمانوں کے لئے عام فرمادے۔

بے شک نصیحت اہل ایمان کو نفع دیتی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

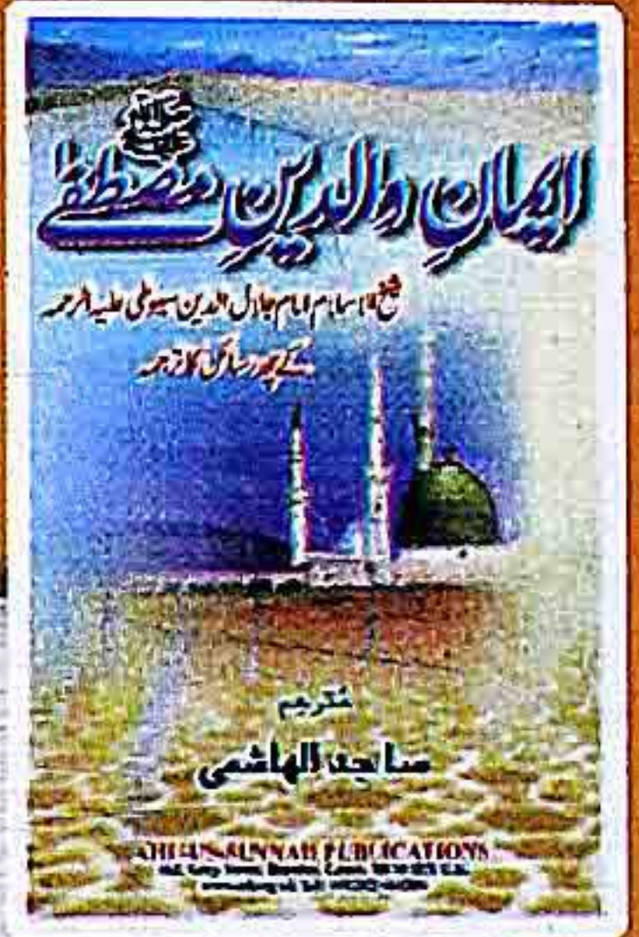

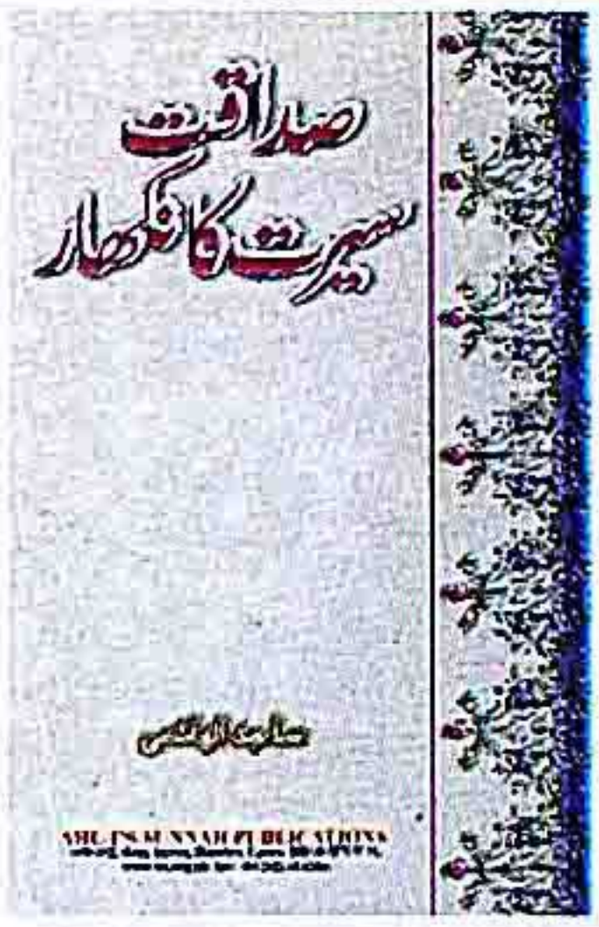

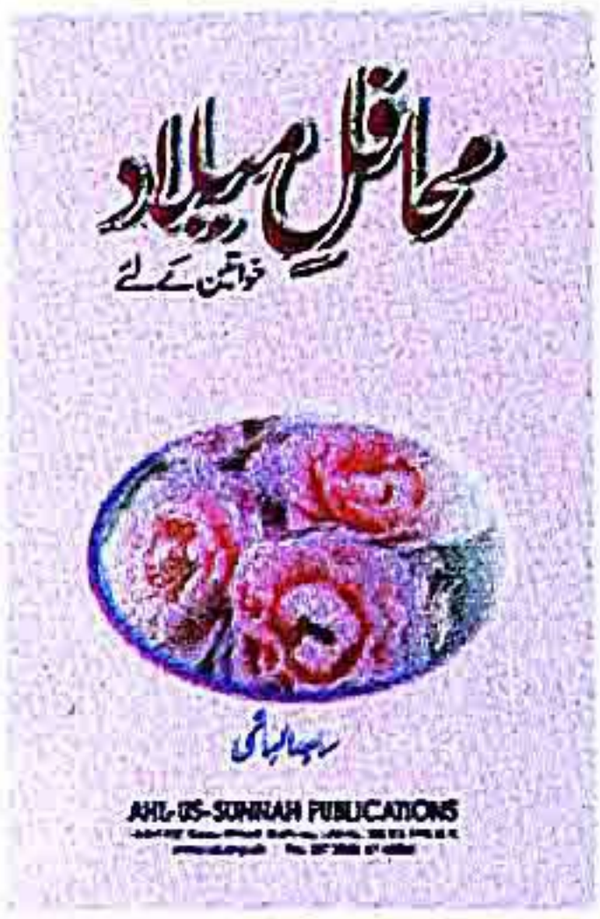

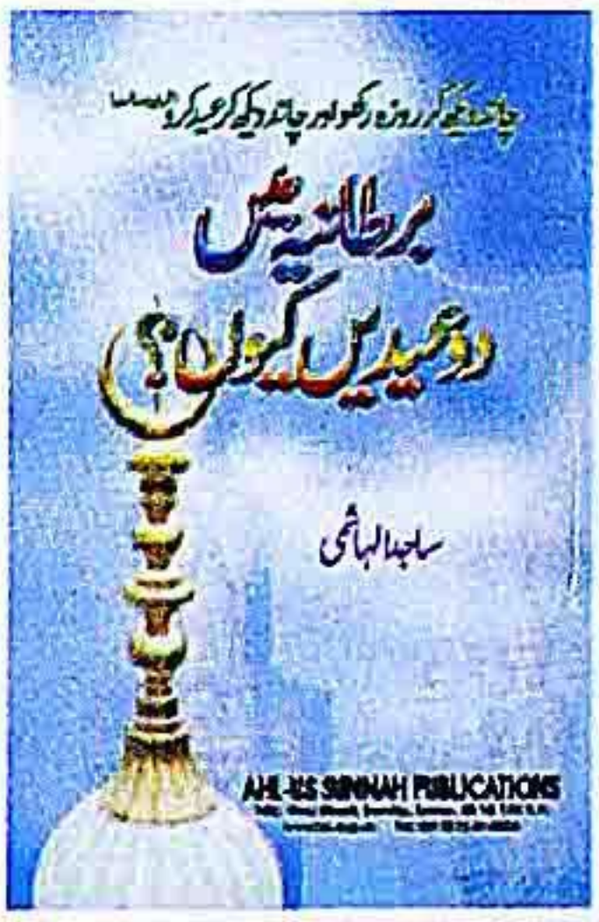

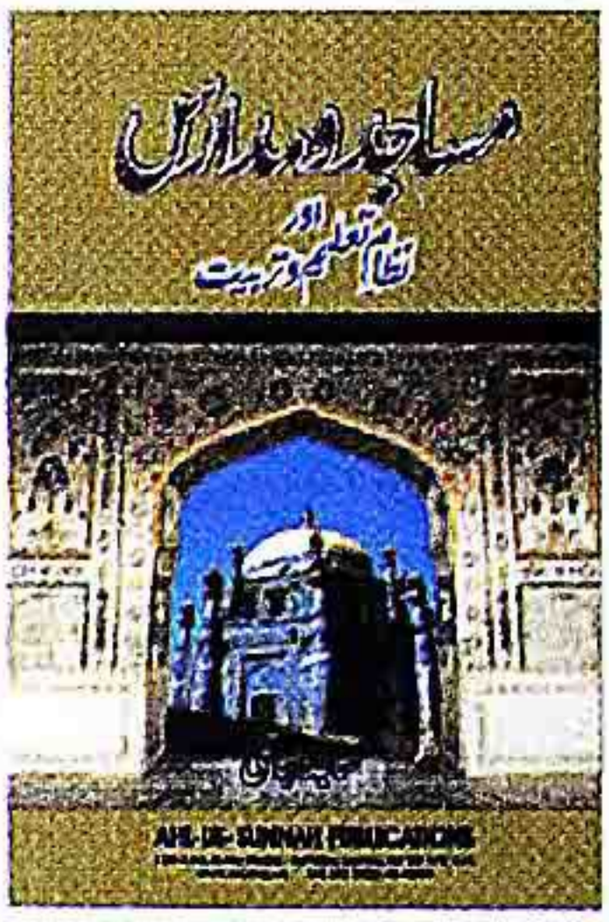

Produced by: Jamal-a-Karam Lahore Pak. Tel:04273249 48

AHL-US-SUNNAH PUBLICATIONS
162, Grey Street, Burnley, Lancs. BB 10 IPX U.K.
WWW.iei.org.uk Tel.:(01282) 414206

Marfat.com